

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد اول

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۲۲	ترتیب کتاب	۱	امام تاریخ علامہ ابن خلدون کی
۲۴	عرب عاریہ	۱	مختصر سوانح عمری
۲۵	قوم عاد	۱	نام و نسب و لاوت
۲۶	باغ ارم	۳	تعلیم و سفر
۲۵	ہود علیہ السلام	۳	قد اور ربانی
۳۵	قوم عاد اور ہود کا شجرۃ النسب	۵	سفر و سیاحت
۳۶	قوم ثمود	۵	تاریخ کی تالیف
۳۶	صالح علیہ السلام	۶	سفر اسکندریہ و حج کعبہ
۳۵	قوم ثمود اور صالح کا شجرۃ النسب	۷	نسب عالم
۳۵	عمالقہ	۹	اسام کی اولاد
۳۹	شجرۃ النسب عمالقہ	۱۱	شجرۃ النسب بنی سام
۳۹	شعیب علیہ السلام	۱۲	نفت کی اولاد
۳۵	ابراہیم علیہ السلام	۱۳	شجرۃ النسب بنی یافث
۴۱	حریت باجرہ	۱۴	اسام کی اولاد
۴۶	اسحاق علیہ السلام	۱۵	شجرۃ النسب بنی حام
۴۹	تعمیر کعبہ	۱۵	نبی علیہ السلام کا حلیہ
۴۲	حکم قریبانی	۱۶	تاریخ عرب

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۱۰	موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ . . .	۸۶	تحقیق ذبح (حاشیہ)
۲۱۴	حکام بنی اسرائیل	۸۹	بنی اسرائیل علیہ السلام
۲۲۵	بنی اسرائیل کا شجرۃ النسب	۹۱	یعقوب علیہ السلام
۲۲۶	ملوک بنی اسرائیل } طالوت	۹۲	یوسف صدیق علیہ السلام
		۱۱۹	لوط علیہ السلام
۲۲۷	داؤد علیہ السلام	۱۲۳	شجرۃ النسب بنو اسرائیل
۲۳۳	سلیمان علیہ السلام	۱۲۵	عرب مستغربہ
۲۳۴	تعمیر بیت المقدس	۱۲۹	ملوک تباہہ
۲۳۵	ملکہ بلقیس	۱۳۳	ملوک حبشہ
۲۳۶	حضرت سلیمان بن داؤد } کا شجرۃ النسب	۱۳۵	واقفہ اصحاب نبیل
		۱۵۵	سیف بن ذی یزن
۲۳۷	الیاس علیہ السلام (حاشیہ)	۱۵۸	ملوک بابل و بینوئی و موصل
۲۳۸	ذکر یا علیہ السلام (حاشیہ)	۱۶۵	ملوک بابل و موصل کا مذہب
۲۳۹	یونس علیہ السلام (حاشیہ)	۱۶۶	شجرۃ السب ملوک } بابل و موصل و بینوئی
۲۳۸	دولت اسیاط عشرہ		
۲۴۰	شجرہ ملوک اسیاط عشرہ	۱۶۶	ملوک قبط
۲۴۱	تعمیر بیت المقدس بعد ویرانی اول	۱۶۶	ملوک قبط کا شجرۃ النسب
۲۴۲	دولتین بنی حسمنائی و بنی ہیرودس	۱۶۷	بنی اسرائیل
۲۴۳	الظفر ابو ہیرودس	۱۶۸	موسیٰ علیہ السلام
۲۴۴	ہیرودس	۲۰۰	قبہ عبادت و تابوت شہادت

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۳۱	حواریان مسیح	۳۱۹	شجرہ ملوک بنی ہیرودس
	کتاب انجیل تدریس		شجرہ ملوک بنی حسنائی
۳۳۲	شریعت عیسوی	۳۲۰	عیسیٰ بن مریم علیہا السلام
	پطرس (حاشیہ)		نسب
۳۳۳	یوحنا (حاشیہ)	۳۲۱	متی (حاشیہ)
۳۳۴	لوقا (حاشیہ)	۳۲۲	ذکر یادگیری علیہا السلام
۳۳۵	عیسائیت میں تثلیث	۳۲۵	ولادت مسیح

————— * —————

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ ترجمہ جو آپ لوگوں کے باریک بین نظروں کے درپیش کئے جانے کی عزت حاصل کر رہا ہے علامہ محمد الرحمن ابن خلدون کی عربی کی معتبہ تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدایہ و الخیر فی ایام العرب و العجم و البربر و غیرہ میں عاصم بن ذوی السلاطین الاکبریٰ کی کتاب ثانی کا ترجمہ ہے جو ماہ جنوری ۱۸۹۷ء سے اکتوبر ۱۸۹۸ء تک سالہ الاسلام آباد میں شائع ہوا ہے۔ مقدمہ کا ترجمہ میں نے بالفعل قصد ترک کر لیا ہے اگر ابتدائاً چاہتا ہوں تو اس ترجمہ کو پورا کر دیا تو وہ بھی بعد اختتام ترجمہ تاریخ ہدیہ ناظر کیا جائیگا۔

میں نے اکثر مقامات میں جہاں علامہ کے کسی واقعہ کو بہ نظر ثنرت مختصر بیان کیا ہے وہاں تاریخی مضامین اور معتبر تواریخ سے اخذ کر کے اکثر وہاں میں اور کم نفس کتاب میں بڑھادیئے ہیں نے مختصر کا اختصار کہیں جائز نہیں رکھا البتہ بعض مقامات میں اختلاف آراء سے قطع نظر کر کے صرف علامہ کی تحقیق لکھ دی۔

اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے جناب عیسیٰ مریم علیہم السلام کے بعد تقریباً چھٹی صدی عیسوی تک کے حالات اور انساب لکھے ہوئے ہیں۔ ایسا کہ بنی اسرائیل و عرب علیہ السلام اور بلوک مین و بابل و نینوے اور میل و فرغانہ و عمالقہ وغیرہ وغیرہ کے انساب و حکومت اور ان کے سچے سچے واقعات ان کے لئے ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ۔

احمد حسین غفرلہ و نوید
از آباد

۲۰ ماہ۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِمَّا هَذَا تَارِيخٌ عِلْمًا مَدْرَسَةً لِبَلَدِ قَوْصِ كَمُتَّعِي وَتَارِيخٌ مَدْرَسَةٍ

*

علامہ نے اپنی سوانح عمری تاریخ کے آخر میں تحریر کیا ہے لیکن ہم ترجمہ تاریخ سے پہلے اسکو بد یہ ناظرین کیا چاہتے ہیں اس مناسبت سے کہ جسکی تاریخ کا ترجمہ قدر افزایوں کی خدمات میں پیش کئے جانیکے عزت حاصل کر رہا ہوا وہی سوانح عمری سے آگاہی پیدا کرنی ہی مخصوص طور پر کیوں نہ ہو بظاہر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ لہذا ہم حکم مالا بد رک کلا لائیکر جرہ ہستی ہی اختصار کے ساتھ علامہ موصوف کی سوانح عمری دائرۃ المعارف اور نیز علامہ کی تاریخ سے اذکر کے تحریر کرتے ہیں۔ آئے کسیقد حصہ اپنے قیمتی وقت کا صرف کر کے اس باغ کی بھی سیر کیجئے جہاںکہ علامہ سہا ہونہار نوشمال نشوونما پا کر ایک ایسا خوشنما سایہ دار درخت ہوا ہے کہ جسکے سایہ میں شتر تک دنیا تاریخ کی آئینہ آرم سے بیٹھکر مستفید ہونگی۔

نام ونسب ولادت مشہور یونج ابن خلدون کی کنیت ابو زید نام عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن بابر بن محمد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن خلدون الانبیلیہ المغربی الخضری ہے اور حضرت موت (بلا دین) کے رہنے والے وائل بن حجر کی نسل سے تھے جو بلا د عرب میں معروف اور جس کو جناب رسول مقبول صلعم کی صحبت نصیب ہوئی تھی

ابو محمد بن حزم کتاب الجہرہ سے وائل کا نسب اسطرچہ نقل کرتا ہے۔

”و وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن النعمان بن ربیعہ بن حرث بن عوف بن عدی
بن مالک بن شریبیل بن حرث بن مالک بن مرہ بن حمیر بن زید الحضری بن عمر بن عبد اللہ
بن عوف بن جروم بن جرم بن عبد شمس بن زید بن لوی شیت بن قدامہ بن اعجب
و ابن مالک بن لوی بن قحطان“

ابو عمر بن عبد البر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ وائل جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت
میں وفد ہو کر آئے تھے جناب موصوف نے وائل کے بیٹھنے کو اپنی چادر بچھا دی تھی اور اس پر انکو
ٹھایا تھا اور یہ دعا فرمائی تھی اللہم بارک فی وائل بن حجر و ولدیہ و ولدیہ الی یوم
القیامتہ (ای خدا برکت دے وائل بن حجر میں اور اس کے لڑکے اور لڑکے کے لڑکے میں روزِ حشر تک)
تیسری صدی کے اخیر میں جس وقت امیر عبد اللہ مروانی کے اقبال کا پھیرا کامیابی کی
ہوا میں اڑ رہا تھا اس وقت اس مورخ کا جد اعلیٰ خلدون ابن عثمان حضرت موت (بلادین)
سے اندلس میں آیا اور قریب فرمونہ میں جہاں پر اسکے ہمقوم مقیم تھے چند سے قیام کر کے شہلیہ
کی طرف چلا آیا ابن حیمان اور ابن حزم وغیرہما تحریر کرتے ہیں کہ خلدون کا خاندان اشبیلیہ میں
نہایت عزت اور احترام سے ریاست و حکومت کے ساتھ کل زمانہ حکومت ہوا میرے میں
زمان الطوائف تک مقیم رہا گواخیر اخیر اس خاندان سے امارت و شوکت جاتی رہی تھی لیکن
جب ابن عباد کا اشبیلیہ پر تسلط ہوا تو پھر بنو خلدون رتبہ وزارت سے مشرف کئے گئے۔
ساتویں صدی کے وسط میں جس وقت جلالقہ ازرقویش کے قوی حملوں سے اشبیلیہ
پاؤں مال ہونے لگا اور ان کے قبائل عرب مضحل اور فنا ہو چلے تو اس وقت بنو خلدون اشبیلیہ
سے جلا وطن ہو کر سببہ میں چلے آئے پھر بعد چند سے یہاں سے بھی برداشتہ خاطر ہو کر
ٹونس میں آئے۔ ابویحییٰ سلطان ٹونس بنو خلدون کی اس درجہ عزت کرتا تھا کہ جب

ہی وہ ٹونس سے باہر جاتا تھا تو بنو خلدون کو اپنا قائم مقام کر جاتا تھا لیکن
 اس خدمت سے علامہ کے والد محمد بن ابوبکر محمد نے کنارہ کشی کی اور برخلاف سلاطین
 کے علم و فضل میں اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ عمرہ رمضان
 ۷۳۱ھ میں علامہ پیدا ہوا اور ۷۳۹ھ میں اسکے والد کا انتقال ہوا۔

یہ سفر ابن خلدون علامہ ابو عبید اللہ محمد بن نزال انصاری سے قرآن شریف
 اور اوجہا بقرات سب سے اور کتاب التفسیر الاحادیث الموطا۔ کتاب التہمید۔ کتاب التہمیل مختصر ابن
 سینہ وغیر ہا پر ہا اسی شمار میں علوم عربیہ اپنے والد سے اور استاد اے کرام شیخ ابو عبید اللہ محمد
 بن ابی۔ ابو عبید اللہ شواش۔ ابو العباس احمد وغیر ہم سے کتب درسیہ اصول اور فقہ ابو عبید اللہ محمد بن
 اللہ ایحیانی اور ابو القاسم محمد سے معانی۔ تفسیر فلسفہ منطق۔ ریاضی حساب۔ اور علوم لسانی
 و بیہ ابو عبید اللہ محمد بن بکر سے حاصل کیا کتب اشعار ستہ اور حماسہ اور کچھ اشعار متنبی کے اور
 ہر چیدہ اشعار کتاب الاغانی کے حفظ کئے اور احادیث شریف کی اجازت امام المحدثین ابو عبید اللہ
 بن جابر سے حاصل کی اور انہیں سے علامہ کو اجازہ عامہ حاصل ہوئی ۷۵۳ھ میں ابو محمد بن
 قرطیب کے ساتھ ٹونس سے بلاد ہوارہ میں چلا آیا اس مقام پر ہوارہ میں سے لڑائی ہوئی
 مال و اسباب لٹ گیا علامہ جان بچا کر کمال بے سرو سامانی سے محمد بن عبدون مالک سبتہ
 پاس چلا گیا۔ ابن عبدون نے پورا سامان سفر درست کر کے ایک قافلہ کے ساتھ مغرب کی
 طرف روانہ کر دیا۔ مقام قفصہ میں پہنچ کر فقیہ محمد بن مزنی کے انتظار میں چند سے ٹھہرا رہا۔
 محمد بن مزنی قفصہ میں آیا تو اسکے دوسرے روز یہ دونوں رفیق زاب کی طرف روانہ
 سے مقام بکرہ تک دونوں کا ساتھ رہا، یام سرما کا زیادہ حصہ یہیں منتقلی ہوا سردی
 سے طور سے ختم ہوئی تھی ہنوز گلابی جاڑا باقی تھا کہ بکرہ سے علامہ تلمسان چلا آیا اور ولیم

ابن ابو عمرو سے شرف ملازمت حاصل کر کے تحصیل و تکمیل علوم باطنی میں مصروف ہوا۔ ۵۵۵ھ میں سلطان ابو عثمان المرینی جو وقت فاس میں آیا تو اس نے علامہ کی خدا داد و قابلیت کی قید راز کی کہ اسکو زانو یہ گنہامی سے نکال کر توفیق سے زیادہ تکریم و احترام کیا اور اپنے دیوان انشاء و توفیق کا اسکو سر دفتر مقرر کر لیا علامہ نے اسکی تعریف میں ایک قصیدہ بھی بوقت ملازمت پیشکش کیا تھا یہاں بھی اس نے باوجود اس عہدہ کے تعلیم و تعلم سے اپنے کو غافل و عاطل نہیں رکھا۔ مشائخین علم ابو عبد اللہ محمد ابن الصفا، المرکشی، ابو عبد اللہ المغربي التلمسانی، ابو عبد اللہ محمد ابن احمد شریف العلوی، ابو القاسم محمد ابن یحییٰ یرجی، ابو عبد اللہ محمد ابن عبد الرزاق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حدیث میں بغرض استفادہ حاضر ہوتا رہا۔

قید اور رہائی (د اوائل ۵۵۷ھ سے حاسدین کی آنکھوں میں علامہ کا یہ رتبہ کاٹنا سا کھٹکا لگا سلطان سے وقتاً فوقتاً برائیاں و غیبت کرتے رہے لیکن سلطان کو اسکی طرف سے سبوتاژ نہ پیدا ہوئی اتفاق سے انہیں واقعات کے اشار میں علامہ کے رسمی تعلقات امیر محمد والی ہجرت بڑھ گئے اسوجہ سے کہ زمانہ حکومت موحدین میں علامہ کے خاندان کو اس کے خاندان سے بڑا تعلق تھا حاسدین نے مناسب موقع پا کر سلطان سے یہ جڑ دیا کہ امیر محمد صاحب بجایہ بھاگنے والا اور ابن خلدون اسکا مشیر و معین ہے سلطان نے بلا تحقیق واقعہ دونوں کو قید کر دیا۔ بعد چند سے امیر محمد تو آزاد کر دیا گیا لیکن یہ ناکرد و گناہ بدستور پابزنجیر رہا تا آنکہ بعد اتفاقاً سلطان وزیر حسن بن عمرو نے اخیر ۵۵۹ھ میں قید سے رہا کیا۔ علامہ نے اپنے وطن کا قصد کیا لیکن وزیر موصوف نے روک لیا اور اس کے عہدہ پر اسکو بحال کر دیا بعد اسکے ۵۶۰ھ میں سلطان ابو سالم مرینی بغرض ملک گیری اندلس سے تلمسان میں آیا اور علامہ اپنے ہمراہ تلمسان سے فاس میں لایا۔ اتفاق زمانہ اسکو کہتے ہیں کہ چند روز بھی ازادی سے بسر نہ کرنے پایا تھا۔

خطیب ابن مرزوق۔ سلطان پر غالب آیا اور اس بیچارہ کو پھر قید کی سرکونی پڑی۔ بعد
چندے وزیر عمر بن عبداللہ نے بوجہ مراسم قدیمہ پھر اسکو قید سے آزاد کر کے اسکے عہدہ پر اسکو قائم رکھا
سفر و سیاحت پھر اوائل ۶۴۳ھ میں اسکے دل نے اندلس کے پرفضا میدان کی سیر کے
طرف توجہ کیا جو دیکھ وزیر عمر اس عزیمت سے مخالفت کر رہا تھا لیکن اسکے مشتاق دل نے
چین سے نہ ہنے دیا۔ جبل الفتح (جبل الطارق) کی خوشنما و پرفضا صورتیں دکھاتے ہوئے اس
بیچ اول سنہ مذکورہ کو غرناطہ میں پہنچا دیا۔ سلطان ابو عبداللہ المنموغ نے اس کے تشریف
آوری کو معتنات سے شمار کر کے کمال بشاشت و مسرت سے استقبال کیا اور اپنے خاص محل
میں ٹھہرایا۔ بظاہر اسکی بود باش تو اسی امر کی شہادت دے رہی تھی کہ اب علامہ غرناطہ ہی میں
پیوند زمین ہوگا۔ لیکن کسی غیر ضروری۔ خلاف متوقع وجہ سے برداشتہ خاطر ہو کر غرناطہ سے
رخصت ہوا اور فاس ہوتا ہوا اٹھ بیس وار و تلسان ہوا۔ ان کل مقامات میں علامہ کی
بڑی اوبہکت ہوئی بڑے بڑے معزز عہدوں سے ممتاز کیا گیا حکام بلا و نے مقبولیت اور اعزاز
کی آنکھوں سے دیکھا و حقیقت وہ اسی امر کا مستحق تھا کہ وہ سلاطین اور عام خلایق کے تائب
ایک دوسرے سے تعلق اور محبت پیدا کر نیکا واسطہ ہوتا امیر ابو عبداللہ کا اسکو اپنا حجاز
(وکیل) بنانا نہایت صحیح اور درست اور امر کا اسکو اپنا سفیر مقرر کرنا بحد موزوں تھا۔
تاریخ کی تالیف تلسان ہی کو یہ شرف حاصل ہونا لکھا تھا کہ علامہ نے بعد سفر و سیاحت
کے اس مقام پر حجم کر چار برس تک قیام کیا اور یہیں اُس نے اپنی معتبر معتمد مشہور تاریخ کو لکھنا
شروع کیا۔ مقدمہ تاریخ خاطر خواہ مرتب کر کے بوجہ شدت علامات ہاجازت سلطان ابن حمو
۶۴۷ھ میں ٹونس کی طرف اس غرض سے چلا آیا کہ مقابر اجاد میں بعد انتقال کے دفن
کیا جائے ٹونس کی آب و ہوا بوجہ مولد و مسکن قدیم ہونے کی اس کے رنگ و ریشہ میں

ایسی سرایت کئے ہوئے تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں صحیح و ندرست ہو کر حسب معمول درس و تدریس و تالیف میں مشغول ہو گیا اخبار بربر زنا، دولتیں عباسیہ و امویہ باقبل الاسلام نہیں تحریر کیا۔ سفر اسکندریہ حج کعبہ شعبان ۴۸۳ھ کے کسی تاریخ میں جس وقت کہ سلطان تونس دوسرے سفر کی تیاری کر رہا تھا علامہ بھی بخمال حسد حاسدین برداشتہ خاطر ہو کر باہارت سلطان اسکندریہ کی طرف روانہ ہوا۔ بعد چالیس یوم کے اسکندریہ پہنچا ایک مہینہ کامل بقصد حج بیت اللہ ٹھہرا رہا۔ لیکن اتفاق زمانہ نے حج سے روک کر اسکو قاہرہ میں پہنچا دیا ابتداً دارالعلوم جامع ازہریہ میں جسکی شہرت اجتک آپ لوگوں کے کانوں کو محظوظ کر رہی ہے درس و تدریس میں مصروف ہوا بعد چندے سلطان مصر نے طلب کر کے ۴۸۶ھ میں مذہب مالکیہ کا قاضی مقرر کیا اسی زمانہ میں اسکے اہل و عیال مغرب سے براہ دریا مصر کو آ رہے تھے لیکن مصر کے قریب پہنچ کر ہوائے مخالفت سے کل اہل سفینہ غرق ہو گئے علامہ کو اس حادثہ غیر متوقع نے کچھ ایسا پریشان کر دیا کہ اس نے قاہرہ سے چلے جانے کا قصد کر لیا لیکن تاہم تین برس تک بخمال سلطان اور احباب و اصداقہ کے کہنے سننے سے قاہرہ میں ٹھہرا رہا۔ رمضان ۴۸۶ھ میں حج کرنے کو گیا ۴۹۰ھ ماہ جمادی الاول یا ثانی میں حج کر کے مصر واپس آیا اور اپنے معتبر و معتمد تالیف (یعنی تاریخ) کو ۴۹۶ھ میں ختم کر کے سلطان ابو فارس عبد العزیز ابن السلطان ابو الحسن المرزنی کی خدمت میں پیش کیا اسکے بعد اہل اندلس اور مغرب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے سیکڑوں خطوط لکھے لیکن اپنے مصر سے سفر کا کیا ذکر ہے بقصد اندلس حرکت تک نہ کی تا آنکہ ۸۰۸ھ میں حجت الہی سے جا ملا انا لله وانا الیہ راجعون

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون

کتاب ثانی جلد اول

نحمدہ علی الامتہ ونصلی علی سید انبیائہ وعلی آلہ واصحابہ

انساب عالم

ص ۶۰ (۶۰) * (۶۰) ص ۶۰

یہ بات باتفاق علماء نسب ثابت ہو چکی ہے کہ ابوالبشر (آدمیوں کے باپ) آدم علیہ السلام ہیں۔ اور انہیں کی اولاد و احفاد کی نسل سے نوح علیہ السلام تک تعمیر عالم و عمران ارض ہوتی رہی۔ اور حسب ضرورت و اقتضا، وقت انبیاء مثل شیث اور یونس اور بلوک ہوتے رہے جہاں لوگوں میں بت پرستی، شرک، کفر اور الجاحد سے بڑھ گیا تو نوح علیہ السلام کی وعاد رب لا تذری علی الارض من الکافرین دیا مرا (ترجمہ اسے پروردگار زمین پر کسی کافر کے شہر کو چھوڑے) سے عالمگیر طوفان آیا اور سوائے اہل کشتی کے اور کوئی متنفس اس عذاب جانکاہ سے جاں بر نہوا۔ چونکہ اہل سفینہ نے نہ تو اپنے بعد کوئی اولاد چھوڑی اور نہ ان کے توالد و تناسل کا سلسلہ چلا بنا، علیہ کل اہل عالم نوح علیہ السلام

کے نسل سے ہیں اور جناب موصوف ابو البشر ثانی عالم کے ہیں انکا نسب حسب تورات مقدس
 و اتفاق نسابتیں نوح ابن لامک (بالمک) ابن متوشلخ ابن خنوخ (یا خنوخ یا اشخ یا اشخ)
 ابن یر و (یا یر و) ابن ہملائل (یا مابلائل) ابن قائن (یا قینین) ابن انوش ابن شیت
 بنی ابن آدم علیہ و صلی نبینا الصلوٰۃ والسلام۔ شیت کے معنی عطیۃ اللہ کے ہیں ابن
 اسحاق کتاب ہے کہ ادریس نبی کا نام خنوخ تھا لیکن اور نسابتیں اسکے مخالفت ہیں اور حکماء
 قدیم کا زعم یہ ہے کہ ادریس نبی وہی ہیں جو فن حکمت میں ہر مس حکیم کے نام سے مشہور
 ہیں واللہ اعلم ان اسماء میں اختلاف اسوجہ سے ہوا ہے کہ اہل عرب نے اسماء مذکورہ
 اہل تورات سے لیا ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ محارج حروف لغات اہل تورات مہیا
 و محارج حروف لغات اہل عرب ہیں۔

ژند جوانان فارس اور بیدانان ہند ماجرا سے طوفان سے انکار کرتے ہیں لیکن بعض
 علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ طوفان صرف بابل کی زمیں میں آیا تھا حالانکہ کتب ساویہ اس
 طوفان عالمگیر کی پوری طور سے شہادت دے رہی ہیں نوح علیہ السلام کے صرف تین
 لڑکوں سام، حام اور یافت سے تمام امم عالم پیدا ہوئے۔ یافت بڑے
 حام چھوٹے سام منجھلے تھے۔

طبری نے باب احادیث مرفوعہ میں ایسا ہی تخریج کیا ہے اور یہ کہ سام ابو العرب
 (پدر عرب) اور یافت ابو الروم (پدر روم) اور حام ابو الحبش و الزنج (پدر حبش
 و زنگ) ہے اور بعض میں یوں مذکور ہے کہ سام ابو العرب و الفارس و الروم (پدر
 عرب و فارس و روم) اور یافت ابو التکر و الصقالیہ و یاجوج و ماجوج (پدر ترک و صقالیہ و یاجوج
 و ماجوج) اور حام ابو القبط و السودان و البربر (پدر قبط و سودان و بربر) ہے ایطح ابن سب

اور وہب ابن نبیہ سے روایت کی جاتی ہے۔ بہر حال اگر یہ احادیث صحیح مان لی جائیں تو یہ اجمالی انساب ہیں محققین انساب نے جو انساب کی تفریعات ذکر کی ہیں ان کے لئے کوئی صحیح نقل ہونی چاہئے طبری نے لکھا ہے کہ نوح کا ایک لڑکا کنعان جس کو عرب یام کہتے ہیں طوفان میں ہلاک ہوا اور دوسرا لڑکا عابر نامی قبل طوفان انتقال کر چکا تھا۔ ہشام نے لکھا ہے کہ نوح کے ایک لڑکا اور تھا جب کا نام یوناظر تھا لیکن جس پر تمام علماء تاریخ نے اتفاق کیا ہے وہ یہ ہے کہ سلسلہ توالد و تناسل انہیں میں لڑکے عام سام۔ اور یافت سے چلا۔ اور یہی بعد ابو البشر ثانی نوح علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام تمام عالم کے مورث اعلیٰ ہیں۔

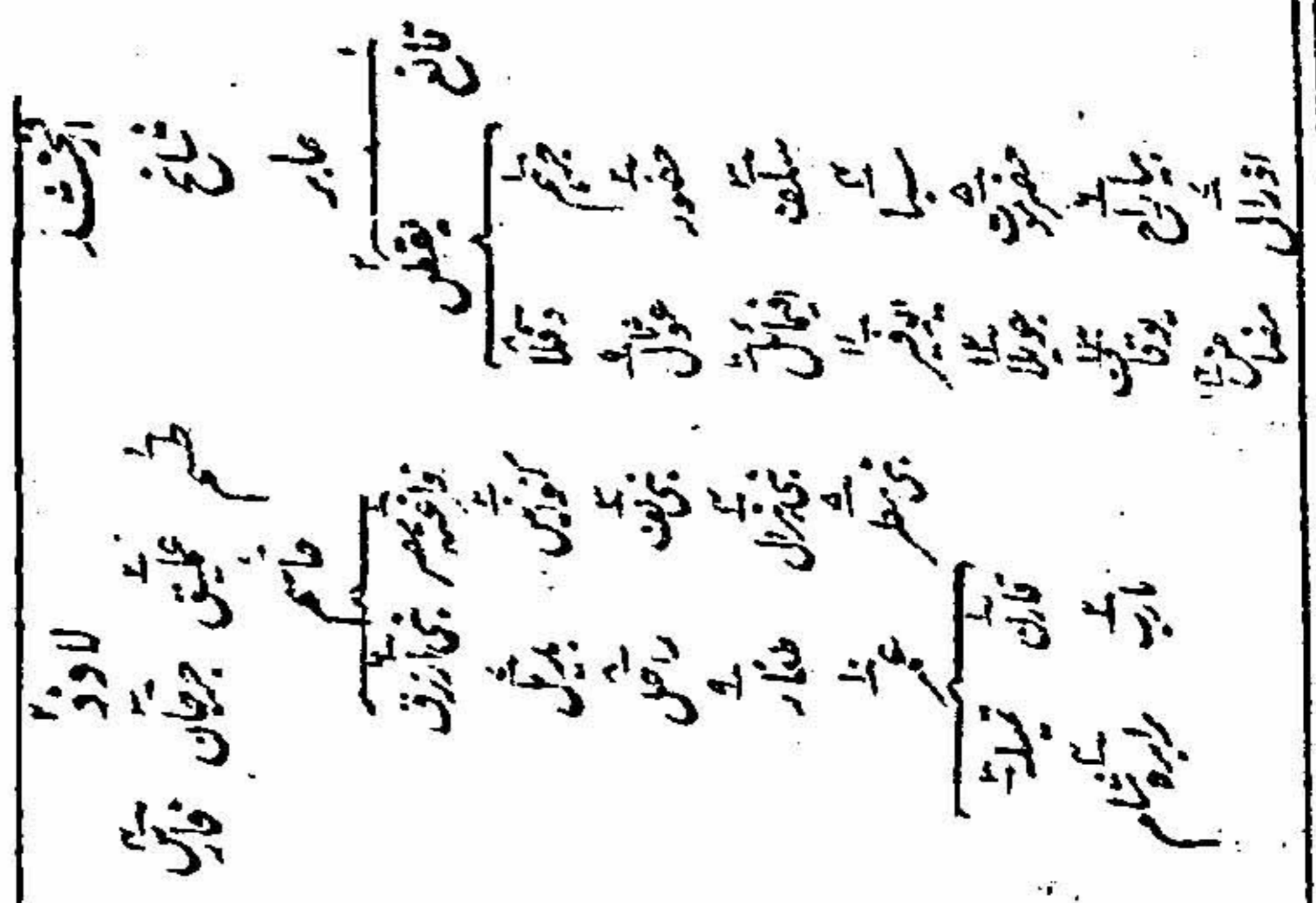
سام کی اولاد | سام ابن نوح کی اولاد سے عرب اور ابراہیم اور ان کے لڑکے ہیں ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ ان کے پانچ لڑکے ارفخشذ، لاؤ، ارم، شوذ اور غلیم۔ تھے گو اولاد لاؤ و ابن سام کا توریث میں کچھ ذکر و مذکور نہیں ہے لیکن ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ لاؤ کے طسم، علیق، جرجان، فارس چار لڑکے پیدا ہوئے علیق سے ماسم کا گروہ ہے جن میں سے فراعنہ مصر کنعانیہ۔ برابرہ شام بنی لاف۔ بنی ہزال۔ بنی مضر بنی اریق۔ بربیل۔ راعل۔ ظفار ہیں۔ ارم ابن سام کے چھ لڑکے علیل۔ عبد شحم عوص۔ کاشر۔ ماش (یا شیخ) حول ہوئے عاؤ بن عوص زمیں احقاف مضر موت کے گرد و نواح میں رہتا تھا اور اولاد کاشر سے شمو۔ جدیس۔ جرموق ہیں شمو کا مسکن شام و حجاز کے مابین مقام جسر میں تھا

نوٹ۔ کنعان کا ذکر توریث میں بھی آیا ہے اور قرآن میں اس کا نام تو نہیں آیا ہے لیکن اسکے واقعات جو نوح کے ساتھ پیش آئے تھے وہ مذکور ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہی کنعان ہے کیونکہ کنعان کے سوا نوح کا کوئی لڑکا غرق طوفان نہیں ہوا اور یہاں تک کہ اس کا تھا قرآن میں اس پر ابن کثیر کا لفظ اطلاق کیا گیا ہے اور عرب ابن صلیبی لڑکے کو کہتے ہیں نہ کہ یہ وہی ہے۔

طبری روایت کرتا ہے کہ ناد۔ ثمود۔ عدیل۔ طسم۔ جدیس۔ اسم۔ عمیق کو اللہ تعالیٰ نے
 زبان عربی سکھائی تھی یہی لوگ عرب عارب کہلاتے ہیں۔ اور کبھی یقطن بھی عرب
 عارب سے شمار کیا جاتا ہے اور عرب عارب کو عرب باد یہ بھی کہتے ہیں۔ انکا وجود اب کمین
 نہیں پایا جاتا۔ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ ہشام ابن محمد کا یہ خیال ہے کہ نبطی۔ اولاد
 نبط بن ماش بن ارم سے اور سریان بنی سریان بن نبط سے ہیں۔ اشود ابن شام
 کے چار لڑکے ایران۔ نبط۔ جرموق۔ یاسل ہیں۔ ایران سے فارس، کر و اور خزر۔
 نبط سے نبط اور سریان جرموق سے جرموق اور اہل موصل۔ باسل سے اہل ولیم۔
 اور اہل جبال ہیں ہذا رواہ ابن سعید غلیم ابن سام کے لڑکے فارس اور لاؤڈ
 ہیں۔ اور ناد کے تین لڑکے طسم۔ اسم۔ عملاق۔ مشہور ہیں۔ ارمشذ ابن سام
 یہ وہی بزرگ ہے جسکو عالم میں یہ شرف حاصل ہوا کہ اسکی نسل سے انبیاء کرام
 و رسل عظام ہوئے اس کے خاندان میں جس طرح نبوت کا سلسلہ نسلاً بعد نسل
 چلتا نظر آتا ہے اسی طرح سلطنت نے بھی سکا ساتھ دیا ہے۔ اس کے صلب کے
 شاخ اور شاخ کے صلب سے عابر پیدا ہوا عابر کے دو لڑکے تھے ایک
 قانع اور دوسرا یقطن محققین نسابہ کے نزدیک اسی کو قحطان کہتے ہیں
 کیونکہ عرب نے یقطن کو معرب کر کے قحطان بنا لیا ہے۔ قانع سے ابراہیم
 اور انکی نسلیں ہیں جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔ اور یقطن سے بہت سی شاخیں
 نکلی ہیں تو ریت میں ان میں سے تین مرداد۔ معربہ۔ مضاض کا ذکر ہے حالانکہ
 جرم۔ حضور۔ سالن با۔ حضرموت۔ بیاراج۔ اوزال۔ دفلا۔ عوثال۔ ایمایل۔ ابویر
 جوہار۔ یوقات۔ اسی یقطن ابن سام کی نسل سے ہیں حضور اور سالن اہل سلفات کے

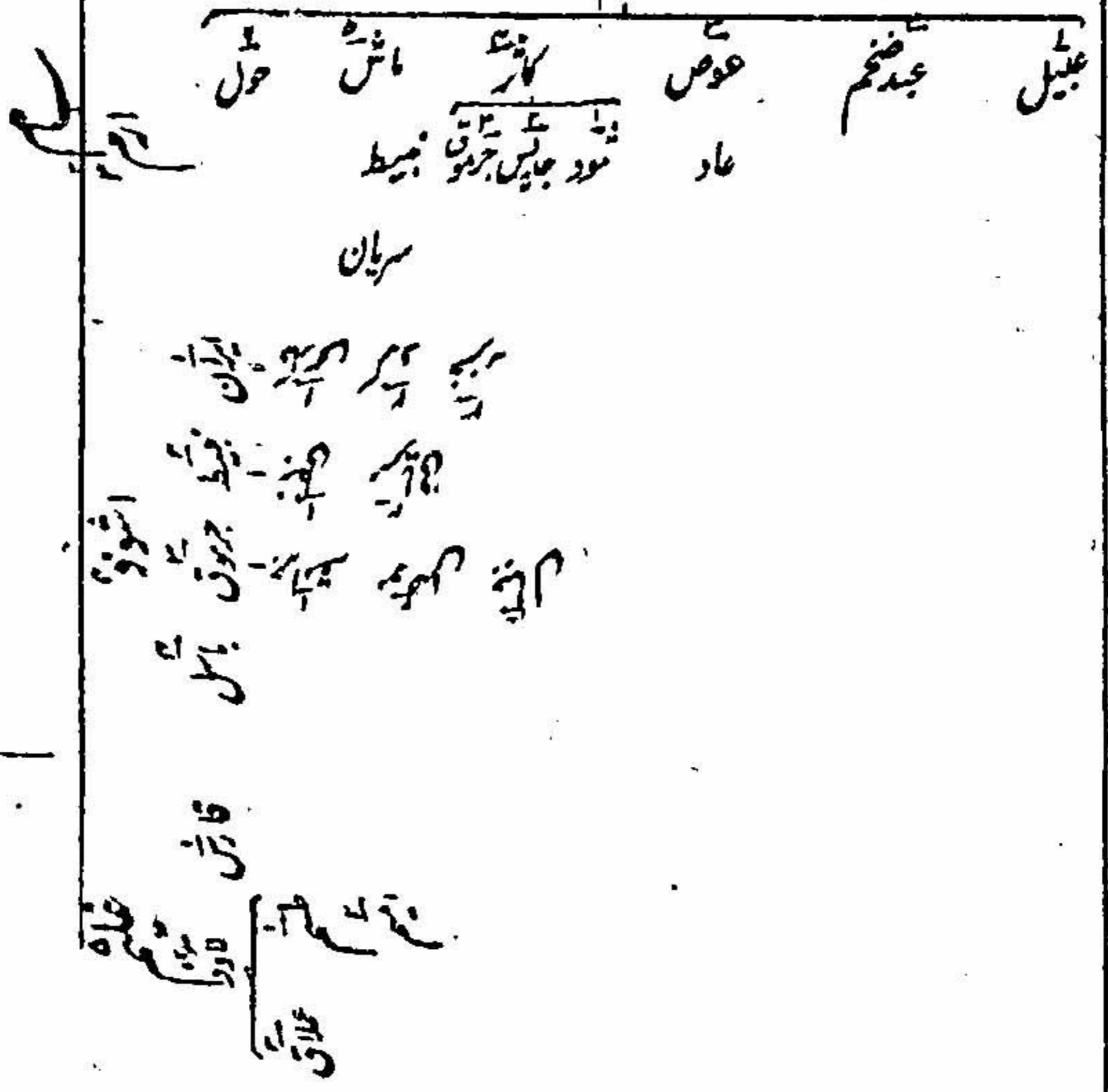
مورث اعلیٰ ہیں اور سیامین، حمیر اور تیمالہ کا۔ ایو فی ر ہند اور سندھ کا جدا اعلیٰ ہے۔

شجرۃ النسب بنی سہم



یافت

فج



حام

یافت کی اولاد

یافت ابن نوح کی اولاد سے بائفاق نسابہ اہالیان ترک چین

صقالہ اور یاجوج۔ و ماجوج ہیں اور ان دو پھلوں (یا جوج و ماجوج) میں کچھ اختلاف ہے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے یافت کے سات لڑکے کو مژ۔ یادان، مانوغ، قطوبال، ماشخ، ماڈائے اور طیراش تھا۔ جیسا کہ تورت میں ہے اور ابن اسحاق نے شمار کیا ہے اسرائیلیات کی تحریر معلوم ہوتا ہے کہ توغزما ابن ترک ابن کومر سے اہل خزر۔ اور اشبان ابن ترک سے صقالہ اور ریغاث ابن ترک سے فرنج ہیں ترک کی کل شاخیں کو ترک کی اولاد سے ہیں علامہ ابن سعید ترک کو عامور ابن سویل ابن یافت کی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ عامور اور کومر دو شخص نہیں ہیں۔ کومر ہی کو عامور بھی کہا کرتے تھے۔ ہمارے خیال میں پھر بھی ان دونوں روایتوں میں اختلاف باقی رہا کیونکہ علامہ ابن سعید کی تحریر صاف طور سے شہادت دے رہی کہ عامور یافت کا پوتا ہے اور تورت سے یہ مفہوم ہو رہا ہے کہ کومر یافت کا لڑکا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقہ الحال کومر ابن یافت سے ترک پیدا ہوا اور ترک کے اجناس سے خور خزر قفقاق۔ (یا خفشخ) یک۔ علان جسکو آذربائیجی کہتے ہیں۔ شکرکس (یا چرکس) ازکس طغرغر (جسکو تتر بھی کہتے ہیں اور ارض طغاج میں رہتے تھے) خطا۔ الغز۔ توغزما۔ اشبان ریغاث۔ اور بیاطلہ۔ ہیں۔

طغرغر تاتاریوں کا۔ اور الغز سلجوقیوں کا۔ اور بیاطلہ خلیجیوں کا۔ اور ریغاث فرنج کا۔

اور خزر ترکمان کا مورث اعلیٰ ہے۔ لیکن بعض علماء نسب کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

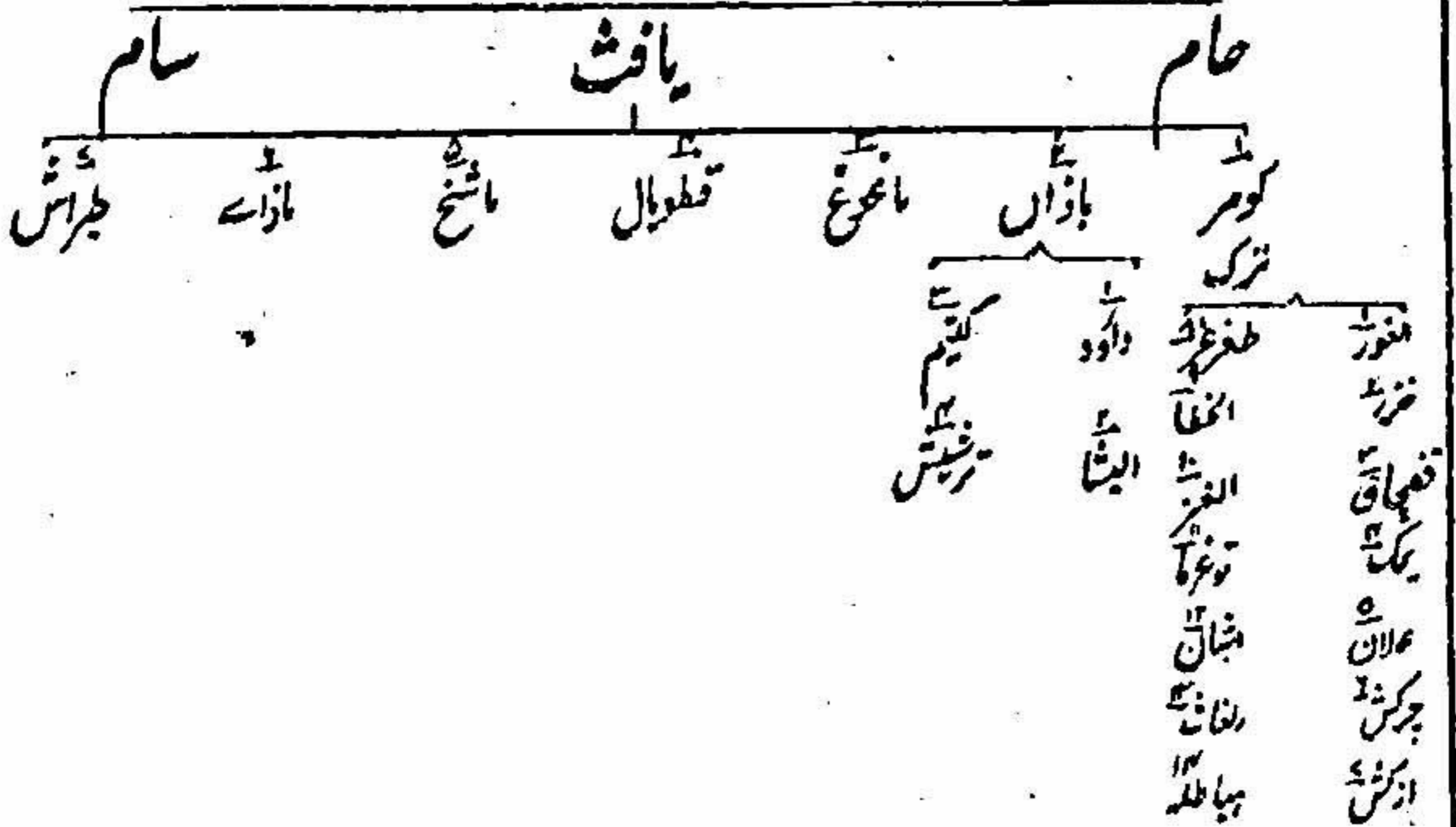
ترکمان اولاد توغزما سے ہیں یادان ابن یافت کے (جسکو یونان بھی کہتے ہیں) چار لڑکے داد

ایشا، کتیم، ترشیش پیدا ہوئے۔ کتیم کو علماء نسب ابو الروم (پدر روم) اور ترشیش کو اہل طرس

کامورث اعلیٰ تہلاتے ہیں اور ماغوج ابن یافث کی نسبت عام طور سے یوں مشہور ہو رہا ہے کہ
 یا جوج اسی کے صلب سے ہیں۔ اہر و شبوش مورخ روم نے قوط اور لطین کو بھی ماغوج کی اولاد
 سے شمار کیا ہے۔ قطوبال ابن یافث کی اولاد نے بھی خوب خوب نسلی ترقیاں حاصل کیں اسی نسل
 سے مشرق میں اہل چین اور مغرب میں المان (جرمن) اور ایسے ہیں بعض لوگوں نے افریقیہ میں
 بربریوں اور فرنج کو بھی قطوبال ہی کی نسل سے شمار کیا ہے۔ اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل اندلس
 بھی اسی کی نسل سے اور ان سے قدیم ہیں۔

ماشخ ابن یافث کی طرف اہل خراسان منسوب کئے جاتے ہیں اور باڈائے ابن یافث سے
 صرف ایک لڑکا دایلم خیسکو زبان عبرانی میں راہان کہتے ہیں پیدا ہوا اور طیراش ابن یافث سے
 ایک لڑکا قارس پیدا ہوا۔ خیال اسراٹیلین طیراش کی اولاد خراسان میں صاحب دولت
 و حکومت تھی لیکن اب انکے قبضہ اقتدار میں نام حکومت و سلطنت نہ رہی۔

شجرۃ النسب بنی یافث نوح



حام کی اولاد | حام ابن نوح کی اولاد سے سو دان ہند ہندہ، قبط اور کنعان بالانفا

ہیں لیکن پچھلے دو میں اختلاف ہے جیسا کہ توریت میں ہے۔ انکے چار لڑکے مصر (یا مصریم)، کنعان، کوش، قوت تھے۔

مصر ابن حام کے سات لڑکوں میں سے تھا۔ یفٹو جیم۔ لودیم کا کچھ حال نہ تو کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے اور نہ انکا کچھ ذکر توریت میں ہے باقی ربے کسلو جیم۔ قتر و سیم کفتوریع عثمانیم یہ سب اسکندریہ اور اطراف اسکندریہ میں آباد و سکونت پذیر ہوئے کنعان ابن حام کے بارہ لڑکے (۱) صیدون (۲) صیدا میں اسکی نسل پھیلی (۳) ایوری (۴) کرساش (۵) ان دونوں کی اولادیں شام میں رہتی تھیں لیکن بعد غلبہ یوشع افریقہ کی طرف چلی گئیں (۶) یوسا (۷) بیت المقدس میں رہا اور یہیں اسکی نسل نے ترقی کی بعد غلبہ داؤد اسکی اولاد افریقہ و مغرب کی طرف بھاگ گئی۔ ظاہر اقیاس یہ شہادت دیتا ہے کہ بربری انہیں مغرب میں کی اولاد سے ہوں۔ گو محققین علماء نسب نے انکو مازیع ابن کنعان کی اولاد سے بتلایا ہے ممکن ہے کہ مازیع انہیں لوگوں میں سے ہو (۵) مازیع (۶) حیث (عوج بن عناق باعنی اسکی نسل کا مشہور بادشاہ ہے) (۷) عرفان (۸) اروادی (۹) خوامی (ان لوگوں نے اپنا مقام گاہ نابلس کو قرار دیا) (۱۰) سببا (یہ طرابلس میں رہا) (۱۱) ضمرا سے (اس نے حمص کو جا سے سکونت ٹھہرایا) (۱۲) حما (اسکا فرد گاہ انطاکیہ تھا) مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہیں کوش ابن حام کے پانچ لڑکوں سفنا، سببا، جویدا۔ (یہی اہل برقہ کا مورث اعلیٰ ہے) رعما۔ سفنا۔ کا ذکر توریت میں ہے لیکن ہشام ابن محمد کی روایت یہاں دیتی ہے کہ ثمود کوش ابن حام کا چھٹا لڑکا ہے۔

قوط ابن حام سے ایک لڑکا قبط پیدا ہوا اور یہی بخیاں بعض علماء سب قبطیوں کا

جد اعلیٰ ہے۔ سو دانیوں اور حبشیوں کی نسبت طبری کی روایت کافی طور سے شہادت
 دے رہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی جنس اور ایک ہی نسل کی شاخ یعنی حام ابن نوح کی
 اولاد سے ہیں۔ ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ کنعان ابن حام کا ایک لڑکا اور علاؤ
 ان بارہ لڑکوں کے کوش نامی تھا جس کے صلب سے نرود پیدا ہوا تھا۔

شجرۃ النسب بنی حام

نوح	
سام	حام
(۱) قوط	(۲) کنعان
(۳) قبط	(۴) مضر (یا مصر) ایم
۱. عدان	۱. تہامیم
۲. بصر	۲. یفتوحیم
۳. یوحنا	۳. لودیم
۴. یوحنا	۴. کسایم
۵. یوحنا	
۶. یوحنا	
۷. یوحنا	
۸. یوحنا	
۹. یوحنا	
۱۰. یوحنا	
۱۱. یوحنا	
۱۲. یوحنا	
۱۳. یوحنا	
۱۴. یوحنا	
۱۵. یوحنا	
۱۶. یوحنا	
۱۷. یوحنا	
۱۸. یوحنا	
۱۹. یوحنا	
۲۰. یوحنا	
۲۱. یوحنا	
۲۲. یوحنا	
۲۳. یوحنا	
۲۴. یوحنا	
۲۵. یوحنا	
۲۶. یوحنا	
۲۷. یوحنا	
۲۸. یوحنا	
۲۹. یوحنا	
۳۰. یوحنا	
۳۱. یوحنا	
۳۲. یوحنا	
۳۳. یوحنا	
۳۴. یوحنا	
۳۵. یوحنا	
۳۶. یوحنا	
۳۷. یوحنا	
۳۸. یوحنا	
۳۹. یوحنا	
۴۰. یوحنا	
۴۱. یوحنا	
۴۲. یوحنا	
۴۳. یوحنا	
۴۴. یوحنا	
۴۵. یوحنا	
۴۶. یوحنا	
۴۷. یوحنا	
۴۸. یوحنا	
۴۹. یوحنا	
۵۰. یوحنا	

نوح کا حلیہ مورخ علامہ ابن خلدون نے شاید بوجہ شہرت نوح کے حالات
 سے بالکل تعرض نہیں کیا لیکن ہم یہ چاہتے کہ شاید یقین فرم تاریخ جنگو زمانہ نے
 اپنے اسلاف کے حالات سے واقفیت پیدا کرنے کی بہت نہیں دی وہ اس کے متروک

رہجائیں اسوجہ سے ہم نوح کے اُن حالات سے جو کہ مشہور و معروف ہیں اعراض کر کے
 ضروری ضروری باتیں عرض کرنیکی جرات کرتے ہیں۔ عجب نہیں کہ ہمارے مشاق
 ناظرین اپنے عزیز اور قیمتی وقت کو سیکھنا ان حالات کے دیکھنے میں بھی صرف کر دیں
 سب سے پہلے نوح علیہ و علیٰ آلبیاء الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف حاصل ہوا ہے
 کہ بعد ادریس کے نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ یہ پہلے ہی ہیں کہ انکی شریعت نے
 آدم کی شریعت کی تجدید کی انکی دعا سے کفار و مجذبن عذاب الہی میں گرفتار ہوئے
 سب سے پہلے آپا ہی نے نماز کے اوقات حسب مشیت از روی مقرر فرمائے
 نوح کا چہرہ نرم اور سر بڑا طول کی جانب مائل تھا آنکھیں بڑی باز و پر گوشت۔
 پنڈ لیا تیلی۔ رانیں موٹی تھیں۔ اشارت جیسی آپ کی ڈاڑھی بڑی تھی ویسا ہی قدر
 قامت بھی موزوں اور مزاج میں غصہ تھا پچاس برس کی عمر میں ہی ہوئے۔
 چھ سو برس تک و عظ و بند کرنے رہے۔ لیکن بد نصیب قوم نے گمراہی و کفر
 والحاد سے نہ پھیرا آخر الامر آپکی دعا سے بد سے جسوقت آپکی عمر چھ سو برس سے
 متجاوز ہو کر دوسرے مہینہ کے سترہ دن کی ہو چکی تھی ایک عالمگیر طوفان آیا جس
 کفار ہلاک ہوئے اور مومنین نے نجات پائی طوفان کے واقعات کو ہم بوجہ شہرت
 نہیں ذکر کیا چاہتے ہاں البتہ اسقدر لکھنا مناسب سمجھتے ہیں کہ یہ طوفانی پانی
 زمین پر آئی پچاس دن تک رہا دسویں رجب کو کشتی جسپر جناب نوح معہ اہل و عیال
 اور چالیس آدمیوں کے سوار تھے جبل جودی (جودی کے پہاڑ) پر جو کہ سرزمین جزیرہ
 میں ہے ٹھہری اور دسویں محرم کو کشتی سے اتر کر قریہ قردی میں فرود کش ہوئے اور
 اُس کا نام سوق ثمانیں رکھا اس وجہ سے کہ اُس وقت وہ قرایہ انہیں انسی

گھروں سے آیا دیکھا گیا تھا۔ جو اس وقت تک اسی نام سے موسوم ہے الغرض
 کشتی سے اتر کر قیام پذیر ہونے کے بعد آپ اور اہل کشتی نے حسب حکم باری تعالیٰ
 قربانی کی اور جب رمضان کا مہینہ آیا تو آپ نے روزے رکھے اور بعد طوفان
 کے تین سو پچاس برس زندہ رہے۔ اس حساب سے آپ کی عمر پورے ایک ہزار سال
 کی ہوئی جیسا کہ کلام مجید فرقان جمید کی اس آیت کریمہ قَلْبًا فِیْہُمْ حُرُوفٌ یَسْتَدْرِکُوْنَ
 خَمْسِیْنَ عَامًا سے (اپنے قوم میں نوح ایک ہزار سال رہے باسٹنار پچاس برس یعنی نوسو
 پچاس برس بعد نبوت اور پچاس برس قبل نبوت کے) مفہوم ہوتا ہے۔ آدم علیہ و علی
 نبینا الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے وقت سے غرق ارض (یعنی طوفان) تک دو
 ہزار دو سو بیالیس برس ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

طبقات عرب - تو ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ لفظی ترجمہ ہم نہ کریں گے اور نہ اختلافات
 سے چندال بحث کریں گے۔ مطلب کی بات ہاتھ سے نہ جانے دینگے اور نہ کوئی
 تاریخی واقعہ فرو گذاشت کریں گے اکثر مقامات پر ہم اپنے مشہور مورخ ابن
 خلدون سے بھی علحدہ ہو کر گزر جائیں گے، لیکن نہ ایسا کہ مطلب خبط اور
 عبارت بے ربط ہو جائے اور قدر دانان فن تاریخ کو دیکھیں نہ ہو۔ آئے!
 ہم آپ کو کل ان امور سے قطع نظر کر کے جنکو کہ نفس تاریخ سے کچھ تعلق نہیں
 اور نہ اُس سے آپ کو دیکھیں ہو سکتی ہے عرب کی جو کہ ہم لوگوں کے آبا و اجداد کا
 اصلی مسکن ہے جس کے نام پر ہر مسلمان جان فدا کرنے کو ہر وقت مستعد رہتا ہے،
 جہان ہمارا ہادی برحق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعوث ہوا تھا۔ دیکھو
 اسی طریق سے سیر کریں جس صورت سے ہمارے مشہور مورخ نے کتاب ہذا میں

اُس کے خال خال کا نقشہ کھینچ کر دکھلا یا ہے۔

عرب کے حدود اربعہ (چار و جدیں) جہاں کہ بنی سام، بنی عام سے لڑ بھڑ کر بابل سے آنے والے ہیں یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ اس جزیرہ نما عرب کو بچم کی طرف سے اپنا یاب المنذب و بحر احمر (جسکے دوسرے طرف افریقہ ہے) اور پورب سے خلیج فارس اور اتر سے فلسطین و ملک شام اور وکن سے بحر عرب گہرے ہوئے ہیں۔

یہ بات قابل یاد رکھنے کی ہے کہ عرب چار طبقوں پر اس طور سے تقسیم کیا گیا ہے کہ پہلے گروہ کو عرب عاریہ کہتے ہیں یعنی رماخۃ فی العروبیہ کما یقال لیل الیل صوم صائمہ او بمعنی الفاعلۃ للعروبیۃ والمبتدعۃ لها (یعنی اس گروہ کو عرب عاریہ اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اس گروہ کو عربیت میں بہت دخل تھا جیسا کہ عرب تمثیلاً کہتا ہے لیل الیل صوم صائمہ یا اسوجہ سے کہ اس گروہ پر عرب عاریہ کا اطلاق ہوا کہ یہی گروہ عربیت کے قاعل اور مبتدع ہے) اور کبھی اس گروہ کو عرب باد یہ (بمعنی بالک) سے بھی موسوم کرتے ہیں اسوجہ سے کہ کوئی شخص ان کی نسل سے جہان میں باقی نہیں رہا۔ اب باقی رہی یہ بات کہ عرب کو عرب کیوں کہتے ہیں بجائے عرب کے اسکو دوسرے نام سے مشہور کرتے تو کیا ہرج تھا۔ اُسکی وجہ علامہ اور نیز اور مورخین نے یہ ظاہر کی ہے کہ یہ گروہ اپنے معاصرین میں بیان و فصاحت و بلاغت کلام و طلاق لسان میں مشاہیر عالم سے تھے

۱۔ پہلے یہ ملک بوسیلہ خاکنا سے سویز گوشہ شمال و مغرب میں بر عظیم افریقہ سے ملا ہوا تھا لیکن نہر سویز کے کھد جانے سے یہ اس سے علیحدہ ہو گیا ہے لہذا اس کی سترہ سو میل اور رقبہ دس لاکھ میل مربع ہے۔ اب باشندوں کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی جاتی ہے جس سے فی مربع میل ۱۲۔ آدمیوں کی آباد ہوئی۔

اور ظاہر اقیاس بھی اسی امر کا مقتضی ہے گو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نکتہ بعد اوقوع ہے۔
 بہر کیف یہ گروہ جسکو عرب عار یہ کہتے ہیں انکی بہت سی شاخیں ہیں، از آنجملہ علیل
 جدیس۔ عجد ضخم۔ حضور عار لہوی۔ ثمود۔ عمالقہ۔ طسم۔ اہیم۔ جبرہم۔ حضر موت ہیں یہ اور
 جو لوگ کہ عرب عار یہ سے انکی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ سب کے سب لاوذ ابن
 سام ابن نوح کی اولاد سے ہیں۔

اس گروہ نے نہ تو اپنے رہنے کے لئے کوئی مکان بنایا تھا اور نہ بارہوں میں سے ایک
 مقام پر کبھی اپنا قیام رکھا تھا اگر آج ان کا باقتضائے مصلحت وقت کسی صاف چٹان
 میدان میں قیام ہے تو کھجوروں اور اونٹوں کے خیال سے ہرے بھرے بیابانوں میں
 ہو گا۔ کھانے پینے کے بھی چنداں محتاج نہ تھے کہ خواہ مخواہ رزق کی جستجو
 میں اپنے کو جہان گرد بناتے۔ وہ ہمیشہ اونٹوں، بکریوں کے دودھ و گوشت
 سے اپنی سیری کر لیتے تھے۔ کبھی کبھی جنگلی میوؤں اور صحرائی حبوب سے بھی اپنے وسیع
 دسترخوان کو زینت دیتے تھے غرض کہ مصلحت وقت اور اونکی ضرورتوں نے ان کو
 اقلیم ثالث میں ماہین بحر محیط مغرب سے اقصائے یمن تک اور مشرق میں حدود
 ہند تک رکھا اس گروہ میں بھی حسب ضرورت و مشیت ایزدی انبیاء کرام مبعوث
 ہوئے تھے جیسا کہ تھوڑی دور آگے چل کر مفصل بیان کریں گے۔

دوسرا گروہ عرب مستعربہ کہلاتا ہے یہ گروہ جیسا کہ عرب عار یہ سے نسبتاً قریب
 ہے ویسا ہی زماناً بھی اسکو اس سے قرب حاصل ہے اس گروہ نے بھی خوب خوب
 ترقیاں کیں۔ دولت، حکومت، عزت نے بھی بدتوں اس گروہ کا ساتھ دیا۔ حمیر اور
 کہلان اسی گروہ کے نامی خاندانوں میں سے ہیں۔ یہ وہی گروہ ہے جس نے عرب کے

پہلے طبقہ (یعنی عرب عارب) پر غالب آکر انکی حکومت اور دولت کا نام عالم ہستی کے صفحہ سے ایسا مٹا دیا کہ حشر تک نام کے سوا اُن کا نشان کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکے گا۔

جرہم اسی دوسرے طبقہ میں شمار کیا جاتا ہے جس میں کہ آنے والے طبقہ ثالثہ کے مورث اعلیٰ حضرت اسماعیل پرورش پائیں گے اور انہیں سے عربی زبان سیکھیں گے اور انہیں حجازیوں کی طرف مبعوث بھی ہوں گے۔ ان کا مسکن و ماوا سر زمین یمن تھا۔ یمن کچھ حد و جزیرہ تاعرب سے باہر نہیں ہے بلکہ اسی جزیرہ نما کا یہ بھی ایک ٹکڑا اور حجاز کے جانب جنوب واقع ہے۔ یہ لوگ اپنے ہر بادشاہ کو تبع کہتے تھے۔ کلام پاک ربانی میں بھی اس کا ذکر آگیا ہے۔ قحطان وغیرہ اور کل وہ لوگ جو کہ عرب ثابوہ سے ان کی

اجرہم جو کہ نسل عرب عاربہ سے تھا وہ زمانہ عداوہ میں تھا اور یہ جرہم قحطان ابن عابر کا لڑکا ہے۔ علماء نسب نے اسکو یمن کے عربوں سے شمار کیا ہے۔ یعر ابن قحطان نے اسکو والی حجاز مقرر کیا تھا۔

۱۱ کلام مجید کے چھ بیسویں پارہ سورہ قات کے پہلے رکوع کی اس آیت میں یوں مذکور ہے **كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ ثَمُودٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدُهُ** یعنی ہماری قوم سے پہلے اسے محمد جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم نوح کو اذراہل رس اپنے نبی حنظلہ بن صفوان یا کسی اور نبی کو اور ثمود یعنی صالح کی قوم صالح کو اور عاد ہوڈ کو اور فرعون موسیٰ اور لوط کے بھائیوں یعنی قوم لوط لوط کو اور اہل ایکہ یعنی بن کے رہنے والے شعیب کو اور تبع کی تبع کو ان سب نے جھٹلایا رسوں کو جیسا کہ جھٹلایا تمکو ہماری قوم قریش نے تمکو پس واجب ہوا اُن پر نزول عذاب۔ مفسرین رحمہم اللہ نے تحریر کیا ہے کہ تبع یمن ایک بادشاہ حمیری تھا جس کا نام اسعد بن ملکی کرب تھا اور کنیت اسکی ابو کرب تھی یہ ایمان لایا اور اور اپنی قوم کو خدا کی طرف بلا یا لیکن قوم نے اسکو بھی جھٹلایا تھا۔

طرف منسوب ہوتے ہیں سب کے سب عابر ابن شامخ ابن ارفخشذ ابن سام ابن نوح علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے شمار کئے جاتے ہیں۔

تیسرے طبقہ کا نام عرب تابعہ عرب ہے اس کے مورث اعلیٰ اسماعیل نہ تو جزیرہ نما عرب کے رہنے والے تھے اور نہ ان کی زبان عربی تھی ان کو مو انکیاں باجرہ علیہما السلام کے ابراہیم با لہام ربانی و استاد عار سارہ علیہما السلام سہز میں مکہ مقام حجر میں چھوڑ آئے بنی جریم میں آپ نے جنکا ذکر اجمالاً عرب مستعربہ میں ہو چکا ہے پرورش پائی اور انھیں سے زبان عربی سیکھی اسی خاندان میں آپ کی شادی ہوئی اسی سہز میں آپ کی آئندہ نسلوں نے نمایاں ترقیاں حاصل کیں۔ یہ تیسرا طبقہ جمکو فلخ ابن عابر ابن شامخ ابن ارفخشذ ابن سام ابن نوح ہے نسبتاً تعلق ہے طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ سے زمانا اور نسبتاً بہت ہی قریب ہے کیونکہ طبقہ ثانیہ والے عابر ابن شامخ کی اولاد سے ہیں اور طبقہ ثالثہ والے فلخ ابن عابر ابن شامخ کی نسل سے ہیں۔

چوتھا طبقہ جو کہ درحقیقت طبقہ ثالثہ کی اولاد و احفاد سے ہے عرب مستعربہ کہلاتا ہے اور وجہ اسکی یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ جب اسلام کی عالمگیر روشنی نے عرب کو شرک و اتحاد کی تاریکی سے نکال کر ایک نئے طرز کی دولت و حکومت کی بنا ڈالی اور اس طبقہ رابعہ کی ترقی کرنے والی نسلوں نے مشرق سے مغرب تک پھیل کر اپنی کامیابی کے پھریرے بڑے بڑے شاندار ممالک کے بلند میناروں پر اڑا سے اور عجمیوں کی مخالفت و مجالست نے ان کی اُس زبان کو جو کہ اصلی مادری زبان کے قائم مقام ہو رہی تھی ایسا کچھ متغیر و تبدیل کر دیا کہ بظاہر بالکل مخالف ہو گئی۔ اس وقت اس چوتھے طبقہ کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو عرب مستعربہ سے تعبیر کیا۔ یہ ایک بات

قابل یاد رکھنے کے ہے کہ (اولاً) عرب اب تکہ علی العموم ہر اُس شخص کو جو کہ جزیرہ العرب
 کا رہنے والا نہ ہو عجمی کہتا ہے اور (ثانیاً) عرب تاریخی حالات کے اعتبار سے چار طبقوں پر تقسیم کیا گیا
 ہے۔ ورنہ بلحاظ زبان عرب کے دو ہی طبقے مشہور ہیں ایک عرب عاریہ و دوسرا عرب مستعربہ۔
 ترتیب کتاب پہلے ہم طبقہ اولی یعنی عرب عاریہ کے انساب اور انکی دولت و حکومت
 کے حالات بیان کریں گے بعد ازاں طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ بنی حمیر بن سببا کے
 انساب اور ان کے ملوک تبابعہ کی حکومت و دولت کے تذکرے لکھ کر انکے معاصرین
 ملوک بابل سریانیوں و ملوک موصل و مینوئے و قبط ملوک مصر و بنی اسرائیل و صائبہ و
 فارس و دولت یونان و اسکندریہ و قباصرہ روم کے حالات و انساب لکھیں گے پھر
 طبقہ ثالثہ عرب تبابعہ عرب یعنی قضاعہ و قحطان و عدنان اور انکی دونوں شاخیں ربیعہ
 و مضر کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں گے پس پہلے قضاعہ کے انساب اور ان
 کی حکومت جو کہ آل نہماں کی حیرہ و عراق میں تھی اور انکے مزاج میں بلوک کنذہ
 بنی حجر آکل المرار کی شام میں و بنی جفثہ کی بلقاریں و اوس و خزرج کی مدینہ نبویہ
 میں تھی لکھیں گے بعد اسکے ذعدناں کے انساب اور ان کی حکومت کا حال جو کہ
 مکہ میں قریش کے قبضہ میں تھی تحریر کریں گے اور اس کے ہم اس شرافت و کرامت کو
 بیان کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے قریش کو از قسم نبوت و ہجرت و سیر نبویہ مرحمت فرمایا،
 اسقدر لکھنے کے بعد خلفار ربیعہ کے حالات اور ان کے زمانہ کی ردت و فتوحات
 و فتن کے تذکرہ ارقام کریں گے پھر خلفار اسلام بنی امیہ، عباسیہ، علویہ
 پھر دولت عبیدیہ اسماعیلیہ کا جو کہ قیر وال و مصر میں تھی پھر قراسطہ
 کا جو کہ بحرین میں تھی پھر دعوات طبرستان و دیلم پھر علویہ کی اس حکومت کا

بیان ہو گا جو کہ حجاز میں تھی۔ پھر اُن بنی ایسہ کو لکھیں گے جو بنی عباس سے اندلس میں منازعت کرتے تھے پھر مستبدین دعوت عباسیہ یعنی بنی اغلب کو جو کہ افریقہ میں تھے اور بنی حمدان کو جو کہ شام میں تھے اور بنی مقلدہ کو جو کہ موصل میں تھے اور بنی صالح بن کلاب کو جو کہ حلب میں تھے اور بنی مردان کو جو کہ دیار بکر میں تھے اور بنی اسد کو جو کہ حله میں تھے اور بنی زیاد کو جو کہ یمن میں تھے اور بنی ہود کو جو کہ اندلس میں تھے لکھیں گے اور اس قدر لکھنے کے بعد قاضین دعوت عبیدہ یعنی صلیبیوں کو جو کہ یمن میں تھے اور بنی ابی الحسن کلبی کو جو کہ صقلیہ اور اطراف مغرب میں تھے لکھ کر پھر ان لوگوں کے حالات لکھیں گے جو دولت عباسیہ کی دعوت شخم میں کر رہے تھے یعنی بنو طولوں مصر میں اور بنی طنج و بنی صفار فارس و سجستان میں بنی سامان ماوراء النہر اور بنی سبکتگین غزنہ و خراسان میں اور غوریہ غزنہ و ہند میں اور گرد سے بنی حسنیہ خراسان میں۔ اس کے بعد ان دو اسلامی حکومتوں کا حال ضبط تحریر میں لائیں گے جو بعد دولت عرب بڑی سلطنتوں میں سے شمار کی جاتی ہیں یعنی ولیم سے بنی لویہ اور ترک سے سلجوقیہ۔ ملوک سلجوقیہ کے تبعین بنی طغتكین شام میں اور قطلش بلا دروم میں اور بنی خوارزم شاہ بلاد و عجم و ماوراء النہر میں اور بنی سقمان خلاط دارینہ میں اور ارتق مار دیں میں اور بنی زنگی شام میں اور بنی ایوب مصر میں تھے۔ پھر اُن ترک کے حالات لکھے جائیں گے جو ان کے ممالک کے وارث ہوئے اور دولت اسلام کو خلافت عباسیہ سے لے لیا پھر انکی اسلام میں داخل ہونکی کیفیت بیان کی جائیگی اور یہ بنی ہلا کو عراق میں اور بنو شیبخان شمال میں اور بنی ارتسا بلا دروم میں اور بعد بنی ہلا کو کے بنی شیخ حسن بغداد میں اور

بنی مظفر اصفہان و شیراز و کرمان میں اور بعد بنی ارتنا کے ملوک بنی عثمان ترکمان سے
 بلاد روم وغیرہ میں ہیں بعد ازاں طبقہ رابع یعنی عرب مستعجمہ کے حالات لکھیں گے
 جنگی دولت و حکومت کچھ مغرب و مشرق میں تھی جب ان کے حالات ہم لکھ چکیں گے
 تو بربر کا تذکرہ تحریر کریں جنگی حکومت مغرب میں تھی اور وہیں ان کی حکومت و
 دولت کی فہرست بھی لکھیں گے انشاء اللہ العزیز

عرب عاربہ نوح کے بعد عرب کا یہ گروہ سب سے زیادہ قوی اور عظیم الشان
 اور مقدم تسلیم کیا جاتا ہے لیکن ان کا زمانہ اس قدر بعید گزرا ہے کہ ان کے حالات و
 اخبار سے اطمینان کلی نہیں ہو سکتا اگرچہ طبری کتاب یا قوتیہ اور کسائی کی کتاب البد
 سے عرب عاربہ کے حالات پورے پورے معلوم ہو سکتے ہیں لیکن ان دونوں بزرگوں
 نے نہ تو تاریخ کے پیرایہ میں لکھا ہے اور نہ صحت کا چنداں التزام کیا ہے نظر بریں اس
 سے تو ہم قطع نظر کرتے ہیں باقی رہی تورات۔ اس میں بھی اگرچہ عرب کے اس گروہ کا
 کہیں ذکر و تذکرہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ بنی اسرائیل کا زمانہ عرب عاربہ کے زمانہ سے
 بہت ہی قریب تھا۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل اور علماء تورات کی روایتوں کو ہم قابل
 اطمینان و اعتبار سمجھ کر اس گروہ کی کیفیات معاشرت و حکومت اور اخبار منازعت
 کو ان لوگوں سے نقل کرنا چاہتے ہیں جو اپنا قدیمی مذہب چھوڑ کر اسلام میں آ گئے
 ہیں اور اسی کو ہم معتبر سمجھتے ہیں۔

عرب عاربہ جزیرہ نما عرب کے رہنے والے نہ تھے اور نہ ان کے آبا و
 اجداد کا یہ مسکن و ماوا سے تھا۔ یہ لوگ سرزمین بابل میں رہتے تھے معلوم
 نہیں کہ کب اور کیوں بنی سام اور بنی حام سے کسی قدر

ہوئی اور کچھ کھوڑی بہت چل بھی گئی۔ بنی سام بابل سے جزیرۃ العرب میں چلے آئے اور یہیں ان لوگوں نے بو و باش اختیار کی اس گروہ میں ہر قبیلے اور ہر فرقے کے جدا جدا بادشاہ یا امیر ہونے لگے تھے تا آن کہ انپر بنی یصر بن نبطان غالب آئے اور حسب طرح باعتبار انتظار دنیا ان میں امیر یا بادشاہ یکے بعد دیگرے ہوتے رہے اسی طرح بنظر صلاح دین و آخرت انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے۔

قوم عاد سب سے پہلے عرب کا جو بادشاہ ہوا وہ عاد ابن عوض ابن ارم ابن سام تھا۔ اسکی قوم ارض احقاف میں ما بین یمن و عمان حشر موت تک میں رہتی تھی اسکی ایک ہزار بی بیائیں تھیں اور چار ہزار لڑکے تھے اور بارہ سو برس کی عمر پائی یہ سچی روایت کرتا ہے کہ اسکی عمر صرف تین سو برس کی ہوئی۔ بعد عاد ابن عوض کے اسکے تین لڑکے شداد، شدید، ارم یکے بعد دیگرے سلطنت و حکومت کرتے رہے۔ مسعودی کا بھی یہی خیال ہے کہ شداد بعد عاد کے بادشاہ ہوا اور حمالک شام و ہند و عراق کو اس نے فتح کیا۔ علامہ زرخشیری اسی شداد ابن عاد کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ اس نے صحرائے عدن میں مدینہ ارم بنوایا تھا جس میں سوئے چاندی کی اینٹیں اور یا قوت و زبرد کے دروازے تھے اور قہقہہ اور سکا اس طرح پر بیان کیا ہے کہ شداد بن عاد سے ایک روز اسکے زمانہ کے نبی نے جنت کی تعریف کر کے کہا کہ اگر توبت پرستی چھوڑ کر حق پرستی کرے گا تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے جنت دے گا شداد نے کہا کہ میں خود ویسی جنت بنوا سکتا ہوں مجھے تیرے اللہ کی جنت کی ضرورت نہیں

۱۔ مسعودی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں سب سے پہلے عوض ابن ارم نے تین سو سال تک حکومت کی تھی بعد اسکا لڑکا عاد تخت نشین ہوا تھا اور اللہ عالم۔

ہے شداوتے یہ کہہ کر باوصاف معلوم صحرا کے عدن میں ارم بنوادیہا۔ علامہ ابن سعید قتیبی سے روایت کرتا ہے کہ باغ ارم کا بانی ارم ابن شداوت ابن عاواکبر ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ صحرا کے عدن میں نہ تو کوئی مدینہ ہے اور نہ ارم نام کا کوئی باغ ہے یہ سب بے اصل و خرافات قہقہے ہیں اور ضعفاء مفسرین کی من مانی دل بسلاؤ کہانیاں ہیں اور ارم جو کہ قول باری تعالیٰ ارم ذات النملین میں مذکور ہے اس سے قبیلہ مراد ہے نہ کہ شہر و باغ۔

باغ ارم (مترجم) ہمارا حافظہ اور محدود علم اگر صحیح بتا رہا ہے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام المفسرین قدوة المحققین شیخ ابوالخیر شیرازی بیضاوی کا بھی خیال اسی کے قریب قریب ہے۔ اس نے اپنی تفسیر موسور انوار التشریح و اسرار التاویل میں صاف طور سے لکھ دیا ہے کہ آیا کر یہ ألم قرأ کیف ففعل ترکیب بمعاد ارم ذات النملین لم یخلق مثله انی بسلاؤ میں ارم سے اولاد یا قبیلہ مراد ہے نہ کہ جنت جیسا کہ اوسکا یہ بیان کہ (ارم) عطف بیان المعاد علی تقدیر مضامین ای سبط ارم (لفظ ارم عاواکبر عطف بیان ہے یہ تقدیر مضامین یعنی سبط ارم) اس تفسیر کے موافق آیہ موصودہ کے

یہ معنی ہوئے کہ آیا تو نے نہیں دیکھا کہ کیا کیا تیرے رب نے عاواکبر کے ساتھ جو کہ سبط (اولاد) ارم سے تھا گوا نوار التشریح ہی میں ارم والا مشہور قصہ بھی مذکور ہے لیکن علامہ مفسر نے قیل کہ اس قصہ کو بیان کیا ہے جو کہ ضعف قول پر دلالت کرتا ہے اور علامہ جلال لدین محمد ابن احمد محلی شافعی کی تفسیر سے بھی یہی مفہوم پورا ہے کہ آیا کر یہ مذکورہ میں ارم سے موصود اولاد ارم ہے چنانچہ لم یخلق مثله انی بسلاؤ تفسیر میں قیل یلشہم توہم

تحریر کرتا ہے۔ اگر علامہ موصوف کے خیال میں یہ بات پیدا ہو گئی ہوتی کہ ارم سے مقصود
 باغ یا جنت ارم ہے تو ہرگز ہرگز فی بطشہم و قوتہم نہ تحریر کرتا کیونکہ بطش
 (غصہ) اور قوت کی صفتیں انسان میں ہوتی ہیں نہ کہ جنت اور باغ یا کاشہر میں
 الحاصل ان دونوں تفسیروں سے ارم (جنت مصنوعی) کا تو کچھ پتہ نہ چلا باقی رہا کلام
 جاہلیت۔ ہاں کہیں کہیں یہ دیکھا گیا ہے کہ شعرے جاہلیت تشبیہاً کا نہ اس میں
 کہا کرتے تھے جس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ ارم کوئی ایسا شخص یا قبیلہ تھا کہ جس سے
 عظمت و ہیبت و قوت میں تشبیہ و بیانی بے مورخین کا یہ حال ہے کہ علامہ ابن اثیر
 نے تاریخ کامل میں اس سے کچھ تعرض نہیں کیا اور طبری ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اب
 اس مقام پر یہ ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ
 اگر کسی واقعہ کو مورخین نے ذکر نہ کیا ہو تو وہ ہرے سے جھوٹھا سمجھا جائے۔
 ممکن ہے کہ مشاد ابن عادی کسی اور نے کوئی جنت بنوائی ہو اور زمانہ بعید گزرے
 کی وجہ سے مورخین تک یہ خبر نہ پہنچی ہو اس سوال کا صرف اسی قدر جواب دینا
 ہم کافی سمجھتے ہیں کہ اس آیت سے جسپر ارم کے قصے کی بنیاد رکھی گئی ہے جنت کا
 بنانا تو نہیں ثابت ہوتا اور نہ اس آیت سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ اس ارم سے
 وہی ارم مقصود ہے جس کا قصہ عوام میں مشہور ہو رہا ہے۔ باقی رہا باغ ارم کا
 وجود اس سے ہم انکار نہیں کرتے لیکن ارم بمعنی جنت کلام عرب میں اس وقت تک
 ہمارے نظر سے گزرا نہیں۔ انتہی کلام المترجم۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ عوص کی حکومت تین سو برس تک رہی بعدہ عاد

ابن عوص حکمراں ہوا اور جیرون ابن سعد ابن عاد انھیں میں کا ایک بادشاہ تھا

جس نے شہر دمشق کا تاخت و تاراج کیا اور سنگ مرمر اور قیمتی پتھروں سے ایک مکان بنوایا تھا جس کا نام آس نے ارم رکھا تھا۔ دمشق کے دروازوں میں اس کا اب تک وجود پایا جاتا ہے اس کو باب جیرون کہتے ہیں کتاب الاغانی کے صوت اول کے کسی بیت میں اس کا ذکر آگیا ہے ابن عساکر نے بھی تاریخ دمشق میں جیرون کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جیرون کا ایک بھائی یزید تھا جس کے نام سے شہر یزید مشہور ہے۔ یزید اور جیرون دونوں بیٹے سعد بن لقمان ابن عاد کے ہیں انھیں ولولہ کے سبب سے باب جیرون اور نہر یزید مشہور ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ باب جیرون سلیمان علیہ السلام کے غلاموں میں سے ایک کے نام پر موسوم ہوا ہے زمانہ بنی اسرائیل میں جو کہ ان کے زمانہ حکومت میں کارپرداز تھا واللہ اعلم۔

علامہ ابن سعید نے قبلیوں کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ شداد بن ہداد بن ہذول بن شداد بن عاد نے قبلیوں سے خوب خوب لڑائیاں کیں اور مصر۔ اسکندریہ وغیرہ ان کے مقبوضات کو لے لیا اور ایک شہر اوان نامی آباد کیا جس کا ذکر تورات میں بھی آیا ہے پھر جب وہ انھیں لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا تو قبلیوں نے اپنے بھائی بربروں اور سوڈانیوں کو جمع کر کے عرب کو مصر سے نکال دیا اور مصر کو بدستور اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

ہود بعد چندے شامت اعمال سے جب اس گروہ کے اقبال نے ان سے منہ پھیرنا چاہا تو ان میں سے بت پرستی پھیلنے لگی رفتہ رفتہ اس قدر اس کا شیوع ہوا کہ ہر کہ وہ لکڑی اور پتھروں کے بتوں کی پرستش کرنے لگے معبود حقیقی کو بالکل بھلا دیا۔ بتی قوت اور توانائی پر ایسے نازاں ہوئے کہ سمجھانے سے سمجھنے کی امید ان سے کم لگتی تھی۔

اللہ جل شانہ نے انھیں میں سے ہود ابن عبد اللہ بن رباح بن خلود بن عاد کو نبوت عطا فرمائی بعض نساہین سے ہود کا سلسلہ نسب اس طرح پر بیان کیا ہے کہ ہود عابر کے بیٹے تھے اور عابر شالخ کے اور شالخ ارفخشذ ابن سام کے لڑکے تھے۔

(مترجم) ہود بہت ہی مشابہ حضرت آدم علیہ السلام سے تھے۔ سر پر بکثرت اور گونگھڑ

واسے بال حسین بلند قامت تھے ہمیشہ تجارت کرتے تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ کس سن میں

جناب موصوف کو نبوت دی گئی لیکن اسقدر البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ خلیجان اور نعمان بن

عاد یا بن صدام کی عہد حکومت میں ہود علیہ السلام قوم عاد کی طرف بعوت ہوئے

تھے جو کہ تیرہ قبیلہ تھے اور ان کے ممالک بہت سرسبز و آباد تھے ہود پچاس برس تک

وعظ و بند کرتے تھے اور وہ قوم ہی کہتی رہی ما جئنا بیدنیہ و ما نحن بتبارک

الکھتیل عن قولک و ما نحن بمؤمنین (مترجم) تم ہمارے پاس کوئی دلیل

تولائے نہیں ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو نہ چھوڑیں گے اور نہ تم پر ایمان لائیں گے

قوم نعمان تو ہود پر ایمان ملائی اور خلیجان کی قوم بدستور اپنے کفر و الحاد پر رہی اور یہ کہنے لگی

ان نقول الا اعتزاک بنفس الھیتنا بسوء (مترجم) ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تمکو

ہمارے بعض خداؤں نے جنکی تم پرستش نہیں کرتے ہود یوانہ کر دیا ہے) ہود نے جب انکے

کفر و الحاد کو حد سے متجاوز ہونے دیکھا تو بھجوری جناب باری میں دعا کی تین برس ایک

لخت پانی نہ برسا۔ سارے چشمتے خشک ہو گئے بھیر بکریاں گل چوپائے مر گئے۔ قحط نے

سبھوں کا حال پتلا کر دیا لیکن باہنہ ہود کس کس کہنے پر استغفر و اربکم ثم

توبوا لہ یرسل السماء علیکم مدرراً ویزدکم قوتہ الی تو تکلم

(مترجم) اپنے خدائے برحق سے معافی چاہو اور اس سے رجوع کرو وہ تیرا آسمان سے

پائی پر سائینگا اور لٹھاری قوتوں کو اور توانائی دے گا) ہر نصیب قوم نے نہ خیال کیا اور نہ بت پرستی سے باز آئی۔ یہ عجیب قدرتی مضمون ہے کہ بد و خاقت سے جو لوگ ارصہ حجاز میں رہتے تھے جب ان میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آتی تھی تو وہ زمین کو میں جاتا۔ دعا کرتا۔ قربانی کرتا۔ اللہ جل شانہ اسکی حاجت بر لاتا تھا حالانکہ اوسوقت تک نہ تو حرم شریف ہی کا کچھ وجود تھا اور نہ یہ لوگ ایمان والوں میں سے تھے۔ چنانچہ قوم ہود نے اپنی قوم سے چند لوگوں کو بطور وفود جن میں نعیم ابن ہریرہ، ہریرہ بن علیل، ابن سعد بن عباد اور علقمہ بن الحسری اور مرشد بن سعد اور نعمان بن قیس ان میں سے دو مسلمان اور باقی سب کافر و بت پرست تھے مکہ کی طرف روانہ کیا تیسرے روز یہ لوگ مکہ پہنچ گئے اور معاویہ بن بکر کے مکان پر مقیم ہوئے۔ معاویہ بن بکر انہیں کے قوم سے تھا اس نے ہمانداری کے خیال سے کہا کہ تین روز ٹھہر کر آرام کر لو جب سفر کا مکان دفع ہو جائے اوسوقت اطمینان کے ساتھ کھنور قلب دعا کرنا ان لوگوں نے شامت اعمال سے اسکو قبول کر لیا۔ اتفاق کچھ ایسا ہوا کہ یہ لوگ دعوت و رقص و سنے نوشی میں ایسے ڈوبے کہ اپنی پیاسی قحط زدہ قوم کو بھلا دیا تین دن کا ذکر کیا ہے عینوں گزر گئے۔ معاویہ بن بکر نے (جب ان لوگوں کو عیش و عشرت میں اسقدر منہمک دیکھا اور یہ سمجھ لیا کہ یہ جس کام کے لئے آئے تھے اوسکو انہوں نے بالکل بھلا دیا ہے) اپنی لونڈیوں کو ایسے چند اشعار سکھلائے کہ جس سے وفود قبیلہ

سے وہ اشعار جو معاویہ بن بکر کی لونڈیوں نے مجلس غنائ میں گائے تھے مجزاؤں کے یہ چار بیتیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

الایا قیسل ویکم قم نہیسنم
لعل اللہ یعمنا غماما

ہاتی صوفی امیر ہیں

اور اپنی غفلت اور فراموشی پر سخت نادم ہوئے۔

مرثدا بن سعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بجا یہ مناسب یہ ہے کہ واپس چلو اور ہوو پر ایمان لاؤ تاکہ تم اور تمہاری قوم سختی اور مصیبت سے نجات پالے۔ مرثدا کے ساتھیوں نے یہ سنا یہ سمجھا کہ یہ کافر (یعنی مومن) ہو گیا ہے ہکا و گمراہ کرتا ہے (سوچو) مرثدا سے علیحدہ ہو کر دعا کرنے لگے بعد چند ساعت کے ابر کے تین ٹکڑے ایک سرخ دوسرا سفید تیسرا سیاہ کنارہ آسمان سے ظاہر ہوئے اور یہ ندا آئی کہ ان میں سے جسکو چاہو اختیار کر لو و فودے یہ سمجھا کہ سفید ابر تو یقینی پانی سے خالی ہے سرخ ابر کا حال کچھ معلوم نہیں باقی رہا سیاہ ابر میں پانی کا ہوتا ضروریات سے ہے اسی خیال سے ان لوگوں نے سیاہ ابر کی خواہش کی اور مہنت ہوئے مرثدا کے طرف سے اور کہا کہ لو وہ دیکھو سیاہ ابر خزانے ہماری دعا سے بھیج دیا ہے اب تمہارا خشک سالی کی تکلیف جاتی رہے گی۔

یہ ابر جسوقت قوم عاد کے قریب پہنچا ہوا ہوا سمجھ گئے کہ یہ عذاب اور تمہارا ہی ہے اور قوم عاد یہ سمجھی کہ یہ ابر پانی سے بھرا ہے خوشی خوشی اوسکی طرف دوڑی ہوئے ان لوگوں سے کہا۔ جلی ہو گا اسٹیلتم بہہ رہے یہاں بسنا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰) نسیئة ارض نادین عادا ہوا مسوالا یبتون الکلاما

وان اللوش یا تمہم جہارا ہوا نختہ لعادی سمہام
وانکم ہذا فیما استہتم ہوا نختہ لیکم تمہام

اے قبیل تجھ پر تیرے ہوا ٹھنڑی سے باتیں کر شاید خدا پانی برسائے تاکہ زمین عاد سیراب ہو کیونکہ عاد خشک سالی کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہیں کہ بات تک نہیں کر سکتے۔ وحشی جانور بے تکلف اور لوگوں کے پاس چلے آتے ہیں اور غازیوں کے تیرے نہیں ڈرتے اور تم یہاں ملیش و لوم میں تباہ روز گزار رہے ہیں

ایہم (بلکہ جسکی طرف تم عجلت سے جاتے ہو اس میں ہوا ہے اور وہی عذاب رنج کا دینے والا ہے) قوم غار نے پہلے ہود کے اس قول کو بالکل لایعنی سمجھا تھا لیکن جب پے در پے ہوا کے جھونکے آئے دیکھے تو یہ کہنے لگے کہ قاعدہ یہی ہے کہ آندھی پہلے آتی اور پھر پانی آتا ہے۔ ہود کا یہ کہنا کسی قدر صحیح ضرور ہے کہ یہ ہوا ہے اسکے بعد پانی ضرور آئے گا ہر کہ وہ گھروں سے پانی کی امید میں باہر آئے ہود یہ سمجھے کہ یہ قوم منکر شاید اپنے افعال سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے لیکن جناب موصوف کا یہ خیال ہی تھا اون کے دلوں پر تو ہنس لگا دی گئی تھیں انکو پر پردے پڑے تھے کیسے وہ دیکھتے سمجھتے ہوئے بہوں کو زمین پر اوٹھا اوٹھا کر ایسی پٹکنیاں دین کہ اونکی ہڈیاں بٹاؤٹ کر خاک و برباد ہو گئیں جیسا کہ کلام ربانی کے ایہ کربسہ ذنی غار اذا رسلنا علیہم الریح الیقوم ما نذر من شیئ انتت علیہ الا جحشنتہ کا ترجمہ (اور قوم عباد میں جبکہ ہنسنے بھیجا اون پر ہوا سے بے منفعت کہ نہ چھوڑتی تھی کوئی چیز جسپر کہ یہ گزرتی مگر یہ کہ کر ڈالتی تھی چور چور) سے مستفاد ہوتا ہے اس باد صحرے جو کہ عذاب الہی کا ایک نمونہ تھی سات شب اور اڑھنوں میں عاد جیسی عظیم الشان اور قوی قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ سوائے ہود او اون لوگوں کے جو کہ جناب موصوف پر ایمان لائے تھے کوئی بھی جانبر نہوا۔ یہ وحشت افزا خبر جو وقت کہ میں پہونچی مرتد نے اپنے ہمراہیوں سے ایمان لانے کو کہا لیکن شامتی ہمراہیوں نے ایک زبان ہو کر یہ جواب دیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو بعد ہلاکی قوم زندگی کس کام آئے گی یہ باتیں ہنوز تمام نہ ہوئے پانی تھیں کہ ہوا کے ایک سخت جھونکے نے ان لوگوں کو بھی پہاڑ کے نیچے ڈال دیا۔

ہو داپنے اوس گروہ میں جو کہ اونپر ایمان لایا تھا پچاس برس تک اور رہے بعد ان کے صالح علیہ السلام کے زمانہ تک کوئی نبی نہیں ہوا طبری کی بعض روایتوں سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ہر دو علیہ السلام نے ڈیڑھ سو برس کی عمر پائی۔ اس طرح کہ پچاس برس کی عمر میں نبوت عطا ہوئی پچاس برس تک و عطا و پند کرتے رہے اور بعد اس واقعہ کے پچاس برس اور زندہ رہے و اللہ اعلم۔

عاد کے اس گروہ نافر جام کے بعد دو ات و حکومت بنی لقمان میں رہی۔ ہزار برس یا اس سے زیادہ لقمان کی آئندہ نسلوں نے حکومت کی بخاری نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ غضب و ظلم سے کشتیوں کا لینے والا بدین بدو بن خلیجان بن عاد بن رقیم بن عابر بن عاد اکبر تھا۔ انتہی۔

ایک مدت تک یہی قوم علی الاقوال تحت نشین حکومت و سلطنت رہی تا آنکہ انیزعرب بن قحطان غالب آیا اور یہ قوم حضرموت کے پہاڑوں میں چلی گئی اور انکا زمانہ منقرض ہو گیا۔ صاحب زجارج نے لکھا ہے کہ الکا بادشاہ عاد بن رقیم بن عاد اکبر وہی ہے جو یعرب بن قحطان سے لڑا تھا وہ کافر تھا اور مہتاب پرستی کرتا تھا اور زمانہ نوح میں تھا لیکن یہ روایت بعید از قیاس ہے کیونکہ ہر دو قوم عاد کے زمانہ آخری یا ابتدایہ حکومت میں مبعوث ہوئے تھے اور یعرب قوم عاد کے زمانہ انقراض حکومت میں غالب آیا تھا عبد العزیز جرجانی نے لکھا ہے کہ بلوک عاد سے یعرب بن شداد و عبد ابہر بن معد یکر ب بن شمد بن شداد بن عاد و حناو بن میاد بن شمد بن شداد اور علاوہ ان کے اور بادشاہ بھی تھے جو

تھا ہو سکے۔ والبتاء اللہ وحدہ

عبدیل بروایت کلبی۔ عاد بن عوص بن ارم بن سام کا بیٹا اور عوص بن ارم کا بھائی تھا جیسا کہ طبری نے لکھا ہے اور یہ مقام حوض ماہین کہہ اور مدینہ میں جو کہ آج کل مہنگات احرام ہے رہتا تھا اسکا بہت بڑا خاندان تھا اس کے لڑکے اسی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ عرب عاربہ کے ایک قبیلہ کا یہ مورث اعلیٰ تھا اس قبیلہ کو بھی ییل نے تباہ اور نیست و نابود کیا ہے اور جس سے شرب کو آباد کیا ہے وہ انھیں ییل سے تھا جیسا کہ مسعودی نے لکھا ہے کہ شرب بن یاسد بن سہیل بن عبدیل تھا اور سہیل کہتا ہے کہ شرب کا آباد کرنے والا عمالیق سے شرب بن سہیل بن عوص عمالیق تھا۔ واللہ اعلم۔

عبد شہم ارض طایف میں رہتا تھا یہ بھی انہیں لوگوں کے ساتھ ہلاک ہوئے

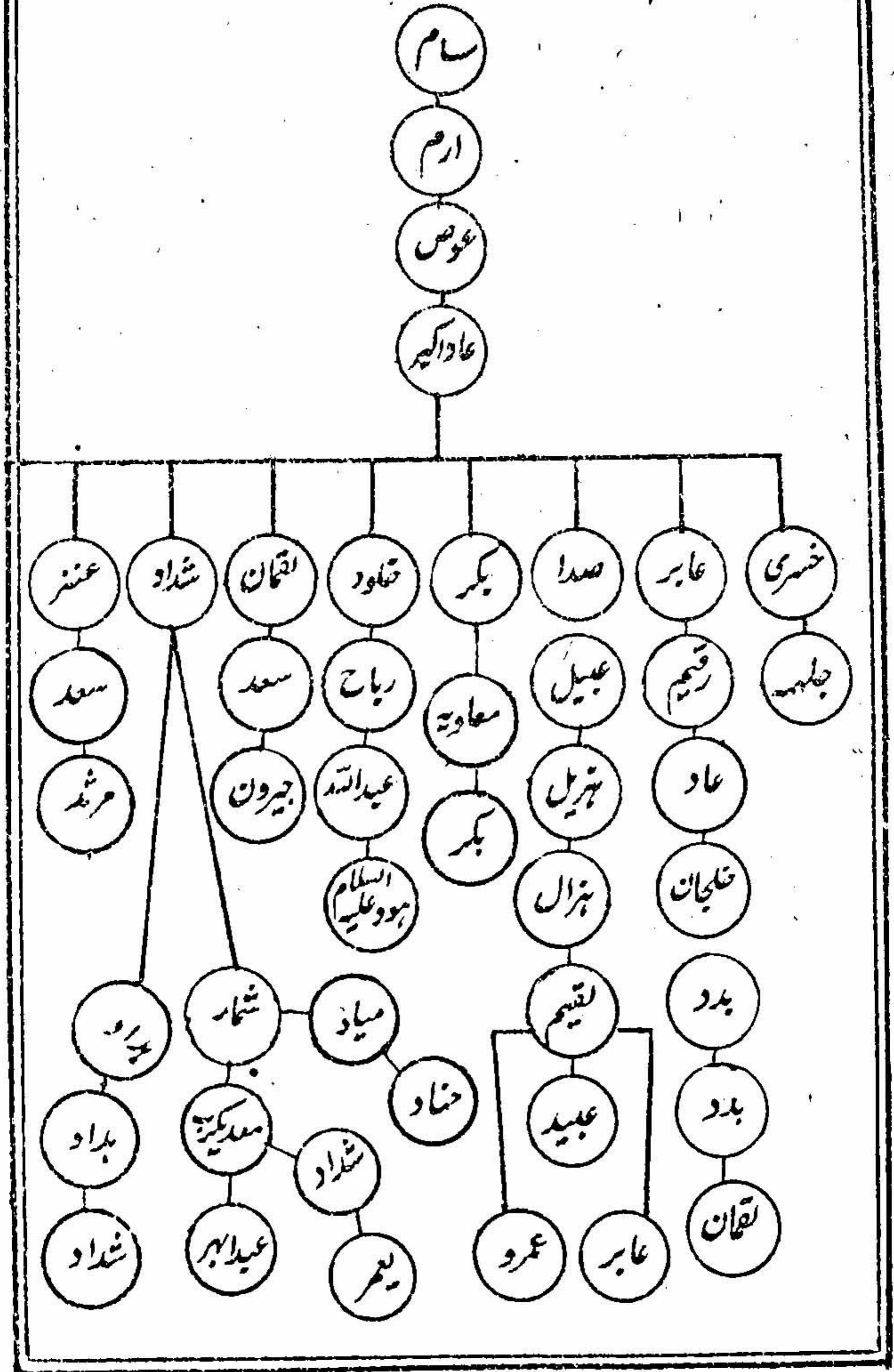
جو کہ کفر و الحاد میں ڈوبے ہوئے تھے ان لوگوں کی عمریں بہت بڑی ہوتی تھیں قوت اور جسامت میں بمثل تھے۔ سب سے پہلے جس نے عربی خط لکھا وہ یہی عبد شہم ابن ارم ابن سام تھا۔

(مشرقاہم) اس قوم میں زیادہ تر جن بتوں کی جھوٹی خدائی پھیلی ہوئی تھی اور عام طور سے انھیں کی پرستش کلام کہلا ہو رہی تھی ان میں سے ایک کا نام ضر تھا

دوسرے کو ضمور کہتے تھے تیسرا ایسا کے نام سے مشہور تھا۔ سبحان ربک

والعزت عما یصفون۔

قوم عاوا و حضرت یهود کا شجرۃ النسب



قوم ثمود ثمود ابن کاثر (یا جاشر) ابن ارم مقام حجر اور وادی القریٰ میں ہیں
 حجاز و شام رہتا تھا یہ بھی عرب عاربہ کے ایک بہت بڑے قبیلہ کا مورث اعلیٰ ہے۔ اسکا
 قبیلہ اسی کے نام سے مشہور ہے۔ صحاح اسی گروہ کے طرف مبعوث ہوئے تھے
 چونکہ یہ لوگ بھی اپنے معاصرین کی طرح طویل القامت (بڑے قد) کثیر الاعمار
 (بڑی عمر والے) تھے پہاڑوں میں بڑے بڑے عالی شان مکانات بنا کر رہتے تھے
 اٹھارہ میل مربع میں یہ خاندان آباد تھا۔ دولت۔ ثروت۔ قوت اور حکمت سب
 کچھ تھی لیکن پانی کی ایسی کمی تھی کہ وادی القریٰ میں سوائے ایک چشمہ کے اور دوسرا کوئی
 چشمہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اس قوم میں جس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب سے مشہور کیا وہ
 عابر ابن ارم ابن ثمود تھا۔ اس نے اپنی قوم میں دو نندوں تک برابر حکومت کی۔
 بعد اسکے جنح ابن عمرو ابن ذیل ابن ارم بن ثمود بادشاہ ہوا۔ تین سو برس تک سلطنت کرتا رہا
 اسی کے عہد حکومت میں صالح ابن عیسیٰ ابن اسف ابن شالح ابن عیسیٰ ابن کاثر ابن ثمود مبعوث ہوئے تھے
 صالح (مترجم) صالح نذرت حلیم منگسر المزاج تھے رنگ آپ کا سرخ سفیدی
 کی طرف مایل بال سیدھے باریک بالکل سیاہ تھے بلکہ خفیف مابھورا بن ظاہر ہوتا تھا۔
 رہنے پاہمیشہ پھرتے تھے۔ مکان کبھی نہیں بنوایا۔ عمر بھر مسجد ہی میں رہے اور وہیں
 شب کو سوتے تھے۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے اور خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے
 گئے اور اپنی قوم کو حقیر اللہ کی پرستش سے ممانعت کرنے لگے اور توحید اور اللہ کی عبادت
 کی طرف راہ نمائی کرنا چاہی تو عوام کا کیا ذکر ہے خواص بھی کھنے لگے و انتہائی
 شک میں تھے۔ انہوں نے کہا اللہ کی پرستش اور بت پرستی کا کیا شک ہے جس
 چیز کا تم دعویٰ کرتے ہو۔ ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں (بتوں) پرستش

نہ چھوڑیں گے) ایک زمانہ تک وعظ و پند کرتے رہے لیکن سوائے رابعہ جندع
 بن عمرو اور چند آدمیوں کے جو اسی قوم سے تھے اور کوئی ایمان نہ لایا سب کے
 سب بدستور اپنے کفر و الحاد پر قائم رہے اور باتفاق یہ کہنے لگے کہ اگر تم نبی
 برحق ہو تو کوئی معجزہ دکھلاؤ صالح نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو قوم شو دے کہنا
 بالفضل اس پہاڑ سے ایک ناقہ (اونٹنی) پیدا ہو اور اسکے ساتھ اوسکا بچہ بھی ہو
 جس کے بال سرخ ہوں تاکہ اوسکے دودھ کو پہلوگ اپنے استعمال میں لائیں
 جناب موصوف نے دعا کی اسی وقت پہاڑ سے ایک آواز آئی بعد ازاں ایک پتھر
 کا ٹکڑا درمیان سے شق ہو گیا اور ایک ناقہ نکل آیا۔ بد نصیب تباہ ہونیوالی
 قوم نے بے تامل کہنا شروع کر دیا کہ پتھر سے ناقہ پیدا ہوتا بالکل خلاف عقل ہے
 صالحؑ پتھر نہیں ہیں بلکہ بہت بڑے ساحر ہیں دکھار آپس میں یہ باتیں کر رہے
 تھے کہ ناقہ دوبارہ بولا اور معہ بچہ کے چرنے لگا مہدین یہ تعجب خیز معاملہ دیکھ کر
 کہنے لگے کہ صالح کا اس سے زیادہ کیا سحر ہو سکتا ہے کہ ناقہ کو پہاڑ سے پیدا
 کیا اور پھر اسکا بچہ چرنے بھی لگا صالح نے ہمارے آنکھوں پر سحر کر دیا ہے ان لوگوں
 کی یہ باتیں ہنوز ختم نہ ہوئے پانی تھیں کہ ناقہ معہ بچہ کے اوس چشمہ پر آیا جو مہدین
 کے تصرف میں تھا اور سارا پانی پی گیا اوس دن تو یہ لوگ خاموش رہے دوسرے روز
 صالح سے اسکی شکایت کی صالح نے فرمایا کہ ایک روز اس چشمہ سے تم پانی پیا کرو
 دوسرے روز یہ ناقہ پئے گا لیکن دیکھنا کبھی بھول کر بھی اس ناقہ کے مارنے کا قصد
 نہ کرنا جب تک یہ ناقہ تم میں رہے گا تلوگ عذاب الہی سے محفوظ رہو گے لیکن حکم
 ابن آدم خسرین علیٰ سائغ ابن آدم جس چیز کی مانعت ہوتی ہے اوسی کا

حرعین ہوتا ہے) عام طور سے اشیاء ممنوعہ کی طرف سبکدوشی پیدا ہو جاتی ہے اگر تبت
 تواریخ کی ورق گردانی کی جائے یا کسی قدر غور و تامل سے کام لیا جائے تو بیسیوں ہی
 کیا سیکڑوں اسکی نظریں نظر آئیں گی ہمارے اجداد بشر آدم علیہ السلام کو گھبھوں یا کسی
 اور دانے کے کھانے کی ممانعت کی گئی تھی قابیل سے کہا گیا تھا کہ باہل کو کسی قسم کی
 تکلیف نہ دینا یوسف سے یعقوب نے کہا تھا **لَا تَقْفُ رُؤُوسَ الْبَنَاتِ وَأَخَوَتِكِ** (اپنے
 خواب کا حال اپنے بھائیوں سے نہ کہنا) اور یوسف کے بھائیوں سے کہا گیا تھا **إِنِّي أَخَافُ**
أَنْ يَأْتِيَكُمُ الزَّيْبُ (میں ڈرتا ہوں کہیں اسکو (یوسف) بہیر یا نہ دکھا جائے) لیکن
 ان لوگوں نے جس چیز کی ممانعت کی گئی تھی اسی کی مخالفت کی علیٰ ہذا القیاس قوم ثمود
 نے بھی اپنے نبی صالح کے کہنے پر خیال نہ کیا اور ناقہ کے قتل پر تڑپ گئے۔ اسوجہ سے کہ
 صالح نے ایک زمانہ میں پیشین گوئی کی تھی کہ تم میں سے ایک شخص اس ناقہ کو قتل
 کرے گا اور یہی باعث نزول عذاب ہوگا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اوسکا تمام بتلائے
 اوسکو قتل اسکے کہ وہ ناقہ پر قتل کے غرض سے ہاتھ بڑھائے ہم ضرور مار ڈالیں گے
 صالح نے کہا ہنوز وہ پیدا نہیں ہوا اوسکا چہرہ سرخ ہوگا اور آنکھیں بلی کی سی
 ہونگی۔ سبہوں نے یہ سنئے ہی اوسوقت تو اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو لڑکا اس حلیہ کا
 کا پیدا ہونا ارڈالا جائے چنانچہ نولڑکے کے بعد دیگرے مارے گئے لیکن آپس میں سرگوشیاں
 شروع ہو گئیں بعض یہ کہنے لگے کہ صالح کی بات بالکل لائینی ہے اون نے کہنے پر عمل
 نہ کرو اور بعضوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ صالح تمہارے قوم کا دشمن ہے وہ اسی
 بہانہ سے ترقی نشل کو روکنا چاہتا ہے غرض ہر ایک اپنے سمجھے کے موافق طرح طرح
 خیالات ظاہر کر رہا تھا کہ وہ لڑکا جس کی نسبت جناب موصوف نے

پیشین گوئی کی تھی پیدا ہوا اور قوم نمود نے اس لڑکے کو قتل نہ کیا بعد چند دن وہ
 لڑکا جس وقت سن شعور کو پہنچا ان نو آدمیوں کی جگہ لڑکے مارے گئے تھے
 آنکھیں چلنے پھرتے اس لڑکے پر پڑتی تو یہی کہہ اٹھتے تھے کہ اگر ہمارے لڑکوں کو
 صالح قتل نہ کرتا تو وہ آج اس سے بھی بڑے ہوتے صالح نے ہمارے ساتھ بہت بڑی
 دشمنی کی اس نے ہماری نسلی ترقی کی ریڑھ مار دی۔ رفتہ رفتہ اس سرگوشی کا
 یہ اثر پیدا ہوا کہ ان لوگوں نے صالح کے قتل کرنے کی آپس میں سازش کر لی اور
 باہم عہد و پیمان کر کے سفر کے بہانہ سے گھر سے نکلے اور شہر کے باہر ایک پہاڑ کے دروہ میں
 اس عرصے سے چھپ رہے کہ جس وقت رات کو صالح شہر میں آئے لگیں فوراً قتل
 کر ڈالے جائیں نیکل ہے کہ چاد کندہ را چاہ و پیش + اللہ جاشانہ نے اوپر پہاڑ سے
 ایسا پتھر گرا دیا کہ سب کے سب و بکر مر گئے جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیت کریمہ
 فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْرِمِينَ انا درناہم و تو تمہیں اجمہرین
 (دیکھو ان لوگوں کے کردار کی کیا نتیجہ ہوا ہم نے ان کو اور ان کی کل قوم کو تباہ کر دیا) اس سے
 مفہوم ہوتا ہے بعد چند روز کے دو چار آدمی اس راہ سے ہو کر گذرے اور ان لوگوں کو
 مردہ ایک پتھر کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر شہر کی طرف واپس گئے اور اپنی قوم سے یہ
 حال بیان کیا سب تعجب ہو کر صالح کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے پہلے ان بیچاروں
 کے لڑکوں کو قتل کرایا اور بعد ۵۰ انکو بھی زندہ نہ دیکھی سکے اور شہر کے باہر لجا کر
 مار ڈالا یہ سب واقعہ اس ناقہ کے بدولت ہوئے۔ ہم ریسکو اب زندہ بچھوڑینگے
 صالح نے بہر چند سمجھایا لیکن ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ آخر الامر اسے نوجوان
 گر پویشتم نے جسکی نسبت جناب موصوف نے پیشین گوئی کی تھی ناقہ کے مارنے کا بیڑہ اٹھایا

اور چشمہ کے قریب تلوار کھینچ کر ناقہ کے انتظار میں بیٹھ رہا۔ ناقہ موہ اپنے بچے کے جیسی ہی چشمہ کے قریب آیا اس نے دوڑ کر ایسا دار کیا کہ ناقہ کا پاؤں کٹ گیا۔ ناقہ تو اسی جگہ تڑپنے لگا اور بچہ جان بچا کر اس پہاڑ پر بھاگ گیا جہاں سے ناقہ موہ بچے کے پیدا ہوا تھا صالح یہ واقعہ سن کر شہر سے باہر آئے اور قوم شوہ کو نزول عذاب الہی سے آگاہ کیا بعض تو اپنے اسی خیال میں مست رہے لیکن اکثر گھبرا کر گلو خلاصی کی تدبیر پوچھنے لگے صالح نے فرمایا جاؤ دیکھو اگر وہ بچہ بھی تمکو مل جائے گا تو عجب نہیں کہ عذاب و قہر الہی سے تم بچ جاؤ لوگ یہ سنتے ہی پہاڑ کی طرف دوڑے بچے نے آسمان کی طرف دیکھا اور تین آوازیں دیکر غائب ہو گیا اس وقت صالح نے فرمایا کہ تین روز تک تلوگ دنیا میں اور رہو گے چوتھے روز عذاب الہی نازل ہوگا اور ان تین دنوں میں تمہارے پتھروں سے یہ تغیرات ظاہر ہونگے پہلے روز تلوگوں کا چہرہ زرد ہو جائیگا دوسرے روز سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو کر چوتھے روز عذاب خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تمہیں سے کوئی شخص سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اس عذاب سے جانبر نہ ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کلام مجید میں مذکور ہے۔ فلما جاء امرنا نجينا صالحا والذين امنوا منہ برحمۃ مننا (جبکہ آیا ہمارا امر یعنی عذاب) بچا لیا ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو جو کہ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے اس عذاب و قہر الہی سے کوئی کافر نہ بچا مگر ایک شخص جسکی کنیت ابو رخال تھی اس وقت وہ حرم شریف میں تھا جس وقت یہ خبر اسکے کانوں تک پہنچی فوراً وہ بھی مر گیا۔ اس قوم نے ایک ہزار سات سو شہر آباد کئے تھے۔ ہر ایک سرسبزی شادابی میں اپنا آپ نظر ہو رہا تھا یہ سب اسی عذاب و قہر کے نذر ہو گیا۔ نہ کوئی شہر بچا اور نہ کوئی قریہ۔

بعد اس واقعہ کے صبح شام کی طرف چلے گئے اور فلسطین میں مقیم رہے پھر مکہ میں واپس آئے اور ہمیں انتقال کیا تیس برس تک وعظ و پند کرتے رہے پچاسی برس کی عمر پائی پھر شنبہ کو ناقہ مارا گیا اور یکشنبہ کو قوم ثمود ہلاک کی گئی۔

ناقہ کے قتل اسباب مختلف بیان کئے گئے ہیں بعض مورخین یہ تحریر کرتے ہیں کہ قذار بن سالف ایک روز کسی جلسہ میں اپنے یاران طریقت کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا اتفاقات سے وہ دن ناقہ کے پیسے کا تھا ان لوگوں کو مجبوری سے خالی شراب پینا پڑا اسی وجہ سے جھلا کر باہم مشورہ کر کے قتل ناقہ پر مستعد ہو گئے اور بعض ارباب

تواریخ نے یہ بیان کیا ہے کہ قوم ثمود میں دو عورتیں ایک قطام دوسرے قبال نامی تھی قطام پر تو قذار فریفتہ تھا اور قبال پر مصدع شیدا ہو گیا لیکن قطام اور قبال دونوں کو اپنے اپنے عاشق سے کچھ دلچسپی نہ تھی۔ قذار اور مصدع نے اپنے اپنے معشوقوں سے ملنے کی تمنا نہیں ظاہر کی۔ چونکہ ان دونوں کو ملنا نہ تھا۔ غیر ممکن امر سمجھ کر کہہ اٹھیں کہ اگر تم دونوں آدمیوں کو ہم سے مواصت کرنا منظور ہے تو ناقہ کو قتل کر ڈالو۔ قذار اور مصدع یہ سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کی ہلاکت کے باعث ہوئے۔

قوم ثمود کے نامی بادشاہوں میں دو بان بن یمن بھی تھا اس نے اپنی حکومت کو اسکندریہ تک بڑھالیا تھا۔ بلکہ یوں کہنا شاید نازیبانہ ہو گا کہ دو بان نے اسکندریہ کو اپنا دار الحکومت قرار دیا تھا اور موبہ بن مرہ بن حبیب اور اسکابھائی ہوبیل بن مرہ ثمودیوں کے الو الغرم بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے بعض مورخین کا یہ خیال کہ اصحاب الرس جنکے بنی خنظلہ بن صفوان تھے اسی قوم سے ہیں بالکل غیر صحیح اور ناقابل اعتبار ہے کیونکہ اصحاب الرس حضور کی اولاد سے ہیں جیسا کہ ہم بنی فلح ابن عابر کے حالات میں

بیان کریں گے علیٰ ہذا بعض علماء نسب نے ثقیف کو اسی بقیہ ثمود کی نسلوں سے شمار کیا ہے حالانکہ یہ قول محض نے اصل ہے۔ حجاج ابن یوسف کے رو برو جب یہ مذکورہ آجاتا تھا تو وہ اسکی تکذیب کرتا تھا اور اکثر اوقات۔ عزمین قسال و ثمود نما ابقی (بڑا ہی محرم وہ ہے جس نے کہا ہے کہ ثمود نہیں باقی رہے یعنی ہلاک کر دئے گئے) کہہ اٹھا تھا۔ اہل تہذیب نہ عدا اور ثمود اور نہ یہود اور صالح علیہما السلام اور نہ کسی عرب عربہ کے حالات سے واقف ہیں بظاہر اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ تہذیب میں انھیں لوگوں کا تذکرہ ہے جو کہ آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے درمیان میں عمود نسب واقع ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص موسیٰ و آدم کے عمود نسب میں نہیں واقع ہوا۔

حدیث کی نسبت جس طرح ابن کلابی کی روایت اس امر کی شہادت دے رہی ہے

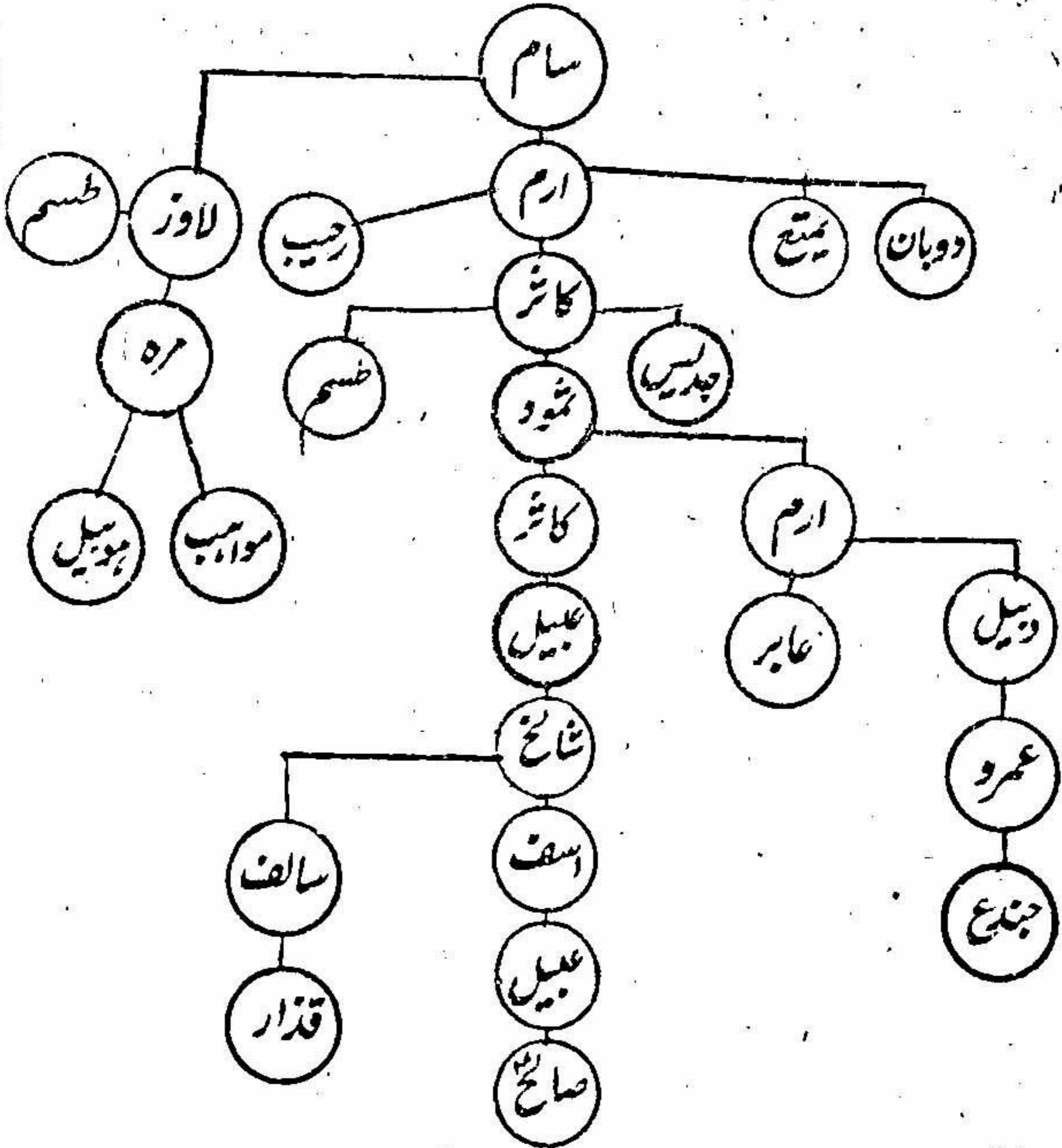
کہ یہ ارم ابن سام کا لڑکا تھا اور یہاں رہتا تھا اور ثمود ابن کابر کے بھائیوں میں شمار کیا جاتا ہے اسی طرح طسم کے بارے میں اوسکا بیان بتلا رہا ہے کہ یہ لاؤد ابن سام کی اولاد سے تھا اور مقام بحرین میں سکونت پذیر تھا لیکن طبری کی تحویر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں (حدیس اور طسم) لاؤد ابن سام کی نسل سے ہیں اور یہ دونوں یہاں رہتے تھے۔ طبری بزرگ روایت ہشام بن محمد کلابی بسند صحیح ابن اسحاق اور نیز علماء عرب سے بیان کرتا ہے کہ طسم اور حدیس دونوں یہاں رہتے تھے کامہ بہت سرسبز اور شاداب شہروں میں شمار کیا جاتا تھا بنی طسم میں ایک بادشاہ غشونا می تھا اور اوسکی کو علق بھی کہتے تھے وہ بنی حدیس کو بہت ذلیل و خوار سمجھتا تھا پھوٹی آنکھوں بھی عزت کی نظر سے نہ دیکھتا تھا اوس کے ظلم اور تشدد کی کچھ انتہا نہ تھی اوس نے ان کو اس قدر ذلیل و خوار کر رکھا تھا

کہ بنی جدیس کی کوئی باکرہ عورت اپنے شوہر کے پاس اس وقت تک نہ جاسکتی تھی جب تک مخلوق اس سے خلوت نہ کر لیتا تھا ایک مدت تک یہی دستور جاری رہا بعد چندے عفیہہ بنت غفار بن جدیس کی شادی ہوئی مخلوق نے حسب دستور سابق عمل درآمد کیا اس کا بھائی اسود بن غفار اس امر سے بہت بھرا یا اور روسا جدیس کو ایک خاص جلسہ میں جمع کر کے کہنے لگا کہ تم لوگوں کو کچھ شرم نہیں آتی ہے اس قدر مذلت اور رسوائی کتنے بھی پسند نہ کریں گے تم میرا کہنا مانو اور میں تم کو اس دولت سے نکال کر عزت کے خوشنما باغ کی سیر کراؤں حاضرین نے کہا کہ اسکی کیا صورت ہوگی اسود نے کہا کہ مخلوق کی معاہدہ اس کی قوم کے دعوت کرو اور جب وہ کھانے میں مصروف ہوں تو ان کو نیست و نابود کرو و سہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا چنانچہ مخلوق نے اپنے قوم کے جس وقت کھانے میں مصروف ہوا اسود نے حملہ کر کے مخلوق کو قتل کر ڈالا اور باقی سہوں کو روسا بنی جدیس نے نیست و نابود کر دیا۔ ان میں سے صرف رباح بن مرہ بن طسم خدا جائے کس طرح اس واقعہ سے بچ کر حسان بن تیج کے پاس چلا گیا اس نے اسکا کمال خوشی سے استقبال کیا اور اسکی اعانت کی غرض سے بنی حمیر کو لیکر یمامہ کی طرف روانہ ہوا۔ انصار راہ میں رباح بن مرہ نے کہا کہ میری ایک بہن یمامہ نامی بنی جدیس میں بیٹھی ہے اس سے زیادہ دور تک دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا وہ تین مرحلہ سے سوار کو دیکھتی ہے مجھ کو اس امر کا اندیشہ ہے کہ تم لوگوں کو کہیں وہ دیکھ نہ لے مناسب ہے کہ ہر شخص ایک ایک درخت کا ٹکڑا اپنے اپنے ہاتھوں میں لیکر یمامہ کی طرف چلے لیکن بائیں ہمہ یمامہ نے دیکھ لیا اور بنی جدیس سے کہنے لگی کہ دیکھو تمہاری طرف

حمیری آرہے ہیں میں دیکھ رہی ہوں کہ بہت سے آدمی اپنے اپنے ہاتھوں میں درخت لے
 ہوئے اور اس کے پیچھے پیچھے آرہے ہیں بنی جدیس نے اس امر کو خلاف عقل سمجھ کر تہ تو اپنے
 حفاظت کا کچھ انتظام کیا اور نہ مقابلہ کی تیاری کی اسکے دوسرے روز صبح کو حسان
 بن تیج موہ اپنے لشکر کے بنی جدیس کے سر پر پہنچ گیا اور بہت سخت خونریزی کے
 ساتھ اوسکو نیست و نابود کر کے ان کے قلعوں اور مکانات کو بھی ویران کر دیا بنی
 جدیس سے صرف اسود بن غفار طے کے پہاڑوں کے طرف بھاگ کر چلا گیا لڑائی
 ختم ہونے کے بعد تیج نے یہاں کو باوا کر اوسکی آنکھیں نکلوالیں۔ اس شہر کا نام
 پہلے ”جو“ تھا اس واقعہ کے بعد سے یہاں کے نام سے مشہور ہوا۔ طبری نے اور
 مورخین سے روایت کی ہے کہ جس تیج نے بنی جدیس سے مقابلہ کیا تھا وہ
 اس حسان کا باپ یعنی تہان اسعد ابو کرب بن ملکی کرب تھا ہم اسکے حالات
 ملوک یمن کے سلسلہ میں بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ جب وقت حسان موہ بنی حمیر کے یہاں کی طرف
 روانہ ہوا تو اس نے مقدمہ الجیش کا افسر عبد کلال بن مویب بن حجر بن ذی علیہ
 کو مقرر کیا۔ رباح ابن مرہ نے اپنی بہن کا قصہ اسی عبد کلال سے بیان کیا تھا
 اور اس کی بہن کا اصلی نام زرقار تھا اوسی کو عنزہ اور یہاں بھی کہا کرتے تھے۔

قوم شمو و اور صالح کا شجرۃ النسب



عمالقہ عملیق بن لاوذ کی اولاد سے تھے بلند قامتی اور جسامت میں یہ لوگ تشیلاً ذکر کئے جاتے ہیں پھری نے لکھا ہے کہ عملیق پدر عمالقہ ہے اسکے قبائل مختلف مالک میں پھیلے ہوئے تھے چنانچہ اہالیان مشرق عمان بحرین حجاز اور مصر میں فراغتہ اور شام میں جبا برہ جنکو کنعانین کہتے ہیں انھیں میں سے ہیں بحرین اور عمان اور مدینہ میں جو لوگ ان میں سے رہتے تھے ان کے مورث اعلیٰ کو جاسم کہتے تھے بنی جاسم سے مدینہ میں بنی لطف بنی سعد بن ہزال بنی مطر بنی ارزق

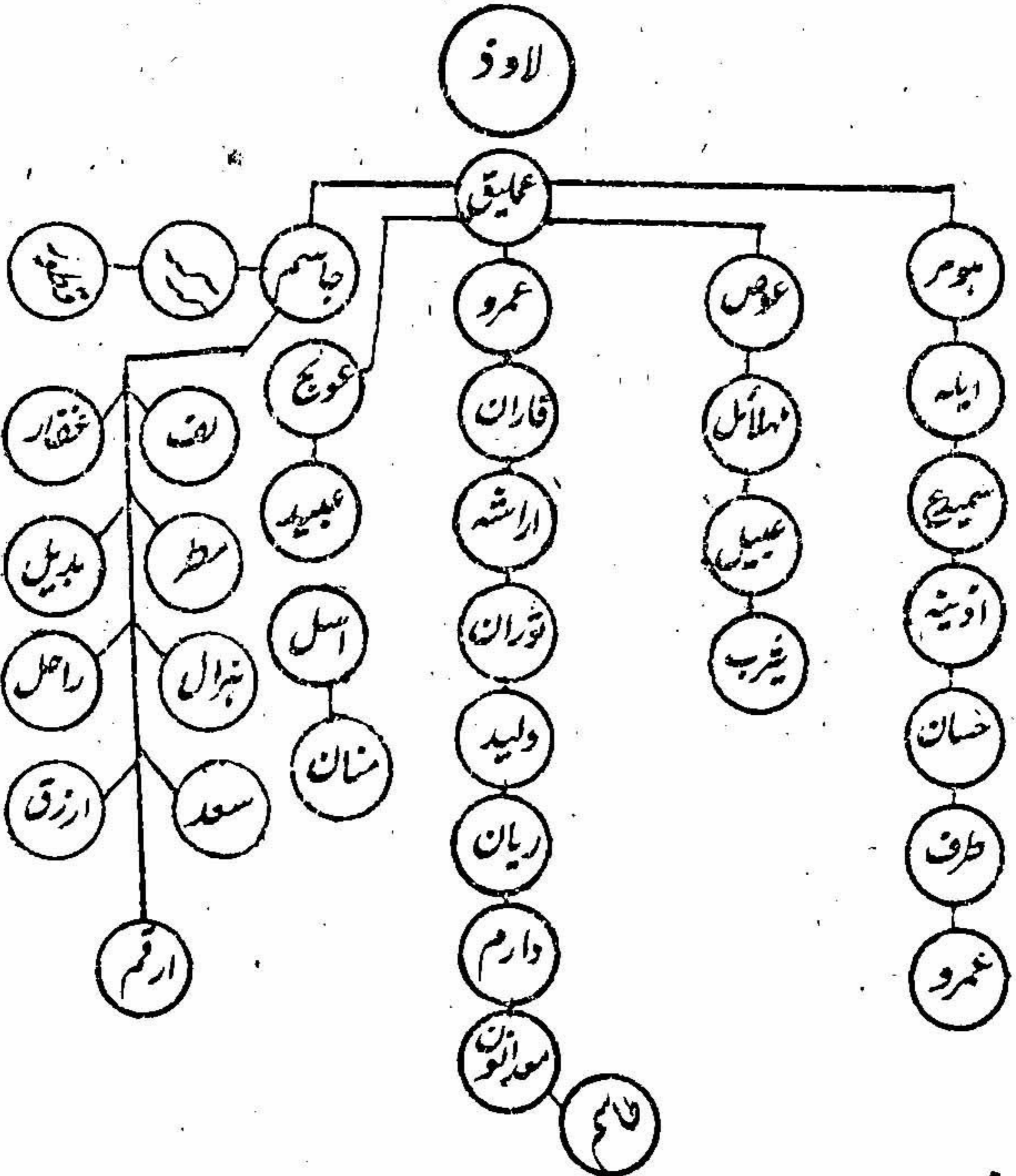
ہیں اور نجد میں انھیں میں سے بدیل - راعل - غفار اور حجاز میں بنی ارتم اسی گروہ سے شمار کئے جاتے ہیں یہ سب نجد میں رہتے تھے اور ان کے بادشاہ کا نام ارتم تھا اور طایف میں بنی عبدضخم ابن عاد اولی رہتا تھا - انتہی -

علامہ ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دار الخلافت بغداد کے کتب خانہ میں تواریخ کی کتابیں دیکھی ہیں جن سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ عمالقہ کا مقام تھا امرارض حجاز میں قیام رہا اور سو وقت سے جبکہ بنی حام کے ہاتھوں تنگ آکر بابل سے چلے آئے تھے تا آنکہ اسماعیل رض حجاز میں آئے اور اس گروہ میں سے اکثر جنگی قسمت میں دولت ایمان تھی جناب موصوف پر ایمان لائے اور حکومت و دولت کے ساتھ گذرنا کرتے رہے ایمان تک کہ سمیدع بن لاؤذ بن عملیق بادشاہ ہوا اور اسی کے زمانہ میں عمالقہ کو حرم سے جرم لے جو کہ تحطان کے قبیلہ سے تھا نکال دیا پس ان لوگوں میں سے بنی عمیل بن حملیل بن عوص بن عملیق مدینہ میں جا بسے اور ارض ریلہ میں ابن ہومر بن عملیق قیام پذیر ہوئے اور یہاں کی حکومت اسی کی اولاد میں رہی یہ لوگ اپنے ہر بادشاہ کو سمیدع کہتے تھے آخری سمیدع ابن ہومر تھا جسکو یوشع نے قتل کیا تھا جبکہ بنی اسرائیل نے بعد موسیٰ کے مالک شام پر حملہ کیا تھا عمالقہ اور بنی اسرائیل سے اس مقام پر بہت بڑی لڑائیاں ہوئیں تا آنکہ عمالقہ پر یوشع غالب آئے اور اربحہ پر قبضہ کر لیا جو کہ بیت المقدس کے قریب ہے بعد اسکے بنی اسرائیل نے مالک حجاز پر حملہ کر کے اسکو بھی عمالقہ سے چھین لیا یثرب اوسکے بلاد اور خیبر وغیرہ پر قبضہ کر لیا یہود قرظہ و بنی نضیر و بنی قینقاع اور کل یہود حجاز انہیں میں سے ہیں پھر بعد اسکے انکی حکومت دولت روم میں ہوئی اور اذینہ ابن اسمیدع بلاد شام اور جزیرہ کا حکمران ہوا بعد اسکے

سان ابن اذینہ اور حسان بن بدیاہ اور عمرو ابن طرف کے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے عمرو ابن طرف اور جذیمہ الابرش سے مدتوں سخت معرکہ آرائیاں رہیں تا آنکہ جذیمہ الابرش فتح نصیب ہوا اور عمرو ابن طرف کو گرفتار کر کے بارجیات سے سبکدوش کر دیا اور انھیں علاقہ سے جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں علاقہ مصر ہیں۔ مصر پر علاقہ اوسوقت سے قابض ہوئے ہیں جبکہ کسی قبلی بادشاہ نے علاقہ کے کسی بادشاہ سے جو کہ اون دنوں شام میں رہتا تھا (اوسکا نام ولید بن دومیع تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکا نام ثوران ابن اراشہ بن فادان بن عمرو بن عملاق تھا) کسی کام میں مدد کا خواستگار ہوا اور وہ بنظر اعانت مصر میں آکر رہ گیا اور خود قبضہ کو مصر سے نکال دیا۔ جرجانی کہتا ہے کہ علاقہ اسی وقت سے مصر کے مالک ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ انھیں میں سے ابراہیم کا فرعون ستان ابن اشل ابن علید ابن عویج ابن عملیق اور یوسف کا فرعون ریان ابن ولید ابن ثوران اور موسیٰ کا فرعون ولید ابن مصعب ابن ابی ایہون ابن ہوان تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ قابوس بن مصعب بن معاویہ بن نمیر بن سلواس ابن قاران تھا اور علاقہ سے جو کہ بعد ریان ابن ولید کے تخت نشین ہوا وہ طاشم ابن معدان تھا انتہی کلام الجرجانی (جرجانی کا کلام تمام ہوا) اور اہل اثر ولید ابن مصعب کی نسبت جو کہ زمانہ موسیٰ میں فرعون مصر تھا یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ بخار تھا خاندان سلطنت سے نہ تھا رفتہ رفتہ فرعون مصر کے دستہ فوج جاں نثاران کا سردار ہو گیا بعد ازاں خوبی قسمت سے انقلاب زمانہ سے خاندان سلطنت پر غالب آگیا اور اسی نے علاقہ کے خاندان کا خاتمہ کر دیا اور پھر جب اس نے موسیٰ کا تعاقب کیا اور نزل میں ڈوب گیا

تو ملک پھر قبیلوں کے قبضہ میں آگیا اور اہل ملک نے خاندان سلطنت سے و لو کہ کو
 والی ملک مقرر کیا جیسا کہ ہم آگے چل کر قبیلوں کے حالات میں بیان کرینگے لیکن بنی اسرائیل
 علاقہ حجاز سے واقف نہیں ہیں البتہ علاقہ شام کی نسبت ان کا یہ بیان ہے کہ علاقہ
 ابن الیفاذ ابن عیصو (یعنی صاب یا عیص) ابن اسحاق ابن ابرہیم کی اولاد
 سے ہیں اور فرعون مصر بھی انھیں سے ہیں اور جن کنعانیوں کو طبری نے علاقہ میں
 ذکر کیا ہے اسرائیلیں کے نزدیک وہ کنعان ابن حام سے ہیں اور بلاد شام
 میں پھیل کر اسکے مالک ہو گئے اور انھیں لوگوں کے ساتھ بنو عیصو بھی تھے بنی
 اسرائیل نے زمانہ یوشع بن نون میں انکے ہاتھ سے حکومت چھین لی تھی ان واقعات
 سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زمانہ مغرب انھیں علاقہ سے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔
 ایسم وہ شخص ہے کہ جس نے سب سے پہلے پتھروں کے ٹکڑوں سے مکان
 بنوایا تھا اور اسکی چھت لکڑیوں سے تیار کرانی تھی علاقہ بن لاوڈ کا نسبی
 بھائی ہے اور زمین فارس میں رہتا تھا اسی وجہ سے فارس کے بعض علماء نسب
 یہ خیال کرتے ہیں کہ اہل فارس ایسم کے اولاد سے ہیں اور کیونکہ جو منہسار
 سلسلہ نسب ہے وہ ایسم ابن لاوڈ کا لڑکا ہے لیکن یہ قول بالکل ناقابل اعتبار
 اور غیر صحیح ہے اور انھیں کے نسل سے دیار ابن ایسم بھی تھا جو کہ ماہین یامہ اور
 شحر کے قیام پذیر ہوا تھا جسکی نسل کو باد صرص نے ہلاک کیا و اللہ اعلم۔

شجرۃ النسب عمالقمہ



شعیب عرب بایرہ بنی ارفخشہ۔ یقطن بن عابر بن فالخ بن ارفخشہ سے نسباً
تعلق رکھتے ہیں ان کے نامی قبائل جرہم۔ حضور۔ حضرموت۔ سلف تھے۔ حضور
دیارس میں رہتے اور اہل کفر و بت پرست تھے ان کے طرف شعیب بن ذی نفع
مبعوث ہوئے ان کو اون لوگوں نے شامت اعمال سے جھٹلایا اور پیر ایمان نہ لائے
انجام یہ ہوا کہ اور گروہوں کی طرح یہ بھی ہلاک ہو گئے۔

(مترجم) شعیب کا نام تیرون تھا ضیعون بن عنقار بن ثابت بن مدین بن ابراہیم کے لڑکے تھے بعضوں نے جناب موصوف کے باپ کا نام میکیل لکھا ہے جو کہ اولاد مدین بن ابراہیم سے تھا اور بعض کتابوں میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شعیب اوں لوگوں میں سے کسی کی اولاد سے ہیں جو ابراہیم پر ایمان لائے تھے اور اون کے ہمراہ سرزمین شام میں ہجرت کر کے چلے آئے تھے علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں تحریر کرتا ہے کہ شعیب کی ماں لوط بن ہاران بن تارح کی بیٹی تھیں اس روایت کے اعتبار سے شعیب و ابراہیم یکجہدی اور ایک ہی خاندان سے ہوئے لیکن ہم اپنے حافظہ پر بھروسہ کر کے کہہ سکتے ہیں کہ شعیب - ابراہیم کی اولاد سے ہیں جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے آگے چلا کر ایک مقام پر صراحتاً شعیب کے نسبت و ہوا بن نویل بن رعویل بن عیا بن مدین (وہ یعنی شعیب بیٹے تھے نویل بن رعویل ابن عیا بن مدین کے) تحریر کرتا ہے۔

شعیب حاضر جواب لطیف گو حق باتوں کے کہنے میں بالکل بے جھپک تھے کسی کو سوائے آپ کے باوجود نابینائی کے نبوت نہیں دی گئی۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے انکی قوم کا یہ نعرہ "وانا لزاك فينا ضعيفا" اے ضریر البہر ہم بیشک تجھکو اپنے میں ضعیف یعنی بے بھر دیکھتے ہیں) حکایت کلام پاک میں ذکر کیا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم شعیب کے عند التذکرہ نینچ ہونیکے وجہ سے اکثر فرمایا کرتے تھے ذاک خطیب الانبیاء یعنی یہ نبیوں کے خطیب ہیں گتہ تواریخ کی ورق گردانی سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ شعیب اہل مدین اور اصحاب ایکہ اور اہل الرس کی طرف مبعوث ہوئے تھے پہلے دو یعنی اہل مدین اور اصحاب ایکہ کا ذکر کلام مجید میں اس صراحت

سے آگیا ہے کہ آپ انکے طرف مبعوث ہوئے تھے باقی رہے اصحاب الرس انکا ذکر قرآن پاک میں موجود تو ہے لیکن اوس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب موصوف انکے طرف مبعوث ہوئے تھے ہاں کتب تاریخ کے دیکھنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ شعیب اصحاب الرس کے طرف بھی بھیجے گئے تھے چنانچہ خود علامہ ابن خلدون نے اپنی معتبر تاریخ میں ایک مقام پر لکھا ہے ولوث الیہم بنی منہم اسمہ شعیب (اور بھیجا انکی طرف یعنی اہل رس کی طرف ایک نبی جو کہ شعیب نامی اونھیں میں سے تھے) اہل مدین اور اصحاب ایک بدویانسی کی طرف زیادہ مائل تھے دو ترازو اور دو وزن رکھتے تھے لیسے کیوقت زیادہ لیتے اور دیتے ہوئے کم دیتے تھے علاوہ اسکے بت پرستی بھی کرتے تھے راستوں پر بیٹھے رہتے تھے لوگوں کو شعیب کے پاس آنے جانے سے روکتے تھے اور جو لوگ ایمان لاتے تھے اونکو تنگ کرتے تھے جب ان لوگوں کی شرارت سے شعیب نے اپنا وعظ و پند بند کیا اور کچھ لوگ آپکی طرف مائل بھی ہو چلے تو ایک روز دو چار سردار ملکر شعیب کے پاس آئے اور یہ دہکی دیا۔ لَنْ نَخْرُجَ جَنْكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ اسْتَوْأَمَنَكَ مِنْ قَوْمِنَا اذْ لَتَعُوذُنْ فِي بَلَّتِنَا (بے شک ہم تمکو اے شعیب معہ اون لوگوں کے جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہوے ہیں اپنے گائوں سے نکال دینگے یا تو تم ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آؤ) شعیب انکی اس دہکی کا خیال کچھ نہ کر کے برابر وعظ و پند کرتے رہے اسوقت مجبور ہو کر ان لوگوں نے یہ کہنا اور اسطرح ڈرانا شروع کر دیا۔

وَلَوْلَا رَهْمُكَ الرَّجْمَانَاک (اگر تمہارے اعزہ اقارب زیادہ نہوتے تو تجھکو ہم سنگسار کر ڈالتے) وَا عَلَيْنَا بَعْزِرُ (اور یہ امر ہکو کچھ دشوار نہیں ہے) اس بحث و تکرار اور بت پرستی و کفر کا انجام یہ ہوا کہ اللہ جل و علی و کرہ نے اوس قوم پر عذاب

یوم الظلہ نازل فرمایا جس سے سوائے شعیب اور ان لوگوں کے جو آپ پر ایمان لائے تھے کوئی جانبر نہوا۔ عبد اللہ ابن عباسؓ آئے کہ یہ فاحشہ ہم عذاب یوم الظلہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے گرمی اور تمازت آفتاب اس قدر بڑھادی کہ سب کے سب اپنے اپنے گھروں سے گھبرا کر باہر نکلے دو ڈہائی میل کے فاصلہ پر ایک ابر دکھلائی دیا دو چار آدمی اوسکی طرف ڈور کر گئے جب اوس ابر کی وجہ سے آفتاب کی تمازت سے انکو نجات ملی اور خشکی محسوس ہونے لگی تو ان لوگوں نے اپنے قوم کو بلایا جب کل قوم اس ابر کے نیچے اکٹھے ہو گئی تو اللہ جل شانہ نے اونپر اوس ابر سے آگ بے سادیا سب کے سب جل کر خاک ہو گئے اور اہل مدین (جو کہ مدین ابن ابراہیمؑ کی اولاد سے تھے) اونپر بوجہ بت پرستی و بددیانتی اللہ جل شانہ نے رجفہ (زلزلہ) کا عذاب نازل کیا تھا جس سے بائتناہی و سونین اور شعیب کے سب کے سب ہلاک ہو گئے اور اہل رس بت پرستی کرتے تھے کفر و الحاد میں ڈوبے تھے شعیب نے مدلوں انکو سمجھایا کہ اللہ نے عذاب سے ڈرا یا لیکن چونکہ اونکی قسمت میں ہلاکت لکھی تھی شعیب کے کھنے پر کچھ خیال نہ کیا اللہ جل شانہ نے اون کو بھی اسی طرح ہلاک و تباہ کر دیا جس طرح سے پہلا گروہ برباد کر دیا گیا (نہی کلام المترجم)

جرہم یمن میں رہتا تھا اسکی زبان عربی تھی۔ یعرب ابن قحطان کا جسوقت دور دورہ ہوا اوسوقت جرہم تو ہلا و حجاز کا والی مقرر کیا گیا اور عاد بن قحطان شمس و غیرہ کا حاکم ہوا اور عمان کی ولایت یقطن بن قحطان کے سپرد کی گئی بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پہلے بنی جرہم بعد اس کے اولاد قحطور بن کر کرین عکلا

قحط کی وجہ سے یمن سے مکہ میں یکے بعد دیگرے چلے آئے تھے اور یہیں مقیم رہے یہاں تک کہ اسمعیل مکہ میں آئے اور جناب موصوف کو نبوت مرحمت فرمائی گئی بنی جرہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کے بعد بیت اللہ کے وہ متولی رہے تا آنکہ اوپر بنی خزاعہ غالب آئے۔ بنی جرہم مکہ سے نکل کر یمن میں آگئے اور یہیں ہلاک ہوئے۔

حضرت موت زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے عرب عاربہ میں شمار کئے جاتے ہیں

حالانکہ یہ عرب بیدہ سے نہیں ہیں کیونکہ انکی نسلیں آئندہ گروہ میں پائی جاتی ہیں

اس گروہ میں سے سب سے پہلے جس نے حکومت کی بنا ڈالی جسکا ذکر آج تک

صفحہ تاریخ میں موجود ہے وہ عمرو الاشئب بن ربیعہ بن یرام بن حضرت موت تھا اسنے

مدینہ سلطنت کی اپنے مقبوضہ مالک کے حدود بڑھائے اس کے بعد اسکا لڑکا نمرالاربع

تحت حکومت پر بیٹھا عمال اللہ سے ایک زمانہ دراز تک لڑتا رہا اس نے سو برس تک

بادشاہی کی اس کے بعد کریب ذو کراب بادشاہ ہوا اس کے زمانہ حکومت کا حال

بہت معلوم نہیں ہوا پھر نمرالاربع ثانی کریب ذو کراب کے بعد بادشاہ ہوا اور ایک

سو تیس برس تک حکمران رہا چونکہ اسکی حالت حیات میں اس کے بھائیوں اور

لڑکوں کا انتقال ہو گیا تھا سوچہ سے اسکے بعد مرثد ذومردان بن کریب بادشاہ ہوا

اور ایک سو چالیس سال تک حکومت کرتا رہا یہ پہلے مقام مارب میں رہتا تھا بعدہ

حضرت موت میں آگیا تھا اسکے علقمہ ذوقیعان بن مرثد ذی مردان تیس برس اور

ذوعیل بن ذی قیعان دس برس تک بعد و ندرے حکومت کرتے رہے ذوعیل بن

ذوقیعان حضرت موت کو چھوڑ کر صنعاء میں چلا آیا تھا اس نے نعلفور بن ہزین کش

کی اور اسکو گرفتار کر کے قتل کیا بعدہ ذوعیل بن ذوعیل حضرت موت کا حکمران ہوا

ملوک یمن سے یہ پہلا وہ شخص ہے جو رومیوں سے لڑا اسی نے یمن میں حریر اور زویبا کو راج کیا تھا بعد اسکے بدعات بن ذوعیل نے چار برس حکومت کی اس نے کوئی امر جدید ایجاد نہیں کیا اور نہ اسکو توسیع ملک کا خیال کبھی پیدا ہوا بعد اس کے بدعیل بن بدعات تخت پر بیٹھا یہ ایک قلعہ بنا کر اور چند عمارتیں نا تمام چھوڑ کر مرگیا۔ حماد بن بدعیل نے اس کے بعد اسی سال تک حکومت کی اس نے فارس پر سابور ذوالاکتاف کے عہد حکومت میں حملہ کیا اور اسکو ایسا پامال کیا کہ مدتوں حماد کی زیادتیوں کے آثار فارس کے کھنڈرات سے نمایاں رہے بعد اسکے یشریح ذوالملک بن دوپ بن ذوحماد بن عاد بلاد حضرموت پر ایک سو برس تک حکومت کرتا رہا یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے فوج میں جانثاروں کا ایک خاص دستہ مقرر کیا اور آداب شاہی مرتب کئے بعد اسکے منعم ابن ذوالملک و ثمار بن جذیمہ بن منعم اور یشریح بن جذیمہ بن منعم اور نمر بن یشریح بعدہ سا جن معروف بہ نمریکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور حکومت کرتے رہے اور سا جن کے زمانہ حکومت میں حبشہ یمن پر غالب آئے۔ جرہم کے نسبت علامہ ابن سعید کی روایت یہ شہادت دے رہی ہے کہ جرہم کا ایک گروہ عاد کے زمانہ میں گزرا ہے جسکو علماء نسب عرب غارہ سے شمار کرتے ہیں اور یہ جرہم جو یمن میں رہتا اور قحطان ابن عابر کا لڑکا تھا اسکو یعرب بن قحطان نے اپنے زمانہ حکومت میں حجاز کا حاکم مقرر کیا اسکے بعد عبد یاسیل اسکا لڑکا بعدہ عبد الممدان بن جرہم اور نفیلہ اور مضاف ابن عبد المسیح اور حرثیکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور والی حجاز ہوتے رہے بعد ان لوگوں کے جرہم بن

عبداللہ بعد اسکا لڑکا عمرو ابن الحارث بعد اسکے بشیر ابن الحارث اسکا بھائی اور مضاض بن عمرو بن مضاض حاکم حجاز ہوئے اسماعیل علیہ السلام نے جو کہ عرب کے تیسرے گروہ کے مورث اعلیٰ ہیں جرہم ثمانی میں نشوونما پائی تھی اور انھیں کے طرف مبعوث ہوئے تھے اسی قبیلہ میں آپ کی شادی ہوئی تھی۔

اولاد سبا قبیل سابق کی طرح فنا نہیں ہوئے اور انکی یادگار نسلیں مین میں پائی جاتی ہیں اور وہی دوسرے طبقہ کی بولتی چالٹی چلتی پھرتی تصویریں ہیں۔ کسی سے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبا کی نسبت دریافت کیا تھا کہ وہ مرد تھا یا کہ عورت یا زمین کے ٹکڑے کا نام ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سبا ایک شخص تھا جس کے دس لڑکے ہوئے تھے منجملہ اونکے چھ یعنی ندحج - کندہ - ازد - اشعر - انار - حمیر - مین میں سکونت پذیر رہے اور چار یعنی - حتم - جذام - عامہ - عسان شام میں مقیم ہوئے۔

ابراہیم اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ قحطان سے پہلے زمانہ نوح تک اس گروہ کے آبار و اجداد لغات عربیہ سے واقفیت رکھتے تھے جیسا کہ بذاتہ قحطان نے جو عرب کے دوسرے طبقہ کا مورث اعلیٰ ہے گروہ سابق سے عربی زبان سیکھی اور رفتہ رفتہ وہی عربی لغت اسکی آئندہ نسلیں کی مادری زبان کے قایم مقام مانی گئی اسی طرح اس کا بھائی فایع ابن عابر اور اسکی اولاد ابراہیم تک عجمی زبان بولتے تھے تا آنکہ اسماعیل کا زمانہ آیا جو عرب کے تیسرے طبقہ کے جد اکبر قرار دے جاتے ہیں اور انہوں نے جرہم سے زبان عربی کی تعلیم پائی اور وہی بنی اسماعیل کی

مادری زبان سمجھی گئی۔ مقتضای مقام اور مناسبت کلام کے خیال سے عرب کے اس تیسرے طبقہ کا بھی نسب اسی مقام پر بیان کئے دیتے ہیں تاکہ گروہ سابق اور لاحق میں ایک انتظامی سلسلہ قائم ہو جائے اور انساب عالم پورا پورا احاطہ بیان میں آجائے۔

ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے آباء و اجداد عجمی تھے اور عجمی زبان بولتے تھے لیکن چونکہ عالم میں آپ کا نسب کامل طریقہ سے محفوظ رہا اور سخیال بعض مورخین بنی آدم کی آئندہ نسلیں آپ کے اعقاب و اخلاف سے شمار کی جاتی ہیں اور علاوہ بریں آپ کے اسلاف عرب کے اس طبقہ کے معاصر بھی تھے پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب ابراہیم کا نسب اور اذن کی اولاد کے حالات حسب قرار شرط کتاب تحریر کیا جائے لہذا ہم سب سے پہلے اسماعیل کا نسبی سلسلہ چھڑا چاہتے ہیں اور اسکے امور متعلقہ ضروریہ کا اظہار کرتے ہوئے جناب ابراہیم کے اخبار و حالات لکھیں گے اسماعیل علیہ السلام۔ ابراہیم کے خلف اکبر تھے اور یہ آزر (جسکو تلمیح یا تاریخ کہتے ہیں اور آزر ایک بت کا نام تھا جس کے نام سے یہ طبقہ ہوئے) ابن ناحور بن ساروخ (یا شاروخ یا شاروغ یا اشرغ) بن ازعوا بن فالغ (یا فالغ) بن عابر (یا عابر) بن شالخ (یا شالغ) بن ارغخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام کے لڑکے تھے علامہ ابو محمد کا یہ بیان ہے کہ میں نے اس نسب کو توریت میں دیکھا ہے ہو ہو ایسا ہی پایا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ بجائے ساروخ (اشرغ) کے شاروخ لکھا ہوا دیکھا ہے۔ طبری لکھتا ہے کہ شالخ اور ارغخشذ کے درمیان ایک پشت اور گزری ہے جس کا نام قین تھا۔ توریت میں اس کا ذکر اسوجہ سے نہیں کیا گیا کہ یہ ساحر تھا اس نے

الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ ابن خرم کہتا ہے کہ فانع اور عابر کے درمیان بھی ایک نام ترک ہو گیا جو ملک یدوق کے نام سے مشہور تھا اور وہ عابر کا لڑکا فانع کا باپ تھا۔ والد اعظم۔ تورت میں یہ ایک عجیب بات لکھی ہوئی ہے کہ نوح کے انتقال کے وقت ابراہیم ترین برس کے تھے کیونکہ ارفخشذ صلب سام سے طوفان کے دو برس کے بعد پیدا ہوئے اور جب ارفخشذ کی عمر پینتیس سال کی ہوئی تو شلخ پیدا ہوا شلخ کی تیس برس کی عمر تھی کہ عابر پیدا ہوا اور پینتالیس برس عابر سے فانع اور فانع کی تیس برس کی عمر میں ارغوا اور ارغوا کی تیس برس کی عمر میں شاروخ اور شاروخ کی تیس برس کی عمر میں ناہور اور ناہور کی اوتیس برس کی عمر میں تارح پیدا ہوا اور حسب وقت تارح کی عمر پچتر برس کی ہوئی جناب ابراہیم پیدا ہوئے اس حساب سے زمانہ طوفان سے ولادت ابراہیم تک دو سو ستانوے برس ہوتے ہیں اور نوح بعد طوفان تین سو پچاس برس زندہ رہے پس وقت انتقال نوح ابراہیم ترین برس کے تھے اور آپ نے اپنے جدا علی کا زمانہ پایا ہے۔ بعض مورخین کی یہ رائے ہے کہ ابراہیم کل بنی آدم کے جوان کے بعد ہوئے ہیں جدا علی میں اس اعتبار سے جناب موصوف تیسرے جدا علی بعد نوح و آدم علیہم السلام کے قرار پائے۔

علامہ ابن سعید کتاب البدن سے نقل کرتا ہے کہ پہلے جس نے اولاد حام ابن نوح سے بادشاہت کی اور حکومت اور سلطنت کی بنا ڈالی وہ کنعان بن کوش بن حام بن نوح تھا یہ معلوم نہیں کہ کنعان کس وجہ سے کس زمانہ میں اپنے مرزبوم شام سے زمین کے اوس حصہ کی طرف چلا آیا جس کو اب سرزمین

بابل کہتے ہیں اور ایک شہر اٹھارہ کوس مربع میں بابل نامی آباد کیا اس کے بعد
 نمرود نامی اسکالڑکا تخت حکومت پر بیٹھا یہ بہت بڑا عظیم الشان بادشاہ ہوا
 اس نے اکثر مسمورات عالم پر قبضہ کر لیا اسکی عمر نسبتہ دوسروں سے زیادہ ہوئی
 نبی عام سے یہ پہلا وہ شخص ہے کہ جس نے دین صابئہ اختیار کر لیا تھا اسی کی
 دیکھا دیکھی تھوڑے دنوں بعد اولاد سام بھی اس مذہب کی طرف مائل ہو گئی تھی
 سام ابن نوح و جلد کے شرقی جانب مقیم ہوا۔ یہ اپنے باپ کا وصی اور جانشین
 تھا۔ بعد اسکے ارغشڈ ابن سام اس کی املاک کا وارث ہوا۔ ارغشڈ روشن
 چراغ کو کہتے ہیں۔ بہت بڑا عابد پرہیزگار متقی تھا۔ اس کے بعد شاخ ابن
 ارغشڈ اسکا جانشین ہوا اور ایک مدت دراز تک زندہ رہا۔ بعدہ عابر ابن
 شاخ اسکی قائم مقامی پر مامور ہوا۔ یہی کلدانیوں کو لیکر نمرود سے مقابل ہوا تھا
 لیکن نمرود اسپر غالب آیا اور اسکو کوتاہ سے نکال دیا۔ عابر مودون لوگوں کے
 جو اس کے ساتھ تھے مجدل کی طرف جو قرات اور وچلہ کے درمیان واقع ہے
 چلا آیا۔ عابر عبرانیوں کا جد اعلیٰ ہے۔ اسکی مملکت و حکومت مجدل میں قائم ہوئی
 اسکے بعد فالخ ابن عابر اسکا وارث و جانشین ہوا یہ وہی ہے جس نے اولاد نوح
 پر ملک کو تقسیم کیا تھا۔ اسی کے زمانہ میں نمرود نے بابل میں ایک بڑا محل بنوایا تھا
 جسکا ذکر مصحف پاک میں آگیا ہے۔ فالخ کے بعد بخیال اکثر مورخین اسکا لڑکا ملکان
 جانشین ہوا۔ اسی کے زمانہ میں بنطی اور جرمقہ ابن خاندان پر غالب آئے اور
 مجدل میں اپنے رعب و مملکت کا سکہ چلایا ملکان اسی حالت میں ایک لڑکا
 ایٹا نامی (جو خضر کہے جاتے ہیں) چھوڑا کر انتقال کر گیا۔ باقی رہا ارغوا ابن

قانع وہ اس واقعہ کے بعد کلبہ اذاکیطرف چلا آیا اور میں اس نے اپنے سچے دین کو
 خیر یاد ککر دین بنط یعنی صابہ مذہب اختیار کیا اور ان میں اپنا نکاح کر لیا
 اسکی بنطی بیوی سے اسکا لڑکا شاروخ۔ اور شاروخ سے ناچور اور ناچور سے تاریخ
 پیدا ہوا۔ تاریخ ابن ناچور ہی کو آذر کہتے تھے نمرود نے اسکو کمال اخلاص سے اپنے
 بیت الاصلنام (بتخانہ) کا داروغہ مقرر کیا اور نمرود ملوک جہانم سے ہے اسکا
 نام ہاضد کوش ابن عام کا لڑکا تھا۔ اتنی کلام ابن سعید (کلام ابن سعید کا تمام ہوا۔
 تاریخ جسکو آذر کہتے ہیں بہ روایت تو رہت اسکے تین لڑکے ابراہیم۔ ناچور
 ہاران تھے ہاران اپنے باپ کی حالت حیات میں اپنے لڑکے لوطا کو چھوڑ کر مر گیا
 لوطا اس روایت کے مطابق ابراہیم کے بھتیجے ہیں۔ مورخین ابراہیم کے مولد (جائے
 پیدائش) میں اختلاف کرتے ہیں طبری کہتا ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ ابراہیم اطراف
 کوتنا (سرمین سووا) میں پیدا ہوئے اور یہ قول ابن اسحاق کا ہے اور کوئی یہ کہتا
 ہے کہ حران میں پیدا ہوئے تھے اور کسی کا یہ خیال ہے کہ یہ بابل میں پیدا ہوئے
 اور عامر سلف اسکے قائل ہیں کہ ابراہیم نمرود بن کنعان بن کوش بن سام کے
 زمانہ میں پیدا ہوئے اس زمانہ کے کہان (جمع کاہن) بتلا رہے تھے کہ ایک ایسا شخص
 پیدا ہوئے والا ہے جو دین شاہی کے مخالف ہوگا اور بتوں کو توڑ ڈالے گا نمرود نے
 یہ سنکر لڑکوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ آپ کی ماں نے ایک گڈھے میں جا کر
 و نفع حمل کیا تا آنکہ آپ بڑے ہوئے اور عنفوان شباب میں پہنچے اور
 ستاروں کو دیکھا اور ان سے ذات باری کو پہچانا اور نبوت حاصل ہوئی پس
 آپ اپنے باپ کے پاس آئے اور توحید کی طرف ہلایا اس نے انکار کیا

اور آپ نے بتوں کو توڑ ڈالا۔ اس جرم میں نمرود کے سامنے پکڑلائے گئے اور اسکے حکم سے آگ میں ڈالے گئے اللہ تعالیٰ نے اسکو ایسا تھنڈا کر دیا کہ جس سے انکو مطلق اذیت نہ پہنچی جیسا کہ قرآن میں موجود ہے نمرود نے یہ واقعہ عجیب دیکھ کر قربان کرنے کو کہا ابراہیم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے کسی عمل کو قبول نہ کرے گا جب تک کہ تو ایمان نہ لائے گا نمرود نے کہا یہی ایک امر مجھ سے نہ ہو سکے گا۔

(مترجم) اکثر مورخین کا یہ خیال ہے کہ ابراہیم کے والد آدرے اپنی بی بی سے وضع حمل کا حال دریافت کیا تھا اور انہوں نے بے پروائی سے یہ کہہ دیا تھا کہ ہاں میرے لڑکے پیدا ہوا تھا لیکن اوسی وقت مر گیا آزر کو چونکہ بی بی پر زیادہ اعتماد تھا اسوجہ سے اس واقعہ کی اوس نے زیادہ تفتیش نہ کی اور بعض نے یہ کہتے ہیں کہ

آزر کو ابراہیم کی پیدائش کا حال معلوم تھا لیکن اوس نے نمرود کے خوف سے اس واقعہ کو چھپایا ابراہیم جب تک گڑھے میں رہے اسوقت تک آپ کی والدہ ہمیشہ آپ کو دیکھنے ہایا کرتی اور دودھ پلا آیا کرتی تھیں جناب موصوف ایک دن میں اس قدر بڑھے تھے جس قدر اور لڑکے ایک مہینہ میں نشوونما پاتے ہیں۔

ٹھوٹے دنوں میں آپ جوانی کے قریب پہنچ گئے اور اپنے باپ آزر کے ہمراہ شام کیوقت گڑھے سے نکل کر ویرانہ سے مکان کو روانہ ہوئے راستہ میں جو جانور ملتا تھا اوسکو آپ دریافت کرتے تھے اور آزر کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ بکری ہے وہ اونٹ ہے اور یہ گائے ہے ابراہیم یہ سن کر دل میں کہتے تھے کہ ان مخلوقات کا کوئی رب

(دوسرے روز شام کو) فرورہے جب رات ہوئی اور آسمان کی طرف اپنے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ستارہ

۱۵۔ علامہ ابن اثیر تحریر کرتا ہے کہ وہ ستارہ مشتری تھا۔

نظر آیا آپ بے ساختہ کہہ اٹھے ”ہذا ربی (یہ میرا رب ہے) جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو آپ فرماتے لگے لا احب الا فسلیین (میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا) پھر تھوڑی دیر کے بعد جب ماتہاب کا نور نظر آیا اور دستارہ سے زیادہ روشن پایا تو پھر بول اٹھے ”ہذا ربی جب وہ بھی غائب ہو گیا تو فرماتے لگے لئن لم یہدنی ربی لا کونن من القوم الضالین (یعنی اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو بے شک میں بھی گمراہ قوموں میں شامل ہو جاتا) غرغفکہ پہلی رات جو کہ حضرت ابراہیم کو آبادی میں ہوئی تھی گذر گئی اور صبح کو آفتاب کی تیز روشنی نظر آئی تو آفتاب کو دیکھ کر ہذا ربی ہذا ابراہیم کہا جب شام ہوئی اور آفتاب بھی غروب ہو گیا تو آپ کے ذہن مبارک میں یہ خیال گذرا کہ جو متغیر ہے وہ ضرور ہے کہ حادث ہو گا اور جو حادث ہو گا وہ ہرگز قابل ربوبیت کے نہوگا علاوہ اسکے یہ سب چیزیں ظاہر و غائب ہوتی رہتی ہیں تو بالضرور انکا ظاہر و غائب کرنے والا کوئی اور ہوگا لہذا وہی قابل پرستش اور لائق خدائی کے ہوگا اسی وجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا یا قوم اینی برائی مما تشرکون (اے قوم میں بیزار ہوں اوں سے جنکو تم شرک کرتے ہو) اینی وجہت وجہی للندی فطر السموات والارض حنیفاً وانا انامن المشرکین میں نے ان سبوں کی طرف سے منع پھیر لیا اور اسکی طرف رخ کیا جس نے کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ایک طرف کا ہو کر اور میں اوں لوگوں میں نہیں ہوں جو کہ اوسکے ساتھ شرک کرتے ہیں) ابراہیم کا ستارہ ماتہاب و آفتاب دیکھ کر بار بار ”ہذا ربی کہنا اور پھر اوس سے گریز کرنا اسوجہ سے نہ تھا کہ آپ اپنے خالق بیچون کو نہ جانتے تھے یا کہ مٹھوک

یا کہ مشکوک حالت میں تھے جیسا کہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت کلام پاک کی یہ آیت
 کریمہ دے رہی ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ نُورًا ثُمَّ نُورًا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِه
 عَالِمِينَ (اور بیشک ہم نے ابراہیم کو دیا علم و فہم اس سے پہلے کہ وہ بالغ ہوتے اور ہم
 اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اسکا ایل ہے) ہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب
 آپ کو علم و فہم پہلے سے دیدیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ ستارہ یا ماہتاب و
 آفتاب کو دیکھ کر بار بار ہزار بی کھ اوٹھتے تھے لیکن ساتویں پارہ کی اس
 آیت کریمہ پر غور کرنے سے یہ شبہ پیدا نہیں ہو سکتا وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ
 مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَيْكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ اور اسی طرح
 دکھلانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمانوں اور زمینوں کی تاکہ ہو سکولیقین ہو جائے
 (یعنی خطرات بشریہ رفع ہو کر اسکو یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہ واحد اور خالق ہے)
 ابراہیم نے مدتوں اپنے اس خیال کو کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر جب آرزیت بنا کر
 آپ کو فروخت کرنے کے لئے دیتا تھا بے تامل بازار میں بتوں کو بیچنے کیواسطے لجاتے
 تھے اور آواز بلند سے فرماتے تھے مَنْ يَشْتَرِي مَا لَا يَضُرُّ وَلَا
 يَنْفَعُ (کون شخص ایسی چیز کو خرید کرے گا نہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع)
 لوگ یہ سنکر متعجب ہوتے تھے اور انکے پاس نہ جاتے تھے اور نہ اون سے بتوں کو
 خرید کرتے تھے جب شام ہوتی تو آپ نہر کے طرف جاتے اور بتوں کی گردنیں پیکر پکڑ
 پانی میں ڈبوئے اور مذاقاً شربنی شربنی (پنی لے) کہتے تھے رفقہ رفقہ
 لوگوں میں یہ باتیں مشہور ہو گئیں کچھ زمانہ واسمیں منقضی ہوا کہ لوگ ان باتوں کو ان کے
 پھولے پن اور لہو لعب پر محمول کرتے رہے لیکن جب یہ خلعت نبوت سے نہ فرار

فرمائے گئے اور علانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اوسکے سچے دین کی تعلیم و دعوت کرنے لگے اور سوقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور آپس میں اکثر جلسوں میں انکے خلاف مشورہ کرنے لگے سب سے پہلے جسکو ابراہیم نے خدا کے سچے دین کی طرف بلا وہ آپ کا باپ ازر تھا لیکن اوسکی قسمت میں دولت رحمان نہیں تھی اوس نے آپکے کہنے پر خیال نہ کیا اللہ جل شانہ نے اون سوالات اور جوابات کو جو ابراہیم اور اون کے قوم میں ہوئے تھے ستر چوبیس پارہ سورہ اہنبیا میں اس طرح بیان فرمایا ہے اِنَّ قَوْمَ لَابِئِیْرٍ وَ قَوْمِ سَمِیْعَ مَا هَذِهِ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ اَنْتُمْ لَهَا عِیْسٰی الْکٰفِرُوْنَ (جسوقت ابراہیم نے اپنے باپ ازر اور اپنی قوم یا نمرودین کنعان اور اوسکے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جنکی تم مجاورت کرتے ہو؟) قَالُوْا اَدْعٰی سِدْنَا اَبَا اَنَا لَمَّا عَلِمِدِ بِنِیْ (اون لوگوں سے ابراہیم کا وہ اعتراض تو اٹھ نہ سکا جو کھلا کر کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ وادوں کو انہیں کو پوجتے یا پائے اسوج سے ہم بھی تقایید انکو پوجتے ہیں) قُلْ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (ابراہیم یہ اون کا لاطایل جواب سنکر بولے کہ جب تم لوگ ان بتوں کو تعقید پوجتے ہو تو بیشک تم اور تمہارے آبا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے) قَالُوْا جِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتُمْ مِنَ الْمُبْیْنِ (ہوں بت پرستوں کو ابراہیم کے اس کہنے سے کہ تم اور تمہارے آبا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید مذاقہ نہ کہتے ہوں چنانچہ اس خطرہ کو اون لوگوں نے ظاہر کر دیا اور گھبرا کر کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس یہ سچی بات لیکر آئے ہو یا مذاقا کہ رہے ہو) قَالِ بَلْ رُبَّمَا سَبَّ السُّمُوْا سَبَّ

وَالَّذِي قَطَّرْنَا مِنْهُ وَأَنَا عَلَىٰ ذَا لِكُمْ مِنَ الشُّرَكَاءِ
 ابراہیم چونکہ تعلیم و ہدایت کے لئے آئے تھے اسوہ سے اون لوگوں کے خیال کو کہ آپ
 مذاقاً نہیں کہا اس طرح رفع فرمایا کہ جنکی تم پرستش کرتے ہو وہ رب نہیں ہے بلکہ
 تمہارا رب وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اور میں اسی بات کا
 قائل ہوں) اس تقریر کے بعد ظاہر اوہ لوگ خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن اوہ
 ان لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ ابراہیم کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت دکھلانی چاہئے
 تاکہ اوس کے خیالات اور حضرات رفع ہو جائیں اور اوہرا ابراہیم کو یہ خیال
 پیدا ہو رہا تھا کہ ان بتوں کی بیگسی اور بے بسی ان اندہوں پر ثابت کروینا چاہئے
 تاکہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ اپنے یہودہ خیال سے باز آئیں چنانچہ جب ان
 لوگوں کے عید کا دن آیا تو یہ لوگ ابراہیم کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ابراہیم
 تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو بڑا اور ذلیل کہا کرتے ہو چلو آج ہم تم کو اپنے خداؤں
 (بتوں) کا جاہ و جلال دکھلائیں ابراہیم نے ان لوگوں کو اپنی تسبیح (میں
 ریمار ہوں) کہہ کر ٹال دیا اور جب یہ لوگ ابراہیم کے پاس سے نا امید ہو کر جا رہے
 تھے تو جناب موصوف نے وہی زبان سے فرمایا **وَاللّٰهُ لَا يَدْرِي مَا كُنْتُمْ
 تَعْبُدُونَ** (اور اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے بتوں کا علاج
 کرونگا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے) ان کلمات کو دو ایک آدمیوں نے ان میں سے

۱۔ سال میں ایک دن یہ لوگ بتوں کو نہلاتے تھے اور اچھے پڑے پہنا کر اون کے سامنے اچھے
 اچھے کھانے رکھتے تھے اور تکلف کا لباس پہن کر عید گاہ میں جاتے تھے اور جب لوٹ کر آتے
 تو بتوں کو سجدہ کر کے تیر کا کھاتے تھے۔

سن لیا تھا۔

ابراہیم ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد بتخانہ میں گئے بہت بڑی زینت اور آرائش
 نظر آئی ایک بڑا بت رک رکھتا تھا اور اس کے چاروں طرف چھوٹے
 چھوٹے بت مناسب طریقہ سے رکھے ہوئے تھے اور سبوں کے سامنے عمدہ عمدہ
 کھانے پینے ہوئے تھے پہلے تو آپ نے ان بتوں سے نعرہ پڑھا فرمایا اَلَا تَاكُلُوْنَ (کلوگ
 کیوں نہیں کھاتے ہو) جب اس کا جواب کچھ نہ ملا تو پھر وہ بارہا پئے کہا مَا لَكُمْ لَا تَنْتَقِدُوْنَ
 (کو کیا ہو گیا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو) جب اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا تو آپ ان بتوں کے ٹوڑنے
 میں مصروف ہوئے جیسا کہ آیہ کریمہ قُرْآنُ عَلَيْنِهِمْ فَرِيًّا بِالْيَمِينِ (پھسے متوجہ
 ہوا اوپر دہنے ہاتھ سے یا بقوت تام) سے مفہوم ہوتا ہے۔ اس بتخانہ میں جس قدر بت تھے
 سب کو توڑ ڈالا سوائے اس ایک بت کے کہ جس کے کندھے پر آپ اپنا تیشہ رکھ کر چلے آئے تھے
 جسوقت وہ لوگ عید گاہ سے واپس آئے بتوں کو اس خراب حالت میں دیکھ کر چلا آئے
 مَنْ فَعَلَ بِذَا بَابِ لَهْتِنَا اِنَّ لِمَنْ الظَّالِمِينَ (کس نے یہ کام ہمارے بتوں
 کے ساتھ کیا بیشک وہ ظالموں میں سے ہے) ایک نے ان میں سے کہا کہ ایک جوان جسکو
 لوگ ابراہیم کہتے ہیں ان کی بڑائیاں کر رہا تھا عجیب نہیں کہ یہ فعل اسی کا ہو لوگوں نے
 اس واقعہ سے نرود کو مطلع کیا اس نے ابراہیم کو بغیر کسی حجت و دلیل کے دفعۃً گرفتار کر لیا
 معیوب سمجھ کر کہا اچھا اور سکو ہمارے سامنے لاؤ شاید کچھ آدمی اسکی شہادت دے سکیں۔ یہ
 یہ سنتے ہی سب لوگ ابراہیم کے پاس گئے اور انکو نرود کے دربار میں گرفتار کر لائے نرود نے
 دریافت کیا اَنْتَ فَوَلِّتَ ہَذَا بَابِ لَهْتِنَا یا ابراہیم (اسے ابراہیم کیا تو
 ہمارے خداؤں (بتوں) کے ساتھ یہ کام کیا ہے) ابراہیم نے اس کے جواب میں

صریحاً انکار نہ کیا بلکہ ایسا فرمایا اِن فَعَلَهُ بِكَيْدِهِمْ هٰذَا فَاَسْئَلُوهُمْ
 اِن كَانُوا يَنْطِقُونَ (بلکہ کسیا ہے یہ کام ان کے اس بڑے بڑے سوان سے پوچھو
 اگر بولتے ہوں) ابراہیم کے اس خیال کے ظاہر کرنے سے بعض لوگوں کے چہرہ پر
 فکر اور تشویش کے آثار کسی قدر نمایاں ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگا
 اِنكُمْ اَنْتُمْ الظَّالِمُونَ (بے شک تم ہی بے انصاف والوں میں ہو) پھر
 بعد چند لمحہ کے چونکہ شیطان نے انکی عقل کی آنکھوں پر ناحق شناسی کے پردے ڈالنے
 تھے ابراہیم سے مخاطب ہو کر کہا لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا هٰؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ (بیشک
 تجھکو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں) اسی وجہ سے ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہتے ہو
 دیکھو ابراہیم سچ بتاؤ کہ یہ کس کا کام تھا ابراہیم ان لوگوں کی اس جہالت
 آمیز تقریر کو سن کر بولے اَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّ
 لَا يَضُرُّكُمْ اِنَّ اَبْرٰهٖمَ لَكُم مِّن دُونِ اللّٰهِ
 اَنْتُمْ تَقُولُونَ - (پھر تم سوائے اللہ کے کسی اور ایسے کو پوجتے ہو
 جو کہ تمکو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان تھ ہے تمہارا اور اوپر جسکی تم عبادت کرتے آ
 سوائے اللہ کے کیا تم نہیں سمجھتے ہو۔

پھر وہ ابراہیم سے مخاطب ہو کر بولا کیا تم سے آپے او س رب کو دیکھا ہے
 جسکی عبادت کرتے ہو؟ اور وہ رب تمہارا کون ہے جسکی طرف تم لوگوں کو
 بلائے ہو؟

ابراہیم نے بی الذی یبغیٰ و یبغیٰ (میرا وہ رب ہے جو کہ زندہ
 کرتا ہے اور مارتا ہے۔

نمرود یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں، ابراہیمؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور نمرود نے ان دو شخصوں کو طلب کیا جو داعیہ انقتل ہو چکے تھے ان دونوں میں سے ایک کے قتل کا حکم دیا اور دوسرے کی خطا معاف کر کے ابراہیم سے متوجہ ہو کر کہا۔ ابراہیم تم نے دیکھا کہ میں نے کیسے ایک کو مارا اور ایک کو زندہ کیا اس اعتبار سے میں بھی مارے اور زندہ کر نیوالا ہوں تمہارے رب میں مجھ سے کوئی زائد صفت نہیں ہے وہ بات بکلاؤ جو تمہارے رب میں ہو اور مجھ میں ہو۔ ابراہیم نے کہا ان اللہ یا نبی بالشمس من المشرق فاستبھا من المغرب (جینک اللہ تعالیٰ آفتاب کو مشرق سے طلوع کرتا ہے پس تو مغرب سے اوسکو نکال) نمرود سے اس سوال کا جواب کچھ بن نہ آیا اپنا سامنہ لیکر خاموش ہو گیا اور ابراہیم نمرود کے دربار سے اٹھ کر چلے آئے تب اون لوگوں میں مشورہ ہونے لگا۔ بعضوں نے قتل کرنے کو کہا اور کسی نے شہر بدر کرنے کی طرف اشارہ کیا اور اکثر لوگ اس رائے پر متفق ہوئے کہ جناب موصوف جلا دئے جائیں چنانچہ نمرود نے بھی اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا اور لکڑی جمع کئے جانے کا حکم عام صادر کیا ہمارے خیال ناقص میں نمرود کی سلطنت میں شاید ایسا کوئی شخص نہ تھا جس نے کم و بیش اس حکم کی تمہیل نہ کی ہو اسوجہ سے نہایت قلیل مدت میں بے انتہا لکڑیاں جمع ہو گئیں اور اگر شتھل کی گئی جسوقت ابراہیم منجنتی میں رکھا اس آگ میں جسکو ایک عالم کے بت پرستوں نے مشتعل کیا تھا ڈالے گئے اسوقت عجیب کیفیت تھی سوائے نقلیں یعنی جن و انس کے تمام عالم زبان حال سے جناب باری میں کھرا تھا اگر ابراہیم آج جلا دے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ رہ

۱۰۔ بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بہیزن نامی ایک شخص ابراہیم کے قتل پر ماسو گیا گیا لیکن بہیزن جسوقت ابراہیم کے قتل کو روانہ ہوا بقضائے الہی زمین میں دہنس گیا۔ واللہ اعلم۔

جائینگا تو اگر اجازت دے تو ہم ابراہیم کی مدد کریں جناب باری سے حکم ہوا ان استغاثت
 لیسٹی منسکم فلینشرہ وان لم یدرغ غیرئی فاننا لہ (اگر وہ تم میں سے کسی سے
 مدد چاہے تو اجازت ہے کہ اوسکی مدد کرو اور اگر اوس نے میرے سوا کسی دوسرے کو نہ بلایا تو ہم
 اوسکی مدد موجود ہی ہیں) اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیم سے کہا الگ حاجت ہے کیا
 تلو کچھ ضرورت ہے لیکن ابراہیم نے صاف ہی جواب دیا اما ایک فلا (ہاں ہے مگر مجھے
 نہیں) وہ ایک ایسا جواب تھا جو درحقیقت لاجواب اور اونکی مشان کے موافق تھا
 سواہ جن وانس کے وہ تماشائے حسرت واقسوس کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جسوقت
 ابراہیم انبار آتش کے قریب پہنچے آسمان کی طرف سر اٹھا کر جناب احدیت میں عرض کی اللہم
 انست الواحد فی السماء وانت الواحد فی الارض حبیبی اللہ ولیم اذکیل ایضا
 تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں کافی بے مجھ کو اللہ اور بہت ہی اچھا وکیل ہے
 ہنوز آگ کے شعلوں کا آپکے مبارک بدن پر اثر بھی نہ پہنچے پایا تھا کہ یا نار کوئی برودا و سلاما علی ابراہیم
 اس آگ سرد ہو جاوے اور سلامت رہے ابراہیم کے لئے کے خطاب نے اس نار کو گلزار بنا دیا جسے مبارک کیا شان ہے
 مفسرین رحمہم اللہ اس امر پر اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ اگر جل جلالہ عم نوالہ در سلاما
 کا لفظ برودا کے بعد نہ فرماتا تو ابراہیم کو شدت برود (سردی سے) روحی صدمہ پہنچتا اور
 وہی باعث جدائی روح و تن ہوتا اور اسی طرح اگر یہ حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا اور
 علی ابراہیم کے ساتھ مقید نہ کر دیا جاتا تو بیشک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور آج آگ
 کا کہیں نام و نشان نہ ملتا واللہ اعلم۔

نمروذ کے دماغ میں مدتوں خیال بصری صورت میں ہر قسم رکالہ آگ نے ابراہیم کا کام تمام
 کر دیا ہو گا لیکن ایک روز اتفاقاً اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو جناب موصوف کو بیٹھا ہوا دیکھ کر

متعجب ہوا اور اس نے اسی وقت اپنی قوم کو طلب کر کے کہا مجھ کو شہرہ پیدا ہو گیا ہے کہ
 ابراہیم زندہ ہے اسوجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تلوگ میرے لئے ایک ایسا اونچا مکان بناؤ
 کہ جس سے میں ابراہیم کو دیکھ سکوں۔ نمرود کے زبان سے یہ فقرہ تمام ہوئے بھی نہ پایا
 تھا کہ لوگ دوڑ پڑے اور مکان کے بنانے میں مصروف ہو گئے زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ
 وہ مکان بن کر تیار ہو گیا اور نمرود اس مکان سے چڑھ کر آگ کی طرف دیکھنے لگا اسکو اس
 مرتبہ پہلے سے زیادہ تعجب اسوجہ سے ہوا کہ اس نے ابراہیم کے پہلو میں ابراہیم کی صورت
 و شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا تھوڑی دیر تک خاموشی کے غافل میں دیکھا رہا تب
 صبر نہ ہو سکا تو چلا کر کہنے لگا اے ابراہیم تیرا خدا بہت بڑا ہے اسکی قدرت و عزت اس درجہ
 بڑھ گئی ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں اسکو جو چچھ میں اور آگ میں جا مل ہو گئی ہے کیا تجھکو ہتھ
 استطاعت ہے کہ اس آگ سے صحیح و سالم نکل آئے ابراہیم نے جواب دیا کہ ہاں ممکن
 ہے جس خدا نے مجھکو یہاں صحیح و سالم رکھا ہے اسکی قوت و مدد سے میں باہر بھی آسکتا
 ہوں ابراہیم یہ کہہ کر اٹھے اور بہت اطمینان سے خراماں خراماں آگ کے ڈھیر سے باہر آئے
 نمرود نے دریافت کیا کہ ابراہیم تمہارے پاس تمہارا ہی ہن شکل کون شخص بیٹھا ہوا تھا
 آپ نے فرمایا کہ وہ ملک انفل تھا اللہ جل شانہ نے اسکو میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا
 کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تاکہ تمہاری کی تکالیف مجھکو نہ پہنچے (انہی کلام المرجم)

اس واقعہ کے بعد نمرود نے ابراہیم سے کہا میں بیعوض اسکے جسکی طرف تم مجھکو
 بلاتے ہو تمہارے رب کے لئے قربانی کیا چاہتا ہوں ابراہیم نے جواب دیا کہ جب تک تو
 اس ذات واحد پر ایمان نہ لائے گا اللہ جل شانہ تیری کسی عبادت کو قبول نہ کریگا۔ نمرود نے
 کہا میں ایک یہی امر تو نہیں کر سکتا کیونکہ میری شان کے خلاف ہے بعد اسکے اسے چار ہزار

گایوں کی قربانی کی اور جناب موصوف کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔ پھر انہیں جلستانہ نے
 ابراہیم کو ہجرت کا حکم دیا چنانچہ آپ معہ اپنے باپ تارح اور تاحور بن تارح اور انکی بیوی ملکا
 نسبت ہاران تارح کے بھائی) اور لوط بن ہاران اور سارہ زوجہ ابراہیم رضی اللہ عنہما
 سے ہجرت کر کے حران میں چلے آئے لوگوں نے کہا ہے کہ سارہ ملکا بنت ہاران کی بہن تھیں
 اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ شاہ حران کی بیٹی تھیں جب دین ابراہیم قبول کر چکی وہ جسے
 ان کی قوم نے ان پر طعنہ زنی شروع کی تو ابراہیم نے ان سے اس بشرط پر عقد کر لیا کہ انکو
 کوئی کسی قسم کا آزار نہ دیگا لیکن تورات میں ہے کہ سارہ رضی اللہ عنہا نے ابراہیم
 کے ساتھ حران میں آئین اور یہمان پر ابراہیم سے انکا عقد ہوا سہیلی نے لکھا ہے کہ سارہ
 ہاران ابن تاحور کی بیٹی تھیں جو ابراہیم کے چچا تھے اور جس ہاران کے لوط لڑکے ہیں وہ
 تارح ابن تاحور کا لڑکا ہے اور زمانہ قیام حران میں تارح (آزر) کا دو سو پچاس برس کی
 عمر میں انتقال ہو گیا پھر ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ارض کنعان کی طرف ہجرت
 کی جہاں پر ان کی نسلی ترقی اور ملک کے دینے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا پچھتر
 برس کی عمر میں آپ نے وہاں آ کے قیام کیا جہاں اب بیت المقدس ہے پھر تھوڑے
 دنوں بعد جب ارض کنعان میں قحط پڑا تو آپ معہ اپنے اہلیت کے مصر میں چلے آئے۔
 اگرچہ ابراہیم معہ اپنے اہلیت کے مصر میں ایسے مقام پر سکونت پذیر ہوئے
 تھے جہاں پر کوئی آپ کو پہچانتا نہ تھا لیکن سارہ کا حسن و جمال کچھ ایسا ویسا معمولی
 تو تھا نہیں رفتہ رفتہ اسکی خبر فرعون مصر کو پہونچی اس نے ابراہیم کو طلب کر کے سارہ
 کے بارے میں استفسار کیا ابراہیم نے اس خیال سے کہ شاید یہ مجھکو قتل کر کے سارہ
 لے طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے ہی شہر آباد کیا گیا تھا قدیم شہروں میں یہ شمار کیا جاتا ہے۔

کو ہجرہ لینے پر کہہ دیا کہ یہ میری بہن ہے لیکن فرعون نے اس پر کچھ خیال نہ کیا اور سارہ کو اپنے آدمیوں سے اپنی خلوت خاص میں گرفتار کر کے منگوا لیا پس جب اس نے ایک بار یا بروایت بعض مورخین تین بار سارہ کا قصد کیا اور اس کے ہاتھ ہر بار خشک ہو گئے یا کہ اسپر صرعی (مرگی والی) کیفیت طاری ہو گئی اور ہر مرتبہ سارہ کے وعاسہ اپنی اصلی حالت پر آگئے تب چوتھے یا دوسرے بار اس نے سارہ سے اپنی اس بیجا دلیری کی معافی چاہی اور ہاجرہ کو آپ کے تذکر کے حضرت ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔

حریت ہاجرہ لے ہاجرہ مادر اسماعیل کا نام زبان عبرانی میں ہا غار ہے رقیون

بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں یہ رقیون شہر بابل کا رہنے والا تھا جو افلاس و تنگدستی کی وجہ سے بابل چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا اور اپنی ذاتی لیاقت و دانشمندی سے اراکین سلطنت میں داخل ہوا پھر رفتہ رفتہ مصر کا بادشاہ بن بیٹھا تھا سب سے پہلے جب کا قہر فرعون ہو او وہی شخص ہے اسی کے عہد حکومت میں ابراہیم فلسطین سے بوجہ تھا مصر میں موہ اپنے اہلبیت کے چلے آئے تھے لہذا فی سفر البشارہ سفر البشارہ میں ایسا ہی ہے

عام طور سے اکثر لوگ بوجہ سمجھے بوجھے کہا کرتے ہیں "ہاجرہ لوٹدی تھیں" لیکن وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہا غار و رقیون دونوں الفاظ عبرانی زبان کے ہیں اور عجیب نہیں ہے کہ یہ اسی قبیلہ سے ہو جس قبیلہ سے ابراہیم ہیں گوارسکی شہادت کافی نہیں منسکتی ہے اور بظاہر زمانہ قحط میں شاید اسی خیال سے کہ بادشاہ مصر اندون اپنی قوم و ملک کا ہے ابراہیم سے مصر جائے کا قصد کیا ہو جیسا کہ اکثر ہر شخص کو ایسے مواقع پر اس قسم کے خیالات پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ مفسرین تورات نے ہاجرہ

طبری نے لکھا ہے کہ جس فرعون نے سارہ کا ارادہ کیا تھا وہ سنان بن علوان
براور ضحاک تھا ظاہر یہ ہے کہ سنان۔ ملوک قبط سے ہے بعد اس واقعہ کے

کو بادشاہ مصر کی بیٹی تحریر کیا ہے چنانچہ وہی شاومہ اسحاق نامی مفسر تورات مقدس
کتاب پیدائش کے سو لوہوں باسب کی پہلی آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے جس کا
اردو ترجمہ یہ ہے "وہ فرعون کی بیٹی تھی جب دیکھا ان کرامات کو جو بوجہ سارہ واقع
ہوئیں تب کہا بہتر ہے کہ میری بیٹی رہے خادم ہو کر ان کے گھر میں اس سے کہ رہے
دوسرے گھر میں ملکہ ہو کر"

علاوہ اسکے اُس زمانہ کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت
میں لونڈی و غلام دو طرح پر ہوتے تھے ایک تو خرید کرنے سے جسکو عبرانی میں مقنن
کسف کہتے ہیں دوسرے غنیمت جنگ سے اور وہ شیوت حرب کہلاتے تھے تیسری
صورت یہ تھی کہ ان کی اولاد لونڈی غلام کے جاتے تھے جو درحقیقت تیسری قسم نہیں
ہے بلکہ انھیں پہلی دونوں قسموں میں یہ داخل ہے اور اس قسم کے لونڈی غلام کو پانچواں
یعنی خانہ زاد کہا کرتے تھے لیکن باجرہ ان کل باتوں سے پاک تھیں اور اوس وقت تک ان دونوں
باتوں میں سے ایک بھی نہیں ثابت ہوئی پھر ان کو لونڈی کہنا زیادتی نہیں ہے تو کیا ہے ؟
اب باقی رہا یہ امر کہ سارہ نے ان کو لونڈی کیوں کہا اسکی وجہ ظاہر ہے کہ جب دو عورتوں
علی الخصوص دو سوکنوں میں تکرار ہوتی ہے تو جسکی زبان زیادہ چلتی ہے وہ دوسرے کو
حقارت سے کیا کچھ نہیں کہتی ہے لیکن کہنے سے وہ درحقیقت وہی تھیں ہو جاتی جو دوسری
کہتی ہے اور اگر درحقیقت باجرہ لونڈی ہوتیں اور اسماعیل لونڈی زاد ہوتے تو سارہ
ان دونوں ماں بیٹے کے نکال دینے یعنی طلاق دینے کی درخواست کرتیں کیونکہ انکی شریعت میں

ابراہیم معہ اپنے اہلبیت کے شام کو ارض کنعان کی طرف چلے گئے بعضوں نے لکھا ہے کہ جس نے سارہ کا قصد کیا تھا اور جسکے ہاتھ خشک ہو گئے یا وہ نمرع میں مبتلا ہو گیا تھا وہ شاہ ارون تھا اور اس نے بعد افاقہ ہاجرہ کو آپ کی خدمت کیلئے آپ کو دیکر حضرت کیا جو بعض ملک قبیط کی لوٹدی تھیں۔

پھر ابراہیم معہ نکل کر معہ اپنے متعلقین کے ارض کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حیرون میں (جس کو اب مقام خلیل کہتے ہیں) پہنچ کر قیام کیا یہ وہی مقام ہے جس کو صابئہ بیکل مشتری و زبرہ کہتے تھے اور متبرک سمجھ کر عود وغیرہ جلاتے تھے غیر انہوں نے اسی کا نام ایلیاد اللہ کا گھر رکھا لوطیہاں تک تو ابراہیم کے ساتھ ساتھ رہے لیکن اب یہ مویشیوں کی کثرت اور سبزہ زاروں کی قلت کی وجہ سے ابراہیم سے علیحدہ ہو کر فلسطین کی طرف جانے والے ہیں اگرچہ ہمارے مورخ نے اون کی سرگذشت اسی مقام پر تحریر کی ہے لیکن ہم ان کا حال مستقل طور سے آئندہ لکھیں گے۔ اس موقع پر اوس دلچسپی کو جو کلبوالا بنیاء ابراہیم علیہم السلام کے حال سے پیدا ہو رہی ہے ہاتھ سے نہیں دیا چاہئے۔

لوٹدی اور لوٹدی زادہ کو میوی اور بیوی کے لڑکے ہوتے ہوئے میراث نہیں ملتی تھی سوائے اسکے کہ اوسکا باپ حالت حیات میں کچھ دے گیا ہو اور اسی طرح زن مطلقہ اور اس کے لڑکے کو میراث پدرنہ ملتی تھی پس اگر ہاجرہ لوٹدی ہو میں اور اسماعیل لوٹدی زادہ ہوتے تو اسحاق کے پیدا ہونے کے بعد سارہ اس قدر ہاجرہ سے برہم نہ ہوتیں یہ فطرتی بات تھی کہ آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اٹاک ابراہیم کے مالک یا وجود اسحاق کے اسماعیل بھی ہونگے اور اسی وجہ سے ان کے نکال دینا کی درخواست کی تھی پھر جب ابراہیم کو اس سے کچھ پس و پیش پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ سارہ نے ہاجرہ کو لوٹدی کہا تھا۔

اسماعیل مراجعت معہ کے بعد دسویں برس سارہ نے ابراہیم کو باجرہ سے نکاح کرنیکی اجازت دی۔ اس خیال سے کہ شاید اللہ جل شانہ انھیں سے کوئی لڑکا مرحمت فرمائے کیونکہ جناب موصوف نے لڑکے ہونے کی دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اور سارہ کی عمر زیادہ ہو گئی تھی وہ لڑکا ہونے سے ناامید ہو چکی تھیں پس جب ابراہیم نے باجرہ سے عقد کیا تو آپ کی چھیا سی برس کی عمر میں اسماعیل ذبیح اللہ بطن باجرہ سے پیدا ہوئے جناب باری سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اس لڑکے کی بارہ اولادیں ہونگی اور ہر ایک بڑے سلسلہ کے رئیس ہونگے سارہ کو بعد اسکے غیرت نے اس امر پر مجبور کیا کہ انھوں نے ابراہیم پر باجرہ کے نکالنے پر و باؤ ڈالا۔ ابراہیم کو سخت تر دوکانا منا ہوا اللہ جل شانہ نے تسلی دی اور ارشاد کیا کہ سارہ کی اس بارے میں اطاعت کر پس ابراہیم سارہ کے کہنے سے باجرہ اور اسماعیل کو ایک فخر پر سوار کر کے کچھ تھوڑا سا زور راہ لیکر روانہ ہوئے اور جناب باری کے حکم سے سرزمین مکہ مقام زمزم میں ٹھہرا کر واپس ہوئے مراجعت کرنے پر باجرہ نے گھبرا کر ابراہیم سے کہا "من امرک ان تترکنا بارئش لیس فیما ذریع ولاماء" کس نے

۳۴ فرمایا اور تسلی دی اس نوٹڈی اور بچہ کی طرف سے رنج و مت کر تو انکو نکال دے میں اس نوٹڈی کے بچہ سے ایک قوم پیدا کروں گا کتاب مقدس اور اسکی تفسیروں سے باجرہ کا نوٹڈی ہونا ثابت نہیں ہوتا کما سبق (جیسا کہ بیان ہوا۔)

۱۷ کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ ولادت اسماعیل کے بعد سارہ کو بہت بڑا صدمہ ہوا اسکے بعد اللہ جل شانہ نے انکے بطن سے اسحاق کو پیدا کیا جب یہ دونوں بچائی کسی قدر بڑے ہوئے تو آپس میں ایک روز کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی جسکی وجہ سے سارہ نے عقیدہ میں آکر اس ماں بیٹے کے نکالنے کا دباؤ ابراہیم پر ڈالا اور یہ کہا کہ انکو کسی شہر یا آباد قریہ میں رکھ کر اللہ جل شانہ نے مکہ کی طرف بجا نیک حکم صادر فرمایا

تکو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہکو ایسی زمین میں چھوڑ جاؤ جہاں نہ کوئی درخت ہے اور نہ پانی ہے
 ابراہیم نے کہا ربی امرنی لایرے خدا نے یہ حکم دیا ہے) ہاجرہ نے جواب دیا "فانہ
 لن یفیعنا (وہ بیشک ہکو ضایع نہ کریگا) اور خاموش ہو کر بیٹھ گئیں ابراہیم نے بوقت
 مراجعت تقاضاے بشریت یا الفت پدری سے مضطربانہ یہ دعا کی رہتا اپنی اسکنت
 من ذریعتی بواد غیر ذی ذریع عند بیتک الحکم ربنا یمو الصلوٰۃ تساجل
 اقلدۃ من الناس کتوی ائہم دارز قوم من التمرات لعمامہم یشکرون۔

اے رب میں نے اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کھیتی نہیں ہے تو سے شکر
 گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس لوگوں کے دلوں کو انکی طرف مائل
 رکھ اور انکو روزی دے میووں سے تاکہ وہ شکر کریں) اللہ جاشائے نے آپکی یہ دعا قبول
 فرمائی۔ ابراہیم کے چلے جانے کے بعد بی بی ہاجرہ اور اسماعیل دونوں ماں بیٹے تنہا رہ گئے
 ایک شب روز میں یا اسی دن وہ پانی ختم ہو گیا جسکو روزانگی کی وقت جناب ابراہیم
 اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسماعیل کو غلبہ تشنگی نے بیتاب کیا ہاجرہ بیتاب پریشان کبھی تو
 پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر چڑھ جاتی تھیں جب وہاں پانی کا کچھ نشان نہ ملتا تھا تو اسی
 پریشانی کی حالت میں مروہ کی چوٹی پر پہنچ جاتی تھیں تاکہ سات مرتبہ صفا سے مروہ
 اور مروہ سے صفا کی چوٹیوں پر آئیں گئیں۔ اٹھواں بار شروع نہ ہوئے پایا تھا کہ اپنے پیارے
 شیرخوار بچے کی رونے کی آواز سنکر دوڑ آئیں اسماعیل اسوقت رو رہے تھے اور زمین پر
 پاؤں مار رہے تھے جس سے بعنایت الہی چشمہ زمزم او بل پڑا۔ سدی سے روایت کی جاتی ہے
 کہ اسماعیل کو ہاجرہ مقام حجر میں چھوڑ گئیں تھیں اور انکے لئے ایک عریش بنا دیا تھا او
 حجر میں لے آکر ہاجرہ کے بعد چشمہ بکول دیا تھا اور انہوں ہی نے جا کر ہاجرہ کو اس ستہ آگاہ کیا

اور یہ بتلایا کہ اسی چشمہ سے اللہ کے مہمان سیراب ہونگے اور تھوڑے دنوں بعد اس لڑکے کا باپ آئے گا اور دونوں ملکر اللہ تعالیٰ کا گھر بنائیں گے پھر جبرہم کا ایک گروہ یا انکے اہلبیت اس طرف سے گذرے نشیبی مکہ میں قیام کیا چڑیوں کو اڑنے ہوئے دیکھ کر تعجب سے کہنے لگے اس وادی میں تو پانی نہیں ہے چڑیاں کیوں اڑ رہی ہیں چند لوگ اس جستجو میں نکل کر چلے اور مقام حجر میں پہنچ کر ایک عورت اور ایک بچہ اور ایک چشمہ کو دیکھا اور وہیں ان سبہوں نے قیام کیا و ات اعلم الغرض باجرہ نے دوڑ کر اپنے بچے کو چپ کر لیا۔ اور اس ابلعے ہوئے پانی کے چاروں طرف مٹی کی ایک مینڈ سی باندھ دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بروقت تذکرہ فرماتے تھے یہ جہاں اللہ لو تر کتھا لکانت عینا سا لحتہ (اللہ باجرہ پر رحم کرے اگر وہ اس چشمہ کو بکار چھوڑ دیتیں تو وہ ایک چشمہ جاری ہو جاتا) پھر نبی جبرہم جو پانی نہ ملنے سے اس غیر ذی زرع سرزمین میں حیران پریشان پھر رہے تھے پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر اس طرف آئے جہاں پر باجرہ سے اپنے بیٹے اسماعیل کے بیٹھی ہوئی تھیں نبی جبرہم نے پہلے تو چشمہ کو تعجب بھری نگاہوں سے دیکھا بعد اسکے جب انکی نظر نبی باجرہ پر پڑی تو اور زیادہ متعجب ہوئے تھوڑی دیر سکوت کے عالم میں رہے بعد ازاں یہ لوگ باجارت باجرہ اسی مقام پر قیام اختیار کیا اور ظاہر ایسی گروہ فی الحال انکی تنہائی کے رفع کرنے کا باعث ہو اسماعیل نے اسی گروہ میں پرورش پائی۔ جوان ہوئے اور انھیں لوگوں سے زبان عربی سیکھی انکو گوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت کے ساتھ آپ کا عقد کر دیا پھر باجرہ کا انتقال ہو گیا اسماعیل نے انکو مقام حجر میں دفن کر دیا۔

اسحاق۔ جس وقت ابراہیم نبی باجرہ کو مکہ میں پہنچا کر شام کو واپس آئے اور بیت المقدس میں مقیم ہوئے اہل موفکہ جہاں کہ لوط اپنے چچا ابراہیم سے طمذہ ہو کر چلے گئے تھے انکے اب

فواہش میں حد سے بڑھنے لوٹانے اونکو سمجھایا اللہ کی طرف بلا یا ان لوگوں نے چھٹلا نا غیروہ
 کیا تب اونکے ہلاک کرنے کو اللہ جانشانہ نے ملائکہ کو بھیجا۔ اور یہ سب ابراہیم کی طرف ہو کر گئے۔
 ابراہیم نے اونکی دعوت کی تعظیم و خدمت میں بچان و دل مصروف ہوئے سارہ کے سختی صحت
 ملائکہ کی بشارت ولادت اسحاق و یعقوب کے واقعات پیش آئے جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے۔
 ولادت اسحاق کی بشارت ملائکہ نے ابراہیم کو اس وقت دی تھی جب انکی عمر سو برس
 کی ہو چکی تھی۔ اور سارہ نوے برس کی تھیں۔

قرآن شریف کے پارہ ۱۲ سورہ ہود میں یہ واقعہ اس طرح پر مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوطانے بلانے
 کر کے کو ملائکہ کو بھیجا اور وہ ابراہیم کی طرف سے ہو کر گئے۔ ابراہیم نے ان کی دعوت کی عمدہ فریاد
 فریح کیا دسترخوان پر بیٹھے تو ان لوگوں نے ہاتھ کھانے سے لکھنے لیا ابراہیم کو اس سے خوف پیدا ہوا
 اسوجہ سے کہ اس زمانہ کا دستور تھا کہ جس سے دشمنی ہوتی یا دشمنی کرنا مقصود ہوتا تو اس کا کھانا
 نہ کھاتے تھے ملائکہ نے انکو خائف دیکھا کہ کہا کہ تم نہ ڈرو ہم اللہ کے بھیجے ہوئے قوم لوط پر جا رہے
 ہیں سارہ کھڑی ہوئی تھیں مستحضر ہو گئیں ملائکہ نے ولادت اسحاق اور بعد اسحاق کے یعقوب
 ولادت کی بشارت دی سارہ کا سن اس وقت تک نوے برس کا ہو چکا تھا باریت لحاظ کمال تعجب
 یا جوش مسرت سے استعجابا بول اوٹھیں۔ یا وئی ای اللہ وانا عجوز و ہذا بعلی شیخ
 ان ہذا انشی عجیب (کسیا مجھ سے بڑکا پیدا ہوگا اور وہ انخالیکہ میں بوڑھی ہوں)۔
 اور میرا شوہر بوڑھا ہو گیا ہے۔ بیشک یہ بات تعجب کی ہے جبرئیل یا اور کسی فرشتے نے جو بوز
 اجمعین من امر اللہ کسیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے اور دوسرے مقام پر اس کے
 جواب میں ملائکہ نے کہا کذا لک قال ربک (ایسا ہی میرے بے کہا ہے پھر ابراہیم
 سے مخاطب ہو کر اس شہدہ و استعجاب کو جو کہ سارہ کو پیدا ہو گیا تھا اس قول سے رفع کر دیا۔

اور اسحاق کی ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبت اللہ بنائے کا حکم دیا اس سے پیشتر
جب اسماعیل پندرہ برس کے ہوئے ہاجرہ کا انتقال ہو گیا تجھیز و تکفین کے بعد اسماعیل
کا دل مکہ سے اُچٹ گیا۔ اور انھوں نے شام کی طرف چلے جانے کا قصد کیا لیکن بنی جرہم
نے آپس میں صلاح و مشورہ کر کے اسماعیل کو اس ارادہ سے روکا اور ان کا نکاح عمارہ
بنت سعید بن اسامہ بن اکیل سے خاندان عمالقہ میں کر دیا اسکے بعد ابراہیم اپنی بیوی
سارہ سے حسب دستور سابق اجازت لیکر مکہ کو آئے اُس وقت ہاجرہ انتقال کر چکی تھیں
اور اسماعیل شکار کھیلنے کو تشریف لے گئے تھے صرف عمارہ بنت سعید اسماعیل کی بی بی
گھریں موجود تھیں ابراہیم نے عمارہ سے چند باتیں دریافت فرمائیں کہ تم کون ہو اسماعیل
کہاں گیا؟ ہاجرہ کا کب انتقال ہوا؟ عمارہ نے کچھ ایسی ترش روئی سے جواب دیا کہ ابراہیم
انکی کج خلقی سے پریشان ہو گئے اور وانگی کے وقت کہ گئے اسماعیل آئیں تو کہدینا کہ اپنے
گھر کا دروازہ تبدیل کر دو ابراہیم کے چلے جانیکے بعد حسب وقت اسماعیل شکار گاہ سے واپس
آئے اور عمارہ نے کل واقعات بیان کئے اور یہ ظاہر کیا کہ اُس پیر مرد نے یہ کہا ہے کہ تم
اپنے گھر کا دروازہ بدل دو اسماعیل نے عمارہ سے کہا وہ میرے باپ تھے وہ مجھ کو ہدایت
کر گئے ہیں کہ میں تم کو طلاق دیدوں۔ اسوجہ سے اب میں تم سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔
عمارہ کے طلاق کے بعد اسماعیل نے سیدہ بنت مضاض بن عمرو جہمی سے عقد کیا۔
ایک عرصہ کے بعد پھر ابراہیم تیسرے بار سارہ سے اجازت لیکر اسماعیل کے دیکھنے کو آئے
اسماعیل اتفاق سے اس دن بھی موجود نہ تھے۔ سیدہ بنت مضاض نے بہت خوشی سے
مہشترناگ بالحق فلا تکلن من القانتین (ہے تمکو سچی بشارت دی ہے تو خدا کے فضل سے
نا امید نہ ہو) اسکے بعد ملائکہ اہل موافکہ کی طرف چلے گئے۔

استقبال کیا پانی گرم کر کے وضو کرایا دودھ گوشت جو کچھ اس وقت موجود تھا طیب خاطر سے پیش کش کیا اور معذرت کی یہاں گیہوں وغیرہ نہیں پیدا ہوتا جھوگ بھی دودھ اور خرما اور شکاری گوشت کھا کر گزارن کرتے ہیں ابراہیم بہت خوش ہوئے اور دعا برکت کی سیدہ نے ہر چند روکا لیکن وہ کپ رک سکتے تھے بی بی سارہ کی ٹہرنے کی تو اجازت ہی نہ تھی خواہ نخواستہ سیدہ سے رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور وقت روانگی فرما گئے کہ جب تمہارا شوہر آوے تو میرا سلام کہنا اور یہ کہدینا کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے میں نے پسند کیا اب اسکو کبھی تبدیل نہ کرنا۔ اسماعیل شکار کھیل کر واپس آئے سیدہ نے کمال تعظیم سے ابراہیم کا نام بتلایا اور کل ماجرا لفظ بلفظ کہہ سنایا اسماعیل نے شکر فرمایا وہ میرے باپ تھے جھکو ہدایت کر گئے ہیں کہ میں جھکو اپنے سے کبھی جدا نہ کروں۔

تعمیر کعبہ ان واقعات کے بعد خانہ کعبہ بنانے کا حکم ہوا ابراہیم شام سے بیتل کے ساتھ مکہ میں آئے اور دونوں باب بیٹوں یعنی ابراہیم و اسماعیل نے خانہ کعبہ اس طرح سے بنانا شروع کیا کہ ابراہیم تو جوڑائی کا کام کرتے تھے اور اسماعیل گکارہ اور پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے یہ دونوں بزرگ بنائے وقت اپنے رب سے یہ دعا کرتے جاتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (اے ہمارے رب یہ کام ہمارا قبول کر

لے آبلوگوں کو جہاں یہ مادر رکھنا چاہئے کہ اسماعیل پہلے وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے اپنے باپ کے کہنے سے اپنی بی بی کو طلاق دیدیا وہاں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اس وقت اسماعیل صاحب وحی نہ تھے لیکن ابراہیم پیغمبر اور صاحب وحی تھے۔ ممکن ہے کہ ابراہیم کو بذریعہ الہام والقا اس امر کی ہدایت کی گئی ہو اور اسماعیل نے محض اس خیال سے کہ یہ صاحب وحی و پیغمبر کا ارشاد ہے تمیل کیا ہو بہر کیف جو کچھ ہوا اسماعیل کو ضرور اس امر میں سبقت کا اعزاز حاصل ہے۔

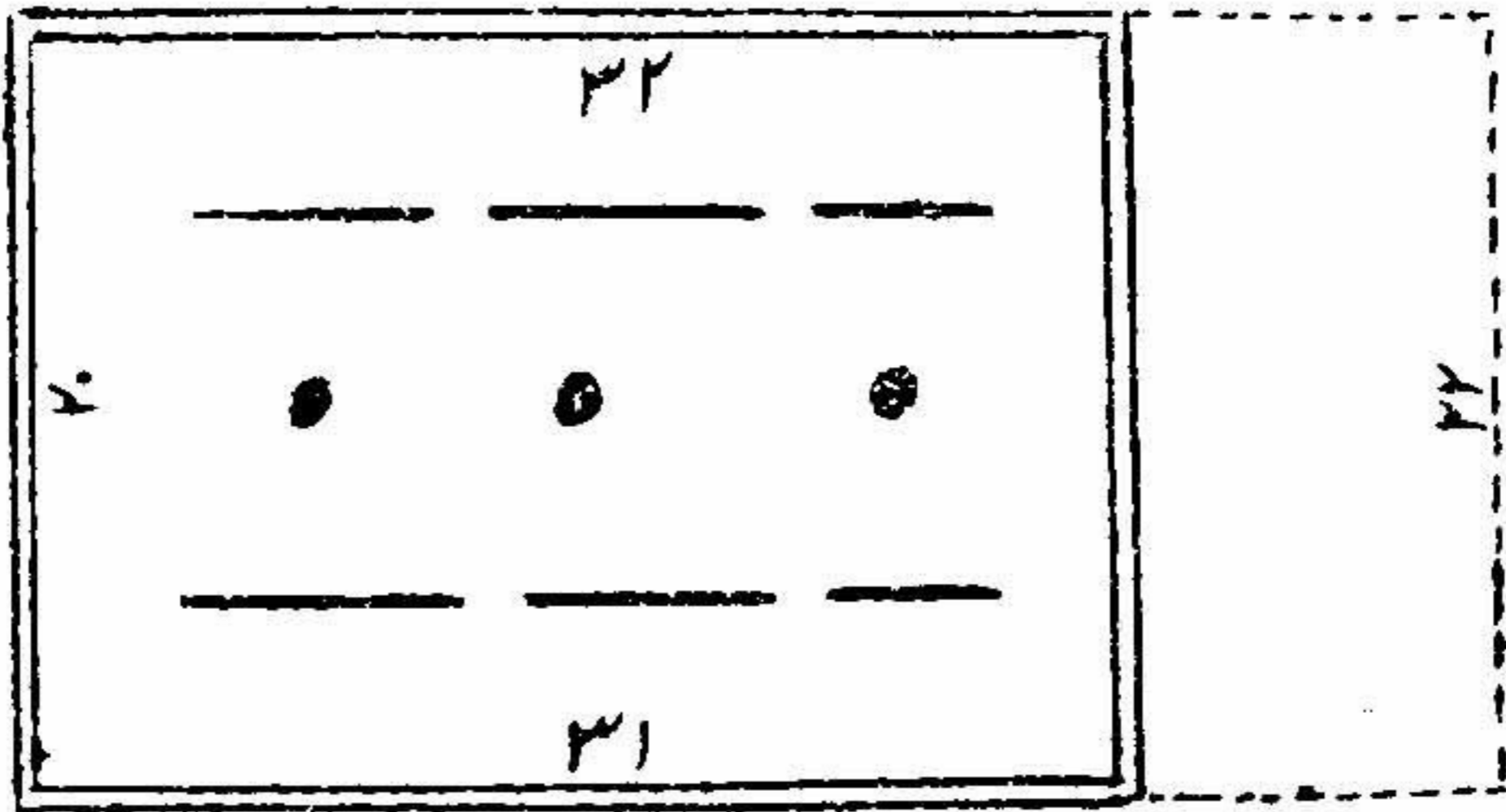
بیشک تو سمیع و علیم ہے) جس وقت دیوار کسی قدر بلند ہوئی اور ابراہیم جوڑانی سے مجبور ہوئے تو ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کام کرنے لگے یہ وہی مقام ہے جسکو مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ قریب تیاری کے تھا کہ ابراہیم نے اسماعیل سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ تاکہ مقام رکن پر رکھ دوں جس سے لوگوں کو امتیاز باقی رہے علماء کہتے ہیں کہ یوسفین نے آواز دی تھی کہ میرے پاس تمہاری امانت رکھی ہے یہ لو اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جبرئیل نے حجر اسود کا پتہ بتلایا تھا غرض جو کچھ ہوا اسماعیل اس پتھر کو اٹھا لائے اور ابراہیم نے اوسکو اٹھا کر مقام رکن پر رکھ دیا یہی حجر اسود ہے جسکا طواف کے وقت بوسہ لیا جاتا ہے۔ بیت اللہ کے بننے کے بعد ابراہیم حسب حکم باری تعالیٰ مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ کے بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور آواز بلند فرمایا۔ یا ایہا الناس ان اللہ ذنبنا لکم نبیا ودعاکم الی الحجۃ فاصبروہ اے لوگو بیشک اللہ نے تمہارے لئے گھر بنا دیا ہے اور تمکو اوسکے حج و زیارت کو بلا دیا ہے۔

نوٹ ۱۔ علامہ رزقی فاضل ابن اسحاق سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو نوگز بلند بنلایا تھا جانب پیش دروازہ حجر اسود سے رکن شامی تک اوسکا طول ستیس ^{۳۲} گز کا تھا اور عرض میزاب کی طرف سے رکن شامی سے رکن غزلی تک جسکو اب رکن عراقی کہتے ہیں بائیس گز تھا جانب پشت اوسکا طول رکن غزلی سے رکن یمانی تک اکتیس گز اور عرض رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز تھا دروازہ اوسکا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا کیواڑ اور پتھر و مین لگائے گئے تھے اوس مقدس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنا دیا تھا اس غرض سے کہ بیت اللہ کے مخالف جو اطراف و جوانب سے آئیں اوس میں رکھے جائیں۔ اس پیمائش کے مطابق جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہم خانہ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کئے دیتے ہیں جس سے اسکی قطع بخوبی سمجھ میں آجائیگی۔ وہیں طرف کا حصہ جو نقطوں سے گھرا ہوا ہے وہ ابراہیم کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا لیکن قریش نے تعمیر

پس تم لوگ آؤ اس کے بعد یہ دونوں بزرگ معہ اذلوگوں کے جو آپ پر ایمان لائے تھے مقامات منا و عرقات کی طرف گئے قربانی کی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا بعد ازاں ابراہیمؑ شام کی طرف چلے گئے۔ اور تاحیات ہر سال خانہ کعبہ کی زیارت و حج کو آتے رہے

کے وقت اسکو چھوڑ دیا تھا اور اندر کعبہ جو چھ نقطہ مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں جنکو قریش نے قائم کئے تھے اور یہ اب نہیں ہیں اور جو تین نقطہ مدور ہیں وہ ستون عبد اللہ بن زبیر کے

بنائے ہوئے ہیں۔ اور اب بھی موجود ہیں۔



اسماعیل کے انتقال کے بعد بنی جرہم اس خانہ خدا کے مستولی ہوئے انکے زمانہ میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں بانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہو گیا تب بنی جرہم نے اسی بنیاد پر کعبہ بنایا جس پر ابراہیمؑ نے تیار کیا تھا اسکے بعد جب عمالقہ نے بنی جرہم کو مغلوب کر دیا اور خانہ کعبہ کے مختار ہو گئے تو غالباً سیلاب آیا کیوجہ سے پھر انہوں نے خانہ کعبہ بنایا۔ یہ عمالقہ۔ عمالقہ اولیٰ انہیں ہیں جو عرب البائدہ میں تھے انکی طرف تعمیر کعبہ کی نسبت کرنا نہایت نادانی ہے اسوقت ابراہیمؑ و اسماعیل علیہما السلام پیدا نہک نہیں ہوئے تھے اسی وجہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھ دیا ہے کہ بنی جرہم سے پہلے عمالیقہ نے خانہ کعبہ بنایا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سید عیسیٰ سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی پھر انکے بعد قفسی ابن کلاب نے کچھ بنایا غالباً اس تعمیر کی وجہ سیلاب ہی ہوگی۔ یہ تعمیر بسا کہ تیسرا

حکم قربانی خانہ کعبہ بنانے کے بعد ابراہیم کو بذریعہ خواب جو کہ درحقیقت وحی تھی رُکے کے ذریعہ حکم ہوا چنانچہ ابراہیم نے اسکی تعمیل کی اور حبت سے اسکا فدیہ آیا اور رُک کا بفضلہ بچ گیا جیسا کہ کلام پاک کے نص صریح سے معلوم ہوتا ہے علامہ نے

۲ کیا جاتا ہے دو سو برس قبل از ولادت رسول صلعم ہوئی ہے کیونکہ قصی رسول اللہ (صلعم) کے چھٹی پشت میں پڑتا ہے اور ستوں کو قائم کر کے کعبہ کو مستقف (چھت دار) بنایا تھا اسکے بعد قریش نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اسوقت رسول اللہ (صلعم) پیدا ہو چکے تھے اور پتھر ڈھونڈنے میں آپ شریک تھے لیکن انہوں نے کعبہ کو بہ نسبت سابق کے دو چند مرتفع کیا اور چھ درع ایک بالشت کی کرسی بھی دیدی اور اس پر دروازہ قائم کیا تاکہ سیلاب کا پانی اندر نہ جائے پائے اور شائد لکڑی کی کمی کی وجہ سے حجر اسود کی طرف چھ درع ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اس طرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار حنلی پھر اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ بن زبیر نے اسکی تعمیر ویسی ہی کی جیسا ابراہیم نے کی تھی۔ لیکن انہوں نے ایک دروازہ جدید جانب غرب قائم کیا اور بلندی قریش کے بلندی سے بھی بڑھادی یعنی ستائیس درع کر دی اور تین ستون چھت پائے کے لئے بنائے پھر انکے بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ کو بنوایا۔ جیسا کہ کتب تواریخ میں ان دونوں کے بنانے کے اسباب و واقعات مذکور ہیں۔

۱۰ تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ جناب ابراہیم کے نزدیک جب یہ امر متحقق ہو گیا کہ حکم ذبح حکم الہی ہے و سوسہ شیطان نہیں ہے تو آپ نے اپنے رُکے اسماعیل سے کہا کہ رسی اور تیر لیکر ہمارے ساتھ اس پہاڑی کی طرف آؤ تاکہ لکڑیاں کاٹ لائیں اسماعیل یہ سنتے ہی رسی اور تیر لیکر ابراہیم کے پیچھے پیچھے چلے شیطان کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کسی طرح ان میں سے کسی کو اس راہ سے پھیر دینا چاہئے اور اس خیال سے پہلے اسماعیل کے پاس ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں متمثل ہو کر آیا اور کہنے لگا تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ کہاں اور کس لئے لئے جارہے ہیں اسماعیل نے فرمایا ہاں اس پہاڑی پر لکڑی کیلئے

اس میں اختلاف کیا ہے بعض کا خیال ہے کہ اسماعیل ذبیح اللہ تھے اور بعض کا یہ گمان ہے کہ اسحاق کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا یہ اختلاف صرف علماء کرام تک محدود نہیں رہا بلکہ صحابہ عظام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس میں شریک ہیں ابن عباسؓ بھگولے جا رہے ہیں شیطان افسوس اور حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھ کر بولا واللہ تم بھی لسقہ رہو گے اور صابریؓ نے یہ لکھ دیا کہ ذبح کرنے والے اسماعیل نے دریافت کیا وہ مجھ کو کیوں ذبح کرنا چاہتا ہے؟ حالانکہ چھپرون سے زیادہ کوئی اور شفیق ہو نہیں سکتا شیطان نے کہا ابراہیم کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم صادر فرمایا ہے اسماعیل نے کہا بے اعتنائی سے فرمایا کہ اگر ایسا ہی امر ہے تو مجھ کو بسرو چشم منظور ہے شیطان یہ سن کر خاموش ہو گیا پھر اس کو اسماعیل سے بات کر نیکی جڑت نہ ہوئی۔ بعد اسکے ابراہیم کے پاس آ کر کہنے لگا کیوں بڑے میاں تم کس خیال میں ہو بھلا خدا کو کیا غرض ہے کہ وہ لڑکے کو ذبح کر نیو کہ تم اس خیال کو چھوڑ دو اور ناحق اس لڑکے کی جان نہ لو ابراہیم نے فرمایا ملعون تو مجھ کو بھگانے آیا ہے چل دو رہو یہ باتیں کسی نادان کو سمجھانا شیطان تو یہ باتیں سن کر ناکام بہاں سے واپس ہوا اور ابراہیم نے کچھ دور لیجا کر اسماعیل سے کہا یا بیٹی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا ترامی اسے میرے بیٹے نے خواب میں نہ دکھا ہے کہ میں تجھ کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل بھی چونکہ خلعت نبوت سے سرفراز ہونے والے تھے بے تامل بول اٹھے۔ یا اباست اقل ما تو مر ستجدنی انشاء اللہ من الصابریں راے باپ جیسے تم امور کئے گئے ہو وہ کرو مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ صابریؓ (دونوں باپ بیٹے بائیں آپس میں کرتے ہوئے جس وقت منا میں یا اوس مقام پر جہاں آب قربانیاں کی جاتی ہیں پہنچے اور ابراہیم چھری لیکر ذبح کرنے پر مستعد ہوئے تو اسماعیل نے گذارش کی مناسب ہے کہ آپ میرے پترے کو زمین کی طرف کر دیجئے اور اپنی آنکھوں پر بٹی باندھ لیجئے ورنہ

ابن عمر و شعبی۔ مجاہد۔ حسن۔ محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس امر کے قائل ہیں کہ اسماعیل ذبیح اللہ ہیں اسوجہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انا ابن ابی طالب (میں بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا) فرمایا ہے حالانکہ یہ حدیث اونکے دعوے کو پورے طور سے ثابت نہیں کر سکتی کیونکہ مجازاً فخر و مہابات کی وقت عام طور سے لوگ چچا کو بھی باپ کہہ دیا کرتے ہیں اور نیز اونکی یہ دلیل بھی قابل قبول عقل نہیں ہے کہ جناب باری نے ارشاد کیا ہے: فَتَشْرِكُنَا بِالْإِسْمِ الَّذِي اسْمُكَ مِنْ دَرَجَاتِ اسْمِكَ يُعْقِبُ سَبَّ رِيسٍ نَسِيَ اَوْ سَكُوْنِ سَارِهِ كَوِ اسْحَاقَ كَيْ يَهْدِيَهُمْ لِيَسْلُتَ دِي اَوْ رَجِدَ اسْحَاقَ كَيْ يَعْقُوْبَ كَيْ يَهْدِيَهُمْ لِيَسْلُتَ دِي (خوشخبری دی)

مکو ہمیشہ بیٹے ہاتھ پاؤں میرے، اسی سے باندھ دیکھے کہیں ایسا نہ کہ آپکی نظر ذبیح کی وقت میرے چہرے پر پڑے اور آپکو محبت آ جاوے۔ اور یہ ۴ آیتیں کنی ثواب یا حکم رب کے تعمیل میں پانچواں ہوا براہیم یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور نعم العون انت یا نبی علی امر اللہ لا سے میرے بیٹے تو بہت ہی اچھا معین ہے اللہ کی تعمیل ارشاد میں) کہہ کر ایسا ہی کیا جیسا کہ اسماعیل نے عرض کیا تھا جب وقت یہ دونوں اللہ کے برگزیدہ بندے اپنے رب کے حکم بجالانے پر مستعد ہوئے اور براہیم سے اسماعیل کو زمین پر لٹا کر چھری کو گلی پر پھیرا اسی وقت بچم باری جبرئیل نے چھری کو الٹ دیا اور جناب باری نے پکارا کہ کھائے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اوسکی پوری پوری تعمیل کی یہ ذبیحہ دونوں تمہارے لڑکے کا قد یہ ہے اس کو بجائے اپنے لڑکے کے ذبح کرو تم دونوں اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے بروایت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ ذبیحہ اس واقعہ سے چالیس برس پہلے جنت میں چہرہ ہاتھ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ احوال۔

۱۰۔ پہلے ذبیح اللہ اسماعیل ہیں جو جناب رسالت مآب صلعم کے جد اعلیٰ ہوتے ہیں اور دوسرے ذبیح اللہ عبد اللہ ہوتے جو آپ کے باپ تھے۔

اگر ذبیح اللہ اسحاق ہی تسلیم کر لئے جائیں تو ان کے بعد یعقوب کی بشارت کے کوئی معنی نہیں پیدا ہو سکتے کیونکہ شروع شباب میں حکم ذبیح صادر ہوا تھا یہ حکم آئندہ یعقوب کے پیدا ہونیکے منافی ہے اسوجہ سے کہ بشارت کی علت وہی علم الہی ہے جو پہلے سے نہ ذبیح ہو گیا تسلیم کر چکا تھا اور یہ مان لیا تھا کہ یہ حکم محض بنظر امتحان ابراہیم صادر کیا گیا ہے اسحاق کے ذبیح اللہ ہونے کے بھی بڑے بڑے صحابہ کرام قائل ہیں۔ عباس۔ عمر۔ علی۔ ابن مسعود۔ کعب احبار۔ زید بن اسلم۔ مسروق۔ عکرمہ۔ سعد بن جبیر۔ عطار زہری۔ مکحول۔ سدی۔ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی روایتیں شہادت دیتی ہیں کہ اسحاق کے ذبیح کرنے کا حکم ہوا تھا اور یہی ذبیح اللہ ہیں۔ علامہ طبری کا یہ خیال ہے کہ قول راجح یہی ہے کہ اسحاق ذبیح اللہ ہیں کیونکہ لفظ قرآن اس امر کا مقتضی ہے کہ بشر بہ اسکی بشارت دیکھی ہو ذبیح ہو اور بشارت سوائے اسحاق کے ابراہیم کے کسی اور لڑکے کے حق میں واقع نہیں ہوئی جیسا کہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت آئیہ کریمہ۔ فبشیرناہ بئلام حلیم پس بشارت دی جتنے اسکو ایک حلیم لڑکے کی (وہ رہی ہے کیونکہ یہ آیت شامل ہیں اس دعا کی قبولیت کی خبر دے رہی ہے جو ابراہیم سے ارض بابل سے ہجرت کر نیکی وقت جناب باری میں کی تھی آپ لوگ یہ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سب واقعات باجرہ کے پہلے کے ہیں کیونکہ ہجرت کے بعد باجرہ مہر میں سارہ کو دی گئیں اور بعد مہر مہرت معروض برس کے بعد باجرہ کو سارہ نے ابراہیم کو دیا اس صورت میں بشر بہ ابن سارہ یعنی اسحاق ہونگے نہ کہ اسماعیل اور وہی اس دلیل سے ذبیح اللہ ہونگے باقی رہا یہ امر کہ ملائکہ نے جس وقت کہ وہ ابراہیم کے یہاں نہان تھے اور وہ قوم لوط کے ہلاک کرنے کو جارہے تھے۔ تو سارہ کو لڑکا پیدا ہو نیکی بشارت دی تھی۔ یہ اسی پہلی بشارت کی تجدید ہے جو کہ

وقت ہجرت ابراہیم کو دیکھی تھی۔ انتہی کلام الطبری ختم ہوا۔

تحقیق ذبح آپ لوگوں کے اذہاں میں ضروریہ خطرہ گذرا ہو گا کہ ذبح اللہ اسحاق ہیں نہ کہ

اسماعیل جیسا کہ مورخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا طرز بیان شہادت دے رہا ہے حالانکہ

شہرت پذیر امر یہ ہے کہ اسماعیل کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا اور وہی مقام منا میں ابراہیم کے ساتھ

ذبح ہونے کو گئے بیشک یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے کہ قرآن مجید کی رض صریح سے اگر اسماعیل کا

ذبح اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ہے تو اشارۃ الفص سے ضرور ثابت ہو چاہیگا ملاحظہ فرمائے گا

فص صریح سے دونوں بزرگوں میں سے بالتحقیق ایک کا ذبح اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا

باقی رہا قول رسول اللہ صلعم اوس سے جہاں تک ثابت ہوتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل ذبح اللہ

ہیں یہ ہم نہیں سمجھتے کہ علامہ سافاضل مورخ حدیث انا ابی الذبیحی کے جواب میں

کیوں یہ جواب دے رہا ہے کہ ”لوگ عام طور سے فخر و مباہات کے وقت چچا کو بھی باپ مجازاً کہہ کر

کہتے ہیں در انحالیکہ رسول مقبول صلعم نے اکثر فرمایا ہے ”انا سید ولد آدم ولا فخر“ میں

سرور اولاد آدم ہوں اور یہ کوئی فخر نہیں ہے آپ لوگ یہ تو اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ اولاد جناب

سرور کائنات علیہ افضل التحیہ والصلوٰۃ کو عام لوگوں میں شامل کرنا ہی جاوہ اعتدال سے

منحرف ہونا ہے مائیا جو شخص سروری اولاد آدم کو ماہ الفخر نہ سمجھے وہ کیسے چچا کو باپ فخریہ کہہ سکتا ہے

دوسری دلیل میں جس طرح علامہ نے اپنا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ بشارت یعقوب بعد اسحاق باوجودیکہ

کہ انکے ذبح کر نیکا حکم عالم شباب میں صادر ہو چکا تھا سو جب سے صحیح ہو سکتی ہے کہ علم الہی میں یہ امر ممکن تھا

کہ اسحاق کے ذبح کر نیکا حکم واقعی نہیں ہے بلکہ جابج و امتحان کا ہے باین لحاظ یہ حکم بشارت یعقوب

کا منافی نہیں ہو سکتا اور علامہ طبری نے اپنے دعویٰ کی شہادت پیش کی ہے کہ لڑکا پیدا ہونے کی بشارت

باجرہ کے پہلے دی گئی تھی اسوجہ سے پیشتر باہن سارہ ہو گا نہ کہ ابن باجرہ چونکہ علم الہی میں یہ امر ممکن تھا

بعد ازاں واقعات کے ایک سو ستائیس برس کی عمر میں نبی بی بی سارہ کا قریہ حیرون بلاد
نبی جیب کنعان میں انتقال ہوا ابراہیم نے عفرون بن صخر سے ایک قطعہ زمین باوجودیکہ
وہ بلا قیمت دینے پر رضی تھا چار سو مثقال چاندی کے دیکر خرید کی اور وہیں سارہ کو دفن کیا۔
بعد اٹکے ابراہیم نے قطورا (یا قظورا) بنت یقطن کنعانیہ سے عقد کیا حسب روایت تورات
اسکے بطن سے چھ لڑکے زمران - یثشان - مدان - مدین - اشقیق - شیوخ پیدا ہوئے۔ تورات میں

کہ اسحاق فرج نہ کئے جائینگے صرف ہتھانایہ حکم دیا گیا ہے۔ ہدیں نظر یعقوب کی بھی بشارت صحیح ہو جائیگی۔ اسی طرح
ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم الہی میں یہ امر مستور تھا کہ ابراہیم سرزمین شام سے مصر میں جائینگے اور یہ واقعات پیش آئینگے
اور باجرہ کو سارہ لیکر ابراہیم کے پاس واپس آئینگے اور بعد دس برس کے سارہ نبی باجرہ کو ابراہیم کو دیدیگی
اور ان کے بطن سے اسماعیل پیدا ہونگے اور وہی ذبیح اللہ ہونگے اس صورت میں پہلی بشارت اسماعیل کی ولادت سے
متعلق ہوگی اور دوسری اسحاق کے ساتھ اور فریح اللہ پہلا پشترہ ہو گا نہ کہ دوسرا علاوہ اسکے ایک یہ امر
قابل لحاظ ہے۔ جناب ہاری عزائم نے تیسویں پارہ سورہ واصافات میں ابراہیم کے قصہ کو اس ترتیب سے
بیان کیا ہے کہ پہلے جناب موصوف کی ابتدائی حالات کو بیان کرتے ہوئے بتوں کے توڑنے اور آگ میں ڈالنے
جائیکہ حال ظاہر کیا ہے۔ اس بعد یہ ظاہر کیا ہے کہ ابراہیم نے ہجرت کی وقت لڑکے کی دعا مانگی تھی اور جناب ہاری نے
اسکو قبول فرمایا تھا چنانچہ بعد ہجرت ایک مدت کے بعد وہ لڑکا پیدا ہوا اور جب وہ بڑا ہوا تو اسکے ذبیح کا
حکم صادر ہوا۔ جب یہ دونوں باپ بیٹے طویل ارشاد الہی کے لئے مستعد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ذبیح کا اس کے
کو بچا لیا۔ بعد اس واقعات کے صریحاً اسحاق کے ولادت کی بشارت دی جیسا کہ کلام پاک کی آیت کریمہ شہادت دیتی ہے
وَبَشِّرْنَاهُ بِاسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الْعٰصِمِيْنَ اُوْرِيْنِ خَوْشَجْرِي دِي اِسْلُوٰعِيْنِ اِبْرٰهِيْمَ كُو اسْحٰقَ كِي جُو كُنْبِي بُو كَانِبْتُو
میں آیا اس طرز بیان سے کسکو مجال کلام رہ جاتا ہے؟ یہ بات نہایت قرین قیاس ہے کہ جب ابراہیم اپنے چیلے لڑکے سے
ذبیح حسب حکم الہی مستعد ہو گئے اور امتحان میں پورے اتر گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ذبیح کا بچا لیا اور کمان غنایت

سے ایک اور لڑکے کی ولادت کی بشارت دی۔

لکھا ہے کہ یقشان کے دوڑ کے سباروڈان پیدا ہوئے۔ اور دوزان سے اشور بطوح لایم
پیدا ہوئے اور بدین سے پانچ لڑکے۔ عیقا۔ عیفین۔ جنوخ۔ افیدع۔ الزاعاد جو وہیں آئے
علامہ سہیلی کا یہ خیال ہے کہ علاوہ ان لڑکوں کے ابراہیم کی ایک تیسری بی بی جین
یا جون بنت اہیب نامی سے اور پانچ لڑکے۔ کیسان۔ فروح۔ ایہم۔ لوطان۔ تاقس۔
پیدا ہوئے تھے علامہ طبری بنو قنطرا کا ذکر کرتے ہوئے یقشان کو لکھ کر تحریر کرتا ہے۔ او
باقی سب ابراہیم کی بی بی رعوہ نامی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ابراہیم کے لڑکوں کی
صحیح تعداد اس بنا پر تیرہ ہوئی۔ اسماعیل جو سب لڑکوں سے بڑے تھے بی بی ہاجرہ
سے اور اسحاق بطن سارہ سے اور چھ قنطرا سے جیسا کہ توریت میں ہے اور پانچ لڑکے
بروایت سہیلی جین اور نجیال طبری رعوہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

چونکہ ابراہیم نے اسحاق سے اس امر کا اقرار لے لیا تھا کہ کنعانیوں میں وہ شاید
نہ کریں گے اسوجہ سے مقام حران میں جو آپ کا اول ہجرت گاہ تھا۔ اور جہاں آپ کے قبیلہ و قوم
کے لوگ رہتے تھے اسحاق کو لیکر آئے اور قفا بنت بتویل بن ناحور بن آزر سے اسحاق کا
عقد کر دیا اسحاق اُس وقت چالیس برس کے تھے ابراہیم کی حالت حیات ہی میں یعقوب اور
عیصو تو ام پیدا ہوئے تھے بعد اسکے ایک سو پچتر برس کی عمر میں ابراہیم کا سر زمین شام میں
انتقال ہوا اور سارہ بی بی کے پاس اسی زمین کے قطعہ میں دفن کئے گئے۔ اب اسی کو مقام
خیل کہتے ہیں اللہ جل شانہ نے انکے آئندہ نسلوں کو نبوت اور کتاب سے آخر زمانہ تک سرفراز
فرمایا۔

نوٹ۔ لہ مناسب تو یہی تھا کہ جہاں اول اول ابراہیم کا ذکر فرمایا تھا۔ وہیں ہم جناب موصوف کے وہ حالات
جسکو ہمارے مورخ نے نجیال اطالت مقال ترک کر دیا ہے لکھ دیتے لیکن اس مقام پر تحریر کرنا چند اں
نا مناسب نہیں ہے اول باختر نسبتے وارد ایک مشہور قول ہے ابراہیم الوالغرم ابلیا سے ہیں

بنی اسماعیل۔ اسماعیل جیسا کہ قبل انتقال ابراہیم مکہ میں رہتے تھے ویسا ہی بعد انتقال بھی مکہ میں رہے اور انھیں بنی جرہم میں نشوونما پا کر انکی اور نیزاون عمالکہ کی طرف ہوا۔ مکہ میں رہتے تھے اور اہل یمن کی طرف مبعوث ہوئے ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لائے اور بعض بدستور کفر و لجاجت ہی کے راستہ پر رہے وقت انتقال جیسا کہ تورات میں مذکور ہے آپ بنی جرہم میں بارہ لڑکے نہایت (جسکو عرب نابت یا نبت کہتا ہے) قیدار، اویل، بسام، مشعم، نو مار، مساء، حراہ، سہما، بطور، نافس۔ قداما چھوڑ گئے۔ ابن اسحاق کی روایت شہادت دیتی ہے کہ اسماعیل نے ایک سو تیس برس کی عمر پائی اور اپنے ماں کے پاس میزاب اور حجر اسود کے درمیان میں دفن کے گئے تورات میں انکی عمر ایک سو تیس سال کی لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ انکی اولاد جو یلا سے شور قبائل مصر تک اٹھ کر کچا نہ آباد ہو گئی۔ اہل تورات کے نزدیک جو یلا سے جنوب برقہ اور شور سے ارض حجاز اور انور سے بلا د موصل و جزیرہ مراؤ

یہی بابوالانبیاء ہیں۔ انپر بیس صحیفہ نازل ہوئے تھے سب سے پہلے آپ ہی نے مہانداری کی رسم نکالی تہ آپ ہی نے اول اول ننانوے برس کی عمر میں اپنا ختنہ کرایا اور پانی سے استنجا کیا مسواک کی اور ناک کو پانی سے صاف کیا مصافحہ اور معانقہ کے بھی آپ ہی موجود ہیں یا جامہ بھی آپ ہی نے بالہام ربانی سب سے پہلے بنایا۔ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے بخیاں حفظ ایمان و اطاعت حق تعالیٰ اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت کی سب انک الذہب اور کامل ابن اثیر میں آپ کی عمر دو سو برس کی لکھی ہے آپ کے انتقال کا قصہ مؤخر الذکر فاضل نے اس طے بیان کیا ہے کہ چونکہ ابراہیم نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ بغیر میری خواہش کے میری روح نہ قبض کی جائے اسوجہ سے جب شدت ایزدی نہ ہوئی کہ ابراہیم کی روح قبض کی جائے تو اللہ جل شانہ نے ملک الموت کو ایک نوٹ لے اسماعیل اور اسماعین دونوں فوت مروی ہیں۔ عجمی نام ہے اسکے معنی صلیح اللہ ہیں آپ کی طرف نیز انتقال

اسماعیل کے بعد نابت ابن اسماعیل بیت اللہ کا متولی ہوا اور مکہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ مقیم رہا تا آنکہ انکی نسل کی اس درجہ ترقی ہوئی کہ مکہ میں نہ سما سکے اور اطراف و جوانب میں حجاز کے پھیل گئے۔ بطوں عدنان کی نسبت اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ نابت ابن اسماعیل کی طرف منسوب ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس قول سے اختلاف بھی کیا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ عدنانی عرب کل قیذا بن اسماعیل کی اولاد سے ہیں حالانکہ علماء نسب نے سوائے نابت کے اسماعیل کے کسی اور ٹبر کے کی اولاد کا کچھ تذکرہ نہیں کیا اکثر اہل علم کا یہ خیال بھی ہے کہ قحطانی عرب بھی اسماعیل کی کسی اولاد کی نسل سے ہیں بنا براسکے اسماعیل کل عرب کے (جو اونکے بعد ظہور میں آئے) مورث اعلیٰ اور جدا کبر ہونے والے علم

بوڑھے مسلوب القوی شخص کی صورت میں ابراہیم کے پاس بھیجا۔ جناب موصوف اس وقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے جناب موصوف نے اس بوڑھے (ملک الموت) کو بھی دسترخوان پر بٹھلا لیا ضعف و ناتوانی نے اس بوڑھے کو اس قدر مجبور کر دیا تھا کہ جس لقمہ کو وہ اٹھا کر منہ میں رکھنے کا قصد کرتا تھا وہ پیٹے آنکھ تک پہنچ جاتا تھا پھر وہاں سے چھٹکر کان میں داخل ہو جاتا تھا اس کے بعد منہ تک ہزار خرابی پہنچتا تھا۔ ابراہیم یہ ماجرا دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور اسکا سبب دریافت کیا اس بوڑھے نے کہا کہ ضعیفی نے میرا یہ حال کر رکھا ہے ابراہیم نے اس کی عمر دریافت کی اس بوڑھے نے اپنے کو ابراہیم سے دو برس بڑا بتلایا ابراہیم نے اپنے دل میں کہا "اللہ اکبر میری اور اسکی عمر میں صرف دو برس کی تفاوت ہے دو برس کی بڑائی میں اسکا یہ حال ہو رہا ہے غالباً دو برس کے بعد میری بھی یہی کیفیت ہوگی" حقوڑی دیر کے سکوت کے بعد یہ دعا کی "اللہم ۲ قبضی ۲ لیلیک" (اے خدا تو مجھ کو اپنی طرف کھینچ لے) وہ بوڑھا (ملک الموت) اٹھا اور اس نے روح کو قبض کر لیا۔ فیہ ما فیہ تختہ بر۔

یعقوب باقی رہے اسحاق وہ فلسطین میں رہے اور بڑی عمر پائی اخیر عمر میں آپ نابینا بھی ہو گئے تھے۔ چونکہ آپ نے یعقوب کے لئے دعا برکت کی تھی اسوجہ سے عیصو برہم ہو کر یعقوب کے قتل کے درپے ہوا رفقا بنت بتویل نے یعقوب کو اس سے آگاہ کر کے حران کے طرف چلے جانے کی رائے دی۔ چنانچہ یعقوب رات کو گھر سے نکل کر حران کی طرف روانہ ہوئے شام سے صبح تک سفر کرتے تھے جب صبح ہو جاتی تھی تو کھٹ جاتے تھے اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے انکو اسرائیل کے لقب سے یاد کیا ہے رفتہ رفتہ کھوڑے دنوں کے بعد حران میں اپنے مانوں لابان بن بتویل کے پاس پہنچ کر مقیم ہوئے لابان بن بتویل نے اپنے بڑی لڑکی لیا نامی کا عقد یعقوب سے کر دیا اور خود ستا کے لئے زلفہ کو دیا بعد اسکے چھوٹی لڑکی راحیل نامی کو اپنے بھانجے یعقوب کے نکاح میں دیا اور تین بیٹیوں میں بلما کو دیا۔

نوٹ۔ تفصیلی ماجرا اسکا یہ ہے کہ اسحاق نے نابینا ہونے کے بعد ایک روز عیصو سے کہا اگر آج تم مجھ کو شکاری کا گوشت کھاؤ تو میں تمہارے حق میں وہ دعا کروں جو میرے باپ نے میرے حق میں کی تھی عیصو تو یہ سن کر شکار کو چلے گئے اور یعقوب سے اونکی ماں نے کہا بیٹیا تم اپنی بکری ذبح کر کے کیا بنا کر اپنے باپ کے سامنے رکھ کر ان سے اپنے حق میں دعا برکت لیں یعقوب نے اپنے ماں کے کہنے کے مطابق عمل درآمد کیا۔ اسحاق نے بہت شوق سے کہا با اور دعا دینی اللہ تعالیٰ تیری نسل میں ابنیا و ملوک پیدا کرے۔ اس کے بعد عیصو شکار لیکر واپس آئے اسحاق نے پوچھا کیا کرے یعقوب تم سے سبقت سے گیا لیکن تاہم میں تمہارے حق میں یہ دعا کرتا ہوں کہ تمہاری نسل کی اس وجہ ترقی ہوگی کہ وہ رے ذروں سے بھی تمہارے زیادہ سمجھی جائیگی عیصو اسی وجہ سے یعقوب سے کیشیدہ ہو گئے اور اونکی قتل کی فکر میں ہوئے اسحاق کو عیصو سے زیادہ محبت تھی اور یعقوب سے اونکی ماں رفقا بنت بتویل کو

سب سے پہلے لیا سے روئیل بعد ازاں شمعون بعدہ لاوی زان بعدہ یہودا کے بعد دیگرے پیدا ہوئے چونکہ راہیل سے اس وقت تک کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی تھی اسوجہ سے اس نے اپنی بلہا خادمہ کو یعقوب کو ہیہ کر دیا۔ جسکے بطن سے دان اور تفسالی پیدا ہوئے لیا نے بھی یہ دیکھ کر اپنی زلفہ خادمہ کو یعقوب کو دیدیا تھوڑے دنوں کے بعد اسکے بطن سے کاوا اور اشیر پیدا ہوئے اسکے بعد پھر لیا کے بطن سے یساکر اور زبولون ظہور میں آئے یعقوب کے دس لڑکے پورے ہو چکے تھے کہ راہیل نے جناب باری میں لڑکے کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول کر لی اور انکے بطن سے یوسف صدیق پیدا ہوئے یعقوب بیس برس تک حران میں رہے بعد ازاں حکم الہی ارض کنعان کی طرف روانہ ہوئے اگرچہ لابان یعقوب کا ماموں) اس عزیمت کا مخالف تھا چنانچہ واپس لائے کی غرض سے دو ایک منزل تک یعقوب کے ساتھ ساتھ آیا لیکن جب اس نے یعقوب کو واپس ہوتے نہ دیکھا تو ناچار ایک گلہ بھینٹ بکریوں کا دیکر حران کی طرف واپس ہو گیا۔ اور یعقوب منزل منزل کوچ کرتے ہوئے روانہ ہوئے تا آنکہ عیسو کے شہر کے قریب پہنچے عیسو بان دونوں جبل یعصین میں جو کہ سر زمین کرک اور شوہک میں واقع ہے رہتا تھا۔ عیسو نے بھینٹ بکریوں کا گلہ دیکھ کر چرواہوں سے دریافت کیا یہ بھینٹ بکریاں کس کی ہیں چرواہے چونکہ پہلے ہی سے سکھاوئے گئے تھے ایک زبان بول اٹھے یہ بکریاں یعقوب نامی عیسو کے چرواہے کی ہیں۔ عیسو یہ سنکر خاموش ہو کر چلا گیا اس کے بعد یعقوب نے کچھ بکریاں اور کچھ بھینٹ بکریوں کے پاس ہدیہ بھیجیں جس سے عیسو کا دل یعقوب کی طرف سے صاف ہو گیا اسی

نوٹ۔ لہ کرک و شوہک یہ دونوں مشہور شہر سرزمین عمان و ایلبہ کے درمیان واقع ہیں۔

زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یعقوب کو بذریعہ وحی مطلع کیا کہ آج سے تمہارا نام اسرائیل ہوا۔
 بعد اسکے یعقوب نے ارشالیم (یروشلم بیت المقدس) میں پہونچکر ایک مزرعہ خرید کر لیا
 اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ اس مقام پر راحیل پھر حاملہ ہوئیں اور بعد انقباض مدت
 حل مینا میں بار ہواں لڑکا یعقوب کا پیدا ہوا اور راحیل نے زچہ خانہ میں انتقال کیا اور
 بیت اللحم میں دفن کی گئیں۔ اسکے بعد یعقوب قریہ جیرون میں اپنے بزرگ باپ اسحاق کے
 پاس چلے آئے اور یہیں مقیم رہے تا آنکہ اسحاق کا ایک سو اسی برس کی عمر میں انتقال ہوا
 اور اپنے باپ ابراہیم کے قبر کے پاس دفن کئے گئے اور یعقوب اپنے باپ کے قایم مقام ہوئے
 اور انکے کل لڑکے انکے پاس رہے تا آنکہ یوسف بڑے ہوئے اور خواب کا حال بیان کیا پھر
 بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو گئے بھائیوں نے کنواں میں ڈال دیا مسافروں نے
 نکال کر عرب کے ہاتھ میں انتقال پر فروخت کیا اور عرب سے عزیز مصر نے خرید لیا ابن اسحاق
 نے لکھا ہے کہ عزیز مصر کا نام اطفیر بن رہیب تھا اور فرعون مصر اندونو علاقہ سے ریان
 بن ولید بن دوع تھا۔ الغرض یوسف نے عزیز مصر کے یہاں پرورش پائی پھر زلیخا کے
 ساتھ چند واقعات پیش آئے قید میں رہنے قیدیوں کے خواب کی تعبیر بیان کی پھر بادشاہ
 مصر نے انکو بخوف قحط۔ زمانہ قحط میں خراسن زراعت کا منتظم بنایا اور ملکی انتظام کل انکے
 سپرد کر دیا جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے یوسف کی عمر اس وقت تیس برس کی ہو چکی تھی۔
 بعضے کہتے ہیں کہ اطفیر کے معزولی کے بعد اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے مرنیکے بعد یوسف متولی
 وزرات ہوئے پس زلیخا سے عہد کر لیا اور اسکے کل املاک کے مالک ہو گئے یہی امور ان کے سب

نوٹ علامہ ابوالحسن علی ابن ابوالکرم محمد شیبانی معروف ہوا بن اثیر جزیری صاحب تاریخ کامل کی تحریر سے
 معلوم ہوتا ہے کہ اسحاق کا وقت انتقال ایک سو ساٹھ برس کا سن ہوا تھا اور یعقوب اس وقت ایک سو تیس برس کے تھے اور

بھائیوں اور باپ کے ایکجا ہونیکے اسباب ظاہری سے ہیں کیونکہ جب ارض کنعان میں قحط پڑا تھا تو انکے بعض بھائی غلہ و جنس لینے کو مصر میں آئے یوسف نے انکی قیمت انکو واپس کر دی تھی اور کل بھائیوں کو بلوایا تھا۔ اور یہی سبب انکے کل بھائیوں اور باپ کے اجتماع کا ہوا بعد اسکے کہ یعقوب مسن اور نابینا ہو گئے تھے۔

یوسف صدیق (مترجم) یوسف کی عمر بارہ برس کی ہو چکی تھی کہ آپ نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا گیارہ ستارے اور آفتاب و ماہتاب جکو سجدہ کر رہے ہیں صبح ہوتے یوسف نے اپنے عالی قدر باپ یعقوب سے بیان کیا یعقوب نے اس خواب کی تعبیر تو بیان کر دی لیکن سنا ہی اوسکے یہ بھی تاکید کہا دیکھو خبردار اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ورنہ وہ لوگ حسد کی وجہ سے تمہارے ہلاک کر نیکا حیلہ ڈھونڈیں گے پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کنز الکتب بختیاریت سابق و یعلماک ہون تاویل الاحادیث و تیم نحمہ علیہا (یعنی جیسا کہ اللہ جلتانہ نے تجھ کو اس خواب کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ موت اور امور اہم کے انصراف کے لئے ممتاز اور غرض کرے گا اور سکھلائیگا تجھ کو احادیث کی تاویل یعنی خوابوں کی تعبیر اور پوری کر دیگا اپنی نعمت کو تجھ پر یعنی درہنی اور دنیاوی دونوں جہتوں کو ملا دیگا) یعقوب تو یہ سمجھے تھے کہ یہ بانیں تنہائی میں ہو رہی ہیں اور یوسف کو منع کر دیا ہے لیکن بعد کو یہ معلوم ہوا کہ یوسف کی سوئی ماں بتیایہ بانیں سن رہی تھیں چنانچہ انہوں نے چراگاہ سے واپس ہونیکے بعد یوسف کے سویلے بھائیوں سے کل ماجرا بیان کر دیا ان لوگوں نے سنکر کہا یوسف نے آفتاب سے باپ کو تعبیر کیا ہے اور ماہتاب سے تجھ کو مراد لیا ہے اور ستاروں سے سوائے ہمارے اور کسکو

نوٹ ۱۔ وہ گیارہوں ستارے جنکو یوسف نے خواب میں دیکھے تھے۔ جبربان۔ الطارق۔ الزمان۔ قانس۔ عمودان۔ الفلیق۔ المصیح۔ الفروع۔ الفروع۔ و ثاب۔ ذوالکفتین۔

مراد لے گا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ابن راحیل ہم پر اپنی فضیلت ثابت کیا چاہتا ہے
 افسوس کا مقام ہے ہم سے زیادہ ہمارا باپ یوسف اور اسکے بھائی کو پیار کرتا ہے حالانکہ
 وہ چھوٹے چھوٹے بچے کسی کام کے نہیں ہیں اور ہم قوی اور تن اور ہیں بیشک ہمارا باپ
 غلطی میں پڑا ہوا ہے مناسب ہے کہ یوسف کو قتل کر ڈالو یا ایسی زمین میں اسکو چھوڑ دو
 کہ باپ سے بالکل علیحدہ ہو جائے اسکے بعد ہم سب باپ کے نزدیک محبوب ہو جائیں گے
 یہود اسے جو سب بھائیوں میں عقلاً و ضمناً بڑا تھا کہا یوسف کو قتل نہ کرو کیونکہ قتل
 ایک گناہ کبیرہ ہے۔ بہتر ہو گا کہ اسکو کسی اندھے کنوئیں میں لیجا کر ڈال دو اور اگیر اسکو لے لے
 لیجا بیٹے بہنوں نے اس رائے کو پسند کیا اور آپس میں معاہدہ کر کے دسوں بھائیوں
 یعقوب علیہ السلام کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ یا زبانا مالکنا صلی علیہ وسلم
 وانا لہ لنا صھون (اے باپ ہمارے تجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ یوسف پر ہمارا بھروسہ نہیں کرتا
 حالانکہ ہم اس کے مخالف نہیں) اُر سِلَّہُ مُمْہَاثِرَاتٍ یُوتَعُ وَ یَلْعَبُ وَا نَا کَہُ حَافِظُو نَ
 یوسف کو ہمارے ساتھ صھرا کے طرف بھیج دو وڑے گا کھیلے گا در حالیکہ ہم اس کے نگراں رہیں گے
 حضرت یعقوب نے انکی چالاکی سمجھ کر بولے اِنہ لیتخزنتی اِن ینذھبوا بہ وَا حنَاف اِن دیا
 کلہ ۲ لَذُئِب وَا نْتُمْ عِنْدَہ عَاقِلُو نَ (مجھ کو یہ خیال رہے دے رہا ہے کہ تم اسکو
 لیجاؤ اور مجھ کو فون چکے شاید تمہاری غفالت سے اسکو بھڑیا کہا جائے) یعقوب نے یہ جواب اس
 بنا پر دیا تھا کہ آپ نے جواب میں دیکھا تھا کہ گویا یوسف ایک پارک کی چوٹی پر ہیں اور اون کو
 دس بھٹیروں نے گھیر لیا ہے اور عنقریب انکو کھار یا چاہتے ہیں۔ دفعتاً ایک بھٹیروں نے اونہیں
 سے یوسف کی حمایت کی ناگاہ زمین شق ہو گئی اور یوسف اوہیں سما گئے پھر تین دن کے بعد
 آپ زمین سے نکلے یوسف کے بھائیوں نے جس وقت اپنے باپ کا جواب مذکور سنا ایک زبان ہو کر

بول اوٹھے یہ عجیب بات ہے کہ یوسف کو بھڑیا دکھا جائے اور ہم قومی اور تو انا ہوں اگر ایسا ہو تو
ہمے بڑھ کر اور کون بے حرمت ہو سکتا ہے یعقوب کو اس جواب سے کسی قدر اطمینان ہوا اور یوسف
نے بھی تصدقاً سُن جانے پر اصرار کیا ناچار یعقوب نے اجازت دیدی چنانچہ یوسف پر کڑ
پہنکر بھائیوں کے ساتھ چراگاہ تشریف لے گئے۔

جس وقت یہ دستوں بھائی یوسف کو ہمراہ لے ہوئے ایک سنان میدان میں پہنچے
سہوں نے آستین چڑھا چڑھا کر مارنا شروع کر دیا جب ایک اون میں سے آپ پر حملہ کرتا تھا
تو دوسرے سے پناہ مانگتے تھے اور جب وہ بھی مارنا شروع کرتا تھا تو تیسرے سے پناہ مانگتے تھے
یہاں تک کہ آپ کو قریب ہلک کر دیا گیا۔ اس وقت یہود نے کہا "تو وعدہ کیا تھا کہ ہم کسی قسم کی
تکلیف نہ دینگے اور نہ مارینگے اب یہ کیا کر رہے ہو اپنی اس حرکت سے باز آؤ سہوں نے مارنے
سے ہاتھ روک لیا اور کنوئیں پر لیجا کر اپنی قمیص اتاری۔ بازو باندھے یوسف نے کہا اخواہ
رد و علی قمیصی انو آری بہ فی اٰجب (اے بھائیو میرا قمیص بھگو دیدو تاکہ اسکو
کنوئیں میں میں پہنے رہوں) بھائیوں نے جواب دیا کہ آفتاب مہتاب اور گیارہ ستاروں کو
بکلاؤ ہی تجھے چھپائینگے۔ یوسف نے کہا بھائی میں نے کچھ نہیں دیکھا بھگو معاف کرو لیکن
اونہوں نے ایک بھی نہ سنی اور کنوئیں میں آپکو رسی باندھ کر کچھ دور تک تو آہستہ آہستہ
اوتارا جب نصف کے قریب رہ گیا تو رسی چھوڑ دی۔ قدرت الہی سے رک ٹکڑا پتھر کا پانی
کے اوپر نکلا ہوا تھا چسپیر یوسف پہنچ کر ٹرگئے اور یہی ظاہری سبب انکی جانبری کا ہوا۔
پھر بھائیوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ یوسف کنوئیں میں گرانے سے پہلے نیم جان ہو چکا
تھا تو غالباً اسکی روح ضرور فنا ہو گئی ہوگی چنانچہ اس خیال کی تصدیق کیلئے یوسف
کو پکارا یوسف نے یہ سمجھا کہ شاید اب بھائیوں کو میرے حال پر رحم آئے ہے۔ بھگو اس تکلیف سے

نجات دینگے اور کنوئیں سے نکال لیں گے۔ جو اب دیا نامہربان بھائیوں نے پتھر مازیکا
قصد کیا لیکن یہووانے اڑو کو اس فعل سے روکا اور ایک سکوت کے عالم میں سب کے سب
واپس ہوئے۔

ادھر تو پیرا دران یوسف اپنے بکریوں کے گلہ کی طرف واپس ہوئے ادھر جناب باری نے
یوسف پر وحی نازل فرمائی کہ ایک وہ دن بھی آئے گا کہ تو انکو ان کے ان افعال کی
خبر دے گا اور تیرا ایسا مرتبہ پڑھ جائیگا کہ تجھ کو نہ جانیں گے کہ تو یوسف ہے۔

یوسف کے بھائی بکریوں کے گلہ کے پاس آئے اور ایک بکری کو مار کر اوس کے
خون سے یوسف کے پیرا ہن کو رنگا اور تقریباً عشاء کی وقت روئے ہوئے یعقوب کے پاس

آئے اور کہنے لگے یا ابانا انا ذہبنا سبق و ترکنا یوسف عند متاعنا فاکلہ
الذئب وما انت بمومن بنا ولو کننا صادقین (اے ہمارے باپ ہم آگے بڑھ گئے

اور یوسف کو کپڑوں کے پاس چھوڑ گئے۔ پھیرے لے اوسکو کھالیا ہم ہر چند سچ کہیں گے
تجھ کو یقین نہوگا) یعقوب کو یہ سن کر سکتہ سا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اپنے مخزون قلب کو

سنبھال کر فرمایا: یہ ایسا واقعہ نہیں ہوا بلکہ تم نے یہ کام اپنی طبیعت سے کیا ہے۔ میں
صبر کرتا ہوں صبر کا درجہ بڑا ہوتا ہے اچھا لاؤ اوسکا قمیص مجھے دکھاؤ یوسف کے

بھائیوں نے جس وقت قمیص دکلائی یعقوب غور سے دیکھ کر بولے "تاللہ مارا انت
ذئبا احلم من هذا کل انی ولہ شقی قمیصہ" (خدا کی قسم میں نے

اس پھیرے سے کسی کو حلیم نہیں دیکھا کہ اوس نے میرے لڑکے کو تو کھالیا اور اوسکی قمیص کو
نہ پھاڑا) اور سچ مار کر بیہوش ہو کر گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بہت روئے

اور قمیص کو بار بار اٹھا اٹھا کر دیکھتے تھے اور آنکھوں سے لگا کر سونگتے رہے تین روز تک

یوسف کنوئیں میں رہے اس اثنا میں ایک قرشنے نے آکر بازو کھولنے چوتھے روز
ایک قافلہ عرب کا مصر کو جا رہا تھا وہ اتفاقاً اس کنوئیں کے قریب پہنچ کر ٹھہرا
اور دو شخصوں کو جن میں سے ایک کا نام مالک ابن زعر اور دوسرے کا نام بشری تھا
پانی لینے کو بھیجا۔ مالک ابن زعر نے پانی کھینچنے کی غرض سے کنوئیں میں ڈول ڈالا یوسف اس کے

ڈول ورتی کو پکڑ کر کنوئیں سے نکل آئے جس وقت مالک ابن زعر کی آنکھ یوسف پر پڑی پہلے
کچھ جھجکا لیکن بعد کو سمجھ کر حلا اوٹھا یا بشری ہذا غلام ام راے بشری یہ تو ایک درویش

علماء تاریخ نے بشری میں اختلاف کیا ہے بعض کا تو یہ خیال ہے کہ بشری مالک ابن زعر

کے ساتھی کا نام تھا جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ اور اکثر یہ فرماتے ہیں کہ بشری سے
مقصود کوئی شخص معین نہیں ہے اور نہ مالک ابن زعر کے ساتھی کا نام بشری تھا۔

آیہ کریمہ میں بشری کے معنی بشارت یعنی خوشخبری کے ہیں۔ واللہ اعلم۔

العرض مالک اور بشری یوسف کو امیر قافلہ کے پاس لائے قافلہ وائے دیکھ کر بہت
خوش ہوئے آپس میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اس اثنا میں یہود آ پہنچا اور یوسف
کو امیر قافلہ کے پاس بھیجا ہوا دیکھ کر اپنے بھائیوں کو اس ماجرا سے آگاہ کیا چنانچہ ڈول

بھائی امیر قافلہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ تو ہمارا غلام ہے، سکو تم لوگوں نے کہاں پایا

دو چار روز ہوئے کہ بھاگ آیا ہے یوسف ڈر کے مارنے لگے نہ بولنے اور لوگوں نے امیر
قافلہ کے ہاتھ ان کو نہیں یا بائیں یا چالیس درہم کے عوض فروخت کر دیا اور دام کھریے کر کے

چلتے پھرتے نظر آئے۔ یوسف قافلہ کے ساتھ ساتھ مصر پہنچے مالک بن وعرین و امین بن عیفا

بن مدین جس نے آپ کو آگے بھائیوں سے خرید کیا تھا نملا دھولا اچھے کپڑے پہنا کر فروخت کر کے

غرض سے بازار میں پیش کیا۔ ظفر بن حبیب یا قویخ نے جو فرعون مصر کا وزیر عزیز مصر کے لقب

نے مشہور ہوتا خرید کر لیا اور اپنے مکان پر لا کر اپنی بی بی زلیخا یا راعیل سے کہا کہ وہی جنتواہ
 عسی ان ینفعنا ونخذلہ ولدنا۔ اسکو آرام و عزت سے رکھو عیب نہیں کہ آئندہ یہ بچہ نفع دے
 یا اسکو ہم اپنا رکھنا چاہیں۔

آن دنوں مصر کی فرعونیت عمالکہ کے خاندان میں تھی ریان بن ولید بن دویغ مصر کا فرعون تھا
 علامہ ابن اثیر کا یہ بیان ہے کہ فرعون مصر یوسف پر عیب انکو نبوت عطا ہوئی تھی ایمان لایا تھا
 اور اپنی حالت حیات میں انتقال بھی کر گیا۔ اسکے بند قابوس بن مصعب مصر کا فرعون ہوا اور یہ
 باوجود دعوت ایمان۔ یوسف پر ایمان نہ لایا بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ قابوس ہی موسیٰ کے
 زمانہ میں فرعون مصر تھا اور اسکی چار سو برس کی عمر ہوئی تھی اس دلیل سے کہ اللہ جل شانہ نے
 فرمایا ہے و لقد جماع کم یوسف من قبل بالذینات (اور بیشک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف
 دلائل لیکر آئے) اس بنا پر اگر یوسف اور موسیٰ کا فرعون ایک نہوگا تو اس آیت کے معنی درست نہونگی۔
 میرے نزدیک انکا یہ خیال انکی نامہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ
 اللہ جل شانہ نے اولاد کو انکے آبا و اجداد کے حال سے مخاطب کیا ہے۔ واللہ اعلم۔
 یوسف جسوقت سن شباب کو پہنچے ہنوز تیس برس سے آپکا سن متجاوز نہوا تھا اور علم حکمت
 و نبوت سے سرفراز نہیں کئے گئے تھے کہ زلیخا آپ پر مائل ہو گئیں اور ایک دن خلوت میں بلا کر اپنا
 خیال ظاہر کیا یوسف نے فرمایا معاذ اللہ انہ ربی (اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں بیشک
 وہ یعنی تیرا شوہر میرا ربی ہے) انہ لا یفعلن (ظالموں کو یعنی خیانت
 کرنے والوں کو فلاح نہیں دیتا) زلیخا نے چونکہ دروازے پہلے سے بند کر ائے تھے مطمئن ہو کر چھپر
 پھٹا شروع کر دی کبھی تو کہتی تھیں لیا یوسف ما احسن شعرک (اے یوسف تمہارے کیا اچھے
 بال ہیں) اور یوسف فرماتے تھے۔ و اول ما ینتثر من جسمی اور ہوا سے پہلے میرے

بدن سے پرگندہ ہوگا) اور کبھی کہتی تھیں یا یوسف ما احسن عینک اے یوسف
 تیری آنکھیں کیا اچھی ہیں) اور آپ یہ جواب دیتے تھے کلا اول ما یسئل من جسد می۔
 (یہی میرے جسم سے سب سے پہلے یہ جائیگی) زینجا اسی قسم کی چھپر چھاڑ کرتی رہیں۔ پھوڑی وہ
 کے بعد یوسف کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا لیکن فضل الہی شامل حال تھا
 آپ پاک و صاف بیچ گئے۔

ہمارے اس بیان سے کہ یوسف کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا ہرگز ہرگز
 یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ (عیاذ باللہ) یوسف بھی زینجا کے ساتھ کسی فعل کے کرنے پر آمادہ ہو گئے
 تھے لیکن جسیریل کی وجہ یا کسی اور ذریعہ سے بیچ گئے۔ کیونکہ کلام ربانی کا طرز بیان اسکے خلات
 شہادت دے رہا ہے یوسف ہرگز ہرگز زینجا کی طرح آمادہ و تیار نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے
 ازار بند کی گریہوں کو کھولنا شروع کیا تھا۔ جیسا کہ بعضوں نے غلطی سے لکھ دیا ہے اور نہ
 پاہامہ کے کھولنے پر مستعد ہوئے تھے اور نہ زینجا نے ہفت خانہ اس عرض کیلئے بنوایا تھا
 اور نہ اوس مکان میں کوئی بت رکھا ہوا تھا جس پر زینجا نے شرم و حجاب کی وجہ سے چادر
 ڈال دی تھی اور نہ یوسف کے دل میں کسی فعل کے کرنیکا خطرہ گذرا تھا ہاں یہ بات ضرور
 ہوئی تھی کہ زینجا کی چھپر چھاڑ سے ایک قسم کا خیال پیدا ہو گیا تھا جس کو آپ میل طبع سے تعبیر
 کیجئے اور چاہے قصد و ارادہ سے تفسیر کیجئے لیکن اصل بات یہ ہے کہ یوسف کا یہ قصد
 اختیاری (یعنی عزم) نہ تھا۔ بلکہ اس خیال کے ساتھ اونکے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف
 بھی اپنا رنگ جمانا چاہتا تھا اور دونوں میں منارعت ہو رہی تھی کہ اسی اشار میں اللہ تعالیٰ نے
 آپ کی مدد کی اور آپ بالکل اوس سے ہزار ہے۔ یہ لوگوں کی ایسی من مانی گڑھی ہوئی کہانیاں
 ہیں کہ جسے سلب ایمان کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ علماء و تفسیر نے تو ہم بہا کے معنی قصد ہمارے معنی

اونہوں نے بھی اوسکا قصد کیا، تحریر کیا ہے عزم بہا نہیں لکھا۔ کیونکہ قصد اور عزیمت میں بہت بڑا فرق ہے عزیمت کو دل سے تعلق ہے اسکا درجہ قصد سے بد بہا بڑا ہوا ہے اور قصد امور قلبیہ سے نہیں ہے علاوہ اسکے آہ کریمہ و لَقَلْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّبُّهَا رَبَّهَا رَبَّهَا سے یہ معنی استفاد ہوتے ہیں کہ بیشک اوسے یعنی زلیخا نے قصد کیا اور یوسف بھی اسی کا قصد کرتے لیکن انہوں نے اپنے رب کا برہان دیکھ لیا اور اوس سے باز رہے۔

برہان کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال ظاہر کئے جاتے ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ یوسف صدیق نے یعقوب کو انگشت بدنہاں افسوس کرتے ہوئے دیکھا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ یوسف صدیق نے یعقوب کو نہیں دیکھا تھا بلکہ ایک غیبی ندا سنی کہ یا یوسف تونی و انت بنتی۔ اے یوسف تو زنا کے لئے آمادہ ہوا چاہتا ہے۔ حالانکہ تونی ہے کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ یوسف صدیق آتہ لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشا و ساء بھیللا دیوار پر لکھی ہوئی دیکھ کر اوس قصد غیر اختیاری سے باز رہے لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ یوسف صدیق نے نہ یہ دیکھا تھا نہ وہ دیکھا تھا اگرچہ تقدیر الہی سے ایسے اسباب کا ظاہر و پیدا ہو جانا کچھ بعید نہیں ہے لیکن اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یوسف صدیق کے خیال میں زلیخا کی چھٹ چھاڑ سے جو ایک وسوسہ پیدا ہوا تھا اور اونکا وہ نورانی قلب جو آئندہ نو نبوت سے معمور ہو نیا تھا اوسکے دفع کرنے میں سعی کر رہا تھا کہ تباہی غیبی والہام الہی اوس میں کامیاب ہو گیا ایک سید ہی بات کو ایسے پیرایہ سے ظاہر کرنا جسکے فہم سے ظاہر بینیوں کو تردد و دور اندیش عقل جائز نہیں رکھتی۔

الغرض یوسف صدیق اپنے دامن عصمت کو زلیخا کے ہوا و ہوس کے ہاتھوں پاک و صاف بچا کر بھاگے زلیخا نے یوسف صدیق کے پاڑے کی کوشش کی اور اس تک دو دہیں

یوسف کا پھیلا دامن قمیص کا پھٹ گیا۔ اتفاق یہ کہ دروازہ جو کھلا تو اظہیر زلیخا کا شوہر (زلیخا کے چچا زاد بھائی سے کہرا ہوا) بائیں کمر رہا تھا۔ زلیخا اور یوسف دیکھ کر حقیقت سے گئے۔ یوسف صدیق دل میں سوچ رہے تھے یہ تو کوئی بات سننے سے نہ نکلنے پائی تھی کہ زلیخا بول
 اِتٰى مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوءًا سَكَّرَ اَتُّ بِسُجْنٍ اَوْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ
 (کیا افسر اس شخص کی ہے جو میرے اہل کی رسوائی کا خواہاں ہو سوائے اسکے کہ وہ قید اور عذاب
 میں مبتلا کر دیا جائے) یوسف نے جواب دیا اے زلیخا اور زلیخا نے عن نفسی اس لئے خود
 مجھ کو معصیت کی طرف بلایا تھا) عزیز مصر یوسف اور زلیخا کی تقریر سن کر خاموش ہو گیا۔ زلیخا کے
 چچا زاد بھائی نے کہا اس میں سکوت و مائل کس امر کا ہے ان دونوں کی صداقت کی تحقیق بہت ہی
 آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یوسف کا قمیص آگے سے پھا ہو تو زلیخا کا دعویٰ سچ اور قابل تسلیم
 ہے اور نہ جھوٹا ہے اور اگر قمیص کا پھیلا دامن چاک ہو گیا ہو تو وہ جھوٹی ہے اور یوسف کا
 دعویٰ سچا ہے تحقیق و معائنہ سے یوسف صدیق صادق ٹھہرنے زلیخا شرما گئیں۔ عزیز
 مصر نے یوسف کو اخصار راز کی ہدایت کی اور زلیخا سے استغفار کرنے کو کہا۔
 اس موقع پر بھی دلچسپی کیلئے یہ قصہ اختراع کیا گیا ہے کہ یوسف صدیق کی صفائی کی گواہی ایک
 شیر خوار بچہ نے دی تھی لطف یہ ہے کہ اس بے اصل واقعہ پر ایہ کہ نہ وہ شہد شاہد من اہل ہما
 سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اس آیت سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا کے خاندان میں سے کسی
 شہادت دی اس سے نہ تو بچہ مفہوم ہوتا ہے اور نہ بوڑھا پھر اسیر ایک حدیث بھی نقل کرتے ہیں جس سے
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ نجلہ اون شیر خوار لڑکوں کے تھا جو حالت شیر خوارگی میں حکم الہی
 بولے تھے کہ آتہ جل شانہ کی قدرت سے یہ امر بعید نہیں ہے لیکن اصل واقعہ وہی ہے جو ہم
 اوپر لکھ چکے ہیں۔

رقیہ رتہ جب زلیخا کا راز عشق افشا ہوا تو عورتوں نے طعنہ زنی شروع کی چند دنوں
تو زلیخا کے طعنوں کا جواب خاموشی سے دیتی رہیں۔ جب اوکی چھوڑ چھاڑ حد سے تجاوز ہو گئی تو
ایک روز مصری عورتوں کی دعوت کی کھانا کھانے کے بعد کچھ خیر سے ترخ سیب اور دنگو اے عورتیں
چھوڑوں سے ترخ و سب کو چھیننے اور کاٹنے میں اور رومی صلیق تو شمال پاس پہنے ہوئے زلیخا کے کہنے
سے اوکی طرف ہو کر گزرے وہ عورتیں جمال یوسفی دیکھ کر ایسی محو تاشا ہوئیں کہ بجائے ترخ و سب کے
انہوں نے اپنے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالے اور بیابانہ ایک زبان ہو کر بولیں **حَاشَا لِلّٰہِ مَا هٰذَا بَشَرًا**
اِنَّ هٰذَا اِلَّا مَلٰکٌ کَرِیْمٌ (حاشا اللہ یہ آدمی نہیں ہے بیشک یہ فرشتہ نیک نصلت ہے) تب زلیخا
ان سے مخاطب ہو کر کہا **فَاذِلْکُمْ اَللّٰہُ یَلْتَمِسُنِیْ فِیْہِ** (وہ یہی ہے جس کے لئے مجھ کو کلامت کرتی تھیں)
اس واقعہ کے بعد زلیخا نے یوسف سے پھر دوبارہ اپنی خواہش پوری کرنے کی التجا کی اور یہ بھی دیکھی
کہ اگر ہمارے حکم کی تعمیل نہ کرو گے تو تم کو قید خانہ میں بھر کر سخت ذلیل و رسوائی کر دوں گی۔ یوسف صدقاً
نے قیسمت میں جانیا کہ اس فعل پر ترجیح دی اور جناب باری میں خیال اقتضائے بشریت گذارش کی
وَکَلِمَہٗ تَصْرَفَ عَنِّیْ کَیْدُہُمْ اَصِیْبُ الْاٰیٰتِ وَاَکْفَرُہُمْ اَلْجَاہِلِیْنَ اسے پروردگار
عالم اگر ان عورتوں کے مکر سے مجھ کو محفوظ رکھے گا تو میں عجب نہیں کہ انکی طرف بائیل ہو جاؤں اور
تاہن گناہگاروں میں اپنے کو داخل کر دوں اسوجہ سے کہ میں بوجہ بشریت اپنی ذات پر بھروسہ
نہیں کر سکتا جناب باری نے اپنی دعا قبول کر لی اور انکے مکر سے بچانے کی غرض سے یوسف صدقاً
قید خانہ بچھڑے گئے پھر وہ دنوں کے بعد اسی قید خانہ میں فرعون مصر کے دو ملازم ایک

۱۰۲۳ تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ان بی بی عورتوں نے طعنہ زنی شروع کی تھی ایک حاجب کی بی بی دوسری

۱۰۲۳ کو تو ان کی میسر ہی خاندان کی پوتھی آبدار کی پانچویں سپہ سالار کی بی بی تھی واصلہ علم

۱۰۲۳ حاجب خاندان کا نام مہلب اور سردار کا نام نیوش تھا۔

خانساں اور دوسرا شرابدار) خود بادشاہ کے زہر خورانی کے جرم میں ماتو ہو کر داخل کئے گئے۔
یوسف صدیق قید خانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہتے تھے۔ کبھی نماز پڑھنے میں معروف
رہتے تھے۔ اور کسی وقت قیدیوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے اور گاہے گاہے قیدیوں کے خوابوں کی
تعبیر میں مبتلا دیا کرتے تھے جس وقت شرابدار اور خانساں قید خانہ میں داخل ہوئے یوسف صدیق
کے اوصاف سے آگاہ ہو کر انہوں نے آپس میں امتحان کی عرض سے یہ مشورہ کیا کہ یوسف صدیق
سے جھوٹے خواب بیان کر کے تعبیر دریافت کرنی چاہی۔ چنانچہ پہلے شرابدار نے کہا آج میں نے خواب
دیکھا ہے کہ میں شراب بنا رہا ہوں۔ بعد اسکے خانساں نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر
روٹیوں کا خوان ہے اور پرندہ آداسکو کھا لے لیتے ہیں یوسف صدیق نے شرابدار کی خواب کی تعبیر یہ
بتلائی کہ شرابدار تو اپنی ملازمت پر بحال کر دیا جائیگا اور خانساں جس نے کہ روٹیوں کا خوان اپنے
سر پر رکھا ہوا اور چڑیوں کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے وہ دار پر کھینچ دیا جائے گا ان دونوں نے جوق
یہ تعبیر سنی مغرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے یہ جھوٹے خواب بیان کئے ہیں۔ یوسف صدیق نے کہا
جس بار میں تم مجھ سے دریافت کرتے تھے خواہ وہ سچ ہو یا جھوٹ ہو یہی حکم ہوا ہے قضائے الہی بعد
تفتیش و تحقیق حال ہی امر ظہور پذیر ہوا کہ شرابدار بحال اپنی ملازمت پر مقرر کیا گیا اور خانساں کو سولی لگائی۔
قبل از رہائی یوسف صدیق نے شرابدار سے کہا تھا کہ جس وقت تم بحال ہو جانا اس وقت اپنے
ولی نعمت سے میرا ذکر خیر ضرور کرنا۔ لیکن مشیت الہی اس وقت اسکے خلاف تھی شرابدار اپنا
وعدہ بھول گیا۔ یوسف صدیق کا اسے خیال تک نہ رہا۔

۱۰۵ تبصرہ دوم نے فرعون مہر کو زہر دیے کی عرض سے ایک شخص کو بھیجا تھا پہلے اسے شرابدار کو ملا نا چاہا لیکن جب
اس میں وہ ناکام رہا تو اس نے خانساں کو ملا لیا۔ زہر دیے کی نوبت نہ آئی تھی کہ ان واقعات کی اطلاع فرعون
مہر کو ہو گئی۔ شرابدار و خانساں دونوں مشہتہ ہونے کی وجہ سے قید کر دئے گئے۔

مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مقام پر یہ نکتہ تحریر فرماتے ہیں کہ یوسف صدیق قید خانہ میں زیادہ مدت تک اسوجہ سے رہے کہ آپ نے سبب حقیقی کو بھولا کر ظاہری سبب کو وسیلہ نجات بنا لیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ زلیخا انکو قید خانہ میں پھینکا کر ایسا بھول جاتی کہ سات سات برس تک یہ قید خانہ ہی میں رہتے۔ اور شرابدار بھی انکو فراموش کر جاتا۔ جناب باری تعالیٰ کو یوسف صدیق کے اس خیال پر جو بمقتضائے انسانیت اون سے ظاہر ہو گیا تھا تنبیہ کرنی تھی اسوجہ سے زلیخا اور آبدار دونوں بھول گئے اور یہ سات برس تک قید خانہ میں رہے۔

آٹھواں سال جب شروع ہوا تو سبب حقیقی نے وہ سبب پیدا کیا کہ جو یوسف صدیق کو سکانہ تو اکتسابی تھا اور نہ اونکے خیال میں گذرا ہو گا اور وہ یہ تھا کہ فرعون مصر نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا کہ سات گائیں فرہ ایک نہر سے نکلیں پھر اون کے بعد ہی دوسری سات گائیں دہلی پہلی اسی نہر سے آئیں اور ان پہلی موٹی تازی گایوں کو کھا لیا اور یہ بھی دیکھا کہ سات خوشہ سرسبز جن میں دائے بھرے ہوئے تھے اون پر سات سوکھے خوشہ جو اون کے بعد نمایاں ہوئے تھے غالب آگے فصیح ہوتے ہی حکماء و مخمین سے تعبیر دریافت کی گئی وہ یہ تو کہہ نہ سکے کہ ہم اسکی تعبیر سے عاری ہیں بلکہ بان ہو کر بولے و ما نحن بتاویل الا حلام یعارلمین (اور سہلوگ منامات باطلہ (جھوٹے خوابوں) کی تعبیر نہیں جانتے) یہ روایہ صادقہ (سچے خواب) نہیں ہیں بلکہ خیالات فاسدہ ہیں جو حالت بیداری میں انسان کے دماغ میں جمع ہو جاتے ہیں پھر وہی سونے میں خواب کی صورت دکھلائی دیتے ہیں۔ فرعون مصر کی اس خواب سے تشفی نہ ہوئی اسکی چہرہ پر جیسا کہ اس سے پہلے ترد کے آثار نمایاں تھے ویسا ہی اس غیر شافی خواب کے بعد ظاہر رہے شرابدار کو جس سے یوسف صدیق یاد آگئے۔ وہ فرعون مصر کی اجازت سے قید خانہ میں آیا اور جناب موصوف سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی یوسف صدیق نے

جسکی یہ تعبیر کی کہ نسات برسن تاکہ حسب دستور ملک کا شکار ہی کرو گے فصل اچھی ہوگی پندارش
 غلہ کی زیادہ ہوگی یہ تعبیر نوسات فریب گایوں کی بنے پھر بعد اسکے نسات سال قحط کے آئیں گے
 سمیت و دشوار گزار میں جن میں ملک اپنا یہ ذخیرہ کھا ڈالو گے یہ تعبیر ان نسات گایوں کی ہے
 جو درہلی تیلی تھین اور ان نسات فریب گایوں کو کھالیا تھا پھر ان نساہوں کے بعد آئیں گے سال
 آئیں گے جن میں سے ملک مستفید ہو گے۔ شرابدار خواب کی تعبیر شکر اٹھے پاؤں فرعون مصر کے
 پاس آیا اور تعبیر بیان کی فرعون مصر اپنے خواب کی تعبیر شکر یوسف کا ایسا مشاق ہوا کہ
 اسی وقت شرابدار کو یوسف کے بلانے کو بھیجا یوسف نے شرابدار سے کہا ارجع الیٰ ربک
 فسأله ما بال النسوة اللاتی قطعن ایدین فی حق ان اللہ یکیدھن علیٰ عوالم
 اپنے مالک کی طرف اٹھے پاؤں بوٹ جا اور ایں سے دریافت کر کہ مجھ کو کس جرم میں سزا دی گئی
 کیا خان ہے (یعنی کیا بیان ہے) اون عورتوں کا جنہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے میرا روڈ گا
 ان کے مکر کو خوب جاننا ہے کہ میں اس نمت سے پیری ہوں جن میں کے جرم میں میں گرفتار ہوتی
 ہوں) شرابدار نے یوسف صبر فرمایا یہ پیام فرعون مصر نے جا کر لکھ دیا۔ ایں نے اسی وقت
 عزیز مصر کی عورتوں کو طلب کر کے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کی ان عورتوں نے گایوں
 ہاتھ رکھ کر کہا خدا سب اللہ ما علمنا علیہ ہون سنو (خدا سب اللہ یوسف کی کسی بڑائی سے
 اسوقت کہ ہمیں لگا نہیں ہوئے) فرعون مصر نے لکھ لیا کی طرف دیکھا از لہذا ربی زبان سے بولیں
 انار و دکہ ثمن نفسه و انہ لکون اخصا زینین (میں نے ہر خود یوسف کی خود نہیں کی تھا
 اور بیشک وہ سچا ہے) اسکے بعد فرعون نے شرابدار کو پھانسی لگا کر زندان سے یوسف صلیق کو بلوا اور
 عزیز مصر سے یوسف کو خرید کر کے آزاد کر دیا جیسا کہ میں آید کر میں سے مفوم ہوتا ہے و کل الملائک
 اینونی بہ انما یخبر فی نفسی (اور فرعون مصر نے کہا کہ اسکو (یعنی یوسف کو) میرے پاس لاؤ

تاکہ اس کو میں اپنے لئے خلاص (آزاد) کروں) الغرض یوسف صدیق فرعون مصر کے امین و مستند
 بنائے گئے اور ہفت سالہ آئندہ قحط کا انتظام آپ کے سپرد کیا گیا۔ یوسف صدیق انبار کے
 انبار ہر قسم کی غلہ کی خرید کر لیتے تھے اور اسکو بغیر مالش کئے ہوئے رکھا دیتے تھے پھر دوسرے
 کے بعد عزیز مصر کا انتقال ہو گیا فرعون نے بجائے اسکے یوسف کو مقرر کر کے زلیخا سے انکا
 نکاح کر دیا بعض لوگوں نے اس موقع پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ زلیخا اسوقت بوری ہو
 تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعد نکاح کے پھر جوان کر دیا یہ بات اگرچہ بلحاظ تقدیر ایسی ممکن واقع
 ہے لیکن اصلی واقعہ کو چھپا کر ایک نئی بات تیار دینا خلاف عقل ہے۔ اصلی بات یہ ہے کہ عزیز
 مصر خنہن تھا۔ اسوجہ سے بوقت نکاح یوسف صدیق۔ زلیخا دو شیرہ تھیں اور یہی معنی
 جوان ہو جانیکے ہیں جیسا کہ کتب تواریخ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت دے رہی ہیں۔ واللہ اعلم۔
 الغرض ساتوں سال فراخی اور پیداوار کے گزر گئے اور دوسرے سات سال قحط کے
 آئے پہلا سال تو جون توں گزر گیا دوسرے سال سے تمام عالم قحط سے مرے لگا یوسف
 صدیق نے نہایت سرگرمی سے اسکا انتظام شروع کر دیا۔ لوگ جوق جوق مصر میں غلہ
 لینے کو آئے لگے یعقوب کے بھی دسوں لڑکے مصر میں غلہ لینے کو آئے یوسف نے ان کو پہچان
 لیا کیونکہ انکی حالت میں زمانہ نے کسی قسم کا تغیر نہیں پیدا کیا تھا برخلاف یوسف کے زمانہ
 کی رفتار نے یوسف کو بظاہر یوسف نہ رکھا تھا نہ تو اونکا وہ لباس تھا اور نہ وہ صورت و
 شکل تھی۔ بلکہ ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی تھی۔ یوسف نے اپنے بھائیوں سے انکا حال
 دریافت کیا پہلے تو انہوں نے ازہر و ذہر کی باتیں بھلائیں۔ لیکن جب یوسف نے انکے غلام
 کی تکذیب شروع کی تو انہوں نے اس طرح اپنے بیان کیا۔ اسے عزیز مصر اور اسکا نام اپنے باپ کے
 بارہ بیٹے تھے ایک زوز ہم اپنے ساتھ اپنے اس بھائی کو بھی لے کر نکادے گئے جنکو ہمارا باپ

زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اتفاقات سے اوسکو بھیر پانے کھا لیا۔ شمعون آگے کچھ اور کہنے کو تھا کہ یوسف بول اٹھے "فِی اَیْنِ مَسْکِنٍ اَبْوَلَمْ لَبَدَلْ" اور پھر اسکے بعد تمہارے باپ کو تسکین کس سے ہوئی شمعون نے کہا اَلِی رِیْحِ النَّاصِعِ مَسْنُوْنٌ (جو اس سے ہمارا چھوٹا بھائی ہے) یوسف یہ سنکر کچھ دیر تک خاموش رہے بعد میں سر اٹھا کر بولے آئندہ جب تم ہمارے پاس آنا تو اُسکو اپنے ساتھ لانا اور نہ تمکو یہاں سے کچھ نہ دیا جائیگا۔ شمعون نے کہا شاید ہمارا باپ اوسکی مفارقت نہ گوارا کرے اسوجہ سے ہم حتمی وعدہ نہیں کر سکتے اچھا بہتر ہوگا کہ تم میں سے کوئی ہمارے پاس رہ جائے اسپر بنی یعقوب خاموش ہو گئے یوسف نے واپسی کے وقت اونکی قیمتیں بھی ادھنیں کے اسباب میں رکھادیں اس خیال سے کہ انکی امانت داری و دیانت اسکے واپس کرنے پر ضرور مجبور کرے گی اور یہی یہاں دوبارہ اُن کے آئینکا باعث ہوگا چنانچہ جسوقت برادران یوسف یعقوب کے پاس پہنچے عزیز مصر (یوسف) کی بہت بڑی تعریف کی اور یہ کہا عزیز مصر (یوسف) نے کہا ہے کہ اگر تم اپنے اوس بھائی کو آئندہ اپنے ہمراہ نہ لاؤ گے جسکو تمہارا باپ زیادہ عزیز رکھتا ہے تو پھر تمکو یہاں سے کچھ نہ دیا جائیگا۔ یعقوب نے کہا کہ کیا تم رستہ کی ویسا ہی حفاظت کرو گے جیسا کہ اسکے پہلے اسکے بھائی یوسف کی حفاظت کی تھی۔ برادران یوسف یہ کہہ کر خاموش ہو رہے۔ جب اسباب کو کھولا اور اوس قیمتیں رکھی ہوئی دیکھیں تو سب کے سب بول اٹھے یا ابانا ما یعنی ہذا ہ بضا عتار دت الہنا و تمیرا ہلنا و تحفظا اخانا و نزد اکیل بعیر۔ یعنی عزیز مصر نے ہماری بہت بڑی وقعت و عزت کی اوس نے مکتبی بڑی یہ رہا ہتھی کہ ہماری قیمتیں ہکو واپس کر دیں آپ ہمارے ہمارے بھائی کو بھیجے تاکہ اور نکلے لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کرے گے یعقوب نے اونکے کہنے کا خیال نہ کیا لیکن جب اونہوں نے جناب موصوفہ کے کہنے سے عہد و پیمانہ دیا تو بینا میں کو شمعون

وغیرہ کے ساتھ کر دیا اور چلتے وقت یہ وصیت کر دی کہ تم سب کے سب ایک ہی دروازہ سے
 شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے جانا چنانچہ گیارہوں بھائی متفرق دروازوں
 سے یوسف کے پاس گئے یوسف نے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو پہچان لیا اور ان سبہوں کو
 بہت خوشی اور کثادہ پیشانی سے شہرا یا کھانکے وقت دو دو بھائی ایک ایک خان پر بھلا
 گئے جب بنیامین تنہا رہ گئے اور انکے آنکھوں میں اس خیال سے آنسو بھر آئے کہ اگر میرا
 بھائی یوسف آج زندہ ہوتا تو مجھ کو بھی وہ اپنے ساتھ بھلا تا جناب یوسف نے انکو آبدیدہ کھنکر
 اپنے ساتھ بھلا لیا اور کہا میں تمہارا بھائی ہوں سزا کو باتوں بات میں یوسف نے بنیامین سے
 کہا کہ کیا تم اجازت کو پسند کر سکتے ہو کہ میں تمہارے اس بھائی کا جو نمائند ہو گیا ہے قائم مقام
 ہو جاؤں بنیامین نے جواب دیا واقعی آپ سے بڑھ کر بھائی اور کیا سلوک کر سکتا ہے لیکن اصل
 بات یہ ہے کہ یعقوب اور راحیل سے نہیں پیدا ہوئے یوسف کا دل پہلے ہی سے بھرا ہوا تھا
 بنیامین کے زبان سے یہ کلمہ سنکر رو اٹھے اور انکے گلے سے لگا کر ظاہر کر دیا کہ میں ہی یوسف
 ہوں لیکن خبردار ان باتوں کو بھائیوں سے نہ ظاہر کرنا۔

صبح کے وقت یوسف جب اپنے نامہربان بھائیوں کو غلہ دینے لگے تو پیمانہ (جس سے
 غلہ ناپ کر دے رہے تھے) بنیامین کے اسباب میں رکھ دیا تھوڑی دیر کے بعد خدمت ہو کر
 چلے تو ایک منادی سے ندا دی کہ تھرو بے شک تلوگ چور ہو۔ ابنا، یعقوب نے
 جواب دیا کہ ہلوگ نہ چور ہیں اور نہ فساد کرنے کی غرض سے یہاں آئے ہیں خدام نے کہا کہ
 اگر ایسا ہی ہو تو کیا سزا؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے اسباب میں وہ پایا جائے

نوٹ: بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ بنیامین کو جب معلوم ہوا کہ عزیز مشریرا بھائی یوسف ہے اور اسے
 مفارقت سے انکار کیا تو یوسف نے بنیامین کے روکنے کو۔ جیلہ نکالا۔ بنیامین اس ماں سے آگاہ تھے۔

وہی بجرم سرفہ گرفتار کر لیا جائے یوسف نے تفتیش شروع کی یکے بعد دیگرے تلاشی دینے لگے رفتہ رفتہ بنیامین کی بازی آئی اور انھیں کے اسباب میں سقایہ (بیابانی پانی پینے کا برتن) نکلا اور یہی روک لیا گیا۔ یہ تفتیش چلتی رہی۔ ایک دن ایک اور شخص نے بنیامین کے ہاتھ سے روک لیا جائے لیکن یوسف نے ترک بھی نہ مانا۔ بنیامین تو اس بیان سے روک لے گئے۔ اور شمعون یہ کہہ کر مصر میں ٹہر گیا کہ تم بھول گئے ہو جو اپنے باپ سے عہد کر آئے ہو میں تو یہاں سے اس وقت تک حرکت نہ کروں گا جب تک میرا باپ نہ کہے گا۔ یا اللہ تعالیٰ حکم نہ ڈے گا۔ تلوگ نماؤ اور یہ ماجرا بیان کر دینا۔

یقیناً ابناے یعقوب جس وقت ارض مصر سے واپس ہو کر یعقوب کے پاس پہنچے اور یہ ماجرا بیان کیا اس وقت یعقوب کے مخزون قلب پر جو کچھ اسکا اثر ہوا ہوگا اسکا اندازہ ناظرین بخوبی کر سکتے ہیں اس کے ظاہر کرنے اور بیان کرنے کی ہلکوا حاجت نہیں ہے البتہ جناب یعقوب نے جو کلمات تسلی وہ قلب حزیں فرمائے تھے وہ یہ ہیں عَسَىٰ اَللّٰهُ اَنْ يَّاتِنِيْ بِهٖمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ شاید اللہ اون سبھوں کو میرے پاس لائے بیشک وہ دانا اور حکمت والا ہے۔

اس کے بعد یعقوب کی آنکھیں اس تلخ و صدمہ میں جاتی رہیں۔ انہوں نے حذر سے بڑھ گئی اور ٹھنڈا پانی چھڑا کر دئے لگا۔ اکثر آپ یوسف کو یاد کر کے زوریا کرتے تھے اور لڑکے بجائے تسلی اور تشفی دینے کے کہتے تھے خدا کی قسم تم یوسف کا تذکرہ اس وقت تک نہ

ترک کرو گے جب تک تم قریب ہلاکت نہ پہنچ جاؤ گے یا جان بحق تسلیم نہو گے اور یعقوب نے

اور کئی باتوں کا یہ جواب دیتے تھے میں اپنا بیٹا و عم اللہ ہی سے کہتا ہوں یا اور میں اللہ تعالیٰ سے

کی جانب سے وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے، بعد چندے یعقوب سے پھر اپنے لڑکوں کو
 دوبارہ مصطفیٰ روایہ کیا پس ان یعقوب سے جنگ و قحط اور فاقہ سے ناکارہ کر دیا تھا پھر میں
 پہنچتے ہی عزیز محمد یوسف سے کہا یا ایہا الخیرین مسنا و اهلنا انصرنا اے عزیز
 بھگوار ہاتھ گھر والوں کو قحط و فاقہ سے تباہ کر رہا ہے (و جننا بضاعة مزجاة۔
 اور ہم سب بہت ہی کم سرمایہ لکرا آئے ہیں) فاؤف لنا الکیل و تصدق علینا
 ان اللہ یجزی المتصدقین لہ کو بھکر پیمانہ بنظر صدقہ دو زمین شک نہیں ہے کہ
 اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا سے خیر دیتا ہے یوسف کا دل یہ سن کر بھرا یا انکھیں پر نم ہو گئیں
 بیابانہ بول اوٹھے هل علمتکم ما فعلکم بیوسف و اخیہ (کیا تم جانتے ہو) یعنی
 لکھو یاد ہے کہ تمہیں یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا ہے؟ (۹) انتم جاہلون اب
 تم اس سے جاہل ہو یعنی آگاہ نہیں ہو یوسف کے بھائیوں نے غور سے دیکھا تو پہچان گئے
 اور مزید اطمینان کے لئے تعجب کے لہجہ میں بولے انک کلامت یوسف (کیا بیشک
 تو ہی یوسف ہے) یوسف نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ (بنیامین) میرا بھائی ہے۔
 تلوگ اپنے دل میں کچھ خیال نہ کر و اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگزر کرے گا یہ مشیت ایزدی
 تھی جو کچھ واقع ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا یہ اسکے احسانات کا ایک نمونہ ہے

نوٹ: بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ برادران یوسف اس مرتبہ چند کھوٹ دراپم لکرا آئے تھے اور
 بعض کہتے ہیں کہ اس مرتبہ نقدی تو کچھ لیکرا ہے تو کچھ بلکہ کچھ گئی اور اون وغیرہ لائے تھے۔
 بعض علماء تاریخ یہ بیان کرتے ہیں کہ یوسف کا قلب اس واقعہ سے رقیق نہیں ہوا تھا بلکہ
 یعقوب کا خط دیکھ کر و اوٹھے اور اپنے گویا ہرگز دیا اس مقام پر نظر اٹھا کہ کلام اس خط کو
 ہم نقل نہیں کیا چاہتے۔ ناظرین معاف فرمائیں۔

کہ میں اس درجہ عالی پر پہنچ گیا ہوں یوسف کے بھائیوں کو اسکے سنے سے ندامت ہوئی۔ لیکن یوسف کی تسلی و تشفی سے وہ خیالات رفع ہو گئے۔ بعد اسکے یوسف نے اپنے نامہربان بھائیوں سے اپنے باپ یعقوب اور خاندان کی کیفیت دریافت کی اور روانگی کی وقت نلکہ دیا اور اپنے بزرگ باپ کے اطمینان کے لئے اپنی قمیص دی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی ہمارے بزرگ باپ کے منہ پر ڈال دینا اونکی بینائی رفتہ رفتہ پھر آ جاوے گی۔ اور تم لوگ کنعان سے مع اہل و عیال کے مصر میں چلے آؤ۔

ادھر تو اتنا ریعقوب قافلہ کے ساتھ مصر سے روانہ ہوئے ادھر کنعان میں جو مصر سے بارہ سو کوس کے فاصلہ پر تھا یوسف کے پیراہن کی بو یعقوب کے دماغ میں حکم الہی پہنچی چنانچہ یعقوب نے اون لڑکوں سے جو اس وقت موجود تھے فرمایا اپنی لاجد ریح یوسف (میں بیشک بوئے یوسف سونگھتا ہوں) کو لا ان تغذون۔ (اگر تم لوگ عقل رفتہ و بدحواس مجھکو نہ گھوڑ لڑکوں نے اپنے بچھے کردار چھپانے کی غرض سے جواب دیا تا تہ انک لغی ضلائک ال تقدیم) خدا کی قسم تم اپنے اوسے خیال کے پابند ہو رہے ہو) چالیس برس کا عرصہ گذرا کہ یوسف کو بھڑیا کھا گیا اسکی ہڈیوں کا بھی نشان ڈھونڈھے نہ ملے گا اور آپ آج کہتے ہیں کہ اس ہواسے بوئے یوسف آرہی ہے۔ یعقوب یہ سنکر خاموش ہو رہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد قافلہ کنعان میں داخل ہوا۔ اور یہود پیراہن یوسف لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت

لے۔ مورخین کا بیان ہے کہ چونکہ پیراہن خون آلودہ یہوداہی چراگا۵ سے لایا تھا اور اس خیر بد کو یعقوب کے کانوں تک پہنچانی تھی۔ اسی وجہ سے اس نے خوشی کے موقع پر بھی آپ ہی پیراہن لیکر یعقوب کے پاس گیا اسی کو قرآن مجید میں جناب باری نے ”بشیر سے یاد فرمایا ہے بشیر کسی دوسرے کا نام تھا

میں حاضر ہوا۔ حتی رسالت ادا کی۔ یعقوب پھوٹے نہ سمائے آنکھیں روشن ہو گئیں سارا
 رنج و غم آن واحد میں ایسا دفع ہو گیا کہ گویا تھا ہی نہیں۔ بعد اسکے جناب موصوفت
 نے لڑکوں سے مخاطب ہو کر کہا: اَلْمُؤْمِنُ اَقْلُ كَلِمَةٍ اِنِّي اَعْلَمُ مِنْ اَللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
 کیا میں تم سے یہ نہیں کہتا تھا کہ میں منجانب اللہ وہ جانتا ہوں جسکو تم نہیں جانتے ہو (ابھی کہہ
 کا ذکر ہے کہ تلخ میری تکذیب کرتے تھے اور صریحاً آفتاب پر خاک ڈال کر کہتے تھے کہ یوسف کو
 بھیڑ یا کھا گیا۔ لڑکوں کو یہ سنکر بہت بڑی ندامت ہوئی شرم سے آنکھیں نمی کر لیں۔ معافی
 چاہی استغفار کی خواہش گاری کی۔ بعد اسکے آپ نے یہود سے دریافت کیا کيفَ تَرَكَتَ
 يٰيُوسُفَ تَوْنِے كَسْتَالِ پَر يُوْسُفَ كُو چھوڑا (یہود نے کہا اسکو مصر کی شاہی کرتے ہوئے چھوڑ
 آیا ہوں) یعقوب نے جھنجھلا کر کہا مَا اَصْنَعُ بِالْمَلِكِ عَلٰى اِمْرٍ دِيْنِ تَرَكَتُ (مجھکو
 شاہی سے کیا غرض ہے اس کو کس مذہب پر چھوڑ آیا ہے) یہود نے گزارش کی غلیٰ اَكْبَرُ سَلَام
 (مذہب سلام کا پابند چھوڑ آیا ہوں) یعقوب یہ سنکر بہت خوش ہوئے جناب باری میں سجدہ
 شکر ادا کر کے کہا اَلَا اِنَّ نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلٰى اِيْمَانِىْ پُورى ہولى) کہ دینی اور دنیاوی
 نعمتیں غماظ خواہ ملیں۔

الغرض یعقوب اور اونکے لڑکے سامان سفر مہیا کر کے منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے
 مصر کے قریب پہنچے یوسف مدد عمائدین مصر استقبال کے لئے مصر سے باہر آئے یعقوب
 شاہی جلوس دیکھ کر یوسف کو نہ پہچان سکے۔ یہود اسے دریافت کیا کیا یہ فرعون مصر ہے
 یہود نے کہا نہیں یہ آپ کا لڑکا یوسف ہے۔ یعقوب نے آگے بڑھ کے کہا اِسْلَامٌ عَلٰىكُمْ
 يٰاَنْدِهَبِ الْاَفْرَازَانَ (اسے نبی و امام کے دور کرنے والے تجھ پر اللہ کی رحمت نازل ہو) یوسف جواب دیکر
 اپنے باپ سے لپٹ گئے بعد اسکے یوسف نے بہوں سے خطاب کر کے فرمایا: غلُوْ مِصْرَ الشَّامِ

اللہ ۱۴۴ سنین و تم لوگ مصر میں چلو انشاء اللہ تعالیٰ قحط و گرسنگی سے محفوظ رہو گے اور اپنے
 ماں باپ کو عزت و تکریم کے مقام میں پھیر دیا یوسف کی ماں اور باپ اور گیارہوں بھائیوں
 نے یوسف کے آگے چونکا عزیز نصرتھے اکتا کا سر جھکا دیا یوسف نے شکر یہ ادا کر کے کہا یا ایت
 ہذا تاویل روباہی من قبل (اسے باپ یہ تاویل (تفسیر) اوس خواب کی ہے جسکو
 میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا) یعقوب اسکی تصدیق کر کے باجراے گذشتہ دریافت کرنے لگے
 یوسف نے اوب سے گزارش کی با ایتی لا تسمنی عن صنع اخوتی و لکن سالی
 عن صنع اللہ لی (اے میرے باپ اسکو نہ دریافت کرو جو بھائیوں نے میرے ساتھ کیا
 بلکہ اسکو تفسیر کیجئے جو خدا نے میرے ساتھ کیا) کہہ کر کنوئیں سے نکلے اور مصر میں آنے اور
 عزیز مصر کے عہد پر پہنچنے کے حالات تفصیلاً کے بعد دیگرے ترتیب وار کہہ سنائے۔
 یوسف و یعقوب علیہما السلام کے زمانہ مفارقت کو اگرچہ بعض مورخین نے اسی سال
 تحریر کیا ہے اور اس طرح سے حساب کا اندازہ کیا ہے کہ سترہ برس کی عمر میں یوسف کنوئیں
 میں ڈالے گئے اور ستائیس برس کی عمر میں اسی برس کے بعد اپنے باپ سے ملے بعد
 اسکے تیس برس اور زندہ رہ کر ایک سو تیس برس کی عمر میں انتقال کیا اور بعضوں نے
 یوسف اور یعقوب کے زمانہ مفارقت کو اٹھارہ برس میں محدود کیا ہے بعضے مورخین کے خیالات
 یہ شہادت دے رہے ہیں کہ یوسف مصر میں سترہ برس کی عمر میں داخل ہوئے اور تیرہ برس
 کے بعد فرعون مصر کے وزیر ہوئے اور بائیس برس کے بعد یعقوب و یوسف سے ملاقات
 ہوئی اسکے بعد یعقوب اپنے اہل و عیال کے ساتھ مصر میں سترہ برس اور زندہ رہے لیکن
 محققین علماء تاریخ یوسف کے خواب دیکھنے اور یعقوب کے مصر میں آنے کے زمانہ کی مدت
 پچالیس برس بتلاتے ہیں واللہ اعلم انہی الکلام المترجم۔

بعد قطع منازل و طے مراحل یعقوب بلبیس کے قریب پہنچے یوسف یہ سنکر خیال
 بعض علماء تاریخ مؤرخ فرعون مصر اپنے باپ کے استقبال کی غرض سے مصر سے باہر آئے
 اور سرزمین بلبیس اپنے بھائیوں کو رہنے اور منتفع ہونے کی غرض سے دیدیا۔
 یعقوب کے ساتھ علاوہ ان ستر آدمیوں کے جو آپ کے خاندان سے تھے یوسف
 بنی بن برحان بن زبرج بن زعویل بن عیصو بھی تھے یہ سب کے سب مصر مقام بلبیس
 میں مقیم ہوئے اس واقعہ کے نثرہ برس کے بعد ایک سو چالیس برس کی عمر میں یعقوب
 کا انتقال ہوا یوسف باجارت فرعون مصر مدہ روسا مصر یعقوب کا تابوت (جنارہ) مصر سے
 لیکر روانہ ہوئے اثناء راہ میں کنعانیوں سے کچھ بخت و ٹکر رہی۔ لیکن بخیریت تمام سرزمین
 شام مدفن ابراہیم و اسحاق میں لیجا کر دفن کیا اور اٹنے پاؤں مصر واپس آئے۔
 یعقوب کے انتقال کے بعد اپنا یعقوب مصر میں یوسف کے پاس قیام پذیر رہے
 تا آنکہ یوسف کا ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال ہوا آپ کی نعش کو ایک تابوت میں رکھکر
 بند کیا اور اسکونیل کے بعض مجاری میں دفن کر دیا یوسف نے بوقت وفات یہ وصیت
 کی تھی کہ جسوقت بنی اسرائیل ارض موعودہ کی طرف روانہ ہوں اسوقت آپ کی تابوت بھی
 نکالکر ساتھ لیجائیں اور وہیں اسکولیجا کر دفن کریں چنانچہ یہ وصیت برابر محفوظ رہی
 آئی تا آنکہ بوقت خروج بنی اسرائیل۔ موسیٰ مصر سے نکال لے گئے۔
 بعد انتقال یوسف اسباط سے آپ کے بھائی اور لڑکے فراعنہ مصر کے سایہ عاطفت
 میں باقی رہ گئے رفتہ رفتہ انکی نسلی ترقی اس حد تک پہنچی کہ اراکین دولت مصر انکی کثرت سے
 ڈر کر انکو دبانانا اور ان سے خدمتی کام لینا شروع کر دیا۔
 مسعودی نے لکھا ہے کہ یعقوب اپنے لڑکوں اور پوتوں کے ساتھ جسوقت یوسف

کے پاس مصر میں آئے تھے شہزادہ منی تھے لیکن جب موسیٰ کے ساتھ بعد دو سو دس برس کے
 مصر سے نکلے ہیں اور انکو تیبہ میں شمار کیا ہے تو صرف انکو کوئی تعداد جو سناج ہو سکتے تھے
 چھ لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھی ہم نے اس روایت پر مقدمہ المکتاب میں بحث کی ہے ہر مقام
 پر اس قصہ کو چھپر کر طول نہیں دیا جانتے تو ریت میں اس تعداد کے مفروض ہونے سے یہ تعداد
 مستحق و یقین نہیں ہو سکتی کیونکہ مقام مبالغہ میں اظہار کثرت مقصود ہوتا ہے نہ کہ اصل عدد۔
 یوسف کے بہت سے لڑکے تھے لیکن ان میں سے مشہور دو ہیں ایک افرائیم دوسرا منشی
 اور یہ دونوں اسباب میں شمار کئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے یعقوب کا زمانہ پایا تھا اور
 جناب موصوف نے ان کو اپنی اولاد میں شمار کیا تھا اور ان کے حق میں دعا برکت کی تھی۔
 بعض وہ مورخین جنکو تحقیق سے سروکار نہیں ہے یہ خیال کر رہے ہیں کہ یوسف آخلاق
 مصر کے بادشاہ ہو گئے تھے لطف یہ ہے کہ اسکی تائید میں بعض ضعفا مفسرین یوسف کا یہ
 قول پیش کرتے ہیں سب قد اتبنتی منی المملک (اے رب تو نے مجکو ملک دیا ہے) حالانکہ
 یہ کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز پر قبضہ کر لیتا ہے گو وہ کسی خصوصیت کی وجہ سے ہو
 وہ باعتبار اسٹیلا رو علیہ بادشاہ کہلاتا ہے مکان۔ گھوڑے خادم کے قابض ہیں کو بھی ملک سے
 تعبیر کرتے ہیں۔ اسکے کوئی معنی نہیں ہیں کہ ملک تصرف کا لحاظ بنو اگرچہ وہ ایک ہی شاخ اور
 ایک ہی کے لئے ہوا سکو بھی بادشاہ کہدینگے عرب کا یہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے کہ
 اہل قری (گالوں والوں) اور اہل مدائن (شہر والوں) کے رؤسا کو بلوک کہنا کرتے ہیں۔
 پس اس زمانہ میں تم وزیر مصر کی نسبت کیا خیال کر سکتے ہو کہ عرب کے سادہ لوح آدمی انکو بلوک
 کیسے نہ کہیں گے خلافت عباسیہ میں اطراف بلاد کے عمال کو بلوک کہتے تھے اس صورت میں اسکا
 کافی نہو دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وکذلک مکنا یوسف فی الارضی

لیکن یہ آیت بھی انکی مستند نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تکمین بغیر ملک کے بھی ہو سکتی ہے چونکہ یوسف
 امور زراعت اور اسکے انتظام کے متولی ہوئے تھے جیسا کہ قرآن میں ہے **أَجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ
 الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ**۔ اسوجہ سے مساق قصہ سے بقرآن حال معلوم ہوتا ہے کہ یوسف
 سلطنت فرعون کے ناظم تھے نہ کہ جیسا لفظ ملک سے جو کہ انکی دعا میں ہے پادشاہ ہو گئے تھے
 ہم اس نص سے جو کہ قرآن سے ثابت ہو گئی ہو ایسے متوہمات و موهوعی قصہ جات کی طرف مائل
 نہیں ہو سکتے اور تورات میں یہ تصریح لکھا ہے کہ یوسف نہ تو پادشاہ ہوئے تھے اور نہ مہر کے وہ
 مالک بنے تھے اور اورطبعی ہے کہ شوکت و تصرف کے لحاظ سے جسوقت یوسف کے بھائی آئے تھے یوسف
 نے اپنے اظہار جلال کیلئے ملک کا لفظ کو دیا ہو جیسا کہ مقدمہ الکتاب میں لکھ آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔
 عیسوا بن اسحاق جبال بنی سلعین (ہو جوئی قبائل کنعان) میں مقیم ہوا جو جبال شرات کے
 نام سے معروف اور ما بین تبوک و فلسطین میں واقع ہے اور حبکو ان دونوں بلاد کرکس اور شوبک
 کہتے ہیں یہ روایت تورات انکی نسلی شاخوں سے بنو لوطان۔ بنو شوبال۔ بنو صمقوں بنو عناد
 بنو لیشوق۔ بنو لید اور بنو دلسان کی سات شاخیں اور بنو دیشوں سے اشیان موجود تھے
 عیسو نے پہلے عنان بنی سلعین (بنی جوی) کی لڑکی اہلیقا ما سے نکاح کیا بعد اسکے عازبت ایلو
 اور یا سمت بنت اسماعیل سے عقد کیا عاز کے بطن سے ایفاز پیدا ہوا بعد اسکے بطن یا سمت
 بنت اسماعیل سے رعویل اور بطن اہلیقا ما سے یعوش۔ یعلام۔ قوح تین لڑکے پیدا ہوئے۔
 ایفاز خلف اکبر کے چھ لڑکے پیدا ہوئے یہاں اومار تصفو۔ کتام۔ قمال۔ عمالوق مار۔ چھٹا کرکا
 سر یہ کے بطن سے تھا جبکہ نام تملع تھا اور رعویل بن عیسو کے چار لڑکے ناخ۔ زیدم۔ بیتام۔ پید ہوئے
 تورات میں لکھا ہے کہ عیسو کا نام اروم تھا اور اسی وجہ سے بنی عیسو کو بنی اروم کہتے
 ہیں بعض اسرائیلیں کا یہ خیال ہے کہ اروم اوس پہاڑ کا نام ہے جو بنی عیسو کے مقیم ہوا تھا اور

روم عبرانی زبان میں جبل احم کو کہتے ہیں جہاں نباتات کا نام و نشان نہ پایا جاتا ہو۔ اسی
 اروم کے لفظ سے بعض مورخین کو اس مغلطہ میں ڈال رکھا ہے کہ قیصرہ روم عیصو کی اولاد
 سے ہیں طبری کہتا ہے کہ روم اور فارس رعویل ابن یاسمیت کی اولاد سے ہیں لیکن یہ گل
 روایتیں صحت اور صدق سے منزلوں دور ہیں میرے نزدیک روم۔ رومس بانی رور
 کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں نہ کہ اروم (عیصو) کی جانب۔

انرض بنی عیصو نے سرزمین بسعین میں اسقدر نمایاں ترقیاں کیں کہ ٹھورے دنوں میں
 نبی جوئی (کسانی) اور نبی مدین پرانکے بلا وئیں ایسا تک غالب آگئے اور انہیں تمدن و معاشرت
 کی بواگئی بلوک اور امران میں ہوئے از انجملہ قانع بن ساغور اور بعد اسکے یووب بن زلیح تھا پھر
 اسکے بعد ہداد بن مداد ہوا ہے جس نے یووب بن کو انکے بلا و سے نکالا ہے۔ ہداد کے بعد نبو عیصو میں
 نسلاً بعد نسل حکومت دولت چلی آئی اور یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوتے رہے تا انکہ یوشع نے شام
 پر فوج کشی کی اور اریحا کو فتح کر لیا اور گل بنو عیصو سے سلطنت و حکومت چھین لی۔ اس واقعہ کے
 بعد مختصر بوقت قبضہ بیت المقدس پھر انکو پامال کیا۔ انہیں سے بعض یونان اور بعض افریقہ
 چلے گئے عمالق بن الیفاز کی نسل سے نجیانی سرزمین عمالقہ شام میں لیکن نسا بن عرب اس سے
 اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عمالقہ شام عملاق بن لاوڈ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا
 مدین ابن ابراہیم نے لوط کی لڑکی سے نکاح کیا اللہ جل شانہ نے انکی نسل میں اسی برکت
 عنایت فرمائی کہ شام کے بڑے بڑے قبائل انہیں کے نسل اور لواحقین سے ہیں اسکے باج
 لڑکے عمیقہ عنقین جنوخ۔ بنداغ۔ الزاماتھے اور اطراف شام میں بحیرہ قوم لوط اور ارض حجاز
 کے قریب سرزمین معان میں رہتے تھے اور اس سرزمین کے یہی لوگ مالک تھے چند دنوں بعد
 جب بت پرستی اور جہالت کی طرف مائل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے شعیب بن نوبل

بن عویل بن عیا بن مدین کو مبعوث کیا۔ علامہ سہیلی کہتا ہے کہ یہ اہل مدینہ محض بن جنید بن ^{بن عیسیٰ} بن مدینہ کی اولاد سے ہیں اور شعیب ان کے نسبی بھائی ہیں اور ان کے متعدد ملوک گذریے جو کلمات ابجد سے موصوم تھے۔ فیہ نظر۔ ابن حبیب کتاب البدع میں شعیب کو نوب بن حزم بن مدین کا لڑکا تحریر کرتا ہے اور سہیلی ان کو ابن عیفا تحریر کرتا ہے بہر کیف یہ وہی شعیب ہیں جنکے پاس موسیٰ ہجرت کر کے گئے تھے اور جنگی لڑکی سے آپکا نکاح ہوا تھا اور جن سے آداب کتاب و نبوت کی آپ نے تعلیم لی تھی جسکا تفصیلی بیان موسیٰ کے تذکرہ میں آئیگا علامہ ضمیری کہتا ہے کہ جس سے موسیٰ نے مزدوری کرنے کا اجارہ لیا تھا اور جس نے موسیٰ کا عقد کیا تھا وہ بشیر بن رعویل ہیں اور توریت میں آیا ہے کہ انکا نام بشیر تھا اور رعویل انکا باپ یا چچا تھا جو عقد نکاح کا مستوفی و وکیل ہوا تھا اور اسی مدین سے شام میں نبی اسرائیل لڑے تھے اور انکو مغلوب کر کے انکی حکومت چھین لی تھی۔

لوط علیہ السلام۔ لوط یاران برادر ابراہیم کے لڑکے تھے بعد ہلاکی قوم ناسطین میں اپنے چچا ابراہیم کے پاس چلے آئے تاکہ وہیں انکا انتقال ہوا۔

حسب تحقیق محققین اون دنوں موفکہ میں سدوم کے پانچ بڑے قریبے اور وہ سب خلاف وضع فطرت فواحش کے مرتکب ہوتے تھے۔ لوط نے اونکو خوب سمجھایا لیکن اون میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ تاکہ سب کے سب ہلاک کر دے گئے، اَللّٰمَ اَشْأ، اللّٰه

(ترجمہ) لوط کے قوم کے حالات علامہ ابن خلدون نے اختصار کے ساتھ اوپر بیان کر دیات

اور ہم حسب وعدہ اب تحریر کرتے ہیں۔ اہل موفکہ جب معصیت اور بت پرستی میں پید نہ ہو

ہو گئے اور لوط و عطا و ہند سے متاثر نہ ہوئے بلکہ وقتاً فوقتاً جناب موصوف کو سخت و سرت کلمات

سے یاد کرنے لگے تو جناب باری نے بدوائے جناب لوط اس قوم ناماقتب اندیس کے ہلاک

کرنے کو چار فرشتے بھیجے یہ فرشتے انسانی شکل میں متشکل ہو کر موفک جاتے ہوئے ابراہیم کے یہاں
 مہمان ہوئے جب دسترخوان پر بیٹھے تو ان ملائکہ نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا ابراہیم کے
 دل میں ان کی طرف سے ایک خاص قسم کا خیال پیدا ہوا جس کو ان ملائکہ نے جو آدمیوں کی
 شکل میں دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے اس کلام سے رفع کر دیا اہل تحف انا
 ارسلنا الی قوم لوط (تو کچھ خوف نہ کر ہم سب قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔)
 اسکے بعد ملائکہ نے ولادت اسحاق اور بعد اسحاق کے ولادت یعقوب کی بشارت دی
 بی بی سارہ کو یہ سن کر تعجب ہوا کیونکہ اس وقت انکا سن اسی برس سے متجاوز ہو چکا تھا
 ملائکہ نے کہا تیرے رب نے ایسا ہی کہا ہے۔

پھر ابراہیم کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اسی قوم میں کہ جسکے ہلاک کرنے کو یہ ملائکہ
 جارہے ہیں لوط بھی ہیں اس وقت ملائکہ نے کہا اعلم بن فیہا النجینہ و اہلسہ
 ہم جانتے ہیں جو اس میں رہتے ہیں ہم لوط کو اور اسکے اہل کو نجات دیں گے اور ابراہیم سے
 ہو کر موفک میں پہنچ کر لوط کے مکان پر مقیم ہوئے۔

بوطان مہانوں (فرشتوں) کے آنے سے بہت خوش ہوئے لیکن جب اہل موفک
 کے بد اعمالیوں کا خیال آیا تو دل ہی دل میں سوچنے لگے ہنور غور و فکر سے فارغ نہ ہوئے
 تھے کہ لوط کی بی بی نے لوگوں کو آگاہ کر دیا چنانچہ ان میں سے دس آدمی لوط کے پاس
 آئے اور ان مہانوں کو طلب کیا۔ لوط نے اولاً انکو نصائح و پند سے سمجھانا چاہا لیکن جب
 وہ سمجھے نظر نہ آئے تو مجبوراً فرمایا۔ ہولاً ربنا ہی ہن اظہر لکم فانقوا اللہ ولا
 تحزنون فی غیبی الیس انکم رحل رشید۔ یہ لڑکیاں تمہارے لئے مباح رہتی ہیں
 نکاح میں (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان مہانوں کیلئے مجبور ہو کر دیکھا تم میں کوئی سمجھ دار آدمی نہیں ہے)

یہ دسویں آدمی لوٹا کا یہ پیغام لیکر اپنی قوم کے پاس آئے انہوں نے انکو اٹھ پانچوں پھر لوٹایا اور یہ پیغام بھیجا لقد علمت ما لنافی بناتک من حق وانک لتعلم ما تریب (تو شکر اس امر کو جانتا ہے کہ جکو تیری لڑکیوں سے مطلقاً رغبت نہیں ہے اور تو ہمارے ارادوں کو خوب جانتا ہے کہ جکو عورتوں سے کوئی سروکار نہیں ہے) بہتر یہ ہے کہ ان مہانوں کو تم اپنے مکان میں نہ ٹہرتے دو یا انکو ہمارے حوالہ کر دو لوٹا کا یہ پیغام سنکر سخت کشتمکش میں پڑ گئے تہنکو اپنے گھر سے نکال سکتے تھے اور نہ انکو انکے حوالہ کر سکتے تھے اسی پس و پیش میں تھے کہ ان دسویں میں سے کسی نے ان مہانوں (فرشتوں) کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جبراً لہجنا لہجنا یا اللہ جل شانہ کے حکم سے یہ دسویں اندھے ہو گئے اور اپنا سامنہ لیکر اپنی قوم کے پاس آئے اور یہ ظاہر کیا کہ لوٹ کے مہان جلا و گریں۔ اوہنوں نے ہکو اندھا کر دیا۔ قوم لوٹ سنکر غصہ کے مارے جامہ سے باہر ہو گئی اسی وقت لوٹ کے پاس کہا بھیجا کہا اگر تم اپنے معہ اہل و عیال کے آج ہی شب کو ہمارے شہر سے نہ چلے جاؤ گے تو صبح ہم آکر تمہارے کل اہلبیت کو اندھا کر دیں گے تم نے آج تک جو کچھ کیا اچھا کیا اب تم نے یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے کہ جادو گروں کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے ہو اور ہماری قوم کو نقصان پہنچاتے ہو لوٹ یہ سنکر بہت ڈر تب فرشتوں نے کہا انا رسول ربک لن یصلوا الیک ہما وک یرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ لوگ تجھ تک نہ پہنچ سکیں گے یعنی لکو نقصان نہ پہنچا سکیں گے جینا کہ ہما کالوہنترون (ہم تیرے پاس اسلئے آئے ہیں کہ ان سے جادو کیوں اپنے ہم عذاب اور قرالہ لیکر آئے ہیں اس باھنک یقطع من اللیل و اتبع ادبارھہ (اپنے اہل کو جب تھوڑی سی رات گزر جائے تو روانہ کر دو اور انکے بعد تم بھی چلے جاؤ ہم صبح ہوتے ہی انکو عذاب الہی میں مبتلا کر دیں گے انکو سقد رسلت نہ دیکھئے کہ وہ صبح کو اٹھکر تمہارے مکان تک آئیں لوٹ یہ سنکر ظلمن ہو گئے او

وقت کے منتظر ہے جس وقت شب کا ایک حصہ گزر گیا تب معہ اپنے اہل و عیال کے موٹفکہ کو خیر آباد
 لکھ کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور ان ہمانوں (فرشتوں) کے نصیح ہوتے ہی موٹفکہ کو الٹ
 پلٹ دریا جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے فلما جاء امرنا جعلنا عاليها
 سافلها پس جب کہ ہمارا عذاب آگیا ہمنے اوس کے عالی کو اوس کا سافل بنا دیا یعنی الٹ دیا یہ
 واقعہ تو ان پر گذرا جو شہر موٹفکہ میں تھے باقی رہے وہ لوگ جو کسی ضروری کام سے شہر کے باہر
 قریب قریب کے دیہاتوں میں یا اپنے باغات میں گئے تھے اون پر آسمان سے سنگ باری ہوئی
 جس سے وہ بھی جانبر نہوے۔

لوط معہ اپنے اہل و عیال و مومنین کے چلے جا رہے تھے اور آپ کی بیوی جو لمحوں سے دور پر
 ملی ہوئی تھی مڑ مڑ کر دیکھتی جاتی تھی بحکم خدا آسمان سے اسپر بھی ایک ایسا پتھر گرا کہ ایک
 قدم بھی آگے نہ بڑھاسکی اور وہیں اوسکی روح پرواز کر گئی لکن قال اللہ عزوجل
 لا یلتفت منکم احد الی امراتک انہ مصیبا ما اصابہم ر جیسا کہ
 اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی موٹفکہ کی طرف نہ ملتفت ہو گا سوائے تیری عورت کے
 اور بیشک اسپر وہی (عذاب) نازل ہو گا جس میں اہل موٹفکہ گرفتار ہوئے تھے۔

لوط ایک شبانہ روز کی مسافت طے کرنے کے بعد اپنے چچا ابراہیم کے پاس سرزمین فلسطین میں
 پہنچے اور وہیں تازمانہ وفات مقیم رہے آپ کے مزاج میں بے انتہا سادگی تھی حلیمہ تھے
 گندمی رنگ موزوں قد تھا آنکھیں چکلدار بڑی بڑی تھیں بدن پر گوشت نہ زیادہ موٹا
 نہ زیادہ دبلا تھا۔ انتہی کلام المترجم۔

حسب روایت تورات لوط کے دو لڑکے عمون اور موئی تھے۔ ان دو کی نسلوں میں
 اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت مرحمت فرمائی کہ شام کے اکثر قبائل انھیں کے شاخ و پیوند سے نہیں

آخر الامرائکی آیتدہ نسلوں نے سرزمین فلسطین چھوڑ کر اطراف بمقاع میں سکونت اختیار کر لی تھی اور بنی اسرائیل سے یہ اکثر ہم نپرد ہے تھے جسکو ہم بنی اسرائیل کے تذکرات میں بیان کرتے ہیں انھیں میں سے یلعام بن باعورا بن رسیوہ بن یسہ بن سوآئی مشہور و زیادہ تھا جسکا قصہ اور اسکی وہ دعا جو شاہ کنعان اور بنی اسرائیل کی لڑائی کے زمانہ میں شاہ کنعان کے کہنے سے کی تھی تورات میں مذکور ہے اور جسکو ہم انشاء اللہ تعالیٰ آیتدہ اوکے موقع پر تحریر کریں گے۔

ناحور بن آزر برادر ابراہیم جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ابراہیم کے ساتھ بابل سے ہجرت کر کے حران میں آئے اور حران سے ارض مقدسہ (بیت المقدس) آگئے اور وہیں مقیم رہے ان کے ساتھ انکی بیوی ملکہ ہمیشہ سارہ زوجہ ابراہیم بھی تھیں جسب تصریح تورات بطن ملکہ سے انکے آٹھ لڑکے تھے۔ عوقص۔ بوقص۔ قمویل (یہ ابوالارمن ہے) کاس اسکی نسل سے کسدانین جن میں سے تختنصر اور بلوک بابل تھے) حدو۔ بلداس۔ بلداف۔ بشول۔ اور بطن اودا سے جو ناحور کی حرم تھی چار لڑکے طاح۔ کاتحم۔ تانخش۔ مانعائیں۔ یہ سب ناحور برادر ابراہیم کے لڑکے ہیں جکا ذکر تورات میں بھی آگیا ہے لیکن اس میں سے اب صرف ارمن۔ قمویل بن ناحور برادر ابراہیم بن آزر کی اولاد مالک ارمینہ جانب شرق قسطنطنیہ مذہب نصرانیہ پر موجود ہے اور باقی کا زمانہ درہم و بروجم ہو گیا اور دولت و حکومت بھی جاتی رہی۔ واللہ و آیت الہیہ رضی و من علیہا و ہوا خیرا نہ ارنہن (اور ان تریں اور اون پیروں کا وارث ہے جو زمین پر ہیں اور وہی خیر الوارثین ہے)۔

یہاں تک تو عرب کے طبقہ اولیٰ اور انکے معاصرین کے حالات میں ختم خانہ فرسانی کی اب ہم عرب کے طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ کے انساب و اتواء کی طرف آتے ہیں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالاعانتہ۔

عرب مستقر یہ عرب کے اس طبقہ کو اس نام سے اسوجہ سے موسوم کرتے ہیں کہ کل اسماء و لغات عربیہ ان میں عرب کے طبقہ اولیٰ سے منقول ہو کر آئے ہیں گویا یہ اب ایسے حال میں ہو گئے ہیں کہ اس سے پیشتر اس حال پر ان کے اہل نسب نہ تھے اور چونکہ عرب کا طبقہ اولیٰ بنسبت اونکے مقدم ترین گروہ سے تھا بایں لحاظ لغت عربیہ انکی اصلی زبان مانی گئی۔ تاکہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عرب کا یہ گروہ دو قسم پر منقسم ہے ایک یمنیہ دوسرا سبائیہ اور یمنیہ ہم لکھ آئے ہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء نسب عرب کے اس طبقہ کو سبا سیا کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کوش بن کنعان کی اولاد سے تھا عرب کے نسلیں اسکی مخالفت ظاہر کرتے ہیں اور صحیح وہ ہے جو عام نسابین عرب کے بیان کر رہے ہیں کہ عرب کے اس طبقہ کا مورث اعلیٰ قحطان ہے اور سبا شجب بن یعرب بن قحطان لڑکا ہے۔

قحطان کے نسب میں علماء نے بہت اختلاف کیا ہے بعضے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ عابر بن شالح بن ارمشد بن سام کا لڑکا اور فافع و یقطن کا بھائی تھا لیکن تورات میں اسکا کچھ تذکرہ نہیں ہے۔ ہاں فافع اور یقطن کا ذکر آگیا ہے اور بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قحطان یقطن کا سرب ہے اور عرب اسکا بجمیہ میں تصدیق تاخیر و تبدیل حروف ایسے تغیرات واقف کر لیتے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ قحطان یمن بن قیندار کا لڑکا ہے اور بعضے کہتے ہیں قحطان جناب اسماعیل کی اولاد سے ہے اور صحیح ان سب روایتوں میں یہ ہے کہ قحطان یمن بن قیندار کا لڑکا ہے اور یخیال بعض جمیع بن یمن بن قیندار کا لڑکا ہے اور اسی کے نام سے یمن کا نام یمن ہوا۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ یعرب ابن قحطان کو یمن بھی کہتے تھے اور اسی کے نام سے یمن کا نام بھی موسوم ہوا۔ پس اس اعتبار سے کہ قحطان اولاد اسماعیل سے ہے کل اہل عرب بنی اسماعیل ہوئے کیونکہ عدنان اور قحطان عرب کی کل نسلی شاخوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔

بعض وہ علماء جو قحطان کو اسماعیل کی اولاد سے شمار کرتے ہیں اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں جناب رسول اکرم نبی معظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو پیش کرتے ہیں جو اپنے رماۃ انصار کو مخاطب کر کے فرمایا تھا اَرْمَوِیَا نَبِیِّ سَمْعِیْلِ فَاِنَّ اَبَاءَكُمْ كَانُوا مِیْا۔ (اے نبی اسماعیل تیرے چچے سیکو کیونکہ تمہارا باپ تیرا نذر تھا) اور انصار سہا کی اولاد سے ہیں جو قحطان کا لڑکا ہے اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان لوگوں سے یہ فرمایا تھا جو چند لوگ اسلم (قبیلہ اقصیٰ برادر خزاعہ بن حارثہ) سے ایمان لائے تھے اس بنا پر کہ ان کا سلسلہ نسب سہا تک منتہی ہوتا ہے سہیلی کتاب ہے کہ اس سے اسکی تردید نہیں ہو سکتی کیونکہ کل عرب اسماعیل کی اولاد سے ہے اور صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارمویا نبی اسماعیل تا آخر اسلم سے ارشاد کیا تھا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اور خزاعہ سے مقصود وہ ہے جو معد بن الیاس بن مضر سے تھا اور وہ نہ تو سہا سے تھا اور نہ قحطان سے کما ہوا صحیح فی تسہیم۔

اور لوگوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ چونکہ قحطان کا تورات میں کچھ ذکر نہیں ہے اس بنا پر وہ عابر کی اولاد سے بھی نہیں ہے پس لزوماً اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ اسماعیل کی اولاد سے ہے لیکن یہ قول غیر قابل التفات و نامقبول ہے کیونکہ قحطان یقیناً کاموہ ہے اور یہی صحیح ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں ہے کہ قحطان کل یعنی قبائل کا جدا علی ہے بہر کیف بنو قحطان عرب عاریہ کے معاہدے باہم دونوں میں کبھی کبھی چل بھی جایا کرتی تھی گو یہ رتبہ سلطنت سے مترلوں دور تھے اور ہمیشہ بادیہ گرد و صحرا نشین رہے لیکن نہایت کم مدت میں انہوں نے ایسی ترقی کی کہ انکی نفوس کی تعداد بھی بڑھ گئی دولت و حکومت میں بھی سرمد آوردہ ہو گئے۔ یعرب بن قحطان انکے نامی اور عظیم الشان بادشاہوں میں سے تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے بادشاہوں کے تختوں پر ^{کلیا} ^{کلیا}

الفاظ مخصوص مقرر کئے اسکے بعد لشیب اسکا لڑکا جسکو نجیال بعض میں بھی کہتے تھے تخت نشین ہوا اسکے زمانہ حکومت میں باوجودیکہ خانہ جنگیوں میں بہت وقت ضایع ہوا لیکن باہنہ اسکے فتوحات ملکی اور اسکی آبادی بڑھتی گئی اسکے بعد اس کا لڑکا عبد شمس اور بعضے کہتے ہیں عابر بادشاہ ہوا جو سیا کے نام سے بھی مشہور ہے اس نے شہر سیا آباد کیا اور بروایت بعض مورخین اس نے اقلیم مصر میں شہر عین شمس آباد کیا اور اپنے لڑکے بابلین کو اسکا والی مقرر کیا اسکے بہت سے لڑکے تھے از انجملہ حمیر اور کہلان زیادہ مشہور ہیں جو یمن کے دو بڑے گروہ کے مورث اعلیٰ اور ذی عزت و صاحب حکومت و دولت تھے۔ یہ نسبت کہلان کے حمیر زیادہ مشہور ہے اور اسکی اولاد عظیم الشان و ذی عزت شمار کی جاتی ہے اسی قبیلہ سے ملوک تباہ ہیں جیسا کہ انکے حالات میں بیان کیا جائے گا سہا کے بعد حمیر ملک و تخت کا مالک ہوا اسکو عرب بھی کہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے سوئے کا تاج بنوایا تھا اس نے پچاس برس حکومت کی سہیلی کہتا ہے کہ اسکے چھ لڑکے وائل۔ زید۔ عامر۔ عوف۔ سعد۔ مالک تھے۔ ابو محمد بن حزم کہتا ہے کہ اسکے آٹھ لڑکے تھے جنکے یہ نام ہیں۔ سہیل۔ مالک۔ زید۔ وائل۔ مشروح۔ معدیکرب۔ اوس۔ سہیلی کہتا ہے کہ حمیر کی تین سو برس کی عمر ہوئی۔ بعد اسکے وائل بن حمیر بادشاہ ہوا اور اسکا بھائی مالک بن حمیر بادشاہان پہ مستولی ہو گیا اور دونوں میں بدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ علامہ ابن سعید کہتا ہے کہ حمیر کے بعد اسکا بھائی کہلان بادشاہ ہوا تھا اسکے بعد وائل بن حمیر بعد اسکے سسک بن وائل نے یکے بعد دیگرے حکومت کی اور مالک بن حمیر کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا قضاء عمان پر متصرف ہوا سسک بن وائل اور قضاء بن مالک میں معرکہ آرائیاں ہوئیں نتیجہ یہ ہوا کہ سسک نے قضاء کو ناکامی کے ساتھ عمان سے نکال دیا سسک کے بعد یعفر بن سسک تخت نشین ہوا اور پھر

اس سے اور مالک بن الحنفیہ بن قضاء سے لڑائی ہوئی اور مدتوں یہ آگ مشتعل رہی
 اسی اثنا میں یعقوب اپنے لڑکے نعمان کو جسکو کہ معافر بھی کہتے ہیں حالت حمل میں چھوڑ کر
 مر گیا۔ ماران بن عوف بن حمیر جسکو ذی ریاش بھی کہتے ہیں اور بحر بن کاہک تھا اس نے مالک
 بن الحنفیہ سے مقابلہ کیا جب نعمان بن شعور کو پہونچا اس نے کل کار بار سلطنت
 اپنے قبضہ میں لے لیا اور ذی ریاش کو قید کر دیا۔ نعمان نے بہت بڑی عمر پائی حکومت بھی
 اچھی کی انتظام ملکی بھی قابل تعریف رہا۔ اسکے بعد اصم بن معافر بادشاہ ہوا اسی کے
 آخر زمانہ سے بنی حمیر کے حالات دگرگوں ہوئے شروع ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں
 طوائف الملوک شروع ہو گئی۔ تا آنکہ رایش اور بناؤ زائش (بتابعہ) میں عدالت و حکومت
 نے قیام اختیار کیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بنی کملان ہمیشہ مسبق الذکر حمیر سے ملکی لڑائیاں لڑتے رہے ان میں
 سے جبار بن غالب بن کملان اور قحطان کی شاخوں میں سے بخران بن زہد بن یقرب بن قحطان
 بعدہ بنی ہمسع بن حمیر سے کبیر بن زہیر بن الفوث بن ابین بن ہمسع اور عبد شمش بن وائل
 بن الفوث بن حیران بن قطن بن عریب بن زہیر بن ابین بن ہمسع بن حمیر کچھ شدا بن مطا
 بن عمرو بن ذی ہرم بن صوان بن عبد شمش۔ بعدہ اسکے بھائی نعمان۔ ذوشدو۔ ہداد۔ مدثر۔ ہذرا
 اسکے لڑکا صعب (بیان کیا جاتا ہے کہ یہی ذوالقرنین تھا) بعدہ اسکے بھائی مرث بن ذوشدو جسکو
 زائش بھی کہتے ہیں بادشاہ ہوا یہی بنی حمیر کی طوائف الملوک کا خاتم اور ملوک تبالوہ کا جد اعلیٰ ہے۔ اور
 بنو ہمسع بنی عبد شمس سے حمیر بن حسان بن عمرو بن قلیس بن معاویہ بن جسم بن عبد شمس نے بھی بادشاہت کی
 علامہ ابوالمنذر ہشام بن کلبی کتاب الانساب میں لکھتا ہے اور میں نے اسکے پورا نسخے
 نسخہ سے جو قاضی محدث ابوالقاسم بن عبدالرحمن بن حلیس کے ہاتھ لکھا ہوا تھا نقل کیا ہے

کہ علامہ کاہی روایت کرتا ہے ایک شخص جو بنی حمیر کے قبیلہ ذی کلاع سے تھا وہ کہتا ہے کہ
قیس یمن میں ایک مقام پر پہنچا جہاں ظاہر ایک عمارت نہایت مختصر بنی ہوئی تھی او
اندرونی حصہ اوسکا بہت وسیع تھا اس مکان کے چھم کے دالان میں ایک تخت رکھا ہوا
تھا اسپر ایک مردہ پڑا ہوا تھا سر پر اس کے تاج تھا اور اس میں ایک قیمتی یا قوت سرخ لگا
ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک گرز تھا اور اس کے سامنے ایک لوح تھی جس پر عبارت ذیل کندہ تھی
بسم اللہ رب حمیرانا حسان بن عمرو لقیل مات فی زمان صید وماہید
فیہا اثنا عشر الف قبیل فلنت اخر ہم قبیلہ فابنیت ذو شعبین لبحیرت
من الموت فاهلکنی سر شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو حمیر کا رب ہے میں ہوں حسان
بن عمرو لقیل زمانہ ہید وماہید میں انتقال کیا۔ اسی زمانہ میں بارہ ہزار قبیلہ ہلاک ہوئے
تھے میں اون میں کا پچھلا قبیلہ تھا میں نے ذو شعبین بنو ہاتھانا کہ مجھ کو موت سے نجات دے
لیکن انجام یہ ہوا کہ اس نے مجھ کو ہلاک کیا۔

ملوک تیابعہ۔ باتفاق علماء نسب یہ ملوک عبد شمس بن وائل بن الغوث کی اولاد
سے ہیں اور ان کا نسب سلسلہ حمیر تک اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ انکی دار الحکومت صنعاء و ماہ
میں تھی۔ ملکہ بلقیس اسی قوم و گروہ کی بادشاہ تھی اس نے دو پہاڑوں کے درمیان میں ایک دیوار بنوادی
تھی جس سے چشموں اور تمام بارش کا پانی سمٹ کر ایک ہی جگہ پر کارہتا تھا موقع و محل سے کھڑکیاں کھیں
نہیں بقدر احتیاج اس سے وقتاً فوقتاً اہل شہر پانی لیے تھے اور اسی کا نام عرم تھا بعدی کہتا ہے
من سبا املأ حنین مارب + اذ لیتون من دون سیلہ العرما
اور بعضوں نے اس سد کی بنیاد کی نسبت حمیر میں کے مورث وجد اعلیٰ کی طرف کیا ہے
عشی کہتا ہے ففی ذلک اللہ و قسی اسوۃ + مارب غطی علیہ العرم + رخام بناہ لہم حمیری +

نوا جاہ من راحہ لہ یوم اور بعض کہتے ہیں کہ اسکو لقمان اکبر ابن عاد نے بنوایا تھا۔
 جیسا کہ مسعودی نے کہا ہے کہ اس نے ایک فرسخ مربع بنایا تھا اور تین شعبے رکھے تھے اور اکثر کہتے
 ہیں اور قرین قیاس واقرب الی الصواب بھی ہے کہ اس سد کی سیاہی لشجب نے بنا ڈالی تھی
 اور اس نے اس میں بڑی صناعتی صرف کی تھی لیکن قبل اتمام اس سد کے وہ خود مر گیا۔ بعد
 اسکے بلوک حمیری نے اسکو تمام وکمال کو پہنچایا اور ہم اس قول کی تائید اسوجہ سے
 کیا چاہتے ہیں کہ ایسی عظیم الشان یادگاریں اور مستحکم بنائیں ایک شخص تمام وکمال کو
 نہیں پہنچا سکتا جیسا کہ تینے کتاب الاول (یعنی مقدمہ تاریخ) میں بیان کیا ہے۔
 اون دنوں یہ بلاد آباد و سرسبز ترین بلاد سے شمار کئے جاتے تھے اس میں دورویہ عمارتیں
 سنگین و خوشنما بنی ہوئی تھیں اسکو لوگ جنت سے تعبیر کرتے تھے جسوقت اس قوم نے
 گمراہی و بیداری میں انماک پیدا کیا اللہ جل شانہ نے گھولنس کو ایسی قوت دی کہ اس نے
 اس سد میں جو پانی کو روکے ہوئے تھا سوراخ کر دیا جسکی وجہ سے کل شہر اور باغات غرق ہو
 گئے اور انکے وہ باغات جو سرسبزی و شادابی میں جنت کے ہم پلہ ہو رہے تھے بنجر اور زمین شور سے
 بدل دئے گئے مکا وصف فی القرآن (جیسا کہ قرآن میں اس کا بیان آگیا ہے)۔

لہ قرآن مجید کے بابیسویں پارہ سورہ سبأ میں اس قوم کا قصہ اس طرح مذکور ہے۔ لَقَدْ كَانَتْ لِسَبَأٍ فِي
 مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ طَٰجِنٌ عَنْ مِثْنٍ وَشِمَالٌ طَلُوعًا هِيَ رِزْقٌ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ طَبْلَةً
 طَيِّبَةً وَرَبِّ غَفُورٌ فَاعْرَضُوا فَاخْرَسْنَا عَلَيْهِمْ سَبِيلَ الْعَرَمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ
 بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِ اٰكُلٍ خَمْطٍ وَاَثَلٍ وَشَىْءٍ مِّمَّنْ سَلَّ رِجْلَيْهِ خَالِكَ جَنَّتَيْهِمْ
 جَمَالَفَرٌ وَاَوْهَلٌ نَّجْرِيٌّ اِلَّا الْكُفُوْرُ۔ بیشک قوم سبا کے لئے انکے وطن میں ایک نشانی تھی
 دو باغ دائیں اور بائیں تھے (کہا گیا تھا کہ) اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اسکا شکر ادا کرو شہر عمدہ پاکیزہ ہے

ملوک تباہہ متواتر عصور اور متعاقب دہوں میں گزرے ہیں جس کا حصہ کسی قدر غیر ممکن سا نظر آ رہا ہے کبھی یہ ملوک حدودِ دین سے نکال کر عراق اور ہندوستان میں مغرب کی طرف بڑھ جاتے تھے اور کامیابی اور فتح نصیبی کا سکہ عالم میں پھلا دیتے تھے اور کبھی یمن ہی کے سرزمین پر اکتفا کرتے تھے جیسا کہ ان کے احوال مختلف اور پریشان وغیر جمیع پائے جاتے ہیں ویسا ہی ان کے ناموں کی نقل میں بھی غلطیاں ہو گئی ہیں اور متعدد ملوک کے متحد نام ہو چکی وہ سب سے رمانہ بھی اور کرا اور دہر ہو گیا ہے لیکن حتی الامکان نہایت غور و فکر سے وہی حالات تحریر کیا جاتے ہیں جن پر اصولاً اعتماد ہو سکتا ہے۔ والہامی

سویلی کتاب ہے کہ تیج کے معنی ہیں الملک المنیع۔ اور صاحب حکم کتاب ہے کہ تباہی ملوک یمن کو کہتے ہیں۔ اور ان کے ایک کو تیج کہیں گے کیونکہ ملوک یمن ایک دوسرے کے تابع ہوتے تھے۔ جب ایک بادشاہ مرجاتا تو دوسرا جو اس کا قایم مقام ہوتا تھا وہ سیرت و عادت اپنے مابقی کا تابع ہوتا تھا اور تباہی میں ایک بعض خیال ارادہ نسب زیادہ کر دیا ہے۔ زرخشری کہتا ہے کہ ملوک یمن کو تباہی اسوجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے تابع ہوتے ہیں۔ مسعودی کا بیان ہے کہ یہ لوگ اپنے بادشاہ کو اس وقت تک تیج نہ کہتے تھے جب تک وہ یمن یا شہر حضرموت کا بادشاہ

۲ اور ب معاف کر نیوالا ہے اگر سہواً تم سے کوئی لغزش ہو گئی پس انہوں نے نافرمانی کی یعنی یہاں شکر کفران نہمت پر کمر بستہ ہو گئے اسوجہ سے ہم نے اوپر عزم (بند) کا پانی چھوڑ دیا اور ان کے دو باغوں کے بدلے دو باغ دئے جن میں بد مزہ پھل اور چھاؤ اور کسی قدر بیریں تھیں یہ بیٹے انکی ناشکاری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں ہی کو بدلہ دیتے ہیں اگرچہ اس آیت کریمہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس بند میں گھونس نے سوراخ کر دیا تھا یا کسی اور ذریعہ سے وہ بند ٹوٹ گیا تھا جو باعث عذاب و قہر الہی ہوا لیکن یہ بات ضرور ثابت ہو رہی ہے کہ اس بند کے ٹوٹنے کی وجہ سے وہ شہر خراب اور باغات ویران ہوئے ممکن ہے کہ وہ بند گھونس کے کھودنے سے ٹوٹا ہو جیسا کہ مورخین تحریر کر رہے ہیں بلکہ اس امکان عقلی کے تسلیم کر لیتے ہیں جبکہ وہ کلام اللہ کے مخالف نہ ہو کچھ غدر نہ ہونا چاہئے

نہو جاتا تھا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ تیج کہلانے جانے کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ نبی شہم بن عبد شمس اسکے تابع ہو جائیں اور جس میں ان دونوں صفتوں میں سے ایک ہی پائی جاتی تو وہ ملک (بادشاہ) کہلاتا تھا۔ نہ کہ تیج۔

ہاتفاق مورخین ملوک تابعہ میں سے سب کے پہلے حرث رایش نے حکومت و سلطنت کی رایش اسکو اسوجہ سے کہتے تھے کہ اس نے عام طور سے انعام و اکرام کو عام کر رکھا تھا۔ نسابین نے اسکے نسب میں اختلاف کیا ہے بعد اسکے کہ انہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ یہ (حرث رایش) وائل بن الفوث بن حیران بن قطن بن عرب بن زہیر بن ہبیس بن جمیر کی اولاد سے ہے۔

حرث رایش نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ایک سو پچیس برس حکومت کی یہ تیج کے نام سے موسوم اور بردایت شہیلی خدایت تھا اسکے بعد اسکا لڑکا ابرہہ ذوالمنار ایک سو اسی برس بادشاہت کرتا رہا۔ مسعودی کہتا ہے کہ ابن ہشام کا یہ قول ہے کہ ابرہہ ذوالمنار صعب بن ذوندان بن مطاط کا لڑکا ہے اور ذوالمنار اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے ایک مینار بنوا تھا جس سے راستہ کا پتہ چلتا تھا اسکے بعد افریقش بن ابرہہ تخت نشین ہوا اور اس نے ایک سو ساٹھ برس حکومت کی ابن حزم لکھتا ہے کہ افریقش قیس بن صیفی کا لڑکا اور حرث رایش کا بھائی ہے اور یہ وہی ہے جو قبائل عرب کو ہمراہ لیکر افریقہ پر حملہ آور ہوا تھا اور اسی کے نام سے افریقہ موسوم ہوا ہے اور بربر یونکو بھی اسی نے ارض کنعان سے نکال کر افریقہ میں پہنچا دیا تھا اور جبکہ یونیر پوشع غالب آئے تھے ان کے بادشاہ جریر کو بھی قتل کر ڈالا۔ مشہور یوں ہے کہ

۴۔ اور نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قوم سب سے مراد یہی ملوک تابعہ حمیری دکھلائی ہیں جناب باری ان کو ان کے مورث و جد اکبر کی طرف اسی آیت میں منسوب کر دیا ہے۔

اہل بربر کو اسی نے بربر کے نام سے موسوم کیا ہے بربرہ لغت عرب میں اختلاط اصوات غیر مفہوم کو کہتے ہیں افریقش بوجہ عزلی نژاد ہونے کے حسب وقت اسے ملک مغرب کو فتح کیا اس کے کلام کو نہ سمجھ سکا اور بیباختہ ما آلثربو برتھم بول اٹھا اسی روز سے اس گروہ کو بربری اور برابرہ کہنے لگے۔ جنگ افریقہ سے واپسی کے وقت قبائل حمیر سے صنہا جہ اور کتارہ کو وہیں چھوڑ آیا اس وقت تک انکی اولاد وہاں موجود ہے وہ ہرگز بربریوں سے نہیں ہیں جیسا کہ طبری جزجانی مسعودی ابن کلبنی شہلی اور کلنساہین نے کہا ہے۔ پھر افریقش کے بعد اسکا بھائی عبد بن ابرہہ تخت نشین ہوا اور پچیس برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے زمانہ میں اور کسی قدر اٹھے پہلے تھا اسے بھی مالک مغرب پر چڑھائی کی تھی کی کاؤس بن کیقباد شاہ فارس اسکے ملک پر چڑھ آیا تھا دونوں میں خوب لڑائی ہوئی بالآخر کی کاؤس کو ذوالاذعار نے گرفتار کر لیا۔ ایک مدت کے بعد اوسکے وزیر رستم نے کل لشکر فارس لیکر حملہ کیا اور کئی لڑائیوں کے بعد کی کاؤس کو قید سے چھوڑا لایا جیسا کہ آئندہ ہم ملوک فارس کے تذکرہ میں بیان کریں گے طبری کہتا ہے کہ ذوالاذعار کا نام عمرو بن ابرہہ ذی المناہج بن حرت را بن قیس بن صیفی بن سبا صغریٰ ہے۔ اور بروایت ابن شہام ذوالاذعار کو ملکہ بلقیس نے زہر دیدیا تھا بعد ذوالاذعار کے ہذا ذین شرجیل بن عمرو بن ذوالاذعار تخت حکومت پر بیٹھا ہوا کہ ذوالاذعار بھی کہتے تھے یہ چھ یا دس برس تک حکومت کرتا رہا بعد اسکے اسکی لڑکی ملکہ بلقیس تخت حکومت پر جانشین ہوئی سات برس تک اسکی حکومت رہی۔ بعد ازاں مین پر سلیمان غالب آئے طبری تحریر کرتا ہے کہ بلقیس کا نام بلقہ تھا اور لیشرح بن حرت بن قیس کی لڑکی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب سلیمان نے ملکہ بلقیس سے نکاح کر لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جناب موصوف نے اسکو مغزول کر دیا تھا اور اس نے سعد بن زرعہ بن سبا سے اپنا عقد

کیا تھا اسکا تخت نہایت قیمتی اور تیس گز کا مربع تھا یہ بہت بڑی ذی شعور عورت تھی۔
 اس واقعہ کے بعد اہل یمن جو بیس برس تک سلیمان اور ان کے لڑکے کے ماتحت رہے
 بعد ازاں ان میں ناشر بن عمرو والا ذعار بادشاہ ہوا اسکو ناشر النعم بھی کہتے تھے ہشام
 بن کلابی بیان کرتا ہے کہ باقیس کے بعد ناشر بن عمرو بن یعفر جسکو یاسر النعم بھی کہتے تھے
 یمن کا بادشاہ ہوا۔ اہل یمن کا یہ خیال ہے کہ اس نے اہل مغرب پر حملہ کیا تھا اور وادی
 ریل تک جہانکہ کوئی نہیں جاسکتا پہنچ گیا تھا پھر آگے بوجہ کثرت ریگ نہ بڑھ سکا لیکن اسکے
 بعض ہمراہی وادی ریل عبور کر گئے اور پھر واپس نہوسکے یاسر النعم نے اس وادی کے کنارہ
 ایک بت تانے کا بنوا کر رکھوا دیا تھا اور اسکے سینہ پر حلی خط سے عبارت ذیل کندہ کرادی تھی۔
 هٰذَا لَصْتُمْ لِنَا سِرَ النِّعْمِ الْحَمِيرِي لَيْسَ وِرَاءُهَا مَذْهَبٌ فَلَا يَنْكَلِفُ
 ۲ حُدُوكَ فَمَعْطَبٌ

اس کے بعد شمر پر عرش (اس کا لڑکا) تخت پر بیٹھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے
 عراق۔ فارس۔ خراسان کے اکثر بلاد کو فتح کیا اور دریائے جیون سے گزر کر شہر صغد کو
 ویران کر کے اسکے قریب ایک دوسرا شہر آباد کیا عجیبی اس شہر کو ویران کرنے سے شمر کند
 شمر نے خراب کیا کہنے لگے جسکو عرب نے مغرب کر کے سمرقند کر دیا اور بعضوں نے بیان کیا
 ہے کہ یہ قباد بادشاہ فارس سے لڑا تھا اور اسکو قید کر لیا تھا۔ بہر کیف شمر پر عرش ایک سو سا^{۱۶۰}
 برس تک تخت حکومت پر رہا۔

سہیلی کی تحریر یہ شہادت دیتی ہے کہ شمر پر عرش جسکے طرف سمرقند کا قصد منسوب
 کیا جاتا ہے وہ شمر بن مالک تھا اور مالک وہی ہے جسکو ملوک بھی کہتے تھے اور یہ شمر۔
 یاسر النعم کا لڑکا ہے۔ لیکن سہیلی کی یہ غلطی ہے اسوجہ سے کہ مورخین نے اس امر پر اتفاق

کر لیا ہے کہ ملوک جناب موسیٰ کے زمانہ میں تھا اور شمر ذوالاذعار کی اولاد سے ہے جو جناب سلیمان کے وقت میں تھا۔ واللہ اعلم۔

بعد شمر یہ عیش تباہی میں تہج الاقرن جسکا نام زید تھا بادشاہ ہوا یہ پہلی کہتا ہے یہ شمر یہ عیش کا لڑکا تھا اور طبری کا یہ بیان ہے کہ عمر ذوالاذعار اسکا باپ تھا اس نے ۵۳ برس تک اور بروایت مسعودی تیرہ سٹھ سال تک حکمرانی کی بعد اسکا لڑکا کلید بادشاہ ہوا۔ یہ بڑا بزدل تھا لڑائی سے جان چھپاتا تھا نہ تو اس نے کسی ملک پر حملہ کیا اور نہ کسی سے لڑنے پر آمادہ ہوا تا آنکہ مر گیا اور بعد اسکے بعد اسکا لڑکا تان بن اسعد ابو کرب تحت نشین ہوا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سب سے پچھلا تہج ہو اور یہ ملوک تباہی میں یہ نسبت اوروں کے زیادہ مشہور ہے۔

اس نے یمن سے بقصد ملک گیری خروج کیا مقام حیرہ میں پہنچ کر راستہ بھول جانے سے اسکا لشکر تخریر ہوا اور اس مناسبت سے اس مقام کا نام حیرہ رکھا اور چند لوگوں کو قبائل بازو لحم۔ جذام۔ عاملہ۔ قضاء۔ کو چھوڑ کر آگے بڑھا ان لوگوں نے اس مقام پر ڈیرے ڈال دئے چھوٹی چھوٹی چھوڑیاں بنا کر قیام کر دیا پھر کچھ لوگ قبائل۔ طیرہ۔ کلب۔ سکون۔ ایاد اور حرت بن کعب کے ان میں آئے۔

پھر تان اسعد تبار ہوتا ہوا موصل میں پہنچا اور وہاں سے کلکرا ذریا بایجان والوں سے اپنی قوت مردانگی کی داد لیتا ہوا ترکوں سے معرکہ آرا ہوا اور انکو شکست دیکر مال غنیمت اور قیدیوں کو لیکر یمن کی طرف واپس ہوا اطراف وجوانب کے ملوک اسکی سلطوت سے ڈر گئے ملوک ہند نے مصالحت کر لی۔ بعد اسکے تان اسعد نے اپنے ایک لڑکے حسان کو صفد کی طرف اور دوسرے لڑکے یعفر کو روم کی طرف اور اپنے برادر زادہ شمر ذی الجبلح کو فارس کی جانب فوجیں لیکر روانہ کیا شمر نے کیقباد شاہ فارس سے جنگ کر کے اسکو شکست دی اور شمر قند پر قبضہ حاصل کر کے چین کی طرف بڑھا لیکن

اسکے پونچنے سے پیشتر اسکا بھائی حسان اس جانب پہنچ گیا تھا۔ دونوں نے ملکر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور بیشمار مال غنیمت لیکر اپنے باپ کے پاس واپس آئے پھر تیان اسعد نے اپنے لڑکے یعفر کو قسطنطنیہ کی جانب روانہ کیا بادشاہ قسطنطنیہ نے خراج دیکر صلح کرنی بعد ازاں یعفر نے روم پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اتنا محاصرہ میں اسکی لشکر میں ملاحون پھوٹ نکلا رومیوں نے موقع پا کر حملے شروع کر دئے جب یعفر کے فوج کا حصہ کثیر ہر باد ہو گیا اسوقت وہ مجبور ہو کر باقی ماندہ کو لیکر یمن کی طرف لوٹا۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ ملوک تہا بعمہ میں سے جو تبع مشرق کی طرف بڑھا تھا وہ تیان اسعد ابوبکر بن زید الاقرن ابن عمرو ذوالادعار تھا اور تیان اسعد کا نام حسان بن تیج تھا ایسا ہی نے خیال بعض علماء تاریخ سب کے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا اور نبی کریم کو اسکا ستولی لگا اور کعبہ میں دروازہ لگا یا مفتاح مقرر کی ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ پھر یہ یہودی ہو گیا اور اسکی یہودیت کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب وقت تیان اسعد یمن سے نکلا حدود مشرق کی طرف بڑھ رہا تھا شرب ہو کر گذرا اور اوپر قبضہ کر کے اپنے لڑکے کو بجائے اپنے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اہل شرب نے آپس میں مشورہ کر کے اسکے لڑکے کو قتل کر ڈالا۔ ان دنوں بنی تھار کا ایک مشہور شخص عمرو بن طلحہ نامی انکارئیس و سردار تھا تیان اسعد کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بہت برہم ہوا۔ اور اسی وقت لڑائی اور آگے کا بڑھنا موقوف کر کے مدینہ کی طرف متوجہ ہوا اور دو دن کا راستہ ایک ایک روز میں طے کرتا ہوا شرب کے قریب پہنچ کر شرب کا چھہ کر لیا کل اہل قبیلہ نے یکجا ہو کر مقابلہ کیا اتنا جنگ میں یہودی قریظہ کے دو عالم متحہ تیان اسعد کے پاس آئے اور اس سے کہا تو اپنے اس فعل سے باز آو اپنے اس خیال کے یوراکرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اور نہ شرب کسی صورت سے خراب ویران

ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہی آخر الزماں کا جو قریش میں پیدا ہو گا مہاجر (جائے ہجرت) ہے اور
 یہیں وہ آکر قیام پذیر ہونگے۔ تیان اسعد انکی باتوں سے اسقدر متاثر ہوا کہ اس نے لڑائی
 موقوف کر دی۔ اور دین یہودیت قبول کر لیا اور اونکو ہمراہ لئے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔
 جسوقت مکہ کے قریب پہنچا غالباً ایک منزل باقی تھی کہ بنی ہذیل کے چند آدمی اس کے
 پاس آئے اور اسکو کعبہ کے مال و جواہرات اور خزانوں کے طمع میں مبتلا کرنا چاہا لیکن ان
 دونوں عالموں نے اسکو اس فعل سے روک دیا اور اسپر یہ امر ظاہر کیا کہ بنی ہذیل تیرے قتل
 کی فکر میں ہیں۔ تیان اسعد نے یہ سنتے ہی انکو قتل کر ڈالا اور خود مسد ان دونوں عالموں کے
 مکہ معظمہ میں داخل ہوا ان علماء نے جو اسکے ہمراہ تھے اسکو طواف کر نیکی ہدایت کی چنانچہ
 تیان اسعد نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اسکو پوشش پہنائی اور بنی جرہم کو اسکا متولی
 مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ حایضہ اور نفسار (حیض اور نفاس والی عورتیں) اسکے قریب
 نہ آنے پائیں خانہ کعبہ کا دروازہ بھی اس نے قائم کیا اور کبھی بھی مقرر کی بعد اسکے یمن
 کی طرف روانہ ہوا یمن میں اسکی کل قوم بت پرست تھی وہ مطلع ہو کر اسکی یہودیت سے عیاں
 کرنے پر آمادہ ہوئی چنانچہ اُس زمانہ کے دستور کے موافق آگ مشتعل کی گئی بنی حمیر اپنے
 بتوں کو لئے ہوئے اور یہود کے وہ دونوں عالم تورات کو گلے میں حائل کئے ہوئے آگ میں
 داخل ہوئے حمیریوں کو آگ نے جلادیا اور یہ دونوں عالم جنکی نورانی پیشانی سے پسینہ
 ٹپک رہا تھا صحیح و سالم نکل آئے۔ اس واقعہ سے نئی حمیر بھی یہودی ہو گئے اور یہودیت
 نہایت کم دنوں میں ایسی پھیل گئی کہ گویا اونکا یہی اصلی مذہب تھا۔

غلام مسعودی اس مجمع کے اخبار میں تحریر کرتا ہے کہ اسعد ابو کریم نے فتوحات ملکی

میں ناموری پیدا کی تھی اس نے اکثر مالک عجم پر بزور تیغ قبضہ کر لیا تھا سرزمین عراق میں

قباد سے لڑا اور اسکو شہادت دی یہ قباد قباد بن فیروز نہیں ہے بلکہ بلوک الطوائف سے تھا
بعد اسکی ابو کرب عراز و شام و حجاز پر قابض ہو گیا اسی مضمون کو خود شیخ ابو کرب کہہ رہا ہے۔

انہیں سینا جیاد نامن دماغ جب مجھے خون اعدا اپنے گھوڑوں کو پلا دیا
خیمہ ہم نامہا عسیرا بعیداً پھر گئے ہم اونیر دور و راز تک
و استنجنا بالخیل حیل قباد اور باج کر دیا ہمیں سوار و کوبان کے سارے خون
و ابن اقلینہ جیاد نامہ صغیراً اور ابن اقلید ہمارے پاس آیا بندھا ہوا
و کسونا البیت الذی جرم اللہ اور پہنایا ہمیں اس مکان کو جسکی اللہ نے نعت کی ہے
ملا منصل او بی و د ا و ہنگی ہوئی تہ پر تہ چا دریں
و قمنا من ۲ شہر عشرماً اور پھرتے ہم وہاں دس مہینہ تک
و جعلنا لہا بہ اقلیناً ۱ اور اسکے دروازہ کی کھنٹی ہم نے بنا دی

اس سے اور کندہ سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر جرجین عمرو بن معاویہ بن ثور بن
مرقع بن معاویہ بن کندہ (قبیلہ کملان کا بادشاہ) فتحیابہ مولد اور ابو کرب یمن میں لوٹ آیا
بنی حمیر نے یہ جھگڑ کر کہ یہ بزدلی سے بھاگ آیا ہے اسکو قتل کر ڈالا اسکا زمانہ حکومت یمن سو برس تک
رہا: بروایت ابن اسحاق ابو کرب کے بعد یحییٰ بن زید بن حارثہ بن لخم برادر جدام یمن کا
بادشاہ ہوا۔

طبری بروایت ابن اسحاق باسناد بعض اہل علم تحریر کرتا ہے کہ اس نے ایک خوفناک
خواب دیکھا تھا جسکی تعبیر کے لئے دو کامنوں کو نبی زیاد و غسان سے بلوایا جو اس زمانہ میں
فن کمانت و نجوم میں عدیم النظیر تھے ان میں سے ایک کا نام شق ابو صعب شکر بن وہب
بن اسول بن یزید بن قیس بن عقیق بن زیاد اور دوسرے کا نام سلح ریح بن ربیعہ بن

مسعود بن مازن بن ذبیح بن عدی بن مازن بن عسان تھان کا بہنوں نے اس خواب
 کی یہ تعبیر کی کہ ربیعہ اور قحطان کے سربرس کے بعد حبشہ میں سکے بادشاہ ہو جائیں گے۔
 بعد اسکے ابن بزق عدن سے خروج کریگا اور انکو یمن سے نکال پھر کرے گا اور خود یمن
 کا بادشاہ ہو جائیگا بعد اسکے بنی غالب بن قمر قریش میں ایک بنی سبوت ہوگا ربیعہ کے
 دل میں یہ باتیں ایسی جاگزیں ہوئیں کہ اوسے فوراً اپنے اہل و عیال کو عراق کی طرف روانہ کر دیا
 اور ساہور بن خرد از شاہ فارس کو سفارشی خنالکھ دیا اسے اسکی اولاد کو مقام حیرہ میں ٹھہرا
 اسی کے خاندان سے نغان نامی بادشاہ حیرہ ہوا تھا جسکا نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔
 نغان بن منذر بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر بن اسحاق تھمیر کرتا ہے کہ ربیعہ
 بن نصر کے بعد مملکت یمن کا مالک حسان بن تہان اسعد ابو کرب ہوا اور طوبک تبا بعد کی طرح
 جہانگیری کے قصد سے اہل یمن کو لیکر نکلا۔ لیکن بنی حمیر اور یمن کے تہائل سے اسکی ہمراہی کو
 ناپسند کیا اور مراجعت پر عمل گئے اور اسکے بھائی عمرو نامی سے یہ کہا تو اپنے بھائی کو قتل کر دیا
 تھکوا بادشاہ بنائینگے عمرو نا انجام بینی سے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گیا ذور عین نے
 بنی حمیر کے اس راے سے اختلاف کیا اور عمرو کو بھی اس کام سے روکا۔ لیکن اسکے دماغ
 میں بادشاہی کی بوسنائی ہوئی تھی اس سے اسکے کہنے پر کچھ بھانڈا نہ کیا تب ذور عین
 نے یہ دو شعر ایک کاغذ پر لکھ کر اسکے پاس بطور امانت رکھ دیا۔

وہ کون شخص ہے جو بیداری کو خواب کے
 بدلے فروخت کرتا ہے نیکخت وہ ہے جو ٹھنڈی
 نہ نکھیں سوئے چونکہ حمیر نے غداری کی اور دنیا
 کی پس زور عین کا اللہ حافظ ہوئے

۲۵۵ منی بشری سہوا نبوم
 سعید من یدیت قدیر عین
 فاما حمیر غدیرت وخافت
 فمعارتہ الیہ لہ لذی رعین

جس وقت عمرو اپنے بھائی کو قتل کر کے معہ بنی حمیر میں کیطرف واپس آیا تو بیداری نے
 اسکی نیند کو بالکل اوڑا دیا۔ اطبار اور کاہنین سے بخوابی کی شکایت کی اون سب نے اتفاقاً
 یہ کہا جو شخص اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے او سپرز بخوابی مسلط کیجاتی ہے عمرو چنکر بہت برہم ہوا
 اور جو شخص یہ کہتا تھا کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا ہے اسکو عمرو قتل کر ڈالتا تھا ایک روز
 اسکے ذہن میں ذورعین کا خیال گذرا فوراً طلب کر لیا لیکن ذورعین کو اسکے ان ہفتوں نے
 بچا لیا جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور اس عمرو کو موثبان بھی کہتے تھے طبری اسکی وجہ تسمیہ بیان
 کرتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا اسوجہ سے اسکو موثبان بھی کہتے تھے اور ابن قتیبہ
 کہتا ہے کہ بوجہ قلت جنگ اور اکثر نرم بچھونے پر پڑے رہنے سے اس نام سے موسوم ہوا
 بہر حال اس نے اپنی حکومت کے ترسٹھ برس بعد انتقال کیا جرجانی اور طبری لکھتے ہیں کہ
 اسکے بعد ملوک حمیر کا کارخانہ درہم و برہم ہو گیا حسان تبع کے لڑکے چھوٹے چھوٹے تھے جنہیں
 ملک واری کی قابلیت نہ تھی اور جو بڑا لڑکا تھا وہ مجبوظ ہو گیا تھا اسی وجہ سے ملک تابعہ پر
 عبد کلال مستولی ہو کر چورانوے سال تک حکومت کرتا رہا یہ دین عیسوی کا پابند تھا پھر ابن
 حسان باہوش و جوان ہو اور تابعہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ بروایت جرجانی اسے
 بہتر برس حکمرانی کی۔ یہی تبع ہفتر ذوالمغازی والا شمار ہے اسکے بعد مدثر بن عبد کلال اسکا
 ماوری بھائی تخت نشین ہوا یہ اکتالیس سال تک بادشاہت کرتا رہا اسکے بعد ولید بن
 مدثر سننتیس برس تک ابروہ بن الصباح بن یعیہ بن شیبہ بن مدثر و قلیف بن لعل بن مدثر
 بن عبداللہ بن عمرو بن ذی اصبح الحرت بن مالک بر اور ذورعین اور کعب پدر سبا ہفتر
 یکے بعد دیگرے حسب ترتیب حکمران رہے۔ جرجانی لکھتا ہے کہ بعض مورخین کا یہ خیال
 ہے کہ ابروہ بن الصباح صرف تھار کا حکمران تھا اسکے بعد عمرو بن تبع بن کلکیرب

ستاون برس تک تخت حکومت پر رہا۔ بعد ازاں لختیہ پادشاہ ہوا۔ یہ خاندان شاہی سے نہ تھا
 اسکے جبر و ظلم کی کوئی حد نہ تھی۔ اس نے حمیر کے نیک اور اچھے اچھے آدمیوں کو چن چن کر قتل کر ڈالا
 خاندان سلطنت کو نیست و نابود کر دیا ستائیس برس تک اسی حالت و کیفیت سے حکمرانی
 کرتا رہتا تھا۔ ذونواس زرعیہ بن تبان اسعدا بو کر ب لختیہ پر ٹوٹ پڑا اور اسکو قتل
 کر کے آپ شاہ من ہو گیا۔ ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ جسوقت حسان قتل کیا گیا تھا یہ بچہ تھا
 جب یہ جوان ہوا تو اس نے لختیہ کو قتلوت میں جبکہ وہ ایک فعل شنیع کا مرتکب ہو رہا تھا
 قتل کر ڈالا اور بنی حمیر و قبائل یمن کو اس حال سے آگاہ کیا ان لوگوں نے متفق ہو کر اسکو
 یمن کے تخت حکومت پر بٹھا دیا اسکی تخت نشینی سے تباہی کی حکومت گویا از سر نو قائم ہو گئی
 یہ یوسف کے نام سے مشہور تھا۔ روایت ابن اسحاق ارسطو سے ہے کہ یہ تخت حکومت پر ٹھکانے
 رہا۔ ذونواس اسکے بعد کے یہ واقعات ہیں۔ با اتفاق اہل اخبار ذونواس تبان اسعد کا لڑکا
 اور اسکا نام درج ہے جب یہ اپنے آبائی مالک پر مستولی و متصرف ہوا تو یوسف کے نام سے
 پکارا جانے لگا یہ یہودی تھا اس نے اکثر قبائل یمن کو یہودی بنا ڈالا تھا اور ہمیشہ یہودی
 ہی پھیلاتے ہیں کوشش کرتا رہتا تھا لیکن بایں ہمہ دیار عرب میں نہایت کا بعضی زور
 تھا۔ اہل نجران کل نصرانی المذہب تھے وجہ اسکی شیوع کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ یحییٰ نامی
 ایک شخص جو اصحاب حواریین عیسیٰ کا پیرو تھا معہ ایک دوسرے آدمی کے جسکا نام صانع تھا
 شام سے یہودیوں کے خوف سے نکل کھڑا ہوا انشا راہ میں راہ گروں نے ان دونوںکو
 گرفتار کر لیا اور نجران میں لا کر فروخت کر ڈالا اہل نجران اون دنوں ایک درخت کی پریش
 کرتے تھے۔ غیدون میں اسکو پڑے پناٹے اور اسکے سامنے کھانے رکھتے تھے یہ دونوں عزیز
 جسوقت نجران میں پہنچے اور اپنے مذہب کے موافق عبادت کرنے لگے اہل نجران جدید طرز

عبادت دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور اپنے رئیس عبداللہ بن الثامر سے بیان کیا اور اس نے انکو طلب کر کے انکے مذہب کو دریافت کیا یہ یمن نے کہا میرا مذہب عیسائی ہے جس میں شرک کی ممانعت ہے تم لوگ درخت کی پرستش کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا ہے عبداللہ نے کہا کہ اگر ہمارا یہ مذہب باطل اور اس درخت کی پرستش شرک ہے اور تمہارا مذہب سچا ہے تو تم دعا کرو کہ یہ درخت خشک ہو جاوے ہم تمہارا دین ہے تاہل قبول کر لیں گے۔ یہ یمن نے دعا کی مشیت ایزدی سے وہ خشک ہو گیا اہل نجران معہ اپنے رئیس عبداللہ کے یہ واقعہ دیکھ کر فوراً عیسائی ہو گئے۔

ابن اسحاق نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ یہ یمن نجران کے ایک گاؤں میں آکر ٹھہرا تھا۔ اسی طرف سے اہل نجران کے لڑکے ایک ساحر کے پاس سحر سیکھنے جاتے تھے منجملہ ان لڑکوں کے عبداللہ بن الثامر بھی تھا یہ اکثر یہ یمن کے پاس بیٹھ جاتا تھا اور انکی باتیں غور سے سنتا تھا رفتہ رفتہ اسکے دل میں اس کی باتیں اثر پذیر ہو گئیں اور یہ عیسائی ہو گیا شاہ نجران یہ واقعہ دیکھ کر اسکے قتل کے فکر میں ہوا لیکن وہ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہا چند دنوں کے بعد جب یہ مر گیا اور عبداللہ بن نجران کا حکمراں ہوا اہل نجران عیسائی ہو گئے اور یہی مذہب ان میں پھیل گیا۔ اہل نجران ایک مدت تک عیسائیت پر قائم رہے لیکن بعد چند دنوں میں طرح طرح کی بدعتیں پیدا ہو گئیں۔ ذونواس نے انکو دین یہودیت کی طرف بلایا ان لوگوں نے اس سے انکار کیا تب ذونواس اہل یمن کو لیکر اونپر چڑھ گیا۔ بروایت ابن اسحاق بنسٹ ہزار سے کچھ ناکند آدمیوں کو قتل کر کے جلا ڈالا صرف ایک شخص سب سے بچ گیا جسکو دوسرے ثعلبان کہتے تھے یہ اپنے تیز گھوڑے پر سوار ہو کر ریگستان کو طے کرتا ہوا نکل گیا اور ذونواس کے سپاہی بھجوری ثعلبان نہ کر سکے۔

ذکر یک۔

ملوکِ چیشہ ہشام ابن محمد کلبی ذولنواس اور اہل بخران کی لڑائی کا یہ سبب ظاہر کرتا ہے کہ بخران میں ایک یہودی رہتا تھا اس کے دولڑکے تھے اہل بخران مذہبی اختلاف کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتے تھے ایک روز اس سے اور ایک عیسائی سے جو اس کے پڑوس میں تھا تکرار ہوئی چونکہ عیسائیوں کو اس سے کچھ خلش پہلے سے چلی آرہی تھی ایک یہ حیلہ جاہد پیدا ہوا جانے سے اسکے دونوں لڑکوں کو مارا ڈالا غریب و مظلوم یہودی اطفال و خیراں میں ذولنواس کے پاس پہنچا اور اپنا ماجرا بیان کیا ذولنواس یہ شکر آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس وقت بخران پر فوج کشی کر دی۔ اہل بخران ایک تو بہ نسبت اس کے کمزور تھے اور دوسرے خافل بھی تھے اس وجہ سے اون میں سے سوائے دوس ذولنعبان کے اور کوئی جانبر نہوا دوس ثعلبان بخران سے لشکر قیصر روم کے دربار میں پہنچا اور ذولنواس کے نابرداشتی ظلم اور زیادتیوں کو بیان کیا اور انجیل کے اوراق جلے پیسے ہوئے دکھلائے۔ قیصر روم کو ذولنواس کا یہ فعل بہت ناگوار گذرا اس نے اسی وقت نجاشی والی حبشہ کو اسکی اعانت کو لکھا اور امداد کی سفارش کی۔ چنانچہ نجاشی ستر ہزار حبشیوں کو ہمراہ لیکر یمن کی طرف بڑھا۔ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ دوس ذولنعبان پہلے نجاشی کے پاس گیا تھا اور نجاشی نے جنگی جہازوں کی کمی کی وجہ سے قیصر کے پاس چلی پھٹی ہوئی انجیل بھیجی۔ جب قیصر روم نے کشتیاں بھیجیں تو نجاشی نے لشکر حبشہ کو بسرگروہی ارباط یمن کی طرف یمنیوں کے قتل و غارت قید کی قسم لیکر روانہ کیا ارباط کے ہمراہ اس مہم میں ابرہہہ الاشتر بھی تھا جو حبشیوں کا ایک نامی جنرل تھا ارباط اور ابرا

کے جنگی جہاز نہایت کم مدت میں ساحل یمن پر لنگر زن ہوئے۔ چونکہ ذوالنواس کو اس سے آگاہی نہ تھی اور وہ غافل بیٹھا ہوا تھا۔ اس وجہ سے حبشیوں کو دریائے خشکی پر اترنے میں کچھ تردد نہیں کرنا پڑا۔ ورنہ خواہ مخواہ کسی قدر وقت ضرور اٹھانی پڑتی۔ الغرض جس وقت ذوالنواس کو اس واقعہ سے آگاہی ہوئی کف افسوس ملنے لگا۔ لیکن پھر اس نے نہایت تیزی سے جس قدمین کے قبائل نے اوس کا ساتھ دینا پسند کیا اونکو ہمراہ لیکر لشکر حبشہ کا مقابلہ کیا میدان جنگ میں زیادہ سے زیادہ دوپہر تک پھینوں کو ہمراہ لئے ہوئے لڑا۔ بعد دوپہر جب لڑائی کا رنگ بدلتا نظر آیا اور اوس نے یہ سمجھ لیا کہ چند لمحوں کے بعد میں ضرور گرفتار ہو جاؤں گا اسوقت اوس نے اس خواری کی گرفتاری سے موت کو کہیں افضل سمجھ کر فوراً اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا مومن کے تھپیڑوں نے نہایت عجلت سے بنی حمیر کے اس آخری بادشاہ کو قصر دریا میں پہونچا دیا۔ ارباط منظرہ منصور یمن میں داخل ہوا اور یمنیوں کو جہانتک ممکن ہوا ذلیل و خوار و گرفتار و قتل کر کے نجاشی کو لڑائی کے آخری نتیجے سے مطلع کیا اور یمن کے کچھ مخالف بھیجے اور خود یمن ہی میں مقیم رہا۔

بشام بن محمد کلہبی کی روایت سے مفہوم ہوتا ہے کہ نجاشی کے پاس جس وقت قیصر نے کشتیاں بھیجیں اسوقت اس نے ابرہہ کو امیر لشکر کر کے یمن کی طرف بھیجا۔ پس جسوقت ابرہہ صنعاء میں پہونچا ذوالنواس منہ چھپا کر بھاگا اور دریا میں ڈوب کر جان دیدی ابرہہ بلا عزت و محنت و محنت یمن پر قابض ہو گیا لیکن اوسنے خلافت عبدالنجاشی کو مخالف نہ بھیجے اسوجہ سے نجاشی نے دوبارہ ارباط کو ایک بڑی اور قوی لشکر کا افسر بنا کر ابرہہ کی سرکوبی کو روانہ کیا جسوقت ارباط ساحل یمن پر پہونچا ابرہہ نے ارباط سے سازش کی کوشش کی لیکن جب اوس میں اوس کو ناکامی ہوئی نظر آئی تو چارناچار مقابلہ پر آیا اور دھوکہ میں ارباط کو اس نے مار ڈالا نجاشی

اس واقعہ سے بہت برہم ہوا اور اس نے اسکی قتل کی قسم کھائی لیکن ابرہہ نے اپنی چالاکیوں سے اوسکو راضی کر لیا اور فاضل ابن اسحاق کا یہ خیال ہے کہ یمن میں سب سے پہلے ارباط آیا تھا اور ابرہہ اوسکی ماتحتی میں تھا بعد فتح یمن ابرہہ اور ارباط میں کچھ تکرار ہو گئی دونوں میں سخت لڑائی ہوئی۔ بالآخر ارباط مارا گیا نجاشی کو ابرہہ کا یہ فعل ناگوار گذرا۔ لیکن ابرہہ نے راضی کر لیا اور یمن کا حاکم بنا رہا اور ابرہہ نے یمن پر مسلط ہونیکے بعد حمیریوں کو ذلیل و خوار کرنا شروع کر دیا انکے رؤساء اور امراء کی تحقیر کرنے لگا۔ ریحانہ بنت علقمہ بن مالک بن زید بن کھلان کو اوسکے شوہر ابی مرقہ بن ذی یزین سے ناجائز و باؤ ڈال کر چھوڑا کہ ابنی زوجیت میں لیلیا یطن ریحانہ سے ابو مرقہ کا ایک لڑکا معدیکرب پیدا ہوا تھا بعد ازاں صلب ابرہہ سے ایک لڑکا مسدود اور ایک لڑکی بساہہ نامی پیدا ہوئے۔

ابرہہ اور اس کا غلام عدوہ جو اکثر اطراف یمن کا حاکم تھا ہر ایک دوسرے سے بد فعلیوں میں بڑھے چڑھے تھے۔ دنیا کا کوئی ناجائز فعل انکے ہاتھوں نہیں بچا۔ بنی حمیر جس قدر اس سے پہلے مغر ز تھے اوس سے بد جا اس زمانہ میں ذلیل و خوار ہو گئے تھے انکی عورتوں کو اپنے لئے مباح کر رکھا تھا اور مردوں سے غلامی کا کام لیتا تھا بنی حمیر یا شتم کے ایک شخص نے اسکو موقع پا کر قتل کر ڈالا ابرہہ نے اس کا خون مباح کر دیا۔

واقعہ اصحاب قیل | بعد چننے ابرہہ نے اس شکر یہ میں کہ حکومت یمن کی اوسکو بالاستقلال ملٹی تھی صنعاء میں ایک کلیسا بنوایا جس میں قیمتی پتھروں کی بچکاری کرائی اور شیشہ و آلات سے بھی خوب سجایا۔ نجاشی اور قیس روم کو اسکی اطلاع دی اور یہ تحریر کیا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ عرب کوچ کعبہ سے روکوں اور اس کے طواف کے طرف مائل کروں چنانچہ اسی خیال سے اطراف عرب میں آدمیوں کو روانہ کیا جو وقت یہ داعی بلائیے والے بنی کنانہ کے شہر (مکہ) میں پہونچا عرفہ بن عیاض نے اوسکو ایک ایسا تیرا مارا کہ اُس نے

دوبارہ دم تک نہ لیا اس کا دوسرا ہمراہی بجال پریشان گرتا پڑتا ابرہہ کے پاس
پہنچا اور کل باجرا بیان کیا ابرہہ کو یہ امر ناگوار گزرا اور اس قدر برا فروختہ ہوا کہ اسی
وقت ایک جزارا اور کثیر فوج لیکر معہ ہاتھیوں کے مکہ کی طرف اس غرض
سے روانہ ہوا کہ کعبہ کو منہدم کر دے اور بنی کنانہ (قریش) کو قتل کر ڈالے۔

جب وقت ابرہہ سرزمین یمن سے نکل کر ارض حجاز میں پہنچا۔ ذوالنفر جمہری دو ہزار عرب
ہمراہ لیکر اس کے مقابلہ پر آیا اگرچہ ذوالنفر جمہری فی نفسہ تو انانی اور قوت میں سو دو سو
کم نہ تھا لیکن ایک طرف معدودے چند آدمی اور دوسری طرف ٹڈی دل بہلا دو نو
میں مساوات کیسے ہو سکتی آخر الامر ذوالنفر جمہری کو ہزیمت ہوئی ابرہہ نے اس کو گرفتار
کر لیا اور راہبیری کے لئے اپنے ہمراہ رکھا۔ ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ طائف میں
داخل ہونے پر ابرہہ کے مقابلہ پر مسعود بن معتب ثقفی بنی ثقیف کو لیکر ابرہہ کے
پاس آیا اور اس کی اطاعت قبول کرنی بنی ثقیف نے ابورغال نامی ایک شخص کو
راہبیری کے غرض سے اسکے ہمراہ کر دیا اس نے ابرہہ کو طائف اور مکہ کے درمیان
مغس میں ٹھہرایا جو مکہ سے ایک منزل کی مسافت پر ہے پھر ابورغال کا اسی مقام
پر انتقال ہو گیا۔ بعد ازاں عرب نے اسکی قبر کو سنگسار کیا۔ جریر کتاب ہے
اذامات القرذوق فارجموہ۔ کما ترمون قبر ابی رغال۔

بعد اسکے ابرہہ نے ایک دستہ سواروں کا بسرگروہی اسود ابن مقصود حبشی مکہ کی طرف
روانہ کیا اس غرض سے کہ اونٹ وغیرہ بار برداری کے لئے اور کچھ آدمی اسباب وغیرہ
کے اوتھلنے اور لادنے کے غرض سے گرفتار کر لائیں چنانچہ اسود ابن مقصود
اطراف مکہ میں گیا اور اہل مکہ کی کچھ مویشیاں اور اونٹ جس میں دو سو اونٹ عبد المطلب
(جد بنی صلعم) کے تھے پکڑ لیا عبد المطلب اون دونوں قریش کے سردار اور مکہ کے
سربراہ آرمیوں میں تھے پہلے انکا قصد لڑائی کا ہوا۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا

کہ اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے تو خاموش ہو رہے۔ ابرہہ نے دوسرے دن حناط حمیری کو مکہ کی طرف روانہ کیا تاکہ اہل مکہ کو اس کے ارادہ سے آگاہ کرے اور اگر اہل مکہ اہندام کعبہ سے کچھ چون و چرا کریں تو لڑائی پر آمادہ ہو جائیں عبدالمطلب نے یہ پیام سن کر جواب دیا۔ واللہ ما ترید حریہ وھذا بیت اللہ فان یمنعہ فلو بیتہ وان تخلفہ غنہ فمالنا نحن من دافع اور چندہ و ساء قریش کو ہمراہ لیکر ابرہہ کے پاس گئے پہلے ذونفر حمیری سے ملاقات کی جسکو ابرہہ نے قید کر رکھا تھا۔ ذونفر نے فیلبان کے ذریعہ سے ابرہہ کو عبدالمطلب کے آنے کی اطلاع کرا دی ابرہہ نے انکا بڑے تپاک سے استقبال کیا تخت سے اتر کر فرش پر ان کے ساتھ بیٹھا اثناء کلام میں عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی رہائی کی سفارش کی ابرہہ نے متعجب ہو کر کہا ”بڑے تعجب کی بات ہے کہ کعبہ کے بارے میں تم نے مجھ سے کچھ التجانہ کی یہ تو تمھارا اور تمھارے آبا و اجداد کا مذہبی مکان ہے اور اونٹوں کا سوال کیا عبدالمطلب نے جواب دیا اتا رب الابل وللبيت من سمیعہ (میں اونٹوں کا مالک ہوں اونٹوں کو مانگتا ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ غالباً روکے گا) ابرہہ نے سن کر تھوڑی دیر تک سکوت اختیار کیا بعد اس کے بے تامل عبدالمطلب کو اُنکے اونٹ واپس کر دئے۔

علامہ طبری تحریر کرتا ہے کہ اکثر مورخین کا یہ خیال ہے کہ عبدالمطلب کے ساتھ عمرو بن لعاہ بن عدی بن رمل سردار کنانہ اور خویلد ابن وائلہ سردار بنی ہذیل گئے اور ابرہہ سے یہ درخواست کی تھی کہ تمھارے کی ثالث آمدنی خراج میں دیجا سکی۔ لیکن کعبہ منہدم نہ کیا جائے۔ لیکن جب ابرہہ نے اس سے انکار کیا تو عبدالمطلب سے

سے خدا کی قسم ہے ہم اس سے لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے یہ اللہ کا گھر ہے پس اگر وہ (خدا) اسکو روکے تو یہ اس کا گھر ہے اور اگر وہ اس سے کچھ تو من نہ کرے تو ہم اس کو در نہیں کر سکتے

اپنے ہمراہیوں کے واپس آئے اور قریش اور کل اہل مکہ کو ہدایت کی کہ مکہ چھوڑ کر یہاں پر چلے جائیں اور خود وقت روانگی خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کے کھڑے ہو گئے اس وقت ان کے پاس قریش کے چند منتخب آدمی موجود تھے اور سب گڑا گڑا کر دعائیں کر رہے تھے اور عبدالمطلب یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

لاھم ان العبد یمنع
حلہ فامنع حلہ
لا یغلبین صلیبہم
ومحالہم ابد محالک
والضر علی ال الصلیب
دعابدیہ الیوم الک

ایجا جب تک بندہ اوسکو روکتا ہے جو اوس کے
محل میں آتا ہے پس قومی ہی منع کر اوسکو جو تیرے مکان پر آئے
ہرگز اونکی صلیب اور اونکا عصہ کبھی تیرے
عصہ پر غالب نہ آئے گا۔

اور مدد کر اہل صلیب اور اوس کے
پرستش کرنیوالوں پر آج اپنے اہل کو

بعد اس کے عبدالمطلب نے اپنے ہمراہیوں کے پہاڑ پر چڑھ گئے اور ابرہہ کعبہ کے گرانے کے غرض سے مکہ کی طرف بڑھا اللہ جل شانہ نے اپنی چڑیوں کا ایک جھنڈ دریا سے بھیجا جو اس ناہنجار لشکر پر سنگباری کرنے لگا جس پر وہ تپھر پڑتا تھا وہ اوسی مقام پر رہ جاتا تھا اور مقام حجر میں اون کے اجسام پھینک کے وہ بھی نکل آئے تھے جس سے اکثر ہلاک ہو گئے۔ ابرہہ کے بدن پر بھی چند دانے نکل آئے جسکی وجہ سے کل اعضاء اوس کے یکے بعد دیگرے کٹ کٹ کر گر گئے شکاریوں کا جب یہ حال ہوا تو ہاتھیوں کو آگے کیا جو ہاتھی آگے بڑھایا جاتا تھا وہ پہلے آگے بڑھنے کے پیچھے کو ہٹا تھا آخر الامر ہاتھیوں کے اجسام پر بھی جھپک کی طرح دانے نکل آئے اور وہ سب مر گئے نب اللہ جل شانہ نے ایک سیل بھیجا ان سب کو دریا میں بہا لیا۔

بعد ہلاکی ابرہہ اوس کا لڑکا یکسوم تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بھی بنی حیر

اور قبائل یمن کی ذلت کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا اور ان کے مردوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے عورتوں کو جبراً گھر میں ڈال لیا ان کے لڑکوں کو غلامی میں رکھ لیا۔ یکسوم کے مرنے پر اس کا بھائی مسروق تخت نشین ہوا جب اس نے یکسوم سے زیادہ بدعتیں شروع کر دیں اور اپنے متقدمین سے ظلم و باعزت و ستم میں بدرجہا بڑھتا نظر آیا تو سیف بن ذی یزن نے خروج کیا اور کسریٰ (شاہ فارس) کے پاس گیا اور وہاں سے لشکر لیکر یمن میں آیا اور مسروق کو قتل کر کے حبشیوں کے حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ بعد اس کے کہ حبشیوں میں سے یمن میں بہتر برس میں چار شخصوں نے حکومت کی پہلا رباط دوسرا ابرہہ تیسرا یکسوم ابن ابرہہ چوتھا مسروق ابن ابرہہ۔ (مترجم) ہم اس سے پہلے کہ سیف ابن ذی یزن کے نسب میں گفتگو کریں یا کسریٰ فارس کے پاس اس کے جانے کی تفصیلی کیفیت تحریر کریں مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر ظییر ابابیل کے قصہ کو چھیڑ کر اس پر وہ کو اٹھادیں جس نے ایک زمانہ کو غلطان و بیچاں کر رکھا ہے۔ ہمارا اصلی مقصود یہ ہے کہ دلچسپی کے ساتھ واقعات کی تحقیق بھی ہوتی جائے۔ ہم عام مترجموں اور مورخوں کی طرح بے برکی نہیں اڑایا چاہئے۔ آتے! ذرا غامض نظروں سے طیر ابابیل کی تحقیق کو ملاحظہ فرمائیے متقدمین مورخین اور علمائے تفسیر نے اس واقعہ میں ذرہ برابر بھی اختلاف نہیں کیا۔ اور وہ مستحق الکر کہ رہے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے اصحاب فیل پر چڑیوں کا ایک جھنڈ بھیجا تھا جنہوں نے اپنی رنگ باری کی تھی۔ صاحب جامع البیان فی تفسیر القرآن اس قصہ کو سورہ فیل کے تفسیر میں یوں تحریر کرتا ہے۔

ظہا وصلوات تریب حکمہ فہیا وا	(پس جبکہ لشکر ابرہہ مکہ کے قریب پہنچا
للدخول ارسل اللہ	اور مکہ میں داخل ہونیکا قصہ کیا اللہ
طیروا من العر امثال الخطاطین	تعالی نے دریا کے جانب سے

چمکڑوں کی طرح چڑیاں بھیجیں۔ ہر ایک کے
ساتھ اونکے چونچ اور دونوں پاؤں ہیں
تین تین سنگریزہ تھے جو چنے سے چھوٹے
تھے وہ اپنے سنگریزوں کو پھینک (مار) رہی تھیں

مع كل في منقار كل
رجليه ثلثة اجزاء
من حمصة قر منهم

اور تفسیر تہمیر الرحمن و تیسر المنان میں اس طرح مذکور ہے

(اور بھیجا اصحاب فیل پر بہت سی چڑیاں تھیں
جو ایک دوسرے کے پیچھے تھیں اور کئی
تھیں دریا کے جانب سے سیاہ رنگ کی
یا زرد رنگ یا سبز رنگ کی تھیں ہر چڑیا
کے منقار میں ایک سنگریزہ اور دونوں پاؤں
میں دو سنگریزے تھے (ابابیل) یعنی متفرق
جماعت تھیں راہوں پر جب کہ وہ متفرق
ہو کر بھاگتے تھے پس وہ اونکو اضعف الاسلحہ
کر دی تھیں (تو میہم حجارۃ) مارتی
تھیں وہ اونکو سنگریزوں سے جو سویرے پڑے
اور چنوں سے چھوٹے تھے۔

(و اس سل علیہم طیراً) یعنی
طیرا کثیرة متفرقة بیع
بعضها بعضا خرجت من شاطئ
البحر سوداء و احضراء و
صفراء فی منقار کل طیر
حجرونی (رجلیہ حجارا ابابیل)
ای جماعات متفرقة فی الطرق
اذ صر بوا متفرقین فجعل لهم
اضعف الاسلحة (تو میہم حجارۃ)
اکبر من العدا سے و اصغر
من الحمصة

علاوہ ان تفسیروں کے اور تفاسیر بیضاوی و مدارک و تفسیر کبیر وغیرہ بھی باواز بلند
کہ رہی ہیں کہ سورہ فیل میں "حجارہ" کے معنی سنگریزہ اور "طیر" کے معنی چڑیا کے ہیں اور
اصحاب فیل پر فی الواقع چڑیوں نے سنگباری کی تھی "طر" کے معنی بلا اور حجارہ کے
معنی بیماری کے نہیں ہیں جیسا کہ آجکل بعض لوگ جنکے دماغ میں مغزنی متعصن
ہو آسما رہی ہے قابل مہور ہے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ محال عقلی اور عادی کے ظلو

پذیر ہونے کے قابل ہی نہیں ہوتے اسی بنا پر بعض معجزات سے انکار اور بعض کی تاویل کرتے ہیں حالانکہ محال عادی یا عقلی کے ظہور پذیر ہونیکا کسی حالت میں نہ قائل ہونا قدرت باری سے انکار کرنا ہے قطع نظر اس سے معجزہ نام ہی اوس کا ہے کہ جس کے کرنے سے عامہ بشر عاجز ہوں اور اوس کو خدا کا ایک بندہ (نبی یا رسول) کر دکھائے اگر عام فیل میں ہمارے نبی آخر الزماں صلعم یا کوئی اور نبی موجود ہوتا تو ہم بے تکلف تحریر کر دیتے کہ یہ اوس کا معجزہ تھا لیکن اس امر کے منقود ہونے سے ہم یہ تحریر کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے کہ یہ ارباب صحت (علامات) نبوت جناب رسالت مآب صلعم سے تھا جبکہ جناب باری نے سورہ فیل میں ذکر فرمایا ہے تاکہ منکرین رسالت کو عبرت ہو کہ خدا کی ہتک حرمت سے ابرہہ پر یہ قسم الہی نازل ہوا تھا اور اگر اوس کے دین اور نبی کی ہتک حرمت کی بجائے تو جو عذاب نازل ہو وہ کم ہے اوس کی برکت سے خدا نے صلعم نے یہ غیبی مدد بھی بھیجی تھی کیا اس واقعہ کی اعتراف نہ کرنے والوں کو اب بھی کوئی انکار کا مقام باقی ہے؟

ہمارے اس دعویٰ کی شہادت صاحب تفسیر خازن ان الفاظ سے دے رہا ہے اور ہمارے خیال کی پوری پوری تائید کرتا ہے وہ تحریر کرتا ہے۔

ورفی قصۃ اصحاب الفیل دلالۃ	اور اصحاب فیل کا قصہ اللہ تعالیٰ کی قدرت
عظیمۃ علیٰ قدس اللہ تعالیٰ	و علم و حکمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ عقلاً
علمہ و حکمہ اذ یسئل عند	محال ہے کہ دریا کی جانب سے چڑیاں
العقل ان طیرا تاتی من قبل	آئیں جو سنگریزہ لئے ہوئے ہوں اور
البحر تحمل حجارۃ ترمی بہا ناسا	وہ مخصوص آدمیوں کو ماریں اور یہ بہت
مخصوصین و فیہا الالہ عظیمہ	بڑی ذلیل ہمارے نبی محمد صلعم کی شرافت
علیٰ صرف صحیح و ذلک ان اللہ	کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے محض اوسکی

تعالیٰ انما فعل ذلک لنصرۃ من
 ارقصناہ و هو محمد الداعی الی
 توحیدہ و اهلک من سخط
 علیہ و لیس ذالک لنصرۃ
 قریش قالہم کالو الکفار
 لا کتاب لہم و الحبشۃ لہم
 کتاب فلا یخفی علی عاقل
 ان المراد بذالک نصر
 محمد فکانہ تعالیٰ قال ذالذی
 فعلت ما فعلت باصحاب الفیل
 تعظیماً لک و قشر فی القدا و مک
 و اذ قد نصر تک قبیل
 قد و مک فکیف ان رکک
 بعد ظہورک۔

۶۔ د کے لئے کیا ہیں کو اور میں نے برگزیدہ
 کر لیا ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلعم ہیں جو
 اوس کے توحید کی طرف لوگوں کو بلا رہے تھے
 اور اوسکی ہلاکت کے بھی یہی محبت ہے
 جس پر اللہ ناراض ہوا ہے اور اس میں قریش
 کی مدد نہ تھی کیونکہ وہ اسوقت کفار تھے
 اونسکے پاس کتاب نہ تھی اور حبشہ اہل کتاب
 ہیں ہر ذی شعور پر یہ امر مخفی نہ رہے گا کہ مقصود
 اس سے نصرت جناب محمد صلعم تھی پس گویا
 کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہی نے کیا جو
 کہ کیا اصحاب فیل کے ساتھ ترے تعظیم اور ترے
 تشریف آوری کی غرض سے اور جبکہ میں نے
 ترے آنے سے پہلے تری مدد کی ہے تو اب
 کیسے ترے ظہور کے بعد تجھکو چھوڑ دوں گا
 یعنی مدد نہ کروں گا۔

واقعی اس واقعہ سے یہ چند امور ظہور میں آئے جو جناب رسالت مآب صلعم کی شرافت
 و عظمت پر دلالت ہیں۔ اول فیلوں کا مکہ کی جانب رخ نہ کرنا اور نہ وہ جب دوسرے مالک
 کی طرف پھیرے جاتے تھے تو بنے نکان دوڑتے تھے اور مکہ کی طرف بجائے چلنے
 کے بیٹھ جاتے تھے۔ دوسرے پروں کا دیا کی طرف سے آنا جو ظاہر پرندوں کی
 سکونت کی جگہ نہیں ہے اور پھر بعد اس واقعہ کے وہ پرندہ نہ دکھلائی دئے تھے
 یہ کہ اون سنگریزوں کا معدن معلوم نہیں ہے۔ چوتھے اون سنگریزوں میں یہ تاثیر

قوی تھی کہ جسپر وہ پڑتے تھے وہ جاں بر نہوتا تھا۔

مورخین اس واقعہ کو تحریر کرتے ہوئے دو امر تحریر کرتے ہیں ایک یہ کہ پہلے لشکر ابرہہ پر چڑھ چکا ایک جھنڈا آیا تھا جو اون پر سنگباری کرتا تھا اور دوسرے یہ کہ اون کے جسم پر چھپک کے سے دانہ نکل آئے تھے اور ابھی پھلی صورت کا اچکل کے نئی روشنی کے مقلد مغربی تعلیم کے پابند اعتراف کرتے ہیں اور یہ امر انکی بے بصیرتی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ ابرہہ کے لشکر پر سنگباری مقام منفس میں ہوئی تھی اور چھپک کے دانے مقام حجر میں نکلے تھے۔ یہ دونوں واقعوں مختلف مقام پر واقع ہوئے تھے نہ کہ ایک مقام پر۔

البتہ تفسیر کشاف کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ان سنگریزوں کی یہ تاثیر تھی کہ جسکے بدن پر وہ پڑتے تھے اسکے بدن پر چھپک کے سے دانے پیدا ہو جاتے تھے اور وہی باعث ہلاکت ہوتے تھے چنانچہ اس روایت کی شہادت میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے "عن حکمہ من البتہ جد رتک ذکرہ سے مروی ہے کہ جس پر وہ سنگریزے پڑتے تھے وہ مجدور یعنی چھپک والا ہو جاتا تھا لیکن اس شہادت سے بھی نئی روشنی والوں کا کام نہ چلا کیونکہ اس روایت سے یہ ثابت ہوتا کہ حبشیوں کے بدن پر خود بخود چھپک کے دانے نکل آئے تھے بلکہ اس سے یہ امر ظاہر ہو رہا ہے کہ ان سنگریزوں کی یہ تاثیر تھی کہ جسپر پڑتے تھے وہ مجدور ہو جاتا تھا اور یہی قرآن علی مانہ انفر ہے علاوہ اسکے کہ علماء تفسیر و تاریخ نے واقعہ میں اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ صحابہ فیل پر چڑھنے کے ذریعے سے سنگباری کی گئی تھی شعرا جاہلیت بھی اپنے اپنے قصائد میں اسکا ذکر کر رہے ہیں جو اس واقعہ میں موجود تھے اگر اطالت کلام کا خیال ہو تو مجبوراً کرنا تو ہم ضرور کل شعرا کے کلام فرقا فرقا اس موقع پر شہادتا پیشکش کرتے اس وجہ سے کہ یہی عرب کی تاریخ کا اصل ماخذ ہے تاہم بغرض اثبات مدعا و اسکا خصم صرف عبدالمطلب (جد رسول) کے چند اشعار ذیل میں تحریر کرتے ہیں جو اس واقعہ میں موجود تھے۔

صدمت و مالک کا تصادم میں منقطع تعلق ہو گیا اور تھکوا کیا ہو گیا ہے کہ تو منقطع نہیں ہوا
 وراسک من کبراشیم اور سر تیرا پیری سے ابلق ہو گیا ہے
 ویدولک الشنب بعد الشب اور ظاہر ہو گا بچہ پڑھا یا جوانی کے بعد
 فالک من خلتہ یزعمہ پس تو عشق و دوستی سے کیا گمان رکھتا ہے
 فلم یع عناک ذکر لیال الوصال وصل کی راتوں کا ذکر ترک کر دے
 فانک من ذکرہ احسبہ کیونکہ تو اس کے ذکر سے زیادہ دانا ہے
 وعد القوانی ذات الصواب اور ان اشعار کو پڑھو جو کہ سچے ہوں
 بحیث اتاک بہ الا شرم اور حسین اس لشکر کا ذکر ہو جسکو اشرم ابرہہ لیکر آیا تھا
 اراد و ابہ و حص بیت الہ اسکے ذریعہ سے خانہ خدا کو گرانا چاہتا تھا
 لیرک بنیانہ ہدم تاکہ ویران و خراب پڑا رہ جائے
 فروہم اللہ عن ہدمہ پس اللہ نے ان کو گرانے سے روک دیا
 و اعیاہم الفیل لا یقدم اور ان کے ہاتھوں کو ایسا تھکا دیا کہ آگے نہ بڑھ سکے
 بطیر ابابیل ترمیہم چڑیوں کی ایک جماعت سے جو انکو مار رہی تھیں
 کان مناقیرھا العندم گویا کہ انکی چونچ دم الا خون ہے
 ہکو خوبی یاد ہے کہ ابو طالب نے بھی اپنے اس قصیدہ میں اسکا تذکرہ کیا ہے جسکو انہوں نے بازار عکا
 میں پڑھا تھا جسوقت کفایک نے جناب سالتاب صلعم کی ایذا رسانی کا باہم عہد و پیمان کر لیا تھا جس طرح
 آج کل بعض لوگوں نے اپنی غلط فہمی سے اس واقعہ کا صیرمی انکار کر دیا ہے اس طرح عوام الناس بھی یہ
 سمجھ رہے ہیں کہ جن پرندوں نے صحابہ فیل پر شکاری کی تھی وہی ابابیل ہیں حالانکہ یہ آئیہ کریم میں
 ابابیل کے معنی گروہ کے ہیں نہ کہ پرند مخصوص کے۔

سیف بن ذی یزن (مترجم) سیف بن ذی یزن بن من کارہنہ والا تھا۔ اسی سرزمین پر اس کے

آباد اجداد حکومت کرتے تھے یہ عاقربن اسلم بن زید بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن زید کا لڑکا تھا۔ افسوس ایک وہ زمانہ تھا کہ ملوک حمیری کا جسکے نسل سے سیف بن ذی یزن ہے لوگ رعب سے نام تک نہ لے سکتے تھے اور ایک یہ زمانہ آگیا کہ اونکی بھیلی نسلیں تخت حکومت پر بیٹھنے کے عوض خاکِ ذلت پر آس مارے بیٹھی ہیں عجیب کس مہر سی کی حالت ہے نہ کوئی یار ہے نہ یاد ہے۔ انیس ہے تو ذلت و رسوائی ہے موت ہے تو بکسی و بینوائی ہے ابرہہ اور اسکے لشکر کے ہاتھوں یہ خاندان سلطنت برباد ہو گیا ہے کوئی نام لینے والا باقی نہیں رہا ہے ہاں سیف بن ذی یزن معلوم نہیں کس وجہ سے اسی سرزمین پر چلتا پھرتا دکھائی دیتا ہے باوجودیکہ بباہ خراب حال ہو گیا ہے لیکن اپنے آباد اجداد کے گرسے پڑے کھنڈ ہروں کو چھوڑنا نہیں پسند کرتا اسکے آباد اجداد اور خاندانی جاہ و جلال کے دیکھنے والے جو دو چار زندہ باقی رہ گئے ہیں وہ اسکو عبرت اور فسوس کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اسکی بکسی اور کس مہر سی دیکھ کر اذکا دل بھرتا ہے لیکن جہشیوں کے خون سے کوئی اسکی پھر روی نہیں کر سکتا (اسی کلام المترجم)

اگر سیف بن ذی یزن اسی سکنت و مذلت میں رہنے پاتا تو بھی وہ میں چھوڑ کر کہیں نہ جاتا لیکن غضب یہ ہوا کہ ابرہہ نے اسکی بی بی ریحانہ کو جبراً گھر میں ڈال لیا اسی وجہ سے سیف ابن ذی یزن بن من سے نکل کر اولاً قیصر روم کے پاس گیا اور اس ماجرے کو بیان کر کے مد و طلب کی سبب اس نے اتحاد مذہبی کی وجہ سے مد و دینے سے انکار کیا تو کسراے فارس کی خدمت میں حاضر ہوئی غرض سے نعمان بن منذر والی حیرہ کے پاس گیا اور اس سے اپنی سرگذشت بیان کی نعمان بن منذر نہایت رحم دل خدا ترس تھا اس نے فوراً اپنے دامانِ مرحمت سے اسکے آنسو پونچھے اور اپنے ساتھ کسری کے دربار میں لے گیا اور پیشیوں کے ظلم کی شکایت اور سیف بن ذی یزن کی ذلت و رسوائی کا حال عرض کر کے امداد کا خواستگار ہوا کسری نے کہا میں ہمارے ملک سے بہت دور دراز راستہ پر ہے قطع نظر اس سے عرب کی سرزمین میں سوائے بکریوں اور اونٹوں کے اور کیا ہے

ہم کو اس سے کچھ حاصل نہوگا۔ ہم کو یمن کی تسخیر کی ضرورت نہیں ہے کسرانے یہ کہہ کر سیف بن ذی یزن کو ایک خلعت اور ایک توڑا اشرفیوں کا دیا سیف بن ذی یزن نے دربار سے نکل کر اشرفیوں کے ٹوٹے کو پھینک دیا لوگوں نے اسکو ٹوٹ لیا کسر بن کعب کی اطلاع ہوئی تو دوسرے روز سیف بن ذی یزن کو بلا کر تعزینا اسکا سبب دریافت کیا اُس نے کہا کہ اب سے عرض کیا تمکو ان اشرفیوں کی ضرورت نہیں ہے میرے ملک میں سونے اور چاندی کے پہاڑ ہیں میں اس عرض سے نہیں آیا تھا بلکہ میرا مقصود یہ تھا کہ مجھکو آپ حبشیوں کے ظلم سے بچالیں گے کسری نے یسکر تھوڑی دیر سکوت کے بعد ایمان دولت سے مشورہ طلب کیا بھوں نے باتفاق یہ رے ظاہر کی کہ جو قیدی واجب القتل قید خانہ میں ہیں وہ اس مہم پر روانہ کئے جائیں اگر وہ مارے گئے تو شاہی حکم ہی تھا اور وہ کامیاب ہو گئے تو بے محنت و مشقت ایک ملک مالک محدودہ میں شامل ہو جائیگا۔ کسری نے اس رے کو پسند کیا اور ہرزویلی کو (جو ایک شریف النسب امیر کبیر تھا) بسرگرد ہی آٹھ سو قیدیوں اور چار سو سپاہیوں کے یمن کی طرف روانہ کیا مسعودی اور ہشام بن محمد وہیلی کا یہ خیال ہے کہ سیف بن ذی یزن نے کسری سے امداد کی درخواست کی تھی اور کسری نے وعدہ کیا تھا لیکن وہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے وعدہ کو وفا کرتا قیصر روم کی لڑائی میں مصروف ہو گیا۔ تا آنکہ سیف بن ذی یزن یہ انتظار ادا آنکھیں کھولے ہوئے اس جہان سے راہی ہو گیا۔ جب سعدی کرب نے ہاتھ پاؤں کالے جو ان ہوا تو اسکی ماں ریحانہ نے ایک روز کل حالات بتائے اسوقت سعدی کرب اپنی ماں سے رخصت ہو کر فارس کو روانہ ہوا اور دربار کسری میں حاضر ہو کر اس امداد کا خواستگار ہوا جسکا وعدہ اسکے باپ سے کیا گیا تھا کسری نے اشرفیادیں اُس نے باہر نکل کر پھینک دیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

الغرض ہرزویلی معہ سیف بن ذی یزن کے جنگی جہازوں کا بیڑا ہمراہ لے ہوئے ساحل پر پہنچا اور ق کے نکیت کے ایام قریب آگئے تھے وہ آنے والے دن سے بیخبر قوت و ملک کے نشہ میں مست پڑا ہوا تھا۔

دہرنے سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ سیف نے جواب دیا یہ تلوار ہے اور میں ہوں نہ اس کا قبضہ میرے ہاتھ سے چھوٹے گا اور نہ میں تمہارا ساتھ چھوڑ دوں گا لڑائی کے میدان میں جو سب سے پہلے لڑنے کو جائیگا وہ میں ہوں گا میرے قوم والے بھی تمہارا ساتھ دینگے۔ دہرنے والی نے کہا اے نصف، بعد اسکے ایرانی فوجیں دو روز خشکی پر اتریں اور مرتب ہو کر آگے بڑھیں مسروق بن ابرہہ ایک لاکھ حبشیوں کو ہمراہ لیکر مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہو گئی مسروق نے ہر چند کوشش کی کہ لشکر مخالف کو منتشر کر کے ساحل تک راستہ صاف کرے لیکن فارس کے تیراندازوں کے تیرے اسکو کوئی چیز بچاؤ سکتی تھی اسکا لشکر جب ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا قصد کرتا تھا ایرانی تیراندازوں کے حملوں سے دس دس قدم پیچھے ہٹاتا تھا اتنا جنگ میں دہرنے سے سیف سے مسروق کو دریافت کیا سیف نے مسروق کو اشارہ سے بتلایا یہ اسوقت ہاتھی پر سوار تھا اسکے بعد مسروق ہاتھی سے اتر کر ایک چجر پر سوار ہوا دہرنے والی اسکے اس فعل عجب سے بہت ہنسنا اور تقاولا کر اٹھا

مرکب بنت الحمار ذلّ وذلّ ملکد رسوا مسروق بنت الحمار پر یہ ذلیل ہوا اور اسکا ملک بھی ذلیل ہوا پھر دہرنے والی نے ترکش سے تیر کال کر کمان سے جوڑ کر ایسا نشانہ مارا کہ مسروق کا خود توڑ کر دماغ سے ہوتا ہوا اگل گیا مسروق مسروق زخم کھاکر زمین پر گرا اور لشکر حبشہ بھاگ نکلا چاروں طرف سے کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا حبشیوں کو بھاگتے بھاگتے نہ ملتی تھی اس میں پندرہ حبشیوں کو ایک مینی فارسی سپاہی گرفتار کر لیتا تھا اور پھیر کر یوں کی طرح بیچ کر دیتا تھا۔ ایک ہفتہ کے اندر مین کی سرزمین حبشیوں سے ایسی پاک و صاف ہو گئی گویا وہ کبھی وہاں نہ تھے۔

دہرنے والی نے کسریٰ کو اس فتحیابی کی اطلاع دی اور حسب حکم کسریٰ سیف کو مین کے تخت حکومت پر بیٹھایا اور اپنا ایک نائب مین میں چھوڑ کر کسریٰ کی طرف واپس گیا۔

سیف بن ذی بزن اس خدا داد کامیابی کے بعد مین کی مستقل حکومت کرنے لگا اور مقررہ سالانہ خراج کسریٰ کو بھیجتا رہا عرب کے نامی شعرا نے تمنیت کے قصائد لکھے امراء و عظام قریش اس سے ملتے کو آئے اور اس غیبی ہدایت

عرب والے بنت الحمار، نظر ستارہ چجر کو کہتے ہیں

پراس کو بہار کہا وہی منجملہ ان کے قریش کے نامی سردار عبدالمطلب (جد رسول اللہ علیہ وسلم) بھی تھے سیف بن ذی یزن نے انکی سب سے زیادہ تعظیم کی اور اپنے برابر ٹھہرایا اور کمال عزت سے انکو نصرت کیا۔ بطبری لکھتا ہے کہ وہ ہزر کے مرئی کے بعد کسری نے یمن پر اسکے لڑکے مرزبان کو گورنر بنایا پھر جب مرزبان مر گیا تو اسکے پوتے خسرو بن یحجان بن مرزبان کو مامور کیا بعد چندے کی وجہ سے اسپر شاہی عتاب ہوا اور یہ قید کر کے دربار شاہی یمن بھیجا اور بجائے اسکے یازان یمن کی گورنری پر متعین ہوا اور یہی تاوانہ بعثت یمن کا گورنر رہا تا انکہ آنحضرت (صلعم) مبعوث ہوئے۔ اور یازان مسلمان ہو گیا اور یمن میں اسلام کا شیوع ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کریں گے۔ **هذا آخر الخبر عن ملوک التابعتہ من الیمین ومن مات بعدہم من القریش۔**

ہر گاہ کہ ہکو عرب کے طبقہ اولی و ثانیہ کے حالات و اخبار کی تحریر سے فراغت حاصل ہوئی لہذا ہم حسب قرار داد بشرط کتاب انکے معاصرین ملوک عجم کے حالات احاطہ تحریر میں لائیں تاکہ اخبار عالم پورا ہو جائے اور اجبال عرب ہر طرح سے اور لوگوں سے ممتاز ہو جائے اور جو لوگ عرب کے طبقہ اولی و ثانیہ کے معاصر تھے وہ بنو سمریانی۔ ابن بابل پھر خرامقہ اہل موصل پھر قبط پھر بنو اسرائیل و فارس دیونان و روم تھے اب ہم انہیں سے ایک ایک کا تذکرہ اختصاراً پیش نظر کرتے ہیں **واللہ ولی العون والتوفیق لارب وغیرہ و لا مامول الاخیرہ۔**

ملوک بابل و موصل اس سے پہلے یہ امر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ کنعان بن کوش بن حام تخت و تینوی حکمرانی پر رونق افروز ہوا۔ بعد اسکے اسکا لڑکا عمرو بادشاہ ہوا اور یہ بدعت

صحابیہ کا مقلد تھا اور نبی سام خالص موجد تھے اور اس توحید کے پابند تھے جو ان سے پہلے کلدانیوں میں رائج تھی۔ ابن سعید کہتا ہے کہ کلدانیوں کے معنی توحیدین کے ہیں۔ توریث میں عمرو کو کوش بن حام کی طرف سے جو کیا ہے اور کنعان بن کوش کا کوئی تذکرہ نہیں ہے واللہ اعلم۔

ابن سعید کہتا ہے کہ عابر بن شایخ بن اور انخشد خروج کر کے اطراف بلاد پرستولی ہو گیا اور کوٹا سے ارض جزیرہ و موصل کی طرف چلا آیا اور یہیں اُس نے ایک شہر مجدل نامی آباد کیا اور تاحین حیات مقیم رہا۔ بعد اسکے اسکا لڑکا

فانح اسکا وارث و قائم مقام ہوا اور عمرو داور اسکے قوم پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بلبندہ آیا بلبندہ ایک مشہور واقعہ ہے اسکا ذکر نورت میں بھی آیا ہے لیکن اسکے معنی ہم نہیں سمجھ سکتے اور یہ کہنا کہ گل بنی آدم کی ایک زبان تھی وہ سب کے سب شب کو سوئے اور صبح جب اٹھے تو انکی زبانیں مختلف ہو گئیں بالکل خلافت قیاس اور عادت کا بعید ہے مگر یہ کہ اسکو ہم خوار ابنیا سے شمار کریں اور سوقت یہ معجزہ میں داخل ہو جائیگا حالانکہ اسکی روایت کسی نے نہیں کی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اس خرق عادت اور اختلاف السنہ (زبانوں) کا تقدیر الہی کا ایک نمونہ اور اسکی کبریائی کا کثر تصور کریں اور سوائے اسکے بلبندہ کے اور کوئی معنی نہیں مفہوم ہو سکتے۔

ابن سعید کا یہ بیان ہے کہ سویان بن نبیط نے فانح کو بابل کی حکومت پر مامور کیا تھا لیکن اسنے نقص عہد کیا اور اس سے لڑا اور جب فانح مر گیا اور اسکا لڑکا ملک ان حکمران ہوا تو سویان نے ارض جزیرہ کو لے لیا اور بنی عابر (ملکان) کو ارض جزیرہ سے نکال باہر کر کے جزیرہ کی حکومت اپنے ہم شیر زادہ موصل بن جرموق کو دیدی ملکان سوانے پل و عیال کے پہاڑ پر چلا گیا اور وہیں اسنے سکونت اختیار کر لی بعض کا یہ خیال ہے کہ خضر اسکی نسل سے ہیں اس واقعہ کے بعد موصل اپنے ماموں سویان بن نبیط سے باغی ہو کر بابل کا مستقل حاکم بن گیا اسکے زمانہ سے ایک حکومت تمام نہاد جزیرہ قلمندہ قائم ہو گئی اور ملوک جزیرہ ملوک نبیط سے ممتاز ہو گئے۔

موصل کے بعد اسکا لڑکا اتق تحت حکومت پر بیٹھا بنی نبیط سے اکثر یہ لڑتار با اسکے بعد ثور بن اتق نے عمان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ بعد ازاں منبوی بن ثور بادشاہ ہوا اسنے موصل کے مقابلہ میں ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا پھر اسکی اولاد بنو حارث بن ثور بن منبوی بن ثور حکمران ہوئے اسنے شہر بنجار آباد کیا اور بنی اسرائیل سے لڑا اسکو ان لوگوں نے بیت المقدس میں سولی پر چڑھایا یہی روایت کرتا ہے کہ بنو حارث کے قتل کے بعد اسکا بھائی ساطون جزیرہ کا بادشاہ ہوا اسنے بنجار کے میدان میں نہر ترار کے کنارہ شہر خضر آباد کیا اسکے بعد دان بن ساطون تحت حکومت پر بیٹھا یہ صابئہ مذہب کتتا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یونس بن مثنیٰ اسکی طرف مبعوث ہوئے تھے یونس مثنیٰ جزیرہ سے بنیامین اسرائیل کے بسط سے میں زمانہ ساطون آپ پر ایمان لایا پھر اسکے بعد جب تخت خضر نے بابل چھوڑا اسکو پھر بنو صابئہ کی دعوت دی اور جزیرہ اور بابل

کی حکومت پر اسکو برقرار رکھنے کا وعدہ کیا۔ زان نے تختنصر کی یہ دعوت قبول کر لی اور جزیرہ قابض ہاتا انکا ارتاق
سپہ سالار فارس نے جزیرہ پر چڑھائی کی اور اسے کایسابی کے بعد دین مجوسی قبول کر لینے کی شرط پر جزیرہ و بابل پر قابض
رہنے دینے کا اقرار کیا اور بہمن شاہ فارس کو لکھ بھیجا بہمن نے ارتاق کو لکھا کہ ”تھخص غیر قابل اعتماد ہے اور یہ ادیان کے
ساتھ مذاق کرتا ہے سو مجھ سے اسکو زندہ رکنا قرین مصلحت نہیں ہے ارتاق نے بہمن کا حکم پاتے ہی ان کو قتل کر ڈالا
تیرہ سو برس کے بعد جزیرہ جرمقہ کے ہاتھوں سے جانا رہا اور بلوک فارس او سپر قابض ہو گئے۔

اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ بخاریف ملوک مینوی سے ہے اور وہ سب موصل بن آشودین سام کے اولاد کے
ہیں اس سے پہلے موصل میں انہیں سے قول تلغات بلناس وغیرہ باہ شہادت کر چکے ہیں انہیں لوگوں نے اسباہ عشرہ
کے مشہور شہر شوروں (جسکو سامرہ کہتے ہیں) لے لیا تھا اور سباط کوشوروں (سامرہ) سے نکال کر اطراف و
اصفہاں و خراسان کی طرح جلا وطن کر دیا اور اہل کومہ (کوفہ) کوشوروں میں آباد کیا اللہ جل شانہ نے اسقدر
زندہ حیوان پیدا کر دیئے کہ بسطرف نظر جاتی تھی دس پانچ آدمی زخمی و مردہ دیکھائی دیتے تھے لوگوں نے اسکی شکایت بخاریف سے
کی اور اس سے یہ دریافت کیا کہ شوروں کس ستارہ کے حصہ میں ہے تاکہ صابہ کے طریقہ سے اس ستارہ کی روحانیت آجائی
جاسے بخاریف نے اس سے اعراض کر کے دو بیوی کا ہنون کو بھیجا یا انھوں نے اہل شوروں کو دین ہیود کی تعلیم دی
اور بخاریف نے شوروں پر مستولی ہونیکے بعد بیت المقدس پر پانی کی اور کثرت لشکر پر مغرور کر بنی اسرائیل سے کہا تمہارا رب
کہاں ہے جو تمکو مرے ہاتھوں سے نجات دے بنی اسرائیل کا بادشاہ یہ سنکر اپنے زمانہ کے نبی کی خدمت میں حاضر ہوا
اور اس سے دعا کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ اسکی دعا سے بخاریف کے لشکر پر ایسا وبال آیا اور وہ ایسی سماوی آفت میں گرفتار
ہوا کہ صبح کو اسکے ایک لاکھ چاسی ہزار سپاہی مردہ پائے گئے پچھوی بخاریف مینوی سے واپس آیا اور اپنے لڑکوں کے ہاتھ مارا گیا
جو وقت کو وہ اپنے معبود (کوکب) کو سجدہ کرتا تھا بخاریف کے قتل کے بعد الیرحدون ابن بخاریف مینوی کا بادشاہ ہوا۔ بعد
ازان تختنصر انیر غالب آیا جیسا کہ ہم آئندہ اسکے حالات میں بیان کریں گے۔

ملوک بابل نبط ہیں اور وہ نبط بن آشودین سام کی اولاد سے ہیں۔ مسعودی انکو

نبط بن ماش بن ارم کی طرف منسوب کرتا ہے یہ ارض بابل میں رہتے تھے ان میں سب پہلے
شوریا بن نبط نے بادشاہت کی یہودی کہتا ہے کہ اسکو فانع نے بابل کی حکومت پر
مامور کیا تھا فانع کے انتقال کے بعد اس نے بدعت صابیہ ظاہر کی اور اسی مذہب کا
پابند ہوا بعدہ اسکا لڑکا کنعان ملقب بہ نمرود تخت حکومت پر بیٹھا اور اس نے اس مذہب کو
خوب پھیلا یا بعدہ اسکا لڑکا کاوش بادشاہ ہوا جو ابراہیم علیہ السلام کا نرود ہے اور
جس نے آزر (پدر سیدنا ابراہیم) کو طلب کر کے بیت الاصنام (بتخانہ) کا داروغہ مقرر کیا تھا
کیونکہ ارغون فانع بعد انتقال فانع کو تباہین چلا آیا اور نماردہ کے ساتھ مذہب صابیہ
اختیار کر لیا یہی مذہب اس کے خاندان میں نسلاً بعد نسل آزر ابن ناحورتک برابر چلا آیا
پس ماجربن کوش نے آزر کو بیت الاصنام کا داروغہ مقرر کیا اور ابراہیم پیدا ہوئے
انکے حالات جو کچھ صحیح اور ثقات کے نقل کے موافق تھے انکو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

الغرض بابل میں نماردہ (نرودوں) کی حکومت کا سلسلہ برابر جاری رہا
اور تختصر انھیں میں سے تھا جیسا کہ بعضوں نے لکھا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ جرامقہ
(اہل نینوی) نے بابل پر فوج کشی کی چنانچہ سنجا رلیف اس پرستولی ہوا اور اس نے
اپنے امرا میں سے تختصر کو اسکا گورنر بنایا۔ بعد چند سے اہل بیت المقدس نے
نقض عہد کیا تب تختصر نے بنی اسرائیل سے بیت المقدس میں معرکہ آرائی کی اور
بعد محاصرہ و قتل و قید کے بنی اسرائیل کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور انکی مسجد کو ویران کر دیا
پھر جب تختصر مر گیا تو اسکا لڑکا نثب نصر بادشاہ ہوا بعدہ بنیصر حاکم ہوا اس سے اور
ارتاق مرزبان کسری سے لڑائی ہوئی ارتاق نے اسکو مار ڈالا اور بابل اور اطراف بابل کا
حاکم بن بیٹھا۔ بعد اسکے نبیط اور جرامقہ دولت فارس کی رعیت میں شمار کئے جانے لگے
اور دولت و حکومت نماردہ کی بابل سے منقطع ہو گئی۔ لہذا ذکر ابن سعید و نقلہ عن داہرا
تواریخ و دولة الفرس (ایسا ہی ابن سعید نے ذکر کیا ہے اور اسکو نقل کیا ہے داہرا

سورخ دولت فارس سے)

ابن سعید سرانیین اور نبط کو ایک گروہ اور ایک ہی دولت قرار دیا ہے لیکن مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ دو دولتیں تھیں سرانیین کے نسبت وہ کہتا ہے کہ بعد طوفان دنیا میں سب سے پہلے سرانیین نے بادشاہت کی ایک صدی یا کب قدر اور زیادہ زمانہ میں اُنکے نو بادشاہوں کے نام باسماء عجیبہ تحریر کیا ہے جسکو ہم بوجہ قلت وثوق وعدم اعتبار صحت نقل تحریر نہیں کیا چاہتے۔ ان شوشان کے بارے میں وہ تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے اپنے سر پر تاج رکھا تھا اور یہی تاج کا موجود ہوا ہے اور چونکہ بادشاہ نے قلعے بنوائے شہر آباد کئے اسکے زمانہ میں ہند کا بادشاہ ارتبیل تھا اور اُس نے اکثر لوگ مغرب کی سلطنتیں چھین لیں اور اُن کی دولت و حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اٹھویں کا نام ماروت بتلاتا ہے اور اپنے آخر کلام میں ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگ موصل اور بابل کے حاکم تھے، لوگ یمن اُنسے اکثر مغلوب اور کبھی غالب رہتے تھے۔ نویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ غیر مستقل تھا اُسکے مزاج میں تلون حد سے زیادہ پایا جاتا تھا اور اُسکے بھائی نے سلطنت لقمہ کر لی تھی غرض کہ وہ اسی طرح تحریر کرتا ہے کہ سب کے پہلے جس نے خمر (شراب) کھینچی وہ فلاں شخص تھا جس نے شطرنج کا کھیل ایجاد کیا وہ فلاں شخص تھا جو سب سے پہلے بادشاہ ہوا وہ فلاں تھا۔ اُمی غید ذالک حالانکہ ہمارے نزدیک یہ سب خلاف قیاس باتیں اور صحت سے منزلوں دور ہیں اصل بات یہ ہے چونکہ سرانیین اقدم الخلیفہ (خلقت میں سب سے مقدم) ہیں اسبوجہ سے کل قدیم چیزیں مثلاً نفت، سحر، خط و غیرہ اُنکے جانب منسوب کئے جاتے ہیں واللہ اعلم۔

نبط کی نسبت مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ بابل سے تھا وہ لکھتا ہے کہ

ان کا پہلا بادشاہ نمرود جبار تھا اور یہ ماش بن ارم بن سام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

اس نے بابل میں محل بنوایا تھا اور کوفہ کی نذر کھدوائی تھی اور دوسرے مقام پر اسی نمرود کو کوش بن حام کی طرف منسوب کیا ہے ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ دونوں نمرود ایک تھے یا کہ دو پھر نمرود کے بعد چودہ سو برس کے اندر چھیا لیس بادشاہوں کے نام باسماء عجیبہ تحریر کرتا ہے جنکو ہم بوجہ وقت و عدم صحت نقل نہیں کیا جاتے۔ لیکن ”المؤرخین“ میں نو صدی کے اندر میں بادشاہوں کے نام تحریر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ نویں صدی میں ملوک بابل اہل فارس سے لڑے تھے اور چودھویں صدی میں بیان کرتا ہے کہ اس صدی میں سنجار لیف بادشاہ تھا یہی بنی اسرائیل سے لڑا تھا اور ان کو بیت المقدس میں گھیر رکھا تھا اور ان سے اس نے جزیہ لیا تھا اور اسکا سب سے کچھلا بادشاہ دارنیوش تھا جو دارا کے لقب سے مشہور تھا جسکو سکندر نے قتل کیا جبکہ اس نے بابل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اس نے اپنے سلسلہ کلام اور ملوک بابل کے بیان میں خلیل علیہ السلام کے نمرود کا کچھ ذکر نہیں کیا حالانکہ ان نماز وہ (نمروں) کی سکونت ارض بابل بتلاتا ہے۔ والذرا علم طبری لکھتا ہے کہ نمرود بن کوش بن کنعان ابن حام ابراہیم الخلیل علیہ السلام کے عہد میں تھا پہلے عاد دارم کہا جاتا تھا جب وہ گروہ ہلاک ہو گیا تو مشودارم کے جانے لگے جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو نمرود دارم کے نام سے مشہور ہوئے جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو کل اولاد دارم کو اربان کہنے لگے پس یہ سب نبط ہیں اور یہ موحد تھے اور بابل میں رہتے تھے تا آنکہ نمرود بادشاہ ہوا اور اس نے انکو بت پرستی سکھلائی انتہی کلام الطبری۔ ہر وشیوش مورخ روم لکھتا ہے کہ جس نے اہل بابل کو بت پرستی کی طرف مائل کیا وہ نمرود جیم اور بابل مربعۃ الشکل آباد کیا گیا تھا۔ اس کا شہر پناہ اسی میل کا تھا دیواریں اُسکی دو سو گز بلند اور پچاس گز عرض اینٹ اور چونے سے بنائی گئی تھیں شہر پناہ کے تنو دروازہ تھے جنہیں تانبے کے کواڑے لگے ہوئے تھے اور اُسکے اوپر

محافظین کے رہنے کے لئے مقامات بنے ہوئے تھے جنگی سپاہیوں کا فیصلوں اور دیواروں پر پہرہ مہنتا تھا شہر پناہ کے باہر خندق اور خندق کے بعد ایک عمیق نہر تھی اس شہر پناہ کو ملک جیرش (کسری اول) بادشاہ فارس نے مسمار کیا جبکہ اسکوبابل پر قبضہ مل گیا تھا اتنی کلام ہروشیوش۔ ان لوگوں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نمرود یعنی نام ہر بادشاہ بابل کا ہے اسوجہ سے کہ انساب مختلفہ میں کبھی سام کی طرف اور کبھی جام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

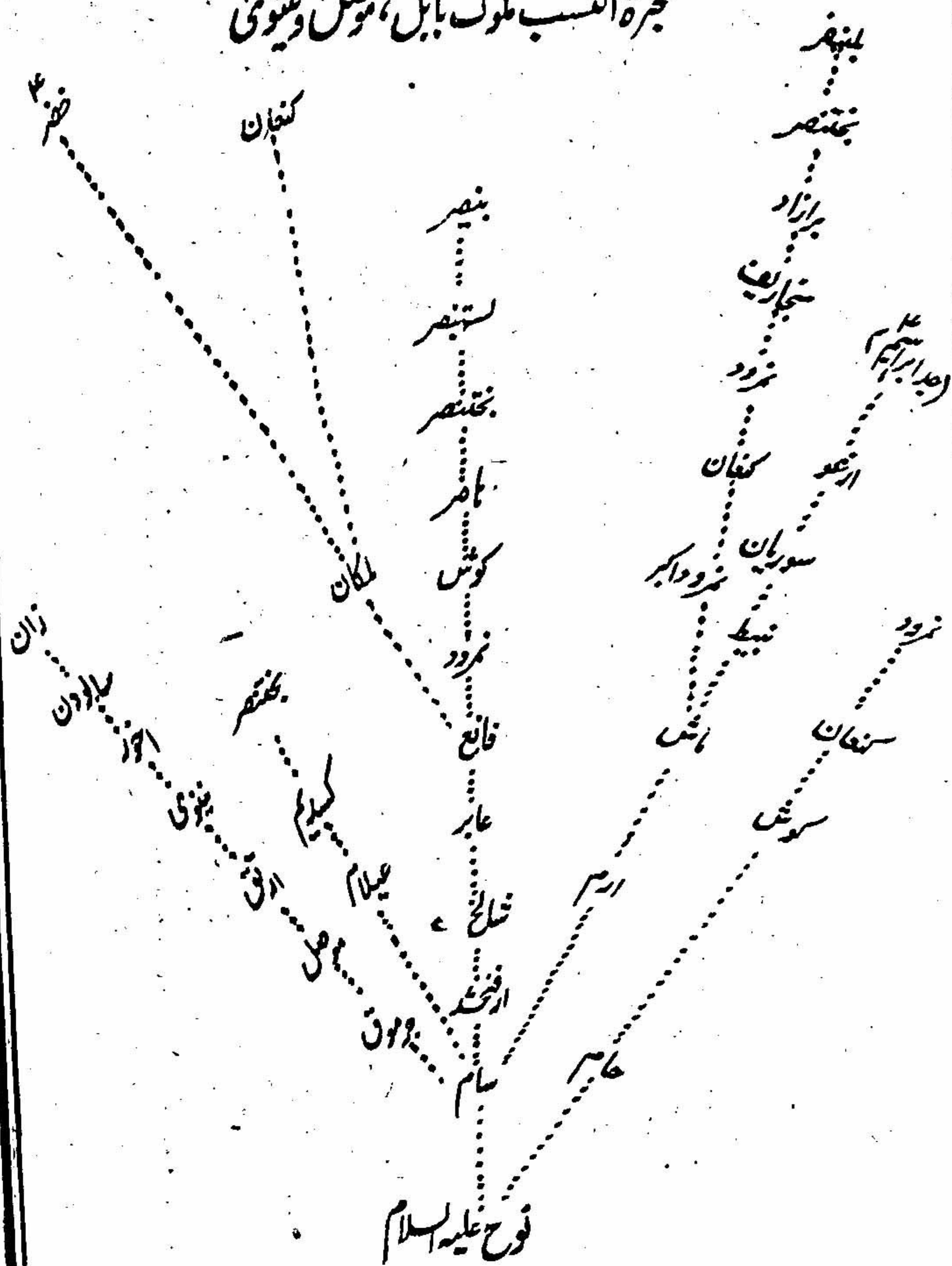
بعض مورخین یہ گمان کرتے ہیں کہ خلیل علیہ السلام کا نمرود۔ نمرود بن کنعان بن سنجاریف بن نمرود الاکبر تھا اور بختنصر اسکی اولاد سے ہے اور یہ برازاد بن سنجاریف بن نمرود ہے۔ شانان کیانی (فارس والے) بابل پر چڑھ آئے تھے اور بختنصر کو مغلوب کر دیا تھا لیکن پھر اسکوبحال رکھا اور کینقدراؤس سے خراج مقرر کر لیا تھا اور بنی ناسان سے کسری اول نے شہر بابل کو ویران کیا ہے اور اسرائیلین اپنے انبیاء و انبیال اور ارمیا کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ بختنصر کا سد بن حاور کی نسل سے ہے اور یہ ابراہیم الخلیل کا بھائی ہے بنو کا سد بلوک بابل سے شمار کئے جاتے ہیں اور انکو کسدانیٹین بھی کہتے ہیں انھیں میں سے بختنصر بھی تھا جو اکثر معجرات عالم پر قابض ہو گیا تھا وہی بنی اسرائیل کو مغلوب کر دیا تھا اور ان کی حکومت چھین لی تھی، اور بیت المقدس کو ویران کر دیا تھا اسکی حکومت مہر سے متجاوز ہو گئی تھی پینتالیس برس تک یہ سلطنت کرتا رہا بعدہ اس کا لڑکا اول مرود ابن بختنصر تیس برس حکومت کی گری پر بیٹھا رہا بعد ازاں بلینصر ابن اول مرود تین برس تک حکمراں رہا اسی کے اخیر زمانہ میں دارا (شاہ فارس) اور اؤس کے داماد کورش نے بابل پر چڑھائی کی اور اؤسکا محاصرہ کر لیا، بعض اسرائیلیں کا یہ خیال ہے کہ بختنصر اور بلوک بابل، کسیرم کی

اولاد سے ہیں اور کسدیم عیلام بن سام (براہ راست شوق) کی نسل سے ہے اور شعوذ سے ملوک موصل ہیں انتہی الکلام فی ملوک الموصل و ملوک البابل و ہذنا ما دی الیہ البحت من اخبارہم و النابم۔

ملوک بابل و موصل کا مذہب ملوک بابل و موصل ستاروں کی پرستش کرتے تھے اور اس کی روحانیت کو بذریعہ طلسم اور سحر آثار تھے اسی طریقہ کا نام صابہ ہے طلسمات اور سحر میں انکو بہت بڑا دخل تھا۔ ستاروں کے حرکات اور آثار سے خوب ماہر تھے کبھی اس دعویٰ پر آیت "وما انزل علی الملکین بکسر اللام کی شہادت پیش کی جاتی ہے کہ ماروت و ماروت ملوک سیرانیئین سے تھے اور یہی اول ملوک بابل ہیں اور بقرات مشہور یہ دونوں (ماروت ماروت) فرشتہ تھے اس صورت میں اس فتنہ کا اختصاص ارض بابل کے ساتھ اس امر کو بتلارہا ہے کہ اہل بابل سحر و طلسمات میں بہ نسبت باشندگان عالم کے ید طولی رکھتے تھے اور منجملہ ان دلائل کے جو انکے نجومیت اور ساحریت پر پیش کئے جاسکتے ہیں یہ ہیں کہ ہم نے یہ علوم (نجوم و سحر) اہل مصر سے پایا ہے اور اہل مصر انکے ہمسایہ تھے۔ ملوک مصر کو بھی اس فن کی طرف خاص توجہ تھی جناب موسیٰ کے معارضہ کو ساحرین مجتمع کئے گئے تھے صعد مصرین اب تک زبان حال سے بقایا و آثار سحر یہ اس دعویٰ کی شہادت دے رہے ہیں۔ واللہ اعلم

لہ ماروت اور اردت کے واقعہ میں اختلاف ہے بعضوں نے ان کو فرشتہ لکھا ہے اور بعض نے انکو بابل کا بادشاہ کہتے ہیں۔

شجرۃ النسب ملوک بابل، موصل و سنوئی



ملوک قبیط یہ گروہ بھی قدیم الخلقیت تسلیم کیا گیا ہے اور باعتبار حکومت کے اس کا زمانہ دراز گزارا ہے انھوں نے اپنی سکونت کے لئے مصر اور اطراف مصر کو

پسند کیا تھا یہ ابتدائے عالم سے وہیں رہے اور اسی مقام پر انکی دولت و حکومت رہی تا آنکہ آفتاب اسلام کی روشنی نے انکی چمک و دمک کو ماندہ کر کے ان کی دولت و حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

کبھی یہ اپنے معاصرین (عراق - فرس - روم) سے مغلوب ہو جاتے تھے جبکہ یہ کمزور ہو جاتے تھے اور گاہے یہ ان پر غالب آجاتے تھے اور انکو اپنے ممالک سے نکال دیتے تھے تا آنکہ مملکت اسلام نے دولت و حکومت انکے ہاتھ سے چھین لی، کتب سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ اہل مصر اپنے بادشاہ کو فرعون کہتے تھے بعد چند زمانہ کے لغات متغیر و مختلف ہو جانے کی وجہ سے یہ اسم مجہول المعنی رہ گیا۔

مشہور قول تو یہ ہے کہ یہ نسباً حام بن نوح کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں مگر سعودی انکو نبصر بن حام کی نسل سے بتاتا ہے۔ حالانکہ توریت میں نبصر بن حام کا کچھ ذکر نہیں آیا ہے۔ البتہ مصر ایم، کوش - کنعان اور قوط کا تذکرہ آیا ہے۔ سہیلی کہتا ہے کہ قبطنی - کنعان بن حام کی اولاد سے ہیں۔ کیونکہ قبطنی مصر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور مصر نبیط یا قبطن بن نبیط کا لڑکا ہے اور نبیط - کوش بن کنعان بن حام کی اولاد سے ہے۔ ہر و شپوش بیان کرتا ہے کہ قبطنی قبطن بن لایق بن مصر کی اولاد سے شمار کئے جاتے ہیں اور اسرائیلیں کا یہ خیال ہے کہ یہ قوط ابن حام کے احلاف سے ہیں اور بعضوں کے نزدیک یہ کنفتوریم بن قبطائین کی نسل سے ہیں اور قبطائین کے معنی قبطن کے ہیں۔

سعودی کی تحریرات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ نبصر بن حام - نمرود بن کنعان کی عہد حکومت میں ارض مصر کی حکومت و سرداری کے لئے منتخب کیا گیا تھا چنانچہ اسنے وہیں سکونت اختیار کی اور وقت انتقال ارض مصر کی حکومت کی وصیت اپنے لڑکے مصر کی حق میں کی۔ اس نے اپنے دائرہ حکومت کو اسوان میں عرش اہلیہ

اور فرسیہ تک بڑھا لیا۔ اسی کی طرف یہ نثرین منسوب کی گئی اور مصر کے نام سے مشہور ہوئی اس کے جہات اربعہ میں جانب جنوب، نو بہ اور جانب شرق، شام اور شمال میں بحر زقاق اور غرب میں برقہ و نیل ہیں۔ مصر نے بڑی عمر پائی کتنی اس کے حالت حیات میں اسکے لڑکے جو اسے گئے تھے اس نے ملک و حکومت کی وصیت اپنے بڑے لڑکے قبط کے حق میں کی قبط بن مصر بھی طویل العمر ہوا یہی ابوالاقباط (قبطیوں کا باپ) ہے اسکے بعد اشمون بن مصر بعد ازاں صائم بعد ازاں اتریب کے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے بعد اتریب کے اور بلوک کے نام باسما عجمیہ تحریر کئے ہیں جنکو ہم بوجہ عجمیت احاطہ تحریر میں نہیں لاسکتے اتریب کے بعد چھہ کو ذکر کر کے تحریر کرتا ہے پس بنصر بن حام کی کثرت سے اولاد ہوئی اور اسکی نسلیں متعدد شاخوں میں پھیل گئیں اور جب اُس پر عورتیں حکومت کرنے لگیں تو بادشاہ شام۔ عالفہ سے ولید بن دوع نے ان پر حملہ کیا اور انکی خود مختاری چھین کر کے انکو اپنا باج گزار اور مطیع بنا لیا۔

علامہ ابن سعید باستشاد کتب مشارقہ تحریر کرتا ہے کہ مصر کے بعد اسکا لڑکا قبط بادشاہ ہوا اسکے زمانہ حکومت میں شداد بن برداد بن شداد بن عاونے ملک مصر پر فوج کشی کی اور نشیبی مصر پر قبضہ کر لیا۔ جب قبط اتنا لڑائی میں مارا گیا تو اسکا بھائی اتریب تخت حکومت پر بیٹھا اُس نے اپنی قوم کی گئی ہوئی قوت کو پھر مجتمع کیا اور باعانت بربر و سوڈان عرب کو مصر سے نکال کر شام کی طرف کر دیا۔ اتریب نے بہت اچھی حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں دو شہر آباد کئے ایک تو اپنے نام کا اور دوسرا شہر عین شمس، بعد اسکے بو د شیر بن قبط مصر کا بادشاہ ہوا اسکی تحریک سے ہرس مصری جیل القمر کی طرف گیا اور اُس نے بلاد الواحات وغیرہ آباد کئے۔ بعدہ عدیم بن بو د شیرزاں بعد شدات بن عدیم پھر اُس کا لڑکا منذوش

بن شدات اس نے شہر میں شمس کو از سر نو آباد کیا۔ اسکو سحر، طلسمات میں بڑا توغل تھا پھر مقلادش بن مقتادش عبدالقمر مرقیس کے بعد دیگرے حسب ترتیب تخریر بادشاہ ہوئے مرقیس اس سلسلہ کا آخری بادشاہ ہے اسکے زمانہ میں اشمون بن قبط اسکے چچا نے حملہ کر کے مصر کی عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور ایک شہر اشمون نامی آباد کیا بعدہ اشاد بن اشمون پھر صابن قبط (یہ اشاد کا چچا تھا اس نے بھی ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا) ندراس (یہ بہت بڑا حکیم تھا اس نے ہیکل زہرہ بنایا جسکو تختصر نے مسمار کیا) پھر مالیق بن ندراس تخت حکومت پر بیٹھے مالیق اس خاندان میں ایک ایسا بادشاہ ہوا جو صابہ دین کو چھوڑ کر ثوحد ہو گیا بربر اور اندلس کی طرف بڑھا اور فریح (فرانس) سے لڑا اسکے بعد اس کا لڑکا حربیا بن مالیق بادشاہ ہوا اس نے اپنی بد قسمتی سے صابہ مذہب پھر اختیار کر لیا بلاد ہند اور سوڈان و شام پر چڑھائی کی اسکے بعد کلکی بن حربیا حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔ اسکو قبلی، حلیم الملوک کے لقب سے یاد کرتے ہیں اس نے ہیکل زحل بنایا یہ اپنے بھائی مالیق بن حربیا کو ولی عہد کر کے لوہو لعب میں معروف ہو گیا اسکو اسکے لڑکے خرطیش نے حالت غفلت میں مار ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ گیا یہ بہت بڑا سفاک و بیرحم و قاتل اور ظالم تھا قبلی اسکو خلیل علیہ السلام کا فرعون کہتے ہیں اور اسکے نسبت انکا یہ خیال ہے کہ یہی اول الفراعنہ (فرعون کا اول) ہے جب اس نے اپنے اعزہ و اقارب پر دست درازی شروع کی تو اسکی لڑکی حوربانے اسکو زہر دیکر مار ڈالا اور خود قبلیوں کی بادشاہ بن بیٹھی ابراہیم جو اسکے چچا اتریب کی اولاد سے تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابراہیم شام کی طرف بھاگ کر چلا گیا پھر کنعانیوں کی امداد سے اسکے سپہ سالار جیرون کو اپنے ہمراہ لیکر مصر پر چڑھائی کی جسوقت مصر کے قریب پہنچا

حوریا جیرون کے پاس آئی جیرون اسکو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا حوریا نے کہا میں اس شرط سے تجھکو اپنی شوہریت کا اعزاز دے سکتی ہوں کہ تو ابراہس کو قتل کر ڈال اور اسکندریہ کو بنادے "جیرون کے نرم دل پر اس کا عیش غالب آچکا تھا اور وہ اس پر مفتون ہو چکا تھا اس نے اسکی دونوں شرطیں قبول کر لیں اور دونوں کو تمام پہنچا دیا لیکن حوریا نے جیرون کو بھی زہر دیدیا اور آپ بے غل و غش مستقل طور سے حکومت کرنے لگی، اس نے منارہ اسکندریہ بنوایا اور اپنے زمانہ حیات میں اپنے عم زادی ولیقیہ کو ولی عہد کیا۔ جب حوریا کا انتقال ہو گیا اور ولیقیہ تخت حکومت پر بیٹھی تو اتریب کی اولاد سے ایمین نامی ایک شخص نکلا اور وہ ابراہس کے خون کا بدلہ لینے کو مستعد ہوا اور اسی غرض سے عمالقہ کے بادشاہ ولید ابن ذومع سے جا کر ملا اور اس سے مدد چاہی، ولید ابن ذومع ایمین کے ساتھ مصر کی طرف بڑھا اور نہایت کم مدت میں اس پر قبضہ کر لیا، اسی کے زمانہ میں قبیلوں کے اتہ سے مصر کی حکومت جاتی رہی اور عمالقہ اسپر قابض ہو گئے۔ ولید ابن ذومع عیش و عشرت میں زیادہ منہمک رہتا تھا، ظفر اس کا وزیر کل کار و بار حکومت و انتظام کر رہا تھا یہ عجز مصر کے لقب سے مشہور تھا اور اس کی قائم مقامی یوسف صدیق نے کی اور وحی والہام کے ذریعہ سے قحط اور خزائن کا انتظام کیا ولید ابن ذومع کے بعد وادم بن ربان بادشاہ ہوا، اسکو قبیط دیومص کہتے ہیں۔ یوسف نے اسکی وزارت کی تھی اسی کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا بعد انتقال یوسف صدیق اسکا کارخانہ بالکل ورہم برہم ہو گیا کچ خلقی ظلم اور ہزار بادعتوں کا بانی ہوا آخر کار نیل میں ڈوب کر مر گیا بعد اس کے اس کا لڑکا معدانوس بن وارم تخت حکومت پر بیٹھا اور اس نے زہانیت کی بنا ڈالی۔ اسکے بعد اسکا لڑکا کاشم تخت نشین ہوا اس نے بنی اسرائیل کو ذلیل کیا اسی کے وقت سے بنی اسرائیل کا شمار اردن میں ہونے لگا اسکو اسکے دربان نے

مارڈالا اور اسکی جگہ پر اسکے لڑکے لاطش کو تخت نشین کیا لاطش تخت حکومت پر بیٹھتے ہی لو لعب میں مشغول ہو گیا۔ اراکین سلطنت نے اسکو تخت سے اتار کر نذر اس کی نسل سے ایک دوسرے شخص لہوب (لاہب) نامی کو تخت حکومت پر بیٹھا یہ بہت بڑا جابر تھا۔ قبط کا یہ خیال ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون ہے اور اہل اثر کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ واید بن مصعب تھا اور یہ سجا رہتا تھا رفتہ رفتہ جاں نثاروں کے فوج میں شامل ہو گیا پھر ترقی کر کے وزارت تک پہنچا اور وزارت سے بادشاہت کے رتبہ پر پہنچ گیا لیکن یہ بعید از قیاس ہے جیسا کہ ہم کتاب الاول (مقدمہ تاریخ) میں لکھ آئے ہیں۔ مسعودی کہتا ہے کہ موسیٰ کا فرعون قبطیوں میں سے تھا بعد ہلاکی فرعون، قبطیوں پر ملوک شام کا خوف غالب ہوا انھوں نے دلو کہ نامی ایک عورت کو شاہی خاندان سے اپنا بادشاہ بنایا جس نے ارض مصر پر ایک دیوار کھینچی جو حایط العجوز کے نام سے مشہور ہے دلو کہ کے بعد مسعودی نے آٹھ بادشاہوں کے نام باسما رجحی لکھے ہیں اور آٹھویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ فرعون الاعرج ہے اسکے سایہ اس میں بنی اسرائیل تھے جبکہ تختصر نے ان پر حملہ کیا تھا۔ پس تختصر مصر میں داخل ہوا اور اسکو قتل کر کے ہیا کل صابہ کو منہدم کر کے آتشکدہ بنوایا۔

مسعودی کہتا ہے کہ ابن عبدالحکم روایت کرتا ہے کہ اس بڑھیا دلو کہ نے ترورہ نامی ساحرہ کو بلوایا اور اسکے ذریعہ سے وسط شہر منف میں ایک طلسمی مکان بنوایا جس میں حیوانات ناطق (انسان) اور اعجم (غیر ناطق) کی تصویریں بنائیں جو حادثات ان تصویروں پر واقع ہوتے تھے وہ اثر بعینہ جو خارج طلسم انسان یا حیوان تھے انپر پڑتا تھا اس ذریعہ سے اہل مصر اپنے ہر مخالف کے شر و فساد سے محفوظ رہتے تھے اس نے بیس برس حکومت کی بعد اسکے درکون بطلوس نامی ایک لڑکے کا

تخت نشین کیا گیا۔ اسکے بعد ہرویس بن درکون ابلوس پھر نقاس پھر نقراس بعدہ
 مرنیا بن مینوس بعدہ آران استمارس بن مرنیا کے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے
 استمارس کے زمانہ میں سلطنت بہت ضعیف ہو گئی تھی اکثر مقامات میں بلوہ اور
 بغاوتیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں۔ خاص مصر میں چند سپاہیوں نے بہ سازش
 بعض امراء بلوہ کیا اور استمارس کو قتل کر کے بلوطیس بن مناکیل کو تخت نشین کیا
 اس نے چالیس برس حکومت کی اسکے بعد الوس بن بلوطیس بعدہ اسکا بھائی
 بنناکیل بعدہ برکت بن مناکیل کے بعد دیگرے تخت حکومت کے مالک رہے
 برکت بن مناکیل نے ایک سو بیس برس سلطنت کی اسی کو فرعون الاعوج کہتے ہیں
 اسی نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اہل قدس کو اپنا تختہ مشق بنا یا تھا
 جیسا کہ ان کا ابتدائی زمانہ باعتبار اس وعدل کے قابل تعریف تھا ویسا ہی
 آخری زمانہ ظلم و تعدی کے لحاظ سے لائق نفیر ہے۔ ابن عبدالحکم کہتا ہے کہ
 اسکے بعد مینوس بن برکت تخت حکومت پر بیٹھا بعدہ فرقون بن مینوس بادشاہ ہوا
 اور اس نے ساٹھ برس حکومت کی اسکے بعد نقاس بن مینوس بادشاہ ہوا۔ نقاس
 کے زمانہ میں ولوکہ کا وہ طلبی مکان جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے قریب منہدم ہونے کے
 ہو گیا کیونکہ ولوکہ کے بعد پھر کسی شخص میں ایسی صلاحیت اور قابلیت باقی نہ رہی جو
 اسکو وقتاً فوقتاً درست کرتا جاتا۔ نقاس کے بعد قوس بن نقاس بادشاہ ہوا اور
 ایک مدت تک حکومت کرتا رہا۔ بعد ازاں تختصر نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا
 اور بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے بنی اسرائیل بیت المقدس سے بھاگ کر
 قوس کے پاس چلے آئے قوس نے انکو پناہ دی۔ تختصر نے قوس کو اس سے
 منع کیا لیکن جب قوس نے اسکے کہنے پر عمل نہ کیا تو تختصر نے مصر کی طرف بڑھا
 اور پہلے ہی حملہ میں قوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ مصر کو لوٹ لیا چالیس برس تک

مصر ویران پڑا رہا۔ بعدہ ارمیائے مصر میں سکونت اختیار کی اور اہل مصر پھر آباد کئے گئے، بعد ازاں سلاطین فارس و روم تمام دنیا پر غالب آئے اور پھر روم اور اہل مصر میں لڑائیاں ہوئیں اہل مصر نے خراج دینا منظور کیا اور فارس و روم نے ملکر مصر کو تقسیم کر لیا۔ ایک زمانہ دراز تک نوآمین فارس و روم مصر پر حکومت کرتے رہے تا آنکہ اسکندر یونانی کا مصر پر قبضہ ہوا اس نے اسکندریہ اور آثار قدیمہ کو از سر نو بنوایا بعد ازاں قیصرہ روم۔ مصر و شام پر غالب آئے اور مصر کی حکومت اپنی طرف سے قبضہ کو وہی یہاں تک کہ اسلام کا پھریرہ کامیابی کی ہوا میں اڑتا نظر آیا۔ ان دنوں اسکندریہ اور مصر میں قبیلوں کا آخری فرمانروا دمشقس حکومت کر رہا تھا اس کا نام بروایت سہیلی جریج بن بینا تھا۔ جیسا کہ سہیلی نے نقل کیا ہے، جناب رسالت صلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو نامہ مبارک دیکر اسکے پاس روانہ فرمایا تھا پس یہ اسلام قبول کرنے پر رایل ہو گیا اور رسول مقبول صلم کی خدمت میں چند چیزیں پیش کرنا روانہ کیں، جنکو اہل سیر نے ذکر کیا ہے، منجملہ انکے ایک خمر تھا جس پر رسول مقبول صلم اکثر سوار ہوا کرتے تھے جس کا نام دل دل رکھا گیا تھا اور ایک گدھا تھا جو یغفور کے نام سے مشہور تھا اور ماریہ قبیلہ والدہ جناب ابراہیم ابن رسول مقبول صلم اور انکی والدہ اور ہمیشہ شیریں بھی تھیں جناب رسول مقبول صلم نے شیریں کو حسان بن ثابت کو مرحمت فرمایا، اور چند پالہ شیشے کے تھے جو اکثر رسول مقبول صلم کے استعمال میں رہتے تھے اور شہد مصری جو غسل الطیب کے نام سے مشہور ہے بھیجا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہر قل روم کو جب مقوقس کے ان ہایا کی اطلاع ہوئی تو اس نے مقوقس کو متہم بالاسلام کر کے ریاست مصر سے معزول کر دیا۔

مسلم نے اپنی صحیح میں بروایت ابو ذر غفاری بیان کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا فتحتم مصر او انکم مستفتحون مصر فاستوصوا با

باہلیہا خیدرا فان لہم ذمۃ ورحمۃ و صھرا (بیشک رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے
 کہ جب تم مصر کو فتح کرنا اور بیشک تم مصر کو فتح کرو گے پس مصر کے ساتھ نیکی کرنا
 کیونکہ انکو ذمہ اور رحم ہے یا صہر (وامادی) ہے۔ علامہ ابن اسحاق زہری سے
 روایت کرتا ہے کہ میں نے زہری سے کہا کہ "ما الرحم للتی ذکر" (وہ کونسا رحم ہے
 جسکا ذکر کیا گیا) زہری نے جواب دیا کہ جنابہ ماجرہ ماوراسمعیل انھیں میں سے تھیں
 اور بعض روایۃ حدیث صہر کی تقریر کرتے ہیں کہ ماریہ قبطیہ ماورابراہیم ابن رسول اللہ
 صلعم انھیں میں تھیں جنکو مقوقس نے جناب رسول مقبول صلعم کو ہدیہ بھیجا تھا۔
 طبری کہتا ہے کہ عمرو ابن العاص نے جسوقت مصر پر قبضہ کیا تو لوگوں نے
 جناب رسول صلعم کی وصیت سے انکو آگاہ کیا عمرو ابن العاص نے کہا یہ ایسا نبی ہے
 کہ جسکے حق کی نگہداشت سوائے نبی کے اور کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ نسب بعید ہے
 اور اہل مصر نے عمرو ابن العاص سے بیان کیا کہ ماجرہ نوڈی تھیں بلکہ خاندان
 سلطنت سے تھیں وہ ہمارے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی بیوی تھیں
 ہم سے اور اہل عین شمس سے لڑائیاں ہوئیں اہل عین شمس ہم پر غالب آئے
 انکے بادشاہ نے ہمارے شاہی محل کو لوٹ لیا بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور انکی عورتوں
 اور بچوں کو گرفتار کر لیا انھیں عورتوں میں ماجرہ بھی تھیں جو ابراہیم ہمارے باپ کو دیکھیں
 الغرض جسوقت مصر و اسکندریہ کی فتح اتمام کو پہنچی اور قیصر روم نے
 قسطنطنیہ میں جا کر جان چھپائی اور بقیہ قبط اس شہر اط صلح پر راضی ہو گئے جسکو
 عمرو ابن العاص نے طے کیا تھا اور اس جزیہ کا دینا قبول کر لیا جو انپر قائم کیا گیا تھا
 اسیوجہ سے مقوقس اپنی قوم کی سرداری پر بحال و قائم رکھا گیا وہ اپنے ہر کام میں
 اسلامیوں سے مشورہ کرتا تھا کبھی وہ اسکندریہ میں رہتا تھا اور گاہے منف
 (اعمال مصر) میں جا کر مقیم ہوتا تھا عمرو ابن العاص نے مقام قسطنطین پر اپنا خیمہ نصب کیا تھا

اور اسی مقام سے مصر کا محاصرہ کیا تھا مسلمانوں نے اسی مقام پر سکونت اختیار کر لی اور اس شہر کو چھوڑ دیا جہاں مقوقس رہتا تھا تا آنکہ وہ شہر ویراں و خراب ہو گیا اس شہر کے ویراں ہونے اور مقوقس کے مرنے سے قبیلوں کی دولت و حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور انکی پچھلی نسلیں اب تک باقی ہیں جنکو اہل دول اسلام اپنے مالی و انتظامی محکمہ نہیں ملازم رکھتے ہیں اور بعض ان میں سے اسلام قبول کر لیتے ہیں سلطان وقت کے نزدیک انکی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے اور سب سے بڑا رتبہ مندرجہ میں مرتبہ وزارت ہے انکے عوام الناس اسی عیسائی مذہب پر ہیں جسپر کہ پہلے تھے اور اکثر انکی قوم اطراف صغیر اور اعمال مصر میں حرفت و صنعت کرتے ہیں۔ والد غالب علی امرہ۔

عبدالرحمن بن شماسہ کی روایت باستشاد شیوخ مصر اس امر کو ظاہر کر رہی ہے کہ شہر عین شمس ہیکل شمس تھا اس میں بنائیں اور ستونین اور لوہے کی چیزیں اس کثرت سے تھیں کہ کسی اور قدیم شہر میں نہیں ہیں شہر منف ہمیشہ لوک و سلاطین مصر کا دار السلطنت رہا، فراعنہ مصر کے پہلے کے لوک بھی وہیں رہتے تھے اور بعد فراعنہ مصر بھی اسی شہر کو شان عظام کے دار السلطنت ہونے کا اعزاز حاصل رہا تا آنکہ تختہ پھرنے اُسکو ویراں و سمار کیا جیسا کہ قومس بن نقاس کے عہد حکومت کے ضمن میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔ فرعون مدینہ منف میں رہتا تھا اس شہر کے شہر ساہ کے شہر دروازے تھے اس کا شہر ساہ لوہے کا تھا اس میں چار نہریں تھیں جو فرعون کے تخت کے نیچے سے جاری تھیں۔ ابوالقاسم بن خردازہ کتاب المسالک والممالک میں تحریر کرتا ہے کہ شہر منف کا طول بارہ میل کا تھا مصر کا خراج اٹھا رہ کر و دینار فرعونی تھا دینار فرعونی تین مثقال کا ہوتا ہے اور ہر مثقال ساڑھے چار ماشہ کا۔

مصر کو مصر اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اسی شہر میں مصر بن مصر بن حام نے سکونت اختیار کی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نوح کے ساتھ کشتی میں تھا جناب نوح نے

بنی اسرائیل اس سے پہلے ہم جناب ابراہیم کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں کہ یعقوب بن اسحاق مع اپنے اسباط کے مصر میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ تورات میں مذکور ہے کہ الدجل شانہ نے انکو اسرائیل کے نام سے یاد فرمایا تھا۔ ایل کے معنی عبد کے ہیں اور اسرائیل شانہ کے اسماء صفائی سے ہے چونکہ زبان عجم میں مضاف ہمیشہ متاخر ہوتا ہے اسوجہ سے ایل آخر کلمہ ہوا اور مضاف الیہ مقدم ہوا یعقوب کا انتقال ایک سو ستاسی برس کی عمر میں مصر میں ہوا اور یوسف نے حسب وصیت آپ کے باجاءت فرعون فلسطین میں آپ کے آبائی مقبرہ میں لا کر دفن کیا بعد فراعنہ تجیز و تدفین یوسف مصر میں پھر واپس چلے آئے اور وہیں مقبرہ میں آئے کہ ایک سو بیس برس کی عمر میں آپ نے انتقال کیا اور مصر میں دفن کئے گئے۔ آپ نے وقت انتقال وصیت کی تھی کہ جب بنی اسرائیل مصر سے ارض موعود (یعنی بیت المقدس) کی طرف نکل کر روانہ ہوں تو اپنے ہمراہ آپکا تابوت بھی لے لیں یوسف کے انتقال کے بعد اسباط نے مصر میں سکونت اختیار کی تھوڑے دنوں میں انکی نسلی ترقی اسقدر ہوئی کہ قبلی انکو رشک و حسد کی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ تورات میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ فراعنہ مصر سے بعد یوسف کے تخت نشین ہوا اور وہ بنی اسرائیل کی قدر و منزلت سے ناواقف تھا وہ نہ ان کو پہچانتا تھا اور نہ انکے آبا و اجداد سے آگاہ تھا اس نے انکا خون مباح کر دیا اور ان سے خدمت کا کام لینے لگا اسکے بعد کامیوں نے یہ ظاہر کیا کہ عنقریب بنی اسرائیل میں ایک نبی ہونے والا ہے جو تمہارے ملک کا مالک اور تمہاری بربادی کا باعث ہوگا علیٰ ہذا اسی طرح اور جو کچھ اس واقعہ کے متعلق انکو معلوم تھا اس سے بتایا۔ فرعون مصر نے بنی اسرائیل کی قطع نسل کا بیڑہ اٹھایا انکے مردوں کو غورتوں سے علیحدہ کر دیا۔ لڑکوں کو قتل کرنے لگا۔ اسی حالت پر ایک زمانہ گذر گیا تا آنکہ

موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

موسیٰ علیہ السلام موسیٰ، عمران ابن قاہت بن لاوے بن یعقوب کے لڑکے تھے انکی ماں کا نام یوحانہ تھا، لاوے کی لڑکی اور عمران کی بھوپھی تھیں۔ قاہت بن لاوے جناب یعقوب کے ہمراہ مصر میں آئے تھے اور عمران صلب قاہت سے مصر میں پیدا ہوئے، عمران کی تتر برس کی عمر میں نارون اور اسی برس کی عمر میں موٹی پیدا ہوئے یوحانہ (مادر موٹی) نے بالہام الہی موسیٰ کو ایک صندوق میں گھسکر دریا میں بہا دیا۔ ہمیشہ موسیٰ دور سے کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں اتفاق یہ کہ فرعون کی بیوی معہ اپنے خواصوں کے دریا کی طرف آئی تھی، اُس نے اس صندوق کو دریا سے نکلوا یا جب صندوق کھولا گیا تو موٹی کی صورت دکھائی دی، اس کو آپ کی صورت دیکھ کر رحم آگیا۔ آپکی رضاعت کی اسکو فکر ہوئی، ہمیشہ موسیٰ نے کہا اگر تم اجازت دو تو میں ایک دودھ پلائی لادوں فرعون کی بیوی نے یہ منظور کر لیا

۱۷ لے طبری کہتا ہے کہ مادر موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تین روز دودھ پلا کر چھتے روز صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈالا تھا اور مفسرین و علماء اخبار کہتے ہیں کہ تین مہینہ تک دودھ پلا کر چھتے مہینہ میں موٹی کو اچھے کپڑے پہنا کر صندوق میں رکھ کر دریا میں بہا دیا تھا اور صندوق پر چڑھنا تھا صندوق کا بنا ہوا حربیل نامی ایک شخص فرعون کی قوم سے تھا گریا ایمان تھا۔

۱۸ اس قصہ کو دیورضین نے اس طرح بیان کیا ہے اور یہی کلام مجید کے نص صریح سے مطابقت رکھتا ہے کہ جب ابوت موسیٰ کو آسیہ زوجہ فرعون یا فرعون کی لڑکی نے دریا سے نکلوا یا اور فرعون سے بالتجا موسیٰ کو لے لیا تب اسکو انکی رضاعت کی فکر ہوئی۔ جو دودھ پلائی آئی تھی اسکا دودھ موسیٰ علیہ السلام نہ پیتے تھے تا آنکہ وہ پیر کا وقت آگیا آسیہ یا فرعون کی لڑکی کو اس امر کا خیال گذرا کہ شدت گرسنگی سے موٹی کا انتقال نہو جائے اسوجہ سے وہ بہت پریشان ہوئی جب موٹی کی بہن کو اس حالت سے آگاہی ہوئی تب انھوں نے لونڈیوں سے کہا اہل ادرکہ علی اہل بیت دیکھو نہ منکرہ ہم لہ ناصحون کیا تمہیں ایسے ان بیت کو بتلاؤں جو اسکی کفالت

موسیٰ کی بہن گیس اور اپنی ماں کو بلا لائیں۔ فرعون کی بیوی نے موسیٰ کو ان کے ماں بوجھانہ کے سپرد کر دیا جب ایام رضاعت ہو گئے اور موسیٰ فرعون کی بیوی کے پاس لائے گئے اس نے انکا نام موسیٰ رکھا اور خود انکی پرورش کرنے لگی موسیٰ نے چونکہ فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی اور یہ بات عام طور سے مشہور تھی کہ فرعون کی بی بی آسیہ یا اسکی لڑکی نے آپ کو گود لیا ہے اسوجہ سے اہل مصر آپ کا بہت لحاظ کرتے تھے لوگوں کے دلوں میں آپکا بہت بڑا رعب و داب تھا اور اسی خیال سے قبیلے آپکے ماموں ہوتے ہیں موسیٰ نے جوان ہونے کے بعد ایک روز دیکھا کہ ایک عبرانی (بنی اسرائیل) کو ایک قبیلے مار رہا ہے آپ نے مصری کو اس فعل سے روکا مگر اس نے آپ کا کچھ خیال نہ کیا موسیٰ کو غصہ آگیا اور آپ نے ایک ایسا طمانچہ اسکو مارا کہ مر گیا دوسرے روز پھر

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۸۔ منظور کر لے اور وہ اسکی نصیحت بھی کرینگے، لوتھیوں نے یہ سنکر فرعون کی بیوی سے کہا اسنے اپنے لازمین کو ہمیشہ موسیٰ کے ساتھ کر دیا اور وہ لوگ اندر موسیٰ کو بلا لائیں۔ موسیٰ نے اپنی ماں کا دودھ پا کر پینا شروع کر دیا۔ لے موسیٰ کو عبرانی زبان میں موشا کہتے ہیں اسکے معنی آب و درخت کے ہیں چونکہ موسیٰ پانی اور درختوں میں پائے گئے تھے اسوجہ سے انکا نام موشا رکھا گیا اور رازی زبان میں موسیٰ کہنے لگے۔ لے اس واقعہ سے پہلے جسوقت موسیٰ بچے تھے یہ حکایت کی جاتی ہے کہ ایک روز فرعون اپنے مجلس میں آیا آئیہ نے انکو فرعون کی گود میں دیدیا اور یہ کہا کہ یہ تیرا رکاب ہے فرعون نے کہا مجھکو کچھ اس سے سروکار نہیں ہے میں مصری ہوں یہ عبرانی رکاب ہے آئیہ اور فرعون میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ موسیٰ نے فرعون کی ڈاڑھی پر کر ایک چپت رسیدی فرعون اس حرکت سے برہم ہو کر کہنے لگا کہ یہ بنی اسرائیل کا رکاب ہے میں اسکو ڈھونڈ رہا تھا میں اسکو ضرور رارڈالونگا۔ آئیہ نے کہا کہ اسنے یہ حرکت نادانی سے کی ہے دانستہ یہ فعل اس نے نہیں کیا اگر اگر دانستگی سے اس فعل کا ترکیب ہوتا تو البتہ موجب عقوبت تھا فرعون نے اس خیال کی تردید کی تب آئیہ نے آزمائش کی غرض سے دو پشت ایک یا قوت سرنج کا اور دوسرا آگ کا بنا کر موسیٰ کے روبرو رکھ دیا موسیٰ نے حکم الہی آگ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا فرعون کو اس سے یقین ہو گیا کہ موسیٰ نے دانستگی میں یہ حرکت نہیں کی اور اس خیال کے پیدا ہو جانے سے وہ اسکی ایذا سے محفہ و نذرہ گئے۔

ایسا ہی واقعہ پیش آیا، مگر یہ کہ اس واقعہ میں دونوں بنی اسرائیل تھے موسیٰ نے شخص غالب کے زجر و توبیح سے منع کرنا چاہا، اس نے کہا "اتربا ان تقتلنی لما قتلت نفسا بالامس" (کیا تو نے ارادہ کر لیا ہے کہ مجھ کو قتل کر ڈالے گا جیسا کہ کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا) موسیٰ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اسکی خبر فرعون تک پہنچ گئی، اس نے آپ کی گرفتاری کا حکم نافذ کیا موسیٰ اس واقعہ سے مطلع ہو کر ارض مدین کی طرف نکل کھڑے ہوئے اس وقت آپ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ مدین کے قریب پہنچ کر ایک چشمہ پر دو لڑکیوں کو دیکھا اور انکے مویشیوں کو پانی پلا دیا وہ دونوں لڑکیوں نے اپنے باپ کو اس سے مطلع کیا انکے باپ نے ان میں سے ایک کا نکاح موسیٰ کے ساتھ کر دیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اکثر مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ شعیب بن نوفل

تھے یہ دونوں واقعہ موسیٰ کی چالیس برس کی عمر میں واقع ہوئے ہیں اور اس سے پہلے جب آپ میں برس کے ہوئے تو فرعون نے آپکی شادی کر دی تھی اس بیوی سے موسیٰ کے دو لڑکے حسرون اور یسعیا پیدا ہوئے اور چالیس برس کی عمر میں یہ دونوں واقعے اسی طرح واقع ہوئے کہ ایک روز خلاف معمول موسیٰ فرعون سے جدا ہو کر دوپہر کے وقت شہر منف میں وارد ہوئے منف مصر سے دہ کوں کے قاصد پر تھا اس وقت ایک قبیلہ ایک بنی اسرائیل کو مار رہا تھا موسیٰ نے قبیلہ کو اس حرکت سے روکا لیکن جب اسنے آپ کا کچھ خیال نہ کیا تو آپ نے اسکے سینہ پر ایک تھپکی دی دی اتفاق سے اسکا اثر اس کے قلب پر پہنچا اور وہ مر گیا فرعون کو جب قبیلہ کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی تو اس نے قاتل کی تفتیش کا حکم دیا موسیٰ نے خوف و بیم میں یہ رات گزارنی اور وہیں رہ گئے مصر میں نہ آئے اتفاق سے دوسرے روز پھر ایسا ہی قصہ پیش آیا کہ اسی بنی اسرائیل کو دوسرا قبیلہ مار رہا تھا آپ نے قبیلہ کو روکا قبیلہ نے کہا تو بڑا جاہر معلوم ہوتا ہے کل تو ایک کو مار چکا ہے آج تو نے میرے مارنے کا ارادہ کیا ہے موسیٰ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس نے فرعون کو جا کر کل واقعہ سے مطلع کر دیا۔

۱۰ اہل مدین۔ مدین ابن ابراہیم کی اولاد سے تھے۔

بن عقیل بن مدین بن علیہ السلام نبی تھے اور طبری کہتا ہے کہ جس نے موسیٰ کا عقد اپنی لڑکی سے کیا تھا وہ رعویل (جو مدین کے عالموں سے تھے) ہیں انکا نام بیتر تھا اور حسن بصری کا یہ بیان ہے کہ شعیب بنی مدین کے سردار تھے۔

الفصلہ موسیٰ نے اپنے خسر شعیب کے پاس قیام کیا اور عبادت الہی میں مصروف ہو گیا تاکہ اسی برس کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ کے بھائی ہارون پر نزول وحی ترسی برس کی عمر میں ہوئی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے آنکو فرعون کی طرف بھیجا کہ وہ بنی اسرائیل کو مملکت قبط و جو فرعون سے نکال کر ارض مقدسہ کی طرف لیجائیں جس کے دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم و اسحاق و یعقوب سے کیا تھا۔ چنانچہ موسیٰ و ہارون فرعون کے پاس گئے اور بنی اسرائیل کو دین حق کی دعوت دی وہ لوگ ایمان لائے اور انکی اتباع کی پھر فرعون سے بنی اسرائیل کے آزاد کرنے کو کہا موسیٰ نے معجزہ عصا کا دیکھا یا اس نے اسکو جھٹلایا ساحروں کو جمع کیا پھر سب ساحر موسیٰ پر ایمان لائے جیسا کہ قرآن میں منصوص ہے۔

(مترجم) تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جبوقت موسیٰ ارض مدین میں پھرنے اور ایک چشمہ پر بیٹھ گئے دیکھا کہ لوگ گروہ کے گروہ آتے ہیں اور اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر پیتے جاتے ہیں ماسوائے دو عورتیں کچھ قائلہ پر کھڑی تھیں اور اپنے مویشیوں کو نہروک رہی ہیں موسیٰ نے انسے اسکی وجہ دریافت فرمائی انھوں نے جواب دیا کہ جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر نہ چلے جائیں گے اسوقت ہم اپنے مویشیوں کو پانی نہ پلا سکیں گے ان کا بچا ہوا پانی ہم اپنی مویشیوں کو پلاتے ہیں ہمارا باپ عنیف ہے اس سے کچھ کام نہیں ہو سکتا موسیٰ کو انکی بلکسی پر رحم آیا اور کنوئیں کے منہ سے اس پتھر کو اٹھا کر انکی مویشیوں کو پانی پلا دیا جسکو کئی آدمی ملکر اٹھایا کرتے تھے لڑکیوں نے نوٹا کر اپنے باپ سے اس واقعہ کو بتلایا اور ایک ان میں سے اپنے باپ کے کہنے سے موسیٰ کے

بلانے کو آئی اور موسیٰ سے کہا، چاہو تم کو ہمارا باپ اس اپنی پلانے کی اجرت دینے کو
 بلاتا ہے، موسیٰ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اُس کے پیچھے پیچھے چلے جب ہوا سے
 اُس کا کپڑا اڑنے لگا تو آپ نے کہا کہ تم مجھ کو پیچھے سے رہبری کرو میں تمہارے آگے
 چلتا ہوں۔ الغرض موسیٰ شعیب کے پاس پہنچے اور اپنا کل ماجرا کھ سنا یا
 شعیب نے کہا۔ لا تخف نجوت من القوم الظالمین بعد اُس کے اسی لڑکی نے
 اپنے باپ شعیب سے کہا کہ اُسے باپ اسکو اسکے کام کی اچھی مزدوری دینا یہ
 بڑا قوی اور امین ہے، شعیب نے کہا کہ تو نے اسکے قوت کا اندازہ تو اُس کے
 پتھر اٹھانے سے کیا مگر اسکے امین ہونے کا تجھ کو کیسے یقین ہوا لڑکی نے جواب اسکے
 راستہ میں ہمراہ آنے کا قصد بیان کیا شعیب نے موسیٰ سے کہا کہ میرا یہ ارادہ ہے
 کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں بعض
 اس مہر کے کہ آٹھ برس میری مزدوری کر دو اور اگر دس برس پورے کر دو گے
 تو اور زیادہ مناسب ہو گا، میں تم پر جبر نہیں کیا چاہتا موسیٰ اس شرط پر راضی ہو گئے
 جب شام ہوئی اور کھانا سامنے لایا گیا تو موسیٰ نے کھانے سے انکار کیا اور یہ کہا
 کہ ہم ایسے اہلبیت سے ہیں کہ اعمال آخرت پر اجرت نہیں لیتے شعیب نے جواب دیا
 کہ وہ اُسکی مزدوری نہیں ہے بلکہ یہ ہماری اور ہمارے آبا و اجداد کی عادات میں
 داخل ہے، موسیٰ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ شعیب نے انکا نکاح
 اپنی لڑکی صفورا سے کر دیا، جسے پانی پلانے کا ماجرا بیان کیا تھا اور موسیٰ کو اپنے ہمراہ
 لے گئی تھی شعیب نے اُس سے کہا موشیوں کے مانگنے کیواسطے ایک لکڑی لا دو
 صفورا ایک لکڑی اٹھا لائی جسکو ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر رکھ گیا تھا
 شعیب نے اُسکو ٹوٹا دیا مگر صفورا جب لکڑی لاتی تھیں وہی عصا لاتی تھیں آخر
 موسیٰ اور شعیب میں اس عصا کے لینے میں بحث ہو گئی اور اس امر پر یہ قضیہ ختم ہوا

کہ پہلے جو شخص ملے وہی منحصر علیہ ہو۔ حکم الہی سے وہی فرشتہ پھر بصورت آدمی آیا اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ اسکو زمین پر ڈال دو اور جو شخص تم دونوں آدمیوں میں سے اٹھائے وہی اسکو لے دو۔ دونوں بزرگ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے، پہلے شعیب نے لکڑی کو اٹھانا چاہا لیکن مجبور رہے اور موسیٰ نے جب اٹھانے کا قصد کیا تو اٹھا لیا دس برس تک موسیٰ شعیب کے یہاں مزدوری کرتے رہے گیارہویں سال جاڑے کے موسم میں اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر شعیب سے رخصت ہو کر مصر روانہ ہوئے پانچ روز کا راستہ طے کر کے جب طور سینا کے قریب پہنچے تو شب تاریک ہونے کی وجہ سے راستہ بھول گئے موسیٰ نے ہر چند حقائق سے آگ جلانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے پریشان ہو کر خاموش ہو رہے جب ایک حصہ رات کا گزر گیا تو طور سینا پر کچھ روشنی نمودار ہوئی جسکو یہ آگ سمجھ کر اپنی بی بی سے بولے تم ہمیں بھی رہو میں اُس طرف جاتا ہوں شاید وہاں پر آگ بجائے یا راستہ کا پتہ چل جائے موسیٰ یہ کھکر طور سینا کی طرف بڑھے جس قدر جناب موصوف آگ کے قریب جاتے تھے اسی قدر آگ دور ہوتی جاتی تھی موسیٰ کو اس واقعہ سے سخت حیرت دامنگیر ہوئی کیونکہ آگ بغیر دھواں کے جس درجہ تیز و روشن ہو رہی تھی اسی قدر درخت سرسبز اور ہر اہر انظر آ رہا تھا موسیٰ کچھ سوچ سمجھ کر تھمکے اور جھجک کر ٹوٹے ٹرائی انا لاہ رب العالمین کی نذرانہ ٹھہر گئے، تھوڑی دیر تک بیہوشی کی حالت میں رہے جب ہوش میں آئے تو جناب باری نے فرمایا اخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی (تو اپنے جوتے کو اتار ڈال بیشک تو زمین پاک میں ہے) علماء تفسیر حکم خلع نعلین کی یہ وجہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جو شیاں مردہ گدھے کے چڑے کی تختیں لیکن یہ تاویل ہی تاویل ہے اصل یہ ہے کہ شرافت و تعظیم کے لحاظ سے یہ حکم ہوا تھا بہر کیف موسیٰ نے بحکم باری جو اتار ڈالا جناب باری عز اسمہ نے اُنکو پہلے

اصول توحید کی تعلیم اور شریعت کو بتایا بعد ازاں نبوت مرحمت فرمائی اور ثبوت نبوت کے لئے معجزے دینے کی ضرورت ہوئی تو یہ ارشاد فرمایا **اوما تلک یمینک یا موسیٰ** (تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ) موسیٰ نے عرض کی **ھی عصا** (یہ میرا عصا ہے) **انکو کو علیہا و اعشش بها علی غمی ولی فیہا ما رب اخری** (میں اسپرٹیک لگانا ہوں اور برکریوں کے واسطے اس سے پتیاں درختوں کی توڑتا ہوں اور اس سے جھکڑ بہت سے کام اور بھی ہیں) **علما تغیبہ** (اس مقام پر ایک لطفہ دلچسپ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ موسیٰ نے صرف اس سوال پر کہ یہ کیا چیز ہے اتنا بڑا جواب کہ **میں اسپرٹیک لگانا ہوں اور برکریوں کے واسطے پتیاں توڑتا ہوں اور جب اتنے کتنے پرتسکین نہ ہوئی تو یہ کہا کہ اس سے جھکڑ اور بہت سے کام ہیں** وہ وجہ سے دیا ایک تو یہ کہ جناب باری عزاسمہ سے شرف تکلم دیر تک حاصل رہے اور دوسرے یہ کہ شائد بوجہ بشریت یہ خیال پیدا ہوا کہ جو تا تو پہلے اُتروا دیا گیا ہے کہیں یہ لکڑی بھی ہاتھ سے پھینک دینے کا نہ حکم ہو جائے حالانکہ ایسا ہی ہوا کہ جناب باری نے یہ جواب سن کر فرمایا **القیایا موسیٰ** (اے موسیٰ اسکو چھوڑ دے) موسیٰ نے جوں ہی حکم باری عصا کو زمین پر پھینکا ویسا ہی وہ ایک اڑوہے کی شکل میں پھینکا ریاں اترنا نظر آیا موسیٰ ڈرے اور پیچھے ہٹے حکم ہوا **کچھ خوف نہ کرو**

۱۰ اصول توحید یہ ہیں کہ اللہ کا کسی شریک نہ کرنا اُسکی ذات میں نہ اُسکی صفات ذاتیہ میں چنانچہ اسکو جناب باری نے ایک مقام پر فرمایا **انا اللہ لا اله الا انا** (بیشک میں اللہ ہوں اور کوئی اللہ سوائے میرے نہیں ہے) فرمایا ہے اور دوسرے مقام پر فرمایا **انا اللہ رب العالمین** (بیشک میں اللہ ہوں سارے عالم کا پروردگار) ارشاد کیا ہے۔
۱۱ شریعت کی تکمیل یوں فرمائی کہ پہلے عبودیت کو کہا بعد ازاں لازمی عبودیت یعنی اطاعت کی تعلیم کی پھر اعتقاد درست کیا جیسا کہ آیت **فا عبدنی و اقمہ الصلوٰۃ لذكرتی** (میری عبادت کرو اور نماز قائم کر میرے ذکر کے لئے) اور ان **الساعة ایتہ** (بیشک قیامت آنے والی ہے) سے استفادہ مفہوم ہوتا ہے۔

آگے بڑھو اس کو ماتمہ تو گناہ اس کو پھرم پہلی ہی حالت میں کر دیں گے، موسیٰ نے یہ
 سکر اتر دے کی طرف اٹھا بڑھایا اور اس کی گردن کپڑی وہ پھر عصا ہو گیا بعد ازاں
 حکم ہوا کہ تم اپنے ماتمہ کو جیب میں چھپا کر نکالو وہ روشن اور سفید ہو جائیگا کسی بیماری سے
 نہیں بلکہ کرامت و انجائزہ ہے۔ جب موسیٰ اس حکم کی تعمیل سے فارغ ہو چکے اور یہ
 دونوں معجزے (یعنی عصا کا اترنا ہو جانا اور یہ میضیا) محبت ہو گئے تو ارشاد ہوا
 فذاتک بہانان من ربک الی فرعون وعلیہ انتم کانوا قوما فاسقین
 (پس یہ تیرے رب کی دو دلیل و علامتیں ہیں فرعون اور اس کے گروہ کی طرف بیشک
 وہ لوگ نوم فاسق ہیں) موسیٰ نے گزارش کی رب الی قلت عنہم نفسا فاحاف
 ان یقتلون (اے اللہ میں نے ان میں سے ایک شخص کو مار ڈالا ہے میں ڈرتا ہوں
 کہ کہیں وہ مجھ کو مار نہ ڈالیں) اس وجہ سے میرے بھائی ہارون کو بھیج دے مجھ سے زیادہ
 فصیح ہے جناب باری نے آپ کی یہ التجا منظور فرمائی اور انکو بھی نبوت حمت فرمائی
 بنظر تسلی و تسکین ارشاد فرمایا و یجعل لکما سلطانا زیم تم دونوں کو غلبہ و قوت حمت
 کریں گے، فاذ یصلون الیکہما بایاتنا ریس وہ لوگ (یعنی فرعون اور اس کی قوم)
 تم کو کچھ عزت نہ پہنچا سکیں گے ساتھ نشانوں ہمارے کے، انما و من اقبعا کما
 الغالیون تم اور تمہارے اتباع کرنے والے اپنے غالب ہو جائیں گے) موسیٰ نے
 جب اپنی ہر طرح سے تسلی کر لی اور ہر صورت سے آپ کو اطمینان ہو گیا تو آپ پورے
 سے لوٹے اور اپنی اہلیہ کو لیکر روانہ ہوئے بعد نئے منازل رات کے وقت مہر میں پہنچے
 اور اپنی مکان میں جا کر فروکش ہوئے مگر نہ گھڑاے موسیٰ کو پہچان سکے اور نہ موسیٰ نے
 ان لوگوں کو پہچانا، صبح کے وقت کھانے پر ہارون نے آپ کا نام و نشان دریافت کیا
 تو معارف ہوا کہ ہاتھوں کے پھڑکے ہوئے بھائی موسیٰ ہیں دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے
 معاندت کیا اور موسیٰ نے اپنی سرگذشت کہہ سنائی۔

بعض مورخین تحریر کرتے ہیں کہ موسیٰ طور سینا پر سات روز تک رہے ان کے زمانہ عدم موجودگی میں چند چرواہے مدین کے طور کی طرف آئے اور آپ کی بیوی کو ان کے باپ شعیب کے پاس بھیجا بعد ازاں موسیٰ طور سے واپس ہو کر تنہا مصر کو روانہ ہوئے پھر بعد غرق فرعون آپ کی بی بی کو شعیب نے آپ کے پاس پہنچا دیا۔ اکثر علماء تاریخ اپنے اپنے مصنفات میں یہ بھی شہادت دے رہے ہیں کہ موسیٰ کے مصر میں پہنچنے سے پہلے اردن پر وحی نازل ہو چکی تھی اور ان کو حکم مل گیا تھا کہ موسیٰ مصر کی طرف آ رہے ہیں تم ان کے ہمراہ فرعون کے پاس ادا کے رسالت کو جانا چنانچہ مارون مصر سے باہر موسیٰ کو ملے اور جب موسیٰ نے کہا کہ ہکوالہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف رسول کر کے بھیجا ہے تم ہمارے ساتھ چلو تو مارون نے اس قول کی تائید کی اور اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوئے اور رات ہی کو فرعون کے دروازہ پر جا کر دستک دی تھی۔ والدا علم

موسیٰ کو اسی برس کی عمر میں اور مارون کو تیرا سی برس کی عمر میں نبوت مرحمت ہوئی تھی پہلے ان دونوں بزرگوں نے بنی اسرائیل پر اپنی رسالت و نبوت کو ظاہر کیا جب وہ لوگ ایمان لائے اور آپ کے پیرو ہوئے تو فرعون کے پاس گئے۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ دو برس تک یہ دونوں بھائی فرعون کے مکان آتے جاتے رہے مگر اندر داخل ہونے پاتے تھے اتفاق وقت سے ایک روز فرعون کے دربار میں ایک مسخرہ بیٹھا ہوا تھا وہ اثناء کلام میں جبکہ فرعون اپنی کبریائی کا اظہار کر رہا تھا بول اٹھا کہ یہ عجیب بات ہے کہ تم خدائی کا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم کو اسکی خبر بھی نہیں کہ تمہارے دروازہ پر مدت سے ایک شخص آیا ہوا ہے جو اپنے کو الہا کا رسول کہتا ہے فرعون یہ سن کر سخت برہم ہوا اور اس نے انکو دربار میں بلایا جسوقت یہ دونوں بھائی دربار میں پہنچے مسخرہ نے دیکھ کر کہا۔ اے لو! میں

گل دیگر شگفت، میں تو ایک ہی شخص سمجھا تھا یہ تو دو نکلے الغرض موسیٰ و ہارون نے فرعون کے پاس پہنچ کر کہا ”انا رسول رب العالمین ان ارسل معنابی اسرائیل“ (ہم پروردگار عالم کے بھیجے ہوئے ہیں پیام یہ سے کہ ہمارے ساتھ نبی اسرائیل کو بھیج دے) فرعون نے موسیٰ کو زبان کی لگنت سے پہچان لیا اور بنظر حقارت استفہام کے لہجہ میں بولا ”المر نربک قینا ولیدنا کیا تیری لڑکپن سے ہمارے یہاں پرورش نہیں ہوئی؟“ ولبت قینا من عمرک سنین (اور کیا تو چند سال ہمارے یہاں نہیں رہا ہے؟) و فعلت فعلتک اللتی فعلت وانت من الکافرین (اور کیا تو نے وہ کام جو کیا تھا تو نے اور اب اسکے چھپا نیوالوں سے ہے؟) موسیٰ نے جواب دیا فعلتھا اذا وانا من الظالمین (ہاں میں نے اُس وقت وہ کام کیا تھا اور میں خطا کار نہیں تھا) ففردت منکم لما خفتکم قوہب لی ربی حکما وجعلتی من المسلمین (لیکن تمہارے خوف سے میں بھاگ گیا تھا پس دی میرے رب نے مجھ کو سمجھ اور کیا مجھ کو پیغمبروں میں سے) فرعون کو یہ سن کر تعجب ہوا کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھ رہا تھا اسی وجہ سے اُس نے پھر استفسار کیا تو ما رب العالمین ”رب العالمین کی ماہیت کیا ہے؟“ موسیٰ نے فرمایا ”رب السموات والارض وما بینہما ان کنتہ موقنین“ (وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو چیز کہ ان کے درمیان میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو) فرعون کو اس کلام سے اور زیادہ تعجب ہوا اُس نے اپنے ہمیشوں سے مخاطب ہو کر کہا الا تسمعون (کیا نہیں سنتے تم؟) موسیٰ نے اُن کے اس استعجاب کے رفع کرنے کی غرض سے یہ کہ فرعون کے مصاحبین کے اس استفسار کے جواب میں کہ ”اے موسیٰ جسکی طرف ہر کوئی جاتے ہے وہ کون ہے ارشاد فرمایا ”ربکم ورب ابائکم الاولین“ (خدا تمہارا ہے اور تمہارے اگلے باپوں کا خدا ہے) فرعون نے اپنے جلسوں سے کہا ان رسولکم الذی

اور سل الیوم لجنون (بیشک یہ پیغمبر تھا راجو تمھاری طرف بھی گیا ہے دیوانہ ہے)
 موسیٰ انکی تا جھیں سے جھلا کر پھر لوے رب المشرق والمغرب وما بینہما
 ان کنتم تعقاون (پروردگار مشرق اور مغرب کا ہے اور اس چیز کا ہے
 جو آنکے درمیان میں ہے اگر تم کچھ سمجھتے ہو) فرعون کو یہ سن کر غصہ آ گیا اور اسنے
 طیش سے کہا لئن اتخذت الهاغیری لاجعلنک من المسجونین
 (اگر میرے سوا کسی اور کو خدا بنا سنے گا تو بیشک میں تجھکو قید کردونگا) موسیٰ نے
 فرمایا کہ اگر میں اپنے اس دعویٰ کی شہادت میں کوئی ظاہر اور روشن معجزہ پیش کروں
 فرعون نے کہا فانت بھمان کنت من الصادقین (اگر تجھ کو دعویٰ ہے تو
 اسکو دکھا) موسیٰ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا فوراً اسی گز کا اژدہا بن گیا اور اپنے ہاتھ کو
 بغل میں سے پھینچ لیا سنا یہ بیضا ظاہر ہو گیا۔ بعد ازاں فرعون کے کھنسنے سے موسیٰ نے
 اژدہ کو پکڑ لیا وہ پھر عصا ہو گیا اور ہاتھ کو بغل کی طرف لے گئے وہ بھی اصلی حالت پر ہو گیا
 حالانکہ موسیٰ کے مزاج میں سختی زیادہ تھی بایں خیال جناب باری نے موسیٰ کی طرف وحی
 نازل فرمائی کہ فرعون سے سختی و درشتی سے باتیں نہ کرو بلکہ نرمی سے ہمکلام ہو شاید اسپر
 ہمارا کچھ خوف غالب ہو اور راہ راست پر آجائے موسیٰ و ارون علیہما السلام
 فرعون کے پاس پھر گئے اور اسکو سمجھانے لگے "اگر تو یہ چاہے گا کہ تیرے شباب کا عمد
 لوٹ آسے تو میں تجھ کو از سر نو جوان کردونگا اور اگر تیری یہ خواہش ہے کہ ہمیشہ تو
 بادشاہت کرتا رہے تو میں اللہ سے دعا کرونگا تجھ سے تیری بادشاہت کبھی نہ چھینی
 جاوے گی اور جب تو اس جہان گزران سے دارالبقا کی طرف جائیگا تو نہایت وسیع

۱۔ بعض مورخین نے تحریر کیا ہے کہ اس اژدہ کا منہ اسقدر بڑا تھا کہ ایک کلہ اسکا زمین پر عتقا
 اور دوسرا کلہ اسکا فرعون کے کندھے محل پر۔ فرعون پر اس اژدہ کو دیکھنے سے ایسا خوف غالب ہوا
 کہ اسکا پاتھ نہ خطا ہو گیا تقریباً بیس روز تک اسکو دست آیا کئے۔

اور عمرہ جنت پائے گا لیکن ان سب کے ساتھ شرط یہ ہے کہ تو خدائے برحق دیکھا پراہمانی
اور میرے رسول ہونے کی شہادت دے۔ ”فرعون یہ باتیں سن کر کچھ راضی سا ہو گیا
اور اس نے اپنے وزیر ہامان کو بلا بھیجا ہامان اس سے زیادہ کفر و زندقہ میں تبرا ہوا تھا
اس نے آتے ہی یہ باتیں سن کر کھربا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج تک تو خدائی
کر رہا تھا لوگ تیری پرستش کرتے تھے اور آج تو موسیٰ کے کہنے سے اسکے خیالی خدا
کی عبادت کرے گا اور خدائی کر کے بنوں میں شامل ہوگا۔ ”فرعون اس گفتگو کو
سن کر اپنے خیال پر تادم ہوا ہامان نے حضاب ایجاد کر کے فرعون کے بال سیاہ کرنے
اور اس طور سے اسکی خواہش جوانی پوری کر دی فرعون پہلا شخص ہے کہ جینے
اپنے بالوں کو سیاہ و ستمہ سے رنگا۔ فرعون کو ہامان کی باتوں سے اطمینان ہو گیا
مگر ساتھ ہی اسکے یہ خیال گذرا کہ میرے مصاحبین موسیٰ کی چٹی میں نہ آجائیں
اسوجہ سے اس نے اپنے جلسوں کو خضاب کر کے کہا ”انہی ہذا الساحرۃ علیہم
(بیشک یہ دانا جادوگر ہے) یدید ان یخربکم من ارضکم لبعیثہا فیما اذا
تأمر وینا (یہ چاہتا ہے کہ تم کو کھمار ہی زمین سے بزور اپنے جادو کے نکال دے
پس کیا کہتے جاتے ہو) درباریوں نے یہ رائے دئی (رحبہ واخلاء والبعثہ
فی المدائن حاشرتہ) (اسکو اور اسکے بیوانی کو لیتا و لعل میں ڈال دے اور
جادوگروں کے شہروں میں آدمیوں کو بھیج دے) یا لوک بکل سمحار علیہم
(تیرے پاس لائیں وہ ہر دانا جادوگر کو) فرعون نے درباریوں کی رائے
پسند کی اور ایک مہینہ و مقررہ وقت میں تشریف بہتیرا تحقیق و بروایت دیگر
پندرہ ہزار یا تیس ہزار ساحروں کو جمع کر کے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو بلوایا
موسیٰ نے ساحروں سے کہا ”جینے سے تم لوگ خدا کا کچھ خوف نہیں کرتے اور
یہ مصنوعی تماشا لیکر آئے ہو۔ ساحروں نے موسیٰ کو نہایت عیارت کی نگاہ دینی

دیکھ کر آپ کی باتوں کا جواب تک نہ دیا اور فرعون سے کہنے لگے ائن لنا لاجرا
ان کنا نحن الغالبین تم کو اجرت ملے گی؟ اگر ہم ان پر غالب ہو گئے (فرعون نے
کہا) نعم وانکم اذا لمن المقتربین (ان بیشک تم اس وقت مقربوں میں سے ہو گے
یعنی میں تم کو اپنی مصاحبت کی عزت دوں گا) ساحرین یہ سکر بہت خوش ہوے
اور تیاریاں کرنے لگے موسیٰ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جو کچھ کرتے دکھاؤ
دکھاؤ۔ ساحروں نے بعض فرعون انا نحن الغالبون (فرعون کے اقبال سے
بیشک ہم ہی غالب ہو گئے) کہہ کر اپنی رسیاں اور لٹھیاں زمین پر ڈال دیں جو عام
آدمیوں کے نظروں میں سانپ اور اژدہ نظر آنے لگے موسیٰ نے بھی بالہام باریکا
اپنا عصا زمین پر ڈال دیا وہ ان سب سے آنا بڑا اژدہ بنا گیا کہ ان سب کو نگل گیا۔
بعد ازاں موسیٰ نے اسے اپنے ہاتھ مبارک میں لے لیا وہ پھر عصا ہو گیا۔ مومنین
لکھتے ہیں کہ فرعون کے ساحروں کا استاد ایک اندھا ساحر تھا اس سے اسکے ہمراہیوں نے
یہ اجرا بیان کیا اس نے بیاختہ یہ بیان کر دیا کہ یہ سحر نہیں ہے اور بے اختیار
سجدہ میں گر پڑا اسکے شاگردوں نے بھی اسکی اتباع کی اور سب کی زبان ہو کر کہنے لگے
اننا رب العالمین رب موسیٰ و ہارون ایمان لائے ہم پروردگار عالمیوں پر
جو پروردگار موسیٰ اور ہارون کا ہے، فرعون یہ واقعہ دیکھ کر جھلا اٹھا اور غصہ سے
کہنے لگا تم لوگ میرے بغیر اجازت اسپر ایمان لائے وہ تمہارا بڑا استاد ہے
اسی نے تم کو جادو سکھلایا ہے تم اپنی اس خود رانی کا ذائقہ چکھو گے میں پہلے تمہارے
ہاتھ پانوں کاٹ ڈالوں گا بعد اسکے تم سب کو سولی دوں گا، ساحروں نے کہا کہ ہم کو
اسکی پرواہ نہیں ہے تیری اس دھمکی سے ہم اپنے اللہ سے نہ پھیریں گے ہم کو امید ہے
کہ وہ ہماری خطائیں بخشے گا اسوجہ سے کہ سابق الایمان ہیں "فرعون کو انکی باتوں پر
اور زیادہ غصہ آیا اور اسنے دوسرے وقت ان سچا رونکو سولی دیدی۔

یہ اللہ کی شان و کبریا کی تھی کہ اول وقت تو وہ کفار تھے اور موسیٰ سے معارضہ کرنے آئے تھے اور فرعون سے انعام و اکرام کے خواستگار ہوئے تھے اور دوسرے وقت شہداء میں داخل ہو گئے بغیر کسی عیب کے ہوئے سیدہ جنت میں چلے گئے۔

عام اور خون کا یہ خیال ہے کہ خرقیل بھی اسی دن انھیں ساحروں کے ساتھ شہید کیا گیا تھا اس نے انکو علانیہ ایمان لانے ہوئے دیکھ کر ایمان ظاہر کر دیا تھا اور بعضے یہ کہتے رہے ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے وہ ایمان اپنا ظاہر کر چکا تھا مگر سولی اُسکو اتنے ساتھ دی گئی۔ خرقیل کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے، کوئی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل سے تھا اور کوئی اُسکو فرعون سے بتاتا ہے اور کوئی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ تجارتی تھا اسی نے تابوت بنایا تھا جس میں جناب موسیٰ بسندہ کر کے نیل میں ڈالے گئے تھے۔ بعد اسکے ایک دوسرا واقعہ جگر گدازہ ہوا کہ پہلے ماشط نامی ایک عورت کو موہ اُسکے لڑکے کے فرعون نے تنور میں ڈال دیا سو جہ سے اُس نے بھی اپنا ایمان ظاہر کر دیا تھا بعدہ اپنی بی بی آسیہ پر بھی اسقدر تشدد کیا کہ اُنکا بھی انتقال ہو گیا انھوں نے حالت تشدد میں جناب باری میں یہ عرض کی کہ رب ابن لی عندک بیتانی الجنة ونجینی من فرعون وعملہ ونجینی من القوم الظالمین (اسے پروردگار میرے لئے اپنے پاس ایک جنت میں گھبرنا دے اور مجھکو فرعون اور اُسکے کاموں سے نجات دے اور نجات دے مجھکو قوم ظالمین سے) اللہ جل شانہ نے اُنکی یہ دعا قبول فرمائی اور انکے آنکھوں سے پردہ اٹھا لیا بی بی آسیہ جنت کو دیکھ کر مسکرائیں فرعون نے کہا یہ اجرا دیکھو کہ اسپر عذاب کیا جاتا ہے اور یہ ہنس رہی ہے۔ آسیہ نے کچھ جواب نہ دیا اور صبر و شکر کرتی ہوئیں اسی عذاب و تشدد کی حالت میں انتقال کر گئیں۔

ان واقعات کے بعد عام طور سے آدمیوں پر فرعون کا عیب غالب ہو گیا اور

اہم حقانیت کی وجہ سے موسیٰ کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے فرعون نے عام لوگوں کے
 خیال تقسیم کرنے کی غرض سے اپنے وزیر ہامان سے کہا "بھکویہ گمان پیدا ہو رہا ہے
 کہ موسیٰ (عیاذ باللہ) جھوٹا ہے تم میرے لئے ایک بلند اور اونچا محل بناؤ تاکہ
 اسپر چڑھ کے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں" ہامان نے سات برس کے عرصہ میں کئی
 امینوں اور چوٹوں سے ایک بلند مکان بنوایا فرعون کو اسپر چڑھنے کی نوبت تک
 نہ آئی اللہ جل شانہ کے حکم سے اُسکی دیواریں شق ہو گئیں اور وہ مکان گر پڑا۔
 فرعون کو اس سے اور زیادہ غصہ آیا اور وہ بنی اسرائیل کو زیادہ ستانے لگا
 بنی اسرائیل موسیٰ کے پاس آئے اور اسکے ظلم کی شکایتیں کرتے تھے مگر جناب ہوشی
 بھی فرماتے تھے استعینوا باللہ واصرط ان العاقبہ للمتقین (اللہ سے
 مدد مانگو اور برداشت کرو بیشک آخرت کی بھلائی پر سہزگاروں کے لئے ہے)
 ان واقعات کے بعد فرعون نے موسیٰ کو جھٹلانے اور بنی اسرائیل کی تکلیف دہی
 میں زیادہ توجہ کی کوئی دقیقہ انکے ستانے کا فرو گذاشت نہ کرنے لگا پس حکم برآں
 عز اسیر فرعون اور اُسکی قوم کو دس مشکلات یکے بعد دیگرے پیش آئیں جو ہر ایک
 ۱۵ علامہ ابن اثیر نے اس میں چھ کو ذکر کیا ہے۔ اول طوفان آیا مدتوں متواتر پانی برسنا رہا
 کئی چیزیں پانی میں غرق ہو گئیں جب فرعون نے زیادہ پریشان ہوئے تو موسیٰ کے پاس گئے
 اور کہا کہ یہ عذاب اگر تم سے اٹھایا جائے گا تو ہم ایمان لائیں گے موسیٰ نے دعا کی اور وہ غل
 جاتا رہا مگر یہ ایمان نہ لائے۔ دوسرے ٹہریاں آئیں اسوقت بھی فرعون نے یہی حال چلے تیسرے
 جنگلی جو سب سے پیدا ہوئے کہ کئی گھیتوں اور اجاروں کو برباد کر دیا موسیٰ سے
 پھر التجا کی گئی اور یہ عذاب اُنکے سروں سے جاتا رہا اور وہ ایمان نہ لائے۔ چوتھے بید کو نکا
 عذاب آیا یہ اس کثرت سے نمایاں ہوئے کہ فرعونوں کے گل برتن اور مکان بھر گئے موسیٰ سے
 پھر عرض کرنے لگے اور یہ عذاب دفع ہو گیا مگر وہ اپنے کفر پر بدستور قائم رہے۔ پانچویں اُن پر

موسیٰ کی دعا سے رفع ہوئی گئیں۔ تا آنکہ موسیٰ کو معہ بنی اسرائیل کے مصر سے ہجرت کا حکم ہوا تو ریت میں لکھا ہے کہ وقت روانگی بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہر خاندان واک بکرے یا دنبے کی قربانی کریں اگر مستطیع نہ ہوں تو اپنے ہمسایہ کے ساتھ شریک ہو جائیں اطراف رہا تھے و پانوں اور سر کے سوا اور باقی گوشت کھائیں یعنی انکی ہڈی نہ توڑیں علامت کی غرض سے چلتے وقت اُس کا خون دروازوں پر لگا دیں گھر کے باہر کوئی چیز نہ چھوڑیں روز روانگی اور اسکے بعد سات دن تک نان فطیری کھائیں اور فصل ربیع کے چودھویں روز مصر سے ارض مقدسہ کی طرف رات کے وقت عصائیں ہاتھوں میں لئے ہوئے بوڑھے جوان لڑکے حسب ترتیب نکلیں اور جو کچھ رات کے کھانے سے بچ جائے اُسکو جلادیں۔ یہ دن اُنکے اور انکی آئندہ نسلوں کے لئے عید کا مقرر کیا گیا اسی کو وہ لوگ عید الفصح کہتے ہیں تو ریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ اسی شب میں بنی اسرائیل اشتعال طبع کی غرض سے قبیلوں کی دویشیزہ عورتوں کو قتل کر ڈالا اور اُنکے موشیوں کو اور چار پاؤں کو ہلاک کر دیا بنی اسرائیل کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ قبیلوں سے قیمتی قیمتی زیورات مستعار لے لیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور شب کے وقت معہ اپنے

در بقید نوٹ صفحہ ۱۹۲ یہ عذاب نازل ہوا کہ فرعونوں کا پانی خون ہو گیا۔ ایک ہی گھڑے سے فرعونی اور بنی اسرائیل پانی پیتے تھے۔ بنی اسرائیل پانی پیتے تھے اور فرعونی خون پیتے تھے۔ یہ عذاب سات دن رہا اٹھویں دن موسیٰ کی دعا سے اس سے بھی نجات ملی لیکن کافر کے کافر ہی رہے (چھٹے) ان واقعات کے بعد سوائے خیل اور جواہرات اور غلہ کے کل چیزیں مسخ ہو گئیں۔ جب اس مرتبہ بھی فرعونوں نے موسیٰ کو دھوکا دیا اور آپ کو شاق گذرا تو حکم ہجرت نازل ہوا۔

علامہ طبری نے ان چھ کو ذکر کر کے عصا، بدیعنا اور قحط کو ذکر کیا ہے اس حساب سے نو چھ

بائیں سب دسویں عذاب کا پتہ نہ چلا۔

یہ عید الفصح عسائون کی عید کا نام ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اُسکو عید الفطیر کہتے ہیں کذا قال العطار۔

آہم حقانیت کی وجہ سے موسیٰ کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے فرعون نے عام لوگوں کے خیال تقسیم کرنے کی غرض سے اپنے وزیر ہامان سے کہا "مجھ کو یہ گمان پیدا ہوا ہے کہ موسیٰ (عیاذ اللہ) جھوٹا ہے تم میرے لئے ایک بلند اور اونچا محل بناؤ تاکہ اسپر چڑھ کے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں" ہامان نے سات برس کے عرصہ میں کئی امینوں اور چوڑوں سے ایک بلند مکان بنوایا فرعون کو اسپر چڑھنے کی نوبت تک نہ آئی اللہ جل شانہ کے حکم سے اُسکی دیواریں شق ہو گئیں اور وہ مکان گر پڑا۔ فرعون کو اس سے اور زیادہ غصہ آیا اور وہ بنی اسرائیل کو زیادہ ستانے لگا بنی اسرائیل موسیٰ کے پاس آئے اور اسکے ظلم کی شکایتیں کرتے تھے مگر حساب بڑھتی ہی فرماتے تھے استعینو باللہ واصبر ان العاقبہ للمتقين (اللہ سے مدد مانگو اور برداشت کرو بیشک آخرت کی بھلائی پر ہیزگاروں کے لئے ہے)

ان واقعات کے بعد فرعون نے موسیٰ کو جھٹلانے اور بنی اسرائیل کی تکلیف دہی میں زیادہ توجہ کی کوئی دقیقہ انکے ستانے کا فرو گذاشت نہ کرنے لگا پس حکم ابراہیم عز اسد فرعون اور اُسکی قوم کو دس مشکلات کے بعد دیگرے پیش آئیں جو ہر ایک

۱۔ علامہ ابن اثیر نے اس میں چھ کو ذکر کیا ہے۔ اول طوفان آیا مدتوں متواتر پانی برسنا رہا کئی چیزیں پانی میں غرق ہو گئیں جب فرعون نے زیادہ پریشان ہوئے تو موسیٰ کے پاس گئے اور کہا کہ یہ عذاب اگر ہم سے اٹھایا جائے گا تو ہم ایمان لائیں گے موسیٰ نے دعا کی اور وہ غبار جاتا رہا مگر یہ ایمان نہ لائے۔ دوسرے ٹہریاں آئیں اسوقت بھی فرعون نے یہی حال چلے تیسرے جنگلی چوہے اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ کھیتوں اور انباروں کو برباد کر دیا موسیٰ سے پھر التجا کی گئی اور یہ عذاب اُنکے سروں سے جاتا رہا اور وہ ایمان نہ لائے۔ چوتھے میڈکونکا عذاب آیا یہ اس کثرت سے نمایاں ہوئے کہ فرعونوں کے گل برتن اور مکان بھر گئے موسیٰ سے پھر عرض کرنے لگے اور یہ عذاب دفع ہو گیا مگر وہ اپنے کفر پر دستور قائم رہے۔ پانچویں اُن پر

موسیٰ کی دعا سے رفع ہوتی گئیں۔ تا آنکہ موسیٰ کو معہ بنی اسرائیل کے مصر سے ہجرت کا حکم ہوا تو ریت میں لکھا ہے کہ وقت روانگی بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہر خاندان و گائے بکرے یا دنبے کی قربانی کریں اگر مستطیع نہ ہوں تو اپنے ہمسایہ کے ساتھ شریک ہو جائیں اطراف (ہاتھ و پانوں) اور سر کے سوا اور باقی گوشت کھائیں یعنی انکی ہڈی نہ توڑیں علامت کی غرض سے چلتے وقت اُس کا خون دروازوں پر لگاویں گھر کے باہر کوئی حنر نہ چھوڑیں روز روانگی اور اسکے بعد سات دن تک نان فطیری کھائیں اور فصل ربیع کے چودھویں روز مصر سے ارض مقدسہ کی طرف رات کے وقت عصائیں ہاتھوں میں لئے ہوئے بوڑھے جوان لڑکے حسب ترتیب نکلیں اور جو کچھ رات کے کھانے سے بچ جائے اُسکو جلا دیں۔ یہ دن اُنکے اور اُنکی آئندہ نسلوں کے لئے عید کا مقرر کیا گیا اسی کو وہ لوگ عید الفصح کہتے ہیں تو ریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ اسی شب میں بنی اسرائیل اشتعال طبع کی غرض سے قبیلوں کی دویشیزہ عورتوں کو قتل کر ڈالا اور اُنکے سوشیونکو اور چار پاؤں کو ہلاک کر دیا بنی اسرائیل کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ قبیلوں سے قیمتی قیمتی زیورات مستعار لے لیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور شب کے وقت معہ اپنے

دلیتہ نوٹ صفحہ ۱۹۲ یہ عذاب نازل ہوا کہ فرعونوں کا پانی خون ہو گیا۔ ایک ہی گھر سے فرعونی اور بنی اسرائیل پانی پیتے تھے۔ بنی اسرائیل پانی پیتے تھے اور فرعونی خون پیتے تھے۔ یہ عذاب سات دن رہا اٹھویں دن موسیٰ کی دعا سے اس سے بھی نجات ملی لیکن کافر کے کافر ہی رہے (چھٹے) ان واقعات کے بعد سوائے خیل اور جواہرات اور غلہ کے کل چیزیں مسخ ہو گئیں۔ جب اس مرتبہ بھی فرعونوں نے موسیٰ کو دھوکا دیا اور آپ کو شاق گذرا تو حکم ہجرت نازل ہوا۔ علامہ طبری نے ان چھ کو ذکر کر کے عصا، بدیضا اور قحط کو ذکر کیا ہے اس سلسلے میں

بائیں ہمہ دسویں عذاب کا پتہ نہ چلا۔

۱۰ عید الفصح عسائون کی عید کا نام ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اُسکو عید الفطیر کہتے ہیں کذا قال العطار۔

مال و اسباب و مویشیوں کے مصر سے نکلے اور بالہام الہی یوسف صدیق کا تابوت نکلا کر اپنے ہمراہ لیا جیسا کہ وقت انتقال آپ نے وصیت کی تھی۔ بنی اسرائیل کی تعداد اس وقت چھ لاکھ یا کچھ اس سے زیادہ بیان کی جاتی ہے دریا کے قریب پہنچ گئے تھے کہ فرعون کو یہ خبر لگی فوراً مصر کے گرد و نواح کے شہروں سے کچھ فوجیں جمع کر لیں اور ان کے تعاقب میں روانہ ہوا جس وقت بنی اسرائیل دریائے نیل کے ساحل پر کوہ طور کے سامنے پہنچے فرعون بھی اپنا لشکر لے ہوئے آہو نچا، موسیٰ نے حکم خدا اپنا عصا دریا پر رار اور یا پھٹ گیا اور بارہ راستے ظاہر ہو گئے موسیٰ معہ بنی اسرائیل کے چلی گئے اور فرعون معہ اپنے لشکر کے ان کے تعاقب میں آگے بڑھا نصف دریا تک پہنچا ہوگا کہ موج کے تھپیڑوں نے اسکو معہ اسکی فوج کے ہلاک کر دیا۔

۱۰ علامہ ابن اثیر بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تیس ہزار بیان کرتا ہے اور تحریر کرتا ہے کہ مارون مقدمہ میں تھے اور موسیٰ سابقہ کے ہمراہ تھے مورخ طبری کہتا ہے کہ وقت خروج موسیٰ کے ساتھ چھ لاکھ تیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ تھے علاوہ اسکے لڑکی اور عورتیں تھیں جنکی تعداد کچھ ظاہر نہیں کی توین محرم شب شنبہ کو مصر سے موسیٰ نکلے اور اس کے صبح کو فرعون کو انکی روانگی کی اطلاع ہوئی۔

۱۱ مورخین اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب وقت بنی اسرائیل دریا کے ساحل پر پہنچے اور فرعون ان کے قریب آہو نچا تو بنی اسرائیل گھبرا گئے اور موسیٰ سے کہنے لگے کہ مصر ہم جس حالت میں تھے اچھے تھے اب تم ہم کو مصر سے نکال لائے سامنے دریا ہے پیچھے دشمن ہے نہ آگے بڑھ سکتے اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں موسیٰ نے کہا کلا ان معی دبی سیھلین (یعنی بیشک میرے ساتھ میرا خدا ہے اور وہ قریب ہے کہ میری ہدایت کریگا) موسیٰ کی زبان سے یہ کلمات ختم نہ ہونے پائے تھے کہ دریا پر عصا مارنے کی وحی نازل ہوئی جناب موسیٰ نے دریا پر عصا مارا فوراً بارہ راستے ظاہر ہو گئے باہوں سبط بنی اسرائیل ان راہوں سے چلے کچھ دور چل کر

بنی اسرائیل دریا سے عبور کر کے دامن کوہ طور میں مقیم ہوئے اور موسیٰ کے ساتھ تسبیح میں مصروف ہوئے۔ وہ تسبیح یہ تھی تسبیح الرب البھی الذی قهر الجنود ونبذ قساہتا فی البحر المنیع المجدود اور مریم ہمشیرہ موسیٰ وماروون بھی دف لئے ہوئے بنی اسرائیل کی عورتوں میں سبحان الرب القہار الذی قهر الجنول و رکبانہا القاہا فی البحر ترنیل سے پڑھ رہی تھیں۔

بعد اسکے موسیٰ کوہ طور پر مناجات کرنے کو گئے الدرجل وعلیٰ ذکرہ نے آپسے کلام کیا معجزات مرحمت ہوئے الواح نازل کی بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ وہ دو لوحیں تھیں جن میں کلمات عشرہ تھے (یعنی کلمہ توحید، محافظت علی السبت تبرک الاعمال فیہ (یعنی شنبہ کے دن کچھ کام نہ کرنا) والدین کے ساتھ نیکی کرنا، قتل، زنا، سرقت، جھوٹی گواہی سے بچنا اور اپنے پڑوسی کے گھر، عورت اور اسباب کی طرف ہڑی نگاہوں سے نہ دیکھنا) نزول الواح کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل جس وقت دریا کو عبور کر کے طور سینا کے قریب مقیم ہوئے اور موسیٰ طور پر چڑھ گئے۔ الدرجل شانہ سے باتیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل اس انعام کا کہ فرعون سے انکو نجات ملی ہے اس طور سے شکر یہ ادا کریں کہ تین روز تک برابر غسل کریں، کپڑے دھویں۔ تیسرے روز طور کے ارد گرد مجتمع ہوں بنی اسرائیل نے

(نوٹ صفحہ ۱۹) ہر ایک سبط کئے لگا کہ شاید ہمارے ساتھ دو گئے، جب تک ہم اکو نہ دیکھیں گے ہم کو یقین نہوگا موسیٰ نے دعا فرمائی اس وقت پانی کی جو دیواریں بن گئی تھیں انہیں روزوں ہو گئے اور ہر ایک دوسر کو دیکھتے ہوئے دریا سے عبور گئے فرعون نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنے لشکر کو منسے کہا ”دیکھو دریا نے مجھے راستہ دیدیا لیکر بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہمارا دشمن تو تنگ کیا اور تم باقی رہ گئے چلو آگے بڑھو یہ کھرا سنے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا جس وقت نصف دریا میں پہنچا دریا اپنی اصلی جا پر آ گیا فرعون مولیٰ اپنے لشکر کو بکے ڈوب کر ہلاک ہو گیا دوتے وقت فرعون نے کہا أنت لال الال الذی أنت بہ بنو اسرائیل و اناسیٰ ملیین (میں آیا ہوں اور میرے کوئی خدا سوائے اسکے نہیں ہے چیر کہ بنی اسرائیل ایمان لائیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں) گر کچھ سو دن نہ ہوا۔

اس حکم تعمیل کی۔ طوڑ پر دفعہ ایک ابر محیط ہو گیا جس میں رعد و برق کی چمک اور تڑپ تھی۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر حیرت زدہ جہاں تھے وہیں کھڑے رہ گئے۔ بعد ازاں طوڑ کو دھواں نے ڈھانک لیا اسکے وسط میں ایک عمود نور کا تھا اسکے بعد ایک زلزلہ عظیم محسوس ہوا جس سے طوڑ کا ہر پتھر کانپ اٹھا اور رعد کی تڑپ اور زیادہ سنی جانے لگی موسیٰ کو حکم دیا گیا کہ بنی اسرائیل وصایا اور تکالیف شرعی کے سننے کے لئے قریب آئیں مگر بنی اسرائیل خوف کے مارے آگے نہ بڑھ سکے تب یہ حکم صادر ہوا کہ ماروٹن حاضر ہوں اور علماء بنی اسرائیل انکے قریب کھڑے رہیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اللہ جل شانہ نے ان پر الواح نازل فرمائی۔ بعد اسکے چالیس راتوں کے گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدے پر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا آپ نے دیکھنے کی تمنا ظاہر کی حکم ہوا، تم نہ دیکھ سکو گے البتہ بہار کی طرف لے موسیٰ نے بوقت خروج مصر بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ تم کو کتاب اللہ دیجائے گی جس میں کل احکام درج ہوں گے بعد ہلاکی فرعون جب بنی اسرائیل طور سینا کے قریب آکر مقیم ہوئے موسیٰ کتاب اللہ طلب کی موسیٰ نے اللہ جل شانہ سے عرض کی اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ پہلے تیس روز رکھو اور پھارت و صفائی سے رہو اور جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تب تم کو کتاب مرحمت کی جائے گی چنانچہ موسیٰ نے اول ذیقعدہ سے روزے رکھے بعد اختتام ماہ مذکور جو وقت طوڑ پر جانے لگے روزہ کی وجہ سے منہ کی بو نہ پسند آئی۔ آپ نے بیر یا کسی اور درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر مسواک کر لی۔ اللہ جل شانہ نے اس وقت یہ وحی نازل فرمائی کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جھک کر روزہ دار کے منہ کی بو، مشک کی بو سے زیادہ پسند اور محبوب ہے، تم دس روز اور روزے رکھو بعد کتاب لینے اور ہم کلام ہونے کو آؤ چنانچہ جناب موصوف نے پورے اول عشرہ ذی الحجہ کو روزے رکھے اور اسی دس دن میں بنی اسرائیل کو سالہ پرست ہو گئے اسوجہ سے کہ موسیٰ کی مدت مقررہ تیس دن کی منقضی ہو گئی تھی اور وہ واپس نہ آئے تھے۔

دیکھو اگر وہ اپنی اصلی حالت پر رہ جائے تو شاتم دیکھ سکو، موسیٰ کا پہاڑ کی طرف نظر اٹھانا تھا کہ تجلی باری کی تاب نہ لاسکے بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو اپنی جسارت کی معافی چاہی بعدہ اللہ جل شانہ نے انکو تورات کے بہت سے احکام حلت و حرمت کے بتلائے۔

موسیٰ جو وقت کوہ طور پر جانے لگے تھے اپنے بھائی ہارون کو بنی اسرائیل میں اپنا قائم مقام کر گئے تھے وہ انکو ہر امر کی بجا آوری اور منہی عنہ سے احتراز کی تعلیم کرتے تھے بنی اسرائیل نے ہارون کے کہنے سے ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ مشتعل کی اور ان زیورات کو جو وقت روانگی سفر میں قبیلوں سے مستعار لئے تھے آگ میں ڈال دیا اسوجہ سے کہ وہ زیورات اپنی حرام ہو چکے تھے۔ سامری اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے آیا اور اسپر کوئی چیز ڈال دی جو اسکے پاس موجود تھی پس وہ عجلتاً یعنی گوسالہ بنگیسا بنی اسرائیل نے اسکی پرستش شروع کر دی۔ ہارون اس خیال سے کہ بنی اسرائیل میں

۱۰ سامری کو بعضے اجرمیوں سے شمار کرتے ہیں اور بعض اسکو بنی اسرائیل سے کہتے ہیں۔
۱۱ وہ شے جسکو اثر رسول سے تعبیر کرتے ہیں جبریل کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تھی سامری نے یہ مٹی اُس دن اٹھالی تھی جبکہ بنی اسرائیل دریائے نیل سے عبور کر رہے تھے اور فرعون نیل کے نقاب میں تھا۔ جبریل حسب حکم باری بنی اسرائیل کے مدد کو آئے تھے جس طرف یہ جاتے تھے خشک گھاس سبز ہو جاتی تھی سامری نے یہ دیکھ کر ایک مٹھی خاک جبریل کے گھوڑے کے قدم کی اٹھالی۔

۱۲ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سامری نے ان زیورات سے تین دن میں گوسالہ بنا یا تھا اور بنی اسرائیل سے اسنے کہا تھا ہذا الہاکم والہ موسیٰ (یہ تمہارا خدا ہے اور موسیٰ کا خدا ہے) اسوجہ سے بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے تھے۔

افتراق نہ پیدا ہو جائے خاموش رہے موسیٰ کو وہ طور سے مناجات کر کے واپس ہوئے
تو بنی اسرائیل کو گوسالہ پرست پایا اور اسکی اطلاع جناب موصوف کو وہ طور ہی پر
دی گئی تھی آپ بہت برہم ہوئے اور لوگوں کو پھینک دیا مارون کے بال پکڑ کے
کھینچا۔ مارون نے معذرت کی یا ابن ام کلتاخذ بلحیتی ولا براسی انی خشنت ات
تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولہم تدقب قولی یعنی اے میرے بھائی میری
ڈاڑھی اور میرے سر کے بال پکڑ کر نہ کھینچو میں یہ ڈرا کہ مبادا تم یہ نہ کہو کہ تم نے
بنی اسرائیل کو مجھ سے جدا کر دیا اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا، موسیٰ نے یہ سن کر
مارون کے بال چھوڑ دئے اور اُس گوسالہ کو جلا کر پانی میں پھینک دیا۔
موسیٰ اور بنی اسرائیل کی نجات پانے کی خبر انکے خسر شعیب (یا بشیر) کو ہوئی تو
وہ دیں سے سوا اپنی لڑکی صفورا زوجہ موسیٰ اور اُن کے دونوں لڑکے جرشون

۱۰ گوسالہ کے جلانے کے بعد بنی اسرائیل خدا کی طرف رجوع ہوئے اور توبہ کے خواستگار ہوئے
اللہ جل شانہ نے اُنکی توبہ قبول کرنے سے انکار کیا۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا یا قوم انکم
ظلمتم انفسکم با تخاؤکم العجل فتوبوا الی باریکم فاقتلوا انفسکم (یعنی اے قوم
بیشک تم نے اپنے نفسوں پر اس گوسالہ کی پرستش سے ظلم کیا ہے پس اپنے خدا کی طرف رجوع کرو
اور اپنے آپ کو قتل کرو) موسیٰ کے اس کہنے پر بنی اسرائیل اپنے آپ کو قتل کرنے لگے موسیٰ اور
مارون کھڑے ہوئے خدا سے دعا اور استغفار کر رہے تھے جب شتر ہزار آدمی قتل ہو چکے تو
خدا سے تعالیٰ نے اُنکی توبہ قبول فرمائی اور قتل کرنے سے منع کیا۔ موسیٰ نے سامری کے قتل کا
قصد کیا مگر باری تعالیٰ کے حکم سے باز رہے اور لعنت بھیج کر خاموش ہو رہے بعد اُسے
تتر آدمیوں کو اپنے قوم کے نیک اور افضل ترین آدمیوں میں سے منتخب کر کے طور سینا کی طرف
لے کر چلے اس غرض سے کہ وہاں انکو لیجا کر گوسالہ پرستی سے توبہ کرائیں اور اللہ سے معافی کے
خواستگار ہوں جب یہ لوگ طور سینا کے قریب پہنچے تو انھوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ

اور عازر کے اے موسیٰ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے بنی اسرائیل نے انکی بہت بڑی عزت کی
بعد اسکے بنی اسرائیل میں جب آپس کے جھگڑے بڑھتے نظر آئے تو حکم الہی اپنے ہر صدی یا پچاس یا
دس آدمیوں میں ایک ایک افسر مقرر کیا جو انکے قضایا اور باہمی نزاعوں کا فیصلہ کرتا تھا اور خود ہم و دشوا
و پیچیدہ معاملات کو فیصلہ کرتے تھے۔

(نوٹ صفحہ ۱۹۹) ہم خدا کا کلام سنا چاہتے ہیں جناب موسیٰ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی اللہ جل شانہ نے
انکی یہ التجا قبول فرمائی اور قریب ہونکی ہدایت فرمائی موسیٰ تو اس بار کے ٹکڑے میں چھپ گئے جو طور پر نیاں ہوا
اور یہ سب ابر کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑے۔ موسیٰ جب خدا سے ہمکلام ہو کر واپس ہوئے تو انھوں نے کہا
لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھٹکا (یعنی ہم تم پر گرا ایمان نہ لائینگے جب تک کہ اللہ کو بظاہر نہ دیکھ لینگے)
خدا انکی اس جسارت سے ناراض ہوا اور ایک ایسی بجلی چمکی کہ جس سے وہ سب مر گئے اور پھر موسیٰ کی دعا سے وہ سب
یکے بعد دیگرے زندہ ہوئے بعضے موزوں کا یہ خیال ہے کہ یہ واقعہ پہلے کا ہے بنی اسرائیل نے اسکے بعد بذریعہ خود کشی
توبہ کی واللہ اعلم بہر کیف جب موسیٰ توبہ لیکر بنی اسرائیل کے پاس آئے اور انھوں نے اسپر عمل کرنے سے انکار کیا
تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیلؑ فلسطین کے پہاڑ کا کمر ابقدر ایک میل مربع اٹھا لائے اور انکے سر پر ایک
تبر آدم کے فاصلہ پر محاق کر دیا اور آگ انکے روبرو دکھائی دی اور چھپے سے دیرا آگیا موسیٰ نے اُسے کہا خذ و
لما اتیناکم بقوۃ و اسمعوا (یعنی جو چیز تم کو دیتے ہیں اسکو زور سے پڑ لو اور سنو) ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائیگا اور
تم اس دیرا میں ڈوبو گے جاؤ گے آگے بھاگ نہ سکو گے کیونکہ آگ تم کو جلا دیگی، بنی اسرائیل یہ دیکھا گھبرا گئے اور مجبور ہو کر
راضی ہو گئے اور سجدہ میں گر پڑے مگر کنگھیوں سے پہاڑ کو دیکھتے جاتے تھے چنانچہ یہودیوں میں یہ رسم جاری ہو گئی کہ
سال بھر میں ایک مرتبہ ایک ریح سے سجدہ کرتے ہیں۔ بعد اسکے رات کو بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے چچا زاد بھائی کو
قتل کر ڈالا۔ صبح کو قاتل کی لاش ہونے لگی قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا اللہ جل شانہ نے گائے کے قربانی کا حکم دیا بنی اسرائیل
سوال پر سوال کرینگے اللہ تعالیٰ اپنے سخت قہر لگاتا گیا بہانہ کہ اس صفت کی گائے ایک ہی ملی اس قیمت پر کہ انکی کھال
بھروسہ بنا دیا جائے مجبور ہو کر بنی اسرائیل نے اس گائے کو خرید کیا اور اسکو ذبح کر کے اسکی زبان یا کسی اور عضو سے مقتول کو
ارا حکم الہی سے زندہ ہو گیا اور وہ بیان کر کے کہ جھکو فلاں شخص نے مارا ہے پھر مر گیا (ابن اثیر)۔

قبہ عبادت و تابوت شہادت بعد ازاں موسیٰ کو شمشاد یا سنوط کی لکڑی اور چوپایوں کے کھالوں اور بھٹیروں کے اُون سے قبہ عبادت و وحی بنانے اور اسکو حریر اور سونا اور چاندی سے بڑھنے کا حکم دیا گیا جیسا کہ اسکی تفصیلی کیفیت تورات میں مذکور ہے۔ تورت میں لکھا ہے کہ موسیٰ کو طور سے واپسی کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل سے کہیں کہ خدا کے لئے شمشاد یا سنوط (شیشم) کی لکڑی کا ایک صندوق بنائیں جس کا طول ڈھائی ہاتھ، عرض اور اونچائی ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ ہو۔ اندر وہاں سے اسپر سونے کے پترے چڑھائے جائیں اور اُسکے گرد طلائی کلس ہوں اور چار حلقے ڈھلے ہوئے سونے کے دو ایک طرف دو ایک طرف لگائے جائیں اور شمشاد ہی کی لکڑی کی دو چوبیس بنا کر اپنی بھی سونا بڑھایا جائے اور وہ چوبیس صندوق اٹھانے کی غرض سے ان حلقوں میں ڈال دی جائیں۔ عہد نامہ اسی صندوق میں رکھا جائے (اسی صندوق کو تابوت شہادت کہتے تھے) اور ایک قبہ سونے کا ڈھائی ہاتھ لمبا ڈیڑھ ہاتھ چوڑا بنایا جائے اور دو کروبیوں (فرشتوں) کی صورت بنا کر اُسکے دونوں طرف لگا دی جائیں اس صورت سے کہ یہ دونوں کروبی زور زور ہوں اور اُنکے پروں سے وہ قبہ ڈھنکا ہوا ہو اور یہ قبہ اُس صندوق (تابوت شہادت) پر رکھا جائے قبہ کو کفارہ کا سرپوش کہتے تھے موسیٰ انھیں کروبیوں کے سامنے کھڑے ہو کر عرض معروض کرنے لگے۔

اور ایک میز اسی درخت کی لکڑی کا دو ہاتھ لمبا ایک ہاتھ چوڑا دو ہاتھ اونچا بنایا جائے اور وہ سونے سے بڑھا جائے اور اُس کے چاروں طرف طلائی کلس اور چار انگلی اونچی کنگنیاں (کٹھرے) لگا جائیں اور اُس کے چاروں پایوں کے مقابل چار حلقے طلائی لگا کر ان میں چار چوبیس جو سونے سے

بڑھی ہوئی ہوں پہنا دی جائیں اور اُس کے متعلق کے ظروف چھپے، سر اوپر پیاسے
 حالص سونے کے بنا کر اسپر رکھے جائیں اور اسی میز پر ہمیشہ نذر کی روٹیاں رکھی جائیں
 اور ایک شمع دان طلائی تیار کیا جائے اور اُس میں چھہ شاخیں تین ایک طرف
 تین ایک طرف ہوں اور شاخوں میں بادامی صورت کے پیالے لگائے جائیں
 اور شمع دان میں خود چار پیاسے ہوں اور اُس کی گلیگر و لگس طلائی ہوں۔

اور ایک خیمہ دس بار یک کتاں کے آسمانی۔ قرمز۔ سرخ رنگ کے
 پردوں کا تیار کیا جائے اور اُس میں کروبیوں کی صورتیں بنائی جائیں ہر پردہ کا
 طول اٹھائیس ہاتھ اور عرض چار ہاتھ کا ہو پانچ پانچ پردے ایک دوسرے سے
 اس طرح جوڑے جائیں کہ ایک ایک طرف اُن کے حاشیہ میں آسمانی رنگ کی
 پچاس تکے ریشمی اور اُسی کے مقابل میں دوسری طرف پچاس گھنڈیاں
 طلائی لگائی جائیں تاکہ اُن کے لانے سے خیمہ کی صورت بن جائے اور خیمہ کے
 بالائی حصہ (چھت) کے لئے گیارہ پردے بکریوں کے بالوں کے بنائے جائیں
 جسکی لمبائی تیس ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ ہو پانچ پردے ایک میں اور چھ ایک میں
 بلا دے جائیں چھٹا پردہ خیمہ کے منہ کی طرف رہے اس میں بھی پچاس تکے اور
 پچاس گھنڈیاں لگائی جائیں گراں کی گھنڈیاں پتیل کی ہوں۔ اور اس پورے
 خیمہ کے ڈھانکنے کے لئے سرخ رنگ کی بکریوں کی کھالوں کا ایک بہت بڑا خیمہ
 بنا یا جائے۔

اور شمشاد ہی کے تختوں سے مسکس کے لئے بیس بیس تختے دس دس ہاتھ لمبے
 ڈیرہ ڈیرہ ہاتھ چوڑے جنکے چالیس پاسے نقری ہوں دکھن اور اتر کی جانب
 اور جانب چیم چیم تختے اور دونوں کونوں میں دو تختے جنکے نیچے سولہ پاسے
 نقری لگے ہوں رکھے جائیں اور یہ سب تختے سونے سے بڑے جائیں اور

یہ مسکن اسی طور سے کھڑا کیا جائے جیسا کہ طور سینا پر دیکھا گیا ہے۔
 اور ایک پردہ اور باریک کتاں کا تیار کیا جائے۔ جو آسمانی۔ قرمزی۔
 ارغوانی رنگ کا ہو اور اسپر ملائکہ کی تصویریں بنی ہوں اور شمشاد کے
 چار ستونوں پر لٹکایا جائے جو سونے سے بڑھے ہوں اور اس ستونوں میں
 سونے کے حلقے ہوں تاکہ پردے کی گھنڈیاں اس میں پروں جائیں اور اسکے
 پیچھے تابوت شہادت اور اسپر قبہ عبادت (یعنی کفارہ کا سرپوش) رکھا جائے
 اور میز پردہ کے باہر اور شمعدان میز کے روبرو مسکن کے دکنس جانب رکھا جائے
 اور ایک قربان گاہ (نبرج) شمشاد ہی کی لکڑی کا بنایا جائے جس کا طول و عرض
 پانچ پانچ ماتھ اور بلندی تین ماتھ ہو اور اسکے چاروں کونوں پر سنگ بنا کر
 پتیل سے بڑھی جائیں اور ایک آتشدان پتیل کا جائیدار بنایا جائے اور
 اسکی راکھ کے لئے پتیل کی پھاڑیاں۔ پیالے۔ سیخیں۔ انگلیٹھیاں بنائی جائیں
 اور جالی کے چاروں کونوں پر چار حلقے پتیل کے بنا کر قربان گاہ کے اندر لٹکایا جائے
 اور قربان گاہ کے اٹھانے کے لئے شمشاد کی جو میں پتیل سے بڑھی ہوئی تیسار
 کی جائیں اور قربان گاہ کے آگے ایک صحن ہو جس کا طول ستواٹھ اور عرض
 پچاس ماتھ اور بلندی پانچ ماتھ کی ہو یہ صحن باریک کتاں کے پردوں سے
 بنایا جائے جسکے پاسے اور سیخیں پتیل کی ہوں اور جبکہ ظروف مسکن کے
 پتیل ہی کے ہوں اسکے بعد بنی اسرائیل کو حکم دے کہ وہ زیتون کا خالص تیل
 شمعدان کے روشن کرنے کے لئے لائیں اور تابوت شہادت کے پردہ کے باہر
 ہارون اور اُنکے بیٹے صبح سے شام تک قربان گاہ کو آراستہ کریں یہی دستور عمل
 بنی اسرائیل میں نسلا بعد نسل جاری و قائم رہے۔ انتہی کلام المترجم۔
 یہ قبہ عبادت و وحی فصل ربيع کے اول دن میں نصب کیا گیا اور اس میں

تابوت شہادت رکھا گیا۔ توریت میں لکھا ہے کہ قبہ عبادت قبل اہل عجل موجود تھا اور کوہ کی طرح اسی کے طرف اور اسی میں بنی اسرائیل نمازیں پڑھتے تھے اور اسی سے تقرب کرتے تھے قربانگاہ کی کل خدمت حسب ہدایت باری تعالیٰ ہارون کو سپرد کی گئی تھی جب موسیٰ انہیں داخل ہونے تھے تو بنی اسرائیل اُسکے ارد گرد کھڑے ہوتے تھے اور ایک ایک ایک دروازہ پر نمودار ہوتا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑتے تھے اور اللہ جل شانہ اسی ابر کے ٹکڑے سے ہمکلام ہوتا تھا اور موسیٰ کروبیوں کے روبرو خواہوش کھڑے رہتے تھے جب کوئی حکم الہی صادر ہوتا تھا اُس سے بنی اسرائیل کو آگاہ کرتے تھے اور جب کبھی بنی اسرائیل میں کسی امر پر جھگڑا ہوتا تھا اور موسیٰ کو حکم بناتے تھے درانچا لیکہ یہ اُسکا فیصلہ نہ کر سکتے تو وہ اسی قبہ و قربانگاہ کی طرف آتے اور تابوت کے پاس کروبیوں کے روبرو کھڑے ہو جاتے اور مناجات کرتے تھے تب وحی نازل ہوتی اور مقدمات کا فیصلہ ہو جایا کرتا تھا۔

بنی اسرائیل مصر سے نکل کر سینا کے میدان میں اوائل فصل صیف میں آئے تھے اور تقریباً تین مہینہ تک مقیم رہے بعد ازاں بحکم باری جبال شام اور بلاد بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے جبکہ دیے کا باری تعالیٰ نے حضرات ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام سے وعدہ کیا تھا۔ موسیٰ نے وقت روانگی بنی اسرائیل کو شمار کیا جس برس کی عمر سے اُس سن تک کے آدمی جو مسلح ہو سکتے تھے چھ لاکھ پانچھ سو سے زیادہ تھے پھر جہاد کی غرض سے لشکر کو آراستہ کیا۔ مہینہ اور بیسرو سے مرتب کر کے ہر سبط کے لئے مقام مقرر فرمایا اور تابوت شہادت اور زنج کو قلب میں رکھا اور اُسکی خدمت بنی لادی کو سپرد کر کے انکو جہاد و قتال سے بری کر دیا اور بریہ قاران کی طرف بڑھے۔ قاران کے قریب پہونچ کر بارہوا اسباط سے بارہ آدمیوں کو قوم جبارین کے خبر لانے کو لے بارہوا اسباط سے بارہ اشخاص جنکو موسیٰ نے قوم جبارین کے ملک میں جاسوسی کے لئے بھیجا تھا

روانہ کیا یہ لوگ جو وقت کنعانیوں اور عمالقہ کے شہروں میں پہنچے انکی عظمت اور جلال دیکھ کر گھبرا گئے، نا امید اور افسردہ دل ہو کر لوٹے اور بنی اسرائیل کو انکی قوت اور سطوت سے آگاہ کیا مگر یوشع بن نون بن الیشابن عیہون بن بارص بن لعدان بن ناحس بن تارح بن اراشف بن رافع بن بریعا بن افرائیم بن یوسف اور کالب بن یوقنا بن حمرون بن بارص بن یودا بن یعقوب نے صرف موسیٰ اور مارون سے ان کی خبریں بیان کیں۔ یہ دونوں وہی لوگ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام خاص سے سرفراز فرمایا۔

(نوٹ صفحہ ۲۰۳) انکے اسماء بقید اسباط یہ تھے۔ ازبئی رویں، سموع بن ذکور۔ ازبئی شمعون صفت بن حوری۔ ازبئی یودا، کالب بن یوقنا۔ ازبئی اسکارا، اجال بن یوسف۔ ازبئی افرائیم، یوشع بن نون۔ ازبئی بنیامین، فلتے بن رفو۔ ازبئی زلیون، جدی الی بن سودی۔ ازبئی منسی، جدی بن سوی۔ ازبئی دانیال، عمی الی بن جلی۔ ازبئی اشیر سلور بن میکائیل۔ ازبئی نفتالی، بنجی بن دنی۔ ازبئی جد جوایل بن ماکلی۔

یہ علامہ ابن اثیر لکھتا ہے کہ کنعانیوں کے شہر میں جب یہ لوگ پہنچے تو سب سے پہلے عوج بن عناق سے ملاقات ہوئی۔ انھیں میں سے تھا وہ ان سبھوں کو بغل میں دبا کر اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور کہنے لگا، "تو دیکھتی ہے کہ یہ لوگ ہمارے لڑائی کے قصد سے آئے ہیں حالانکہ اگر میں چاہوں تو ان کو اپنے پانوں سے روند ڈالوں" اس کی بیوی نے اسکو اس فعل سے منع کیا اور یہ کہا کہ ان کو چھوڑ دے تاکہ یہ اپنی قوم میں جا کر یہ واقعہ بیان کریں۔ چنانچہ عوج بن عناق نے ان کو چھوڑ دیا۔ اثنادراہ میں ان لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اگر یہ واقعہ بنی اسرائیل سے بیان کیا جائے گا تو وہ بدل ہو جائیں گے اسوجہ سے بنی اسرائیل سے یہ قصہ نہ بیان کیا جائے صرف موسیٰ اور مارون سے کہا جائے مگر جس وقت یہ لوگ بنی اسرائیل میں پہنچے دس نے نقص عمد کر ڈالا اور ہر فرد بشر سے کل واقعہ بیان کیا لیکن کالب اور یوشع اپنے عمد پر رہے صرف موسیٰ اور مارون سے بیان کیا۔

بنی اسرائیل کنعانیوں اور عالقہ کی سطوت کی کیفیت سن کر ڈر گئے اور اُن سے
 ڈبھیڑ ہونے اور ارض مقدسہ کی طرف جانے سے انکار کر دیا تاکہ اللہ تعالیٰ اُنکے دشمنوں کو
 دوسروں کے ہاتھوں نہ ہلاک کرے۔ اللہ جل شانہ نے اُن کی اس نافرمانی پر سخت
 لہ اس واقعہ کو جناب باری تعالیٰ کلام پاک میں یوں بیان فرماتا ہے کہ جب موسیٰ نے کہا یا قوم
 ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم ولا تدنوا على ادباركم
 فتقلبوا خاصریں (اے میرے قوم داخل ہو زمین پاک میں جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے
 لکھا ہے اور نہ پھر جاؤ اپنی پیٹھی پھیر کر ورنہ پھر لوٹو گے نقصان پذیر ہو کر) قالوا یا موسیٰ
 ان فیہا قوم اجبارین وان لن ندخلہا حتی یخرجوا منها فان یمخرجوا منها
 فاننا داخلون (اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اُس میں قوم جبارین ہیں ہم اُس میں ہرگز
 داخل نہ ہونگے جب تک وہ اُس سے نہ نکلیں گے۔ پس جب وہ اُس میں سے نکل جائیں گے
 تو ضرور ہم اُس میں داخل ہوں گے) قال رجال من اللذین یخافون العمد اللہ
 علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموه فانکم غالبون (وہ شخصوں نے
 یعنی کالب اور یوشع) اُن میں سے کہا جو اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ نے اُن پر انعام
 کیا تھا کہ تم لوگ داخل ہو اُن کے دروازوں میں اور جیکہ تم داخل ہو گے تو بیشک تم ہی
 غالب ہو جاؤ گے) و علی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین (اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر
 تم ایمان والے ہو) قالوا یا موسیٰ انالندخلہا ابدامادامو فیہا فاذهب انت
 وریک فقاتلانا نحنا قاعدون (اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز اُس میں داخل نہ ہونگے
 جب تک کہ وہ اُس میں بیٹھے ہیں تو جا اور تیرا رب جائے اور دونوں لڑیں ہم یہیں بیٹھے ہیں) قال
 رب انی لا املک الا نفسی و اخی فافرق بیننا و بین القوم الفاسقین (موسیٰ
 نے کہا اے میرے رب بیشک میں سوائے اپنی ذات اور بھائی کے کسی پر اختیار نہیں رکھتا ہوں
 پس جدائی ڈال دی ہم میں اور نافرمان قوم میں) اللہ تعالیٰ نے جناب موصوف کی یہ دعا قبول فرمائی

باز ارضی ظاہر کی اور اٹلوگوں پر باستثناء کالبٹ و یوشیح ارض مقدس میں داخل ہونا حرام کر دیا چنانچہ بنی اسرائیل چالیس برس تک سینا اور فاران کے میدان میں باہن جبال شراة و سرزمین ساعیر و بلاد کرک و شوبک حیران و پریشان پھرتے رہے اور موٹھی اُس کے پیچھے پیچھے اللہ تعالیٰ سے اُسکی الطاف و مرحمت مانگتے رہے اور انکی سختیوں کو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے دفع کرتے رہے انھیں ایام میں بنی اسرائیل نے بھونک کی شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکے لئے مَنّ دیا یہ سفید رنگ کے دانے دھنیاں کے دانوں کی طرح زمین پر منتشر ملتے تھے) نازل فرمایا بنی اسرائیل اُسکو پیستے تھے اور روٹیاں پکا کر کھاتے تھے بعد اسکے انکو گوشت کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سلوی دیا ایک قسم کے پرند تھے جو دریا کی جانب سے آتے تھے (بھیجا مدتوں یہ مَنّ کی روٹیاں اور سلوی کا کباب کھاتے رہے پھر بنی اسرائیل نے پانی طلب کیا موٹھی کو پتھر پر عصا مارنے کا حکم ہوا جس سے بارہ چشمے نکلے۔

اں واقعات کے بعد قودح بن ایصہر بن قاہشا (موٹھی بن عمران بن قاہشا کے حجاز اور بھائی) نے موٹھی کی مخالفت شروع کی اور انکے خلاف شان و رتبہ کلمات نالام

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۵) اور ارشاد فرمایا فاخما محرمة علیہم اربعین سنة یتیمون فی الارض فلا قاس علی القوم الفاسقین (بیشک وہ زمین مقدس اُنپر چالیس برس کے لئے حرام کر دی گئی ہے وہ سرگرداں زمین میں پھریں گے پس تو نافرمان قوم پر افسوس نکر) (چھٹا پارہ سورہ مائدہ) لہ مَنّ و سلوی کے اترنے سے پہلے بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تھی کیونکہ اُنکے خیمہ بچ گئے تھے دھوپ سے اُنکو بچا نہ سکتے تھے اللہ جل شانہ نے اُنپر سایہ کرنے کو ایک ابر کا ٹکڑا بھیجا جیسا کہ آیہ کریمہ و ظللنا علیکم الغمام الخ (یعنی ہم نے ابر کا سایہ کر دیا) سے ظاہر ہوتا ہے۔

قودح بن ایصہر کے ساتھ اس مخالفت میں دائم۔ ابیرام، اون بن قلت اور دھالی سو بنی اسرائیل کے نامی نامی سردار شریک تھے انھوں نے موٹھی سے کہا کہ تم کسوجہ سے اپنے کو گل

کہنے لگا۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اُسکے ساتھ ہو گیا اللہ جل شانہ کے حکم سے زمین پھٹ گئی اور کل مخالفین موسیٰ اُس میں دھنس گئے۔ بعدہ بنی اسرائیل نے دشمنوں کی طرف بڑھنے کا قصد کیا موسیٰ نے اُنکو روکا گروہ اپنے ارادہ سے یازنہ آئے عمالقہ کے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ فریقین میں لڑائی ہوئی۔ انھوں نے اُنکو قتل کیا، ہزیمت دی، موسیٰ بنی اسرائیل کے لئے استغفار کرتے رہے پھر ملک روم سے ارض مقدسہ میں جانے کی اُس کے ملک سے ہو کر اجازت طلب کی اُس نے راستہ دینے سے انکار کیا اور ارض مقدسہ تک نہ جانے دیا بعد ازاں ماروئن کا ایکسوتیس برس کی عمر میں یوم خروج مہر سے چالیسویں برس میں انتقال ہوا۔ بنی اسرائیل کو ان کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا کیونکہ ماروئن ان پر کمال عنایت کرتے تھے اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ماروئن کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے عیار اُنکے قائم مقام ہوئے۔

پھر بنی اسرائیل کنعانیوں کے بعض لوگ سے ہم نبرد ہوئے اور اُن کو سخت ہزیمت دی اُنکے مال و اسباب کو جو کچھ اُنکے ساتھ تھا لوٹ لیا اور سبھون

تھیروت صفحہ ۲۰۶) بنی اسرائیل کے سرداروں سے افضل کہتے ہوئے ہم کو اُنکو کے باغ اور سرسبز کھیت میراث میں دیدیا اور نہ واناں تکو لائے کہ جہاں شہد اور دودہ کا دریا بہتا ہو تم ہم کو اُس زمین سے نکال لائے ہو جہاں دودہ اور شہد کا دریا بہتا تھا (یعنی مہر سے) تاکہ اس بیابان میں ہم سب کو لاک کر ڈالو اور اُس پر طرہ یہ ہے کہ اپنے کو افضل بھی کہتے ہو (توریت)

۱۵ بعد انتقال ماروئن۔ بنی اسرائیل یہ رنگ لائے اور کہنے لگے کہ موسیٰ نے اپنے بھائی ماروئن کو رشک کی وجہ سے مار ڈالا ہے موسیٰ کو یہ سن کر سخت رنج و غصہ پیدا ہوا آپ نے جناب باری سے التجا کی اور تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی ماروئن کا نابوت مابین السما والارض دکھائی دیا۔ ماروئن بحکم الہی متکلم ہوئے کہ مجھکو موسیٰ نے نہیں مارا میں اپنی موت سے مرابوں تب کہیں بنی اسرائیل نے موسیٰ کی جان چھوڑی اور اونی تصدیق کی (ابن اثیر)

بادشاہ عمورین (کنعان) کے ملک سے ہو کر ارض مقدسہ جانے کی اجازت طلب کی۔ سیمون نے اس سے انکار کیا اور اپنی قوم کو مجتمع کر کے بنی اسرائیل سے لڑا، بنی اسرائیل نے اسکو بھی ہزیمت دی اور اس کے ملک پر حد و دہنی عمون تک قبضہ کر لیا اور وہیں جا اترے یہ شہر بنی مواب کے تھے ان پر کسی زمانہ میں سیمون منتصرف ہو گیا تھا۔ بعد ازاں یہ لوگ کنعان کے ایک سربراہ و ردہ شخص عوج بن عوق اور اس کی قوم سے لڑے اسکو اور اس کی اولاد کو قتل کر ڈالا اور اس کے مالک کے اُردوں سے اطراف اریحا تک آپ و ارث و مالک نکلے۔ بادشاہ بنی مواب ان واقعات کو سُن کر بنی اسرائیل سے اسدرجہ خائف ہوا کہ اُس نے بنی مدین سے مدد طلب کی اور ان کو اپنا معین و حامی بنا کر بلعام بن باعور سے دعا کا خواستگار ہوا۔ بلعام بن باعور ایک زاہد اور ستیاب الدعوات اور معبرِ احلام لہ عوج بن عوق یا عنق اسقدر طویل القامت تھا کہ مویشی کا قد دس گز کا تھا اور اسقدر رانکا تھا اور اسقدر آپ نے جست کی تب کہیں عوج کے پنڈلیوں پر چوٹ آئی اور وہ گڑا اسکی عمر تین ہزار برس بتائی جاتی ہے۔ والد اعلم۔

بلعام بن باعور حضرت لوط کے اولاد سے تھا اس نے پہلے دن بنی اسرائیل پر بددعا کرنے کے بارہ میں استخارہ کیا ممانعت آئی دوسرے دن امرام بنی مواب کے کہنے سے استخارہ کیا کچھ جواب نہ آیا اُس نے بنی مواب کی التجا قبول کرنے سے انکار کر دیا بنی مواب اُس کی بیوی کے پاس گئے اور اسکو کچھ دیکر اُس کے ذریعہ سے بلعام بن باعور کو مجبور کیا یہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلا اسکا گدھا راستہ میں تین بار بیٹھ بیٹھ گیا مجبور ہو کر اس نے گدھا چھوڑ دیا پیادہ پاؤں کے ساتھ بنی اسرائیل کا لشکر گاہ دیکھنے کو گیا جب دعا و بد کرنے کا ارادہ کرتا تھا اسکی زبان میں لگنت آجاتی تھی دو بار ایسا ہوا تیسرے بار اسکی زبان سینہ تک لٹک آئی تب بلعام بن باعور نے کہا کہ مجھ سے دنیا اور آخرت دونوں گئی اب سوا سے کرا اور سیدہ کے کچھ نہیں ہے اس کے بعد اس نے بنی مواب کو یہ رائے دی کہ وہ اپنی عورتوں کو بنی اسرائیل میں خرید و فروخت کے لئے بھیجیں انہیں سے

(خوابوں کا تعبیر بیان کرنے والا) تھا مابین بلاد بنی عمون و بنی مواب رہتا تھا چسوقت اس نے باستعداد بادشاہ مواب دعا کرنے کا قصد کیا اللہ تعالیٰ نے بندہ ریحہ الہام دعا کرنے سے منع کیا مگر بادشاہ بنی مواب کے اصرار سے مجبور ہو کر بادشاہ کے ساتھ بلند اور اونچے مقام پر چڑھ گیا اس نے اسکو بنی اسرائیل کا شکر گاہ دکھایا اس نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بول اٹھا یہ لوگ موصل تک قابض ہو جائیں گے۔ بعد ازاں ایک گروہ ازمن روم سے نکلے گی وہ ان پر غالب آئے گی بادشاہ کو بلعام کے ان کلمات پر غصہ آیا وہ اپنے شہر کو لوٹ کھڑا ہوا اور بنی اسرائیل مواب اور مدین کی لڑکیوں کے ساتھ زنا کرنے لگے۔ اللہ جیشانہ نے ان پر اپنا غضب نازل فرمایا اور ان میں طاعون کی بیماری پیدا کر دی جس سے چوبیس ہزار بنی اسرائیل مر گئے، ایک روز فخاص بن عیزار بن مارون ایک بنی اسرائیل کے خیمہ میں گھس گئے وہ بنی مدین کے ایک عورت کو لئے ہوئے سو رہا تھا فخاص کو اس قدر غصہ آیا کہ برداشت نہ کر سکے اور ایسا نیزہ مارا کہ دونوں چھد گئے اسکے بعد بنی اسرائیل سے قہر الہی اٹھ گیا اور طاعون دفع ہو گیا۔

اسکے بعد موسیٰ اور عیزار (عزیز) بن مارون کو بنی اسرائیل کے شمار کرنے کا حکم دیا گیا بعد القضا مدت مقررہ چل سال وقتا ہو جانے بنی اسرائیل کے اس گروہ کے کہ جیسرارض مقدسہ میں داخل ہونا حرام کر دیا گیا تھا اور نیز بنی مدین پر جنہوں نے کہ بنی مواب کی مرد کی تھی حملہ کرنے کا حکم ہوا۔ موسیٰ نے بارہ ہزار بنی اسرائیل کو بسر گروہی فخاص بن عیزار بنی مدین کی طرف روانہ کیا۔ بنی مدین جی توڑ کر لڑے اور برابر بنی اسرائیل کے ہر حملے کا جواب دیتے رہے تا آنکہ بنی اسرائیل فتح نصیب ہوئے انہوں نے ان کے بادشاہ کو

ذبیقہ نوٹ سفیر ۲۰۰) ایک نے بھی اسکے ساتھ زنا کر لیا تو کامیابی کی صورت نکل آئے گی بلعام کی اس رائے کو بادشاہ بنی مواب نے پسند کر لیا اور اس پر عملدرآمد کیا اسوجہ سے بنی اسرائیل میں زنا پھیلنا اور بلعام بن باعور مردود بارگاہ ایزدی ہوا (ابن اثیر)

قتل کر ڈالا انکی عورتوں کو گرفتار کر لیا انکے اموال کو باہم تقسیم کر لیا۔ پھر نبی مدین عمورین اور بنی عمون اور بنی مواب کے ممالک جمعیں لئے اور انکو تقسیم کر کے اردن کے کنارے جا آئے۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا "میں نے تم کو اردن سے فرات تک کا مالک کر دیا جیسا کہ تمہارے آبا و اجداد سے وعدہ کیا تھا" اور کسی مصلحت سے بنی اسرائیل کو عبصو کی لڑائی سے منع کر دیا اور انکی شریعت اور احکام اور وصایا کی تکمیل کر کے موسیٰ کو ایک سو بیس برس کی عمر میں اپنے جوار رحمت میں بلا لیا اور یوشع سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ ارض مقدسہ میں جائیں اور وہیں قیام پذیر ہوں اور اس شریعت پر جو کہ انپر فرض کی گئی ہے عمل کریں۔ موسیٰ بعد تکفین سرزمین مواب کی وادی میں دفن کر دئے گئے انکی قبر کو آج تک کوئی نہیں جانتا۔

موسیٰ کا حلیم کہ موسیٰ کے بال گھونگھروائے طویل القامت سر بیع الغضب تھے ان کی زبان کے کنارے پر ایک داغ تھا جسکی وجہ سے وہ لکنت کرتے تھے قارون بن بصیرن قاہست آپ ہی کے زمانہ میں بلکہ آپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ یہ بہت بڑا دولت مند تھا اسکے نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے خزانہ کی کنجیاں چالیس خچروں پر لادی جاتی تھیں۔ اسنے کثرت مال و خزانہ کی وجہ سے بے دینی اختیار کی۔ لوگوں نے اسکو لاکھ سمجھا یا اگر اس نے ایک نہانی موسیٰ اسکے پاس گئے اور اس کو زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور یہ فرمایا کہ ہزار دینار میں سے ایک دینار اور علی ہذا ہر ہزار چیز سے اس جنس کی ایک چیز زکوٰۃ نکالنا چاہئے۔ قارون نے جب حساب کیا تو زکوٰۃ کا مال بھابھ ہوا اس کو مال کی محبت نے زکوٰۃ دینے سے روک دیا۔ اور موسیٰ کو زنا کی تہمت لگانے پر آمادہ ہو کر ایک عورت تیار کر لیا۔ چنانچہ ایک روز جسوقت موسیٰ وعظ میں فرما رہے تھے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مفتری پر دڑے پڑیں گے۔ زانی پر ستودڑے لگائے جائیں گے اور اگر باہل ہو گا تو سنگسار کیا جائے گا۔ قارون یہ سن کر بول اٹھا کہ اگر تم نے ایسا کیا ہو۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ میری بھی سزا ہوگی۔ قارون نے یہ سنتے ہی ایک عورت کو بلایا جسکو پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ موسیٰ نے اس عورت سے کہا

طبری کہتا ہے کہ موسیٰ نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ عہد فریدوں میں بیس برس اور زمانہ حکومت منوچہر میں ایک سو برس رہے۔ اور بعد از انتقال موسیٰ۔ یوشع۔ ارجا کی طرف بڑھے اور قوم جبارین کو ہزیمت دی اور بلعام بن باعور جباریوں کے ساتھ تھا اُس نے یوشع کے لئے بددعا کی مگر درجہ اجابت کو نہ پہنچے اُسے قوم جبارین کی طرف ٹوٹا دی گئی۔ سدی کہتا ہے کہ بلعام بن باعور۔ بلقار کار رہنے والا تھا وہ اسم اعظم کو جانتا تھا کنعانیوں نے اُس سے دعا کی خواستگاری کی پہلے تو اُس نے انکار کیا مگر جب کنعانیوں نے زیادہ اور اتر

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۱) کہ میں تجھ کو قسم دلاتا ہوں اُسکی جس نے تورات نازل کی ہے کیا میں تیرے ساتھ وہی کام کیا ہے جو یہ کھ رہا ہے؟ اُس عورت نے کہا نہیں! بلکہ اس نے مجھ کو اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا تھا۔ موسیٰ کو سخت غصہ آیا اور آپ نے زمین سے فرمایا خذیم (یعنی انکو لے) زمین ٹھپٹ گئی اور فارون دھسنے لگا اور بار بار موسیٰ ارحمنی یا موسیٰ ارحمنی (اے موسیٰ مجھ پر رحم کر) کہتا رہا موسیٰ نے اُسکے کہنے پر خیال نہ کیا اور وہ سب کے سب زمین میں دھسن گئے۔ منجملہ ان معجزات کے کہ جو موسیٰ کے عہد میں واقع ہوئے تھے اور انکو اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں یاد فرمایا ہے۔ موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی ملاقات تھی۔ مورخ ابن خلدون نے شاید شہرت کی وجہ سے اسکو ترک کر دیا ہے مگر اور مورخین مثلاً طبری وغیرہ نے اس واقعہ کو موسیٰ کے خاتمہ اخبار پر تحریر کیا ہے۔ بعض مورخ کا یہ خیال ہے کہ جن موسیٰ اور خضر سے ملاقات ہوئی تھی وہ یہ موسیٰ بن عمران نہ تھے بلکہ وہ نسا بن یوسف کی اولاد سے تھے مگر عام طور پر علماء و فقہاء و مفسرین صحابہؓ اسکے خلاف بیان فرماتے ہیں اور صفات لفظوں میں لکھتے ہیں کہ موسیٰ بن عمران جبر تورات نازل ہوئی تھی وہی خضر سے ملے تھے اور انکا قصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز موسیٰ بنی اسرائیل میں بیٹھے ہوئے وعظ لکھ رہے تھے اُنکو عظم میں ایک شخص نے کہا کہ اے کلیم اللہ آپ روئے زمین میں سب سے زیادہ عالم ہیں موسیٰ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت وحی نازل فرمائی "میرا ایک بندہ جمع البحرین میں

تو اس نے انکی التجا قبول کر لی اور بنی اسرائیل کے جبل حسان پر چڑھ کر دعا بد کی۔
 اور جلسہ شام نے اسکی بد دعا کو ٹادی تو ریت سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بلعام بن باعور
 زمانہ موسیٰ میں تھا اور انھیں کے عہد میں مارا گیا۔

سدی اریحا کی فتح کی کیفیت اس طور سے تحریر کرتا ہے کہ یوشع بعد وفات موسیٰ
 ابوت شہادت ہمراہ لئے ہوئے بنی اسرائیل کے ساتھ نہرا اردن عبور کر کے
 کنعانیوں سے ہم نبرد ہوئے لڑائی کے دن آفتاب قریب غروب ہو گیا تھا یوشع
 دعا سے آفتاب ٹھہر گیا یہاں تک کہ کنعانیوں کو ہزیمت ہوئی بعد ازاں وہ اریحا کا
 چھ مہینہ تک محاصرہ کئے رہے ساتویں مہینہ بنی اسرائیل نے ایسا لہ اور قوی کر لیا
 کہ شہر پناہ ٹوٹ گیا اور بنی اسرائیل شہر میں داخل ہو گئے اور اہل شہر کو گرفتار اور قتل کیا
 بعض محلات کو جلا دیا، اور آپس میں کنعانیوں کے ممالک کو تقسیم کر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
 حکم دیا تھا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۱۱) رہتا ہے وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے، موسیٰ کو یہ سن کر ان سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا
 اور حسب ہدایت باری یوشع کو ہمراہ لیکر خضر سے تعلیم کی غرض سے ملنے کو گئے اور انکے ہمراہ بعد روکد
 کے براہ دریا روانہ ہوئے۔ پہلا واقعہ یہ پیش آیا کہ خضر نے کشتی سے اترنے کے وقت اس میں
 سوراخ کر دیا۔ موسیٰ نے جھبٹا اعتراض کر دیا خضر نے کہا کہ اللہ اقل تک ایک دن قسطنطین
 صحیح صبراً یعنی کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا (ابن موسیٰ نے
 کہا، مجھے معاف فرمائیے میں بھول گیا تھا اب ایسا نہ ہو گا، بعد اسکے مقوڑی دور آگے چل کر
 چند لمبے کھیلے نظر آئے خضر نے اس میں سے ایک کو مار ڈالا۔ موسیٰ نے پھر اعتراض کر دیا خضر نے
 پھر اس قول کی یاد دہانی کرانی اور موسیٰ نے عذر خواہی کی اور یہ کہا اب اگر میں پھر آپ سے
 کوئی بات پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ سے جدا کر دیجئے گا، بعد ازاں آگے بڑھے بھوکے پیاسے
 ایک گانوں میں پہنچے، گانوں والوں نے باوجود طلب کے انکو کھانا نہ دیا۔ گانوں کے باہر نکلے

کتب اخبارین شہادت دے رہی ہیں کہ عمالقعہ جو شام میں تھے جیسے یوشع لڑے تھے اور ان کے سب سے پچھلے بادشاہ کو قتل کر ڈالا تھا۔ اس کا نام سمیدع بن ہوبر بن مالک تھا۔ یوشع اس سے اور بنی مدین سے انھیں کے ممالک میں لڑے تھے اسی واقعہ کی طرف عوف بن سعد الجبر ہی اشارہ کرتا ہے۔

المتران العلی بن ہوید کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ابن ہوبر علی قی کا بابیۃ امسی لحمہ قد تمنعنا مقام الیہ میں اس کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تراامت علیہ عن یهود حجابنل شکرانے یہود نے اسپر حملہ کیا جس کی تعداد ثمانون الفاحاسرین و ذرعاً اسی ہزار تھی بعض انہیں کے بے زرہ کے تھے اور بعض زرہ پہنے تھے ان عمالقعہ کے نسب میں جو کچھ علماء نسب کا اختلاف تھا اس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بلاشبہ یہ لوگ علیق بن لادزیا عمالق بن الیفاز بن عبصوثالی کی نسل سے ہیں

(نوٹ بقیدہ) تو ایک دیوار سر راوچ نظر آئی خضر نے اس کو سیدھی کر دیا موسیٰ سے ضبط نہوسکا پھر اعتراض کر دیا خضر نے سب اقرا موسیٰ ہذا افراق بینی و بینک (یعنی اس وقت مجھ سے اور تجھ سے جدا ہنی ہے) کہہ کر موسیٰ کو اپنے ہمراہی سے جدا کر دیا، اور علیحدگی کے وقت ان تینوں باتوں کا سبب یہ ظاہر کیا کہ کشتی کے توڑنے کی یہ وجہ تھی کہ وہ غیب کی تھی وہ لوگ اسی ذریعہ سے معاش پیدا کرتے تھے اگر وہ درست رہتی تو بادشاہ ان کو جبراً لے لیتا کیونکہ وہ ہر کشتی کو تعدی و ظلم سے گرفتار کر لیتا ہے اور لڑکے کے مارنے کی یہ علت تھی کہ اس کے باپ و ماں مسلمان تھے اور یہ بت پرست اور بد معاش ہونا اس کے کفر سے ان کو صدمہ پہنچنے کا ہم کو خیال ہوا اس وجہ سے ہم نے اس کو مار ڈالا اور دیوار سیدھی اس وجہ سے کر دی گئی کہ اس کے نیچے دو بیتوں کے خزانے تھے اور اور ان کے باپ و ماں نیک کردار تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ بعد بلوغ اپنے خزانے لے لیں اس وجہ سے اس کو سیدھی کر دی اس کے بعد خضر موسیٰ کے نظروں سے غائب ہو گئے اور موسیٰ مع یوشع کے معر واپس آئے۔

بنی اسرائیل اور علماء عرب کا یہی خیال ہے۔

باقی رہا وہ گروہ جو شام میں اندونوں موجود تھا پس انہیں سے اکثر بنی کنعان کے تھے جنکا تذکرہ اس سے پیشتر ہو چکا ہے اور ان کے شعوب ہم بیان کر چکے ہیں۔ بنی اروم عمون کی اولاد اور بنی مواب۔ لوط کی نسل سے ہیں اور تیسرے ان میں سے اہل تیسرے اور جبال شرات ہیں جو بلاد کرک و شویک و بلقاء میں رہتے تھے بنی فلسطین بنی جام سے حکمراں ہوئے ان کے بادشاہ کا نام جالوت تھا اور وہ کنعانیوں سے تھا پھر بنی مدین اور عمالقہ ہوئے۔

چونکہ بنی اسرائیل کو سوائے کنعانیوں کے ممالک کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھنے کی اجازت نہ تھی لہذا انہیں کے ممالک پر انہوں نے قبضہ حاصل کیا اور اسی کو باہم تقسیم کر لیا اور اسی کی انکو میراث ملی اور غیر کنعانیوں کے ملک میں ان کو سوائے معمولی لقمے کے اور کوئی بات حاصل نہ تھی۔

کتب اخبار میں تحریر ہے کہ بنی اسرائیل نے ملک شام پر قبضہ کرنے کے بعد چند لوگوں کو حجاز پر حملہ کرنے کو روانہ کیا تھا ان دنوں وہاں عالقہ کا ایک گروہ رہتا تھا جو جاسم کے نام سے مشہور تھا اور ان کے بادشاہ کا نام ارم بن ارم تھا بنی اسرائیل نے اسکو اور اسکی قوم کو زیر کیا اور بعد فتحیابی کے شام کی طرف واپس ہوئے لیکن شام کے بنی اسرائیل نے اس فاتح گروہ کو شام میں نہ داخل ہونے دیا اور مجبور کر کے حجاز اور یرب (مدینہ) کے بلاد کی طرف جنکو انہوں نے فتح کیا تھا لوٹا دیا چنانچہ ان لوگوں نے شام سے واپس ہو کر تکمیل فتح کی۔ اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ انہیں کے پچھلے نسلوں سے یہود خیر و قریظہ و نصیر ہیں۔ لیکن بعض یہود اس واقعہ کا اعتراف نہیں کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ طاہوت کے زمانہ حکومت میں گذرا ہے۔ واللہ اعلم۔

حکام بنی اسرائیل یوشع کے انتقال و استکمال فتح کے بعد بنی اسرائیل نے

شریعت کی پابندی چھوڑ دی اور امر کی بجا آوری اور نواہی سے احتراز نہ کرنے لگے اور قومیں جو سرزمین شام میں رہتی تھیں وہ ہر طرف سے بنی اسرائیل پر حملے کرنے لگیں بنی اسرائیل کا اندنوں یہ دستور ہو گیا تھا کہ وہ شوریٰ سے گل کام کرتے تھے اور ایک شخص کو اپنی جماعت سے منتخب کر لیتے تھے اور اسی کی ماتحتی میں لڑتے بھی تھے اور انکو یہ اختیار ہوتا تھا کہ جب وہ چاہتے کسی دوسرے کو جسے وہ افضل سمجھتے اس کو قائم مقام کر دیتے تھے کبھی کبھی کوئی نبی بھی مبعوث ہو جاتا تھا جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے ان کے کاموں کو سرانجام دیتا تھا اسی کیفیت اور حالت کے ساتھ بنی اسرائیل نے تین سو برس گزرائے اور ان میں کوئی زبردست بادشاہ نہوا اور اطراف و جوانب کے ملک انکو اپنے ہتھیاروں سے ڈراتے تھے تا آنکہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی شموئیل سے التجا کی کہ ان میں ایک بادشاہ پیدا کیا جائے چنانچہ پہلے طالوت اور بعدہ داؤد ہوئے اسکے بعد پھر ان کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور ان کے دشمن ذلیل و خوار ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کرنے والے ہیں۔

اس زمانہ کو جو امین یوشع اور طالوت کے گذرا ہے اسکو زمانہ حکام اور زمانہ شیوخ کہتے ہیں ہم ان کل حکام کو جو اس زمانہ میں گذرے ہیں با ترتیب نہایت صحیح طور سے بیان کیا چاہتے ہیں جیسا کہ طبری اور مسعودی نے لکھا ہے اور اس سے صفا حمانہ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور ہر و شیوش مورخ روم نے اپنی کتاب میں اور اسکے مترجمین علماء قرطبہ اور قاسم ابن اصنیج نے تحریر کیا ہے۔

مورخین موصوفین باتفاق بیان کر رہے ہیں کہ یوشع بعد فتح اریحا ابلیس کی طرف بڑھے اور اسی پر قبضہ کر لیا وہیں یوسف کے تابوت کو دفن کیا جس کی حسب وصیت جناب یوسف صدیق مصر سے روانگی کی بوقت اپنے ہمراہ لائے۔ طبری کہتا ہے کہ یوشع نے بعد فتح اریحا شہر عالی (یہ بھی ملک کنعان کا تھا) پر چڑھائی کی تھی اس کے

بادشاہ کو قتل کر کے شہر جلادیا تھا اور خیفون بادشاہ عمان اور بارق باو شاہ یروشلیم
یوشع کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور جزیرہ دیکر صلح کر لی تھی اطراف دمشق سے
شاہ ارمن نے خیفون پر حملہ کیا اسنے یوشع سے انداد مانگی یوشع نے اسکی امداد کی
اور شاہ ارمن کا حوران تک تعاقب کیا اور اسکو گرفتار کر کے وہیں سولی دیدی
اسکے بعد شام کے تقریباً اکتیس بادشاہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی اسی زمانہ
انھوں نے قیساریہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا اور ملک کو بنی اسرائیل میں تقسیم کر دیا
جبل مقدس کالب بن یوقنا کو مرحمت کیا چنانچہ یہ مع بنی یہودا کے شہر یروشلیم میں
سکونت پزیر ہوئے اور قبہ عبادت جس میں تابوت شہادت تھا اور قریبا نگاہ اور
میز اور شمعدان کو صحیح پر بیت المقدس میں رکھا۔ اور بنی افرائیم کنعانیوں سے
جزیرہ لیتے تھے بعدہ یوشع کا انتقال ہو گیا۔ سفر الحکام سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشع نے
اپنے حکومت کے اٹھائیسویں سال ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔ طبری کہتا ہے
کہ جناب موصوف نے ایک سو چھبیس برس کی عمر پائی۔ مگر اول روایت زیادہ قابل وثوق
اور صحیح ہے۔ پھر طبری کا یہ بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں یوشع نے بیس برس
زمانہ منو شہر (چہر) میں اور سات سال عہد انزاسیاب میں حکومت کی اور شاہ یمن
شمر بن الملک حمیری۔ زمانہ موسیٰ وہنی ظفار میں تھا اور اسنے عمالقمہ کو یمن سے نکال باہر کیا تھا۔
بعد یوشع کے کالب بن یوقنا بن حصرون بن بارص بن یہودا بنی اسرائیل کے
مصلح اور مدبر اور فخاص بن عیزر بن مارون بنی اسرائیل کے نماز اور قریبا نگاہ کے
متولی ہوئے۔ طبری کہتا ہے کہ کالب کے ساتھ حزقیل بن بودی بھی صلح و تدبیر
کر رہے تھے انکو ولد العوز (بڑھیا زادہ) بھی کہتے تھے اسوجہ سے کہ یہ بطن بادرسے
انکی کبریٰ میں عقیم ہونے کے بعد پیدا ہوئے تھے اور وہب ابن مینہ سے روایت
کی گئی ہے کہ حزقیل نے کالب کے بعد بنی اسرائیل کی اصلاح کی تھی مگر اسکا ذکر

سفر الحکام میں نہیں آیا ہے۔

یوشع کے بعد بنی یہود اور بنی شمعون مجتمع ہو کر کنعانیوں سے جنگ کر نیک گئے اور انہوں نے انکو قتل کیا، ان کے شہروں کو لوٹ لیا، ان کے بادشاہ کو مار ڈالا بعد ازاں عزرہ اور عسقلان کو فتح کر کے کل پہاڑیوں پر قبضہ حاصل کر لیا مگر غور سے نہ لڑے اور نہ اسکو مارا۔

سبط بنیامین کے حصہ میں یونانیوں کے مالک تھے وہ ان سے خراج لیتے تھے رفتہ رفتہ یہ ان میں بل جمل گئے اور فرط اختلاط سے یونانیوں کے بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ اللہ جل شانہ

نے انپر بادشاہ جزیرہ کو مسلط کر دیا جسکا نام کوشان شقنائم یعنی اظلم الظالمین تھا اس کے نسبت لوگوں کے مختلف خیال بیان کئے جاتے ہیں بعض اس کو شاہ ارمن و جزیرہ و دمشق و حوران و صیدا تحریر کرتے ہیں اور بعض اس کو بصرین کا حاکم بتاتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ یہ اروم کی اولاد سے ہے اور طبری کہتا ہے کہ یہ لوط کی نسل سے تھا بہر کیفیت بعد وفات

کالب بن یوتنا کے بنی اسرائیل آٹھ برس تک کوشان شقنائیم کے ماتحتی میں رہے پھر عسقلان بن قناز بن یوتنا برادر زاوہ کالب بنی اسرائیل کے پیشوا اور ان کے کاموں کے مدبر ہوئے اور وہ کوشان سے لڑے اس کو قتل کر کے بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نکالا عسقلان

تمام زمانہ حکومت لڑائیوں میں صرف ہوا کبھی تو وہ بنی مواب سے لڑتے تھے اور گاہ بنی عمین (اسباط لوط) سے صف آرا ہوئے تھے اور عمالیق پر فوج کشی کرتے تھے غرض کہ وہ اسی حالت میں رہے تا آنکہ اپنی حکومت کے چالیس برس انتقال کیا۔ اس کے بعد

پھر بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انپر بادشاہ بنی مواب کو مسلط کر دیا (جسکا نام عفلون تھا) اٹھارہ برس تک اس کی غلامی میں رہے۔ اللہ پاک کو ان کی مسکنت پر رحم آیا اور ایہو ذبن کارا کو سبط افرائیم سے یا بروایت ابن حزم سبط بنیامین سے

بنی اسرائیل کا مصلح اور ان کے کاموں کا مدبر بنایا انہوں نے بنی اسرائیل کو بنی مواب کی غلامی سے نکالا اور ان کے بادشاہ عفلون کے پاس ایک قاصد بنی اسرائیل کی طرف سے

کچھ تحفے اور ہدیے لیکر وازہ کے قاصد نے تنہائی میں موقع پا کر عقلموں کو ایک نیزہ مارا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا اور اس جیل سے عقلموں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا اس واقعہ کے بعد قاصد افرایم کے پہاڑوں پر چلا آیا۔ بنی اسرائیل یہ سن کر ایکجا ہوئے اور بنی مواب کے شاہی محل پر چڑھ آئے تقریباً دس ہزار حراس (ذکھیانوں) کو قتل کر ڈالا اور بنی مواب کے کاروبار کو زیر و زبر کر دیا۔ ایہوذا اپنی دولت و حکمرانی کے اسی برس کے بعد انتقال کر گیا بجائے اسکے شہکار بن عناث سبط کا دسے بنی اسرائیل کا حاکم اور ان کے کاموں کا متولی ہوا اور ایک برس حکومت کر کے مر گیا۔ بنی اسرائیل بدستور سرکشی و خود رانی پر جمے رہے۔ اللہ جل و علی ذکرہ نے انکے غرور توڑنے کے لئے بادشاہ کنعان کو ان پر غالب کر دیا جس کا نام یافین تھا اس نے اپنے سپہ سالار سمیرا کو بنی اسرائیل کے زیر کرنے کو بھیجا جس نے انکے ملک پر قبضہ کر لیا اور میں برس تک اپنی حکومت کرتا رہا تاکہ وافورا کا بہنہ سبط نقسانی یا بروایت دیگر سبط افرایم سے اٹھی اور بنی اسرائیل کو لے کر کنعانیوں پر چڑھ آئی کنعانیوں کو سر میدان سخت ہزیمت دیکر ان کے سپہ سالار سمیرا کو قتل کر ڈالا اور بنی اسرائیل کو غلامی کی ذلت سے نکال لیا چالیس برس تک باعانت اپنے شوہر بارق بن ابی نوعم کے حکومت کرتی رہی۔

ہر و شیشوش مورخ روم لکھتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں سب سے پہلا رومی بادشاہ لاطینون کا انطاکیہ میں تیفش بن شطونش گزرا ہے جو قیصرہ روم کا جد اعلیٰ ہے۔

وافورا اپنے تولیت کے چالیسویں سال انتقال کر گئی اور بنی اسرائیل اسکے بعد پھر

لے وافورا۔ باروق یا بیدوق بن ابوعم کی بی بی تھی وافورانے اپنے شوہر کو کنعانیوں سے لڑنے کی ترغیب دی تھی اسے تنہا لڑنے سے انکار کیا تب وافورانے بنی اسرائیل کو ایکجا کر کے اپنے شوہر کے معیت میں کنعانیوں پر حملہ کیا اور کامیاب ہوئی۔

کفر و الحاد کے مرکز کی طرف لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مرتبہ اہل مدین اور عمالقہ کو غالب کر دیا۔

طبری کہتا ہے کہ انہوں نے لوہو حجاز میں رہتے تھے وہ انکو سات برس تک اپنا محکوم بنائے رہے بعد ازاں بنی اسرائیل نے سبط نسی بن یوسف سے کدعون بن یواسش کو منتخب کیا۔ کدعون بن یواسش جسوقت بنی اسرائیل کے اصلاح اور رستی میں مصروف ہوا اسوقت میں میں دو بادشاہ تھے ایک کا نام راج اور دوسرے کا نام صامناع تھا انھوں نے بنی اسرائیل پر سرگروہی اپنے سپہ سالاروں عودیف اور زولیف کے فوجیں روانہ کیں۔ بنی اسرائیل کو پہلے ان کا مقابلہ کرنا بہت شاق اور دشوار معلوم ہوا مگر کدعون کی استقلال سے بنی اسرائیل اسکے ساتھ نکلے اور بنی امین کے لشکر کو مار بھگا یا، بے انتہا مال غنیمت لوٹ لیا۔ کدعون نے چالیس برس کے اندر اپنے کل دشمنوں کو زیر کر دیا اور بہت بڑے استقلال اور خوش اعتقادی کے ساتھ تورات کے احکام کا پابند رہا اس کے شرائط کے تھے اسی کے زمانہ حکومت میں شہر طرسوس اور بروایت جرجیس ابن عمید ملیطہ بھی آباد کیا گیا اسکے انتقال کے بعد ابو لیخ ابن کدعون اسکے قائم مقام ہوا۔ اسکی (یعنی ابو لیخ کی) ماں بنی شخام بن نسی بن یوسف اہل نابلس سے تھی اس نے اسکو مال و اسباب سے مدد پہنچائی اور بنی امین کو نصیب دنا بود کر دیا بعدہ بنی شخام سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں اور انھیں لڑائیوں میں جبکہ کسی قلعہ کا محاصرہ کئے تھا شہر پناہ کے فیصل سے ایک عورت نے اسپر ایک پتھر مارا جس سے یہ سخت زخمی ہو گیا اور اپنے خاص مصاحب سے یہ کہا کہ مجھکو شباب یہاں سے لیچلو تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اسکو عورت نے مارا ہے چنانچہ یہ اسکو وہاں سے لیکر روانہ ہوا اور اپنی حکومت کے تیسرے برس اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔ اسکے بعد طولوع ابن نواسیط بساخو سے اسکے قائم مقام ہوا۔

طبری لکھتا ہے کہ یہ ابولینح کا چچا زاد بھائی تھا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ (یعنی طولع) اسکا ماموں زاد بھائی تھا۔ کیونکہ یہ اور سبط سے ہے اور وہ دوسرے سبط سے اس نے تیس برس تک بنی اسرائیل کی اصلاح کی ہر وشیوش مورخ روم بیان کرتا ہے کہ اس کے عہد حکومت میں شہر طرونہ میں ملوک روم لاطینی سے برماشش بن بنقش تھا اور اس نے تیس سال حکومت کی تھی اسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ الغرض اسکے مرنے کے بعد یاسیر بن کلعا و سبط منسی بن یوسف سے بنی اسرائیل کے حکام رہے یہ جب مر گیا حکومت کی کرسی پر رہا بعد اسکے کل لڑکے جو تیس کے قریب تھے بنی اسرائیل کے حکام رہے یہ جب مر گیا تو بنی اسرائیل پھر گمراہ ہو گئے اور بتوں کی پرستش کرنے لگے۔

التدجیل شانہ نے انپر بنی فلسطین اور بنی عمون کو غالب کر دیا یہ انکو اٹھارہ برس تک اپنا غلام بنائے رہے تا آنکہ بفتاح سبط منسی سے بنی اسرائیل کا مصلح پیدا ہوا اور آسنے بنی اسرائیل کو گمراہی سے پھیرا آسنے بنی عمون سے کسی امر کی التجا کی جب انہوں نے اس کے دینے سے انکار کیا تو وہ بنی اسرائیل کو لیکر بنی عمون پر حملہ کیا اور انکے بائیس گاؤں چھین لئے حالانکہ وہ تین سو برس سے بادشاہی کر رہے تھے۔

پھر سبط افرایم نے بھی ان لڑائیوں میں کچھ حصہ لیا اور کل بنی اسرائیل متفق ہو کر اپنے دشمنوں کو زیر کرنے لگے چھ برس تک آسنے بنی اسرائیل میں ایک مصلحانہ زندگی سے بسر کیا۔ اسی کے زمانہ میں یونان میں بہت بڑا قحط پڑا جس میں لاکھوں آدمی مر گئے پھر جب بفتاح مر گیا تو بنی اسرائیل کی زمام تدبیر و اصلاح ایسان کے ہاتھوں میں رکھی گئی جو سبط یہوداہ سے تھا اور بیت لحم میں رہتا تھا۔ اسکو مورخین حضرت داؤد علیہ السلام کا دادا بتاتے ہیں ایسان سلمون بن نحشون بن عمینا ذاب بن رم بن حصرون بن بارص بن یہوداہ کا لڑکا تھا اور یہ حصرون اس کا لب بن یوقنا کا دادا ہے جو بعد یوشع بنی اسرائیل کا مصلح ہوا تھا اور نحشون بنی یہوداہ کا سردار تھا اسی زمانہ میں

جبکہ بنی اسرائیل موسیٰ کے ساتھ مصر سے نکلے تھے اور نخبشون کا انتقال انھیں
 میدانوں میں ہوا تھا جہاں بنی اسرائیل حیران و سرگردان پھر رہے تھے۔ اسکا لڑکا
 سلون۔ یوشع کے ساتھ اریحا میں داخل ہوا اور بیت لحم میں بیت المقدس سے
 چار میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا تھا ہر و شیوش مورخ روم کہتا ہے کہ ایصان ہی کے زمانہ میں
 سریانیوں کا ملک جاتا رہا اور قوط اور شبط کے ساتھ لڑائیاں ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم
 ایصان نے بنی اسرائیل میں سات برس تک حکومت کی اسکے مرنیکے بعد شبط
 زبولون سے ایلون نامی آنکے امور دینی اور دنیاوی کا متولی ہوا اور دس برس تک
 انکی اصلاح و تدبیر کرتا رہا جب یہ مر گیا تو عبدون بن ہلال افرایم کی اولاد سے آٹھ برس
 تک حکومت کرتا رہا۔ ابن عمیر روایت کرتا ہے کہ اسکا نام عکرون بن ہلیان تھا
 اس کے چالیس لڑکے اور تیس پوتے تھے ہر و شیوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں
 شہر طرونہ شاہان روم لاطینی کا دار السلطنت ویران و خراب کیا گیا تھا عبدون کے
 مرنے کے بعد ہی اسرائیل میں پھر بے دینی پھیل گئی اور وہ بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ
 آپر سخت ناراض ہوا اور اسلوجہ سے انکی حکومت چھین لی انکو بنی فلسطین کا رعایا بنا دیا
 بنی فلسطین چالیس برس تک انکو اپنا محکوم بنائے رہے تا آنکہ دان کی اولاد سے
 شمسون بن نوح نے چھڑایا شمسون کو شمسون القوی بھی اسکی قوت و توانائی کی وجہ سے
 کہتے ہیں اور بعضے اسکو شمسون الجبار بھی کہہ دیتے ہیں یہ بڑے رعب و داب کا آدمی تھا
 اسنے بنی اسرائیل میں حاکمانہ طرز سے دس بلکہ بیس برس تک زندگی بسر کی
 اس سے اور بنی فلسطین سے بیحد لڑائیاں ہوئیں تھیں اسنے انکو فتح اور انکے بادشاہ کو
 گرفتار کر لیا تھا۔ ایک روز بنی فلسطین کے خانہ خدا میں انکے بتوں کے دیکھنے اور
 اسنے ہمکلام ہونیکو گیا اور ایک کھمبہ پر تکیہ لگا کر کھڑا ہوا دیکھو رہا تھا اتفاق سے وہ
 کھمبا ٹوٹ گیا اور مکان گر پڑا اسکے نیچے شمسون معہ چند بنی اسرائیل کے دب کر مر گیا

اس کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں وہ اتفاق باقی نہ رہا ہر ایک سبب سے اپنے میں اپنا اپنا ایک ایک متولی اور حاکم منتخب کر لیا۔ مگر کمونیت عیزار بن ہارون ہی کے اولاد میں رہی کمونیت قربانگاہ کے قائم رکھنے اور احکام شرعیہ کے نافذ کرنے اور فوج و بخور کے شرائط پورا کر نیکو کہتے ہیں۔

ابن عمید کہتا ہے کہ، شمسون کے بعد ایک دوسرا حاکم بنجائیل بن راعیل نامی بنی اسرائیل میں ہوا اور اسے آٹھ برس تک حکومت کی مگر اسکی حکومت مستقل نہ تھی اسکے زمانہ میں بنی اسرائیل میں اکثر فتنے برپا ہوتے رہتے تھے انھیں فتنوں میں سبب بنیائیں کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر فتنہ و فساد فرو ہو گیا ان ایام میں انکا کاہن عالی بیطیات بن حاصاب بن الیان بن فنحاص بن عیزار بن ہارون تھا، فتنہ فرو ہونے کے بعد بنی اسرائیل اپنے احکام اور لڑائیوں کی تدبیریں اسی سے پوچھتے تھے اس کے دو لڑکے تھے اور یہ دو کے دونوں نافرمان و سرکش تھے، اسکے عہد و حکومت میں بھی بنی فلسطین کے اکثر ایماں ہوتی رہیں اور ان دونوں لڑکوں کے بدولت بہت سی بدافعالیاں پیدا ہوتی تھیں انبیاء وقت ان کو بہت سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ پھرتا تھا نہ پھرے آخر کار انکے بد کرداریوں نے یہ برا دن دیکھا کہ بنی اسرائیل کو بنی فلسطین نے شکست دی۔ بنی اسرائیل تابوت شہادت لیکر بھاگے اور بنی فلسطین نے دوسرے راستہ سے پہونچا اسکو آٹھ چھین لیا اور عالی بیطیات کاہن کے دونوں لڑکوں کو قتل کر ڈالا۔

عالی کاہن کو جس وقت ان کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تاسف و حسرت سے اسی سنہ میں اپنے حکومت کا چالیسواں سال پورا کر کے مر گیا۔ بنی فلسطین علاوہ تابوت شہادت کے بہت سا مال غنیمت لیکے اور تابوت شہادت کو اپنے دارالحکومت عسقلان میں پہونچا دیا اور بنی اسرائیل پر جزیہ بھی قائم کر دیا یعنی چندے

انہوں نے تابوت شہادت کو اٹھوا کر بنی اسرائیل کی حدود میں رکھا و یا جو بنی اسرائیل اسکے قریب جاتا تھا مر جاتا تھا تا آنکہ شمول کی اجازت سے دو شخص اس سے اٹھالائے اور اسکو اپنی ماں ارملہ کے پاس رکھ دیا یہ تابوت وہیں رکھا گیا اس زمانہ تک کہ طاوت کو حکومت و سلطنت دیکھی۔

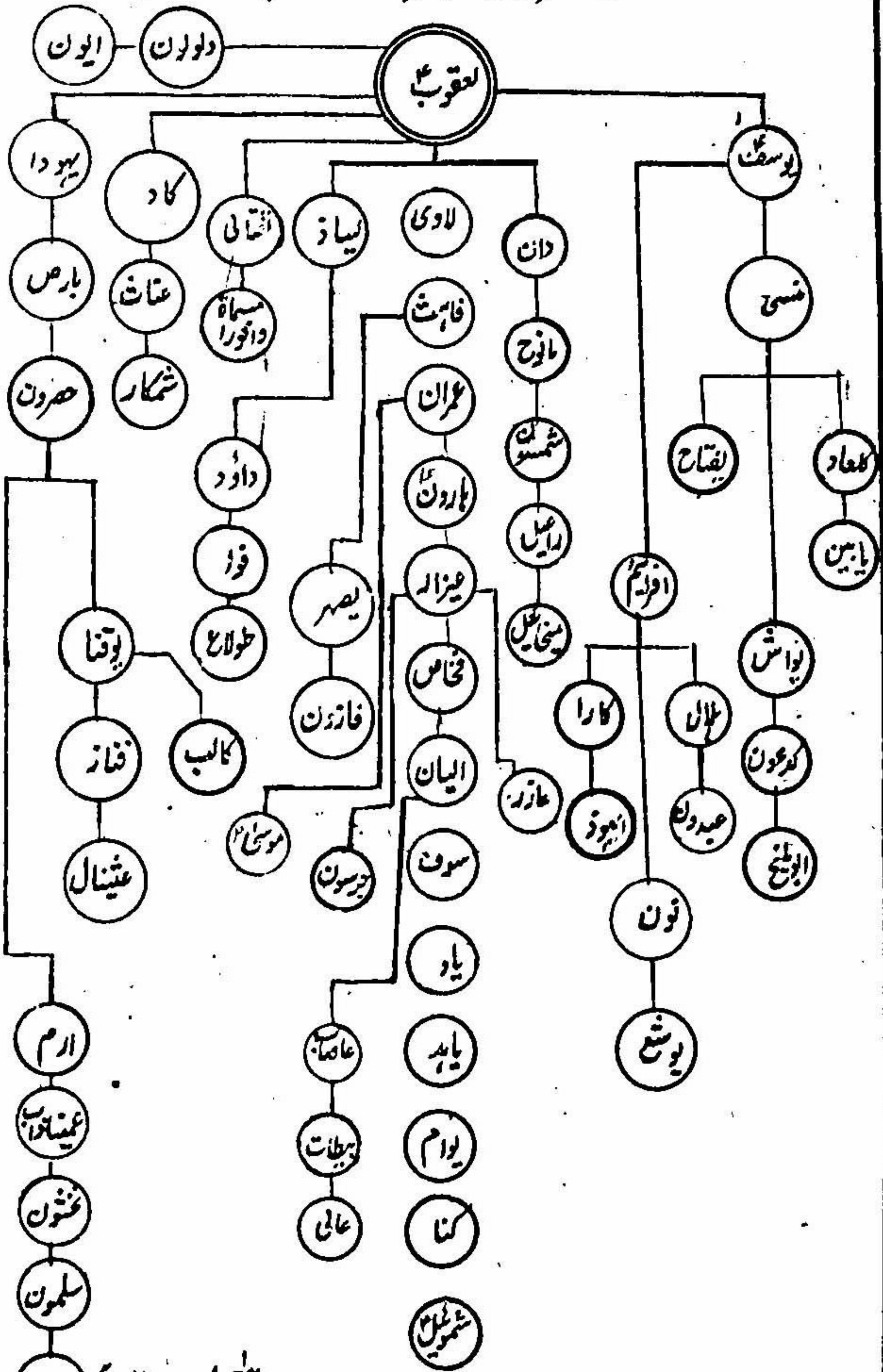
بنی فلسطین نے اپنے کامیابی کے ساتھ میں مہینہ تابوت شہادت کو واپس کر دیا بحالی کاہن نے اپنی حالت حیات ہی میں اپنے ابن عم (چچا کے لڑکے) شمول بن کننا بن یوام بن یابد بن یاد بن سون کو قربانگاہ وغیرہ کا کفیل اور متولی کر دیا تھا۔ سون، حصاب بن الیان کا بھائی تھا بعضوں نے کہا ہے کہ شمول فورج کی اولاد سے اور وہ قارون بن یصہر بن قابث بن لاوی ہے۔ اور اسکو اسکی طرف اس طرح منسوب کیا ہے۔

شمول بن القنا بن یروحام بن یوود بن یوحنا بن صوب بن القنا بن یو بن عزیر ابن صنعینا بن تاحت بن اسر بن القنا بن نشاسات بن قارون

شمول کی ماں نے جو وقت یہ حمل میں تھے یہ نذر کی تھی کہ انکو مسجد کا خادم بنائیگی اسوجہ سے جب یہ پیدا ہوئے تو عالی بیطات کاہن کو دئے ایں عالی بن نے انکی پرورش کی اور اپنے بعد کھونیت کی وصیت کی۔ یونازاں اللہ جل شانہ انکو بنی اسرائیل کی بنوت اور ولایت سے سرفراز فرمایا جناب موصوف بنی اسرائیل میں دس برس تک وعظ و اصلاح کرتے رہے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ وہ بیس برس تک حکومت کرتے رہے بنی اسرائیل پر ان کی تعلیم و بند کا بہت بڑا اثر پڑا بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی کی طرف مائل ہو گئے اور نہایت کم مدت میں اپنی پریشان قوت کو مجتمع کر کے اہل فلسطین سے اپنے گئے ہوئے اور کھوئے ہوئے شہر و نکو واپس لے لیا اور اپنے حالت سے گذرے ہوئے کار و بار کو سنبھال لیا۔ اسکے بعد شمول نے

حکومت و ولایت کے کاروبار اپنے دونوں لڑکے یوال اور ایما کے سپرد
 کر دیا۔ انکی بد خصلتی، بد کرداری کی وجہ سے بنی اسرائیل یکجا ہو کر شمویل کے
 پاس گئے اور یہ خواہش کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدا ان میں ایک شاہ
 بنا دے، چنانچہ جناب شمویل کی دعا سے طاوت کی ولایت کی وحی نازل ہوئی
 اور اسی وقت سے بنی اسرائیل کے اہرار و حکام۔ لوگ کے نام سے موسوم
 ہونے لگے۔ و اللہ معقب الامم بحکمتہ لارب وغیرہ۔

بنی اسرائیل کا شجرۃ النسب



یہ داؤد علیہ السلام کا جدِ اقصیٰ ہے

ملوک بنی اسرائیل

ہر گاہ کہ یواں اور ابیا پسران شمویل کی بد اطوار پونے
 بنی اسرائیل نے انکی سرداری سے انکار کیا اور سب کے سب یکجا ہو کر شمویل
 کی خدمت میں گئے اور یہ التجا کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے ایک بادشاہ کو
 ان میں سے مبعوث کرائیں تاکہ اس کے ہمراہ ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑیں اور
 وہ ان کے منتشر گروہ کو جمع اور متفق کرے اور ان سے دولت اور رسوائی کو دفع کرے
 چنانچہ جناب شمویل کی دعا سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ طالوت کو ان کا موبکا
 متولی اور حاکم کرتا ہے اور اس کو وہ دہن قدس سے پاک و طاہر کرتا ہے
 بنی اسرائیل نے اس سے پہلے جبکہ شمویل کی سرداری کی سرداری کا اظہار
 کیا تھا اس کی سرداری سے انکار کیا۔ مگر جو وقت قرع ڈالا گیا۔ طالوت کے نام پر
 قرع آیا تب مجبوراً بنی اسرائیل نے انکی سرداری و حکومت کو تسلیم کیا۔
 اور انکو اپنا حاکم اور ولی بنایا۔

طالوت | طالوت نہایت تبیم اور قد آور تھا بنی اسرائیل اسکو شاہی کے نام سے

یاد کرتے تھے قیس ابن امیل ابن صارو ابن نخورت ابن انبیاح کارط کا تھا
 اس نے انہیں ابن نیر ابن امیل اپنے چچا زاد بھائی کو اپنے وزارت کا کام
 سپرد کر دیا۔ طالوت کے چار لڑکے ہونا تان۔ بلکیشوع۔ شہمات۔ انبیادان تھے
 طالوت تخت حکومت پر بیٹھتے ہی اٹھ گھڑا ہوا اور بنی اسرائیل کو اپنے
 ہمراہ لیکر انکے دشمنوں بنی فلسطین، عمون، مواب، عمالقہ، مدین سے لڑا
 اور ان سب پر غالب آیا بنی اسرائیل کو ان معرکوں میں بہت بڑی کامیابی ہوئی
 سب کے پہلے جس نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا وہ بنی عمون کا بادشاہ تھا وہ اپنے
 سرحدی بلاد سے گذر کر مقام بلقار میں آیا طالوت نے تین لاکھ بنی اسرائیل کو
 اپنے ہمراہ لیکر اسکا مقابلہ کیا اور اسکو سخت ہزیمت دی۔ پھر طالوت کے

ایک لڑکے نے لشکر بنی اسرائیل کے ساتھ فلسطین پر حملہ کیا اور نہایت نیکنامی اور کامیابی کے ساتھ آنکو پسا کیا۔ بعدہ دشمنان بنی اسرائیل متفق و مجتمع ہو کر بنی اسرائیل سے لڑنے کو نکلے۔ طالوت اور شمویل انکے مقابلہ پر آئے اور انکو شکست فاقس دی اس کے بعد شمویل نے طالوت کو علاقہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ آنکو اور انکے مویشیوں کو بیدریغ نہ تیغ کر ڈالیں چنانچہ طالوت نے ایسا ہی کیا۔ مگر علاقہ کے بادشاہ اعاع کو اس کے التجا کرنے پر چھوڑ دیا اسوجہ سے شمویل پر یہ وحی نازل ہوئی کہ، طالوت کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہو گیا اور اس سے اسکی حکومت سلب کر لی، شمویل نے اس وحی سے طالوت کو مطلع کیا اور اس سے ایسی علیحدگی اختیار کر لی کہ اسکے بعد پھر اس سے نہ ملے۔ داؤد علیہ السلام پھر شمویل پر وحی نازل ہوئی کہ داؤد کو قدس میں داخل کر کے اپنا نائب بنائیں اور ان کی علامت بتا دی۔ چنانچہ شمویل بیت لحم میں بنی یوذا کے پاس گئے ایشا اپنے لڑکے داؤد کو انکی خدمت میں لیکر آیا۔ شمویل نے انکو مس کیا اور تھیس دی، طالوت کی روحی قوت جو اسکو اللہ کی طرف سے مرحمت ہوئی تھی چھین لیگی، اس کو سخت سخت جدمہ گذرا بعد ازاں شمویل کا انتقال ہو گیا اور جالوت نے بنی فلسطین کو ابھار کر بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا طالوت بنی اسرائیل کو لشکر لیکر مقابلہ پر آیا جس میں داؤد بن ایشا یہود کے سبب سے بھی تھے یہ اس زمانہ میں کمن تھے اپنے باپ کی بکریاں چراتے تھے آلات حرب آنکو استعمال کیلئے نہیں دئے گئے تھے لڑائی کے وقت گو پھنے میں چھوٹے چھوٹے پتھر رکھ کر مار رہے تھے جو مطلقاً خطانہ کرتے تھے طبری لکھتا ہے کہ شمویل نے طالوت کو داؤد کے ساتھ سے جالوت کے مارے جانے کی خبر دی تھی اور اس کے قاتل کی علامت بتلا دی تھی۔ بنی اسرائیل نے پہلے داؤد کے کمنی کیوجہ سے اعتراض کیا

مگر جب وہ علامت جناب موصوف میں دیکھی تو انکو مسلح کر دیا اور وہ لڑائی میں شامل ہوئے اور اس سے پہلے انھوں نے اپنے گوبچنے میں پتھر رکھ لیا تھا جسوقت انھوں نے جالوت کو دیکھا فوراً پتھر پھینچ مارا جالوت اس پتھر سے زخمی ہو کر گر اور مر گیا۔ بنی فلسطین کی شکست ہوئی اور بنی اسرائیل کی فتحیابی کا ڈنکا بجایا۔ طاوت نے داؤد کو اپنے مخصوص مخلصین میں داخل کر لیا اور اپنی لڑکی سے انکا نکاح کر کے انکو اپنے سلاح خانہ کا داروغہ کر دیا اور اکثر لڑائیوں میں بنی اسرائیل کے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کرتا رہا اسوقت داؤد کی غمخیز روایت بطری تیس برس کی تھی۔ داؤد کی طرز حکومت اور طریق عمل سے بنی اسرائیل بہ محبت پیش آنے لگے اور ہر کام میں اُسے رجوع کرنے لگے طاوت اور اس کے لڑکوں کو اس امر سے غیرت آئی اس نے آپکے قتل کا قصد کیا اور کئی مرتبہ اس غمیت سے نکلا مگر ناکام رہ جانے کی وجہ سے اپنے لڑکے یونانان کو داؤد کے قتل کرنے پر مامور کیا لیکن یونانان بوجہ مراسم محبت اس فعل سے رُک رہا۔ داؤد اس راز سے واقف ہو کر فلسطین کی طرف چلے گئے چند روز وہاں ٹھہرے رہے پھر بنی مواب کے شہروں کی سیر کرتے ہوئے اطراف بیت المقدس میں اپنے سبط یہودا میں آئے اور وہیں مقیم رہے اور اُنکے ہمراہ بنی فلسطین سے لڑتے رہے تا آنکہ طاوت کو اس حال سے آگاہی ہو گئی اُس نے بنی یہودا سے انکو طلب کیا انلوگوں نے دینے سے انکار کیا طاوت نے اپنی حملہ کی طیاری کی۔ بنی یہودا نے ڈر کر داؤد کو نکال دیا۔ داؤد بنی فلسطین کی طرف چلے گئے۔ اس اثنا میں اسکو بنی فلسطین سے لڑائی لڑنیکا اتفاق پڑا۔ بنی فلسطین نے اسکو شکست دی طاوت تو لڑائی کے میدان سے پیچھے ہٹ آیا اور اس کے لڑکے لڑتے رہے تا آنکہ یونانان اور ملکیشوع اور تشہات مارے گئے بنی اسرائیل کا ہزیمت پا کر بجایا بنی فلسطین نے

انکا تعاقب کیا جب اس نے اپنی جانبری کی صورت نہ دیکھی تو اسے خودکشی کر لی
یہ واقعہ اس کی حکومت کے چالیسویں برس واقع ہوا کما قال الطبری۔
اس واقعہ کے بعد داؤد پھر نبی ہودا کے پاس آئے انہوں نے انکو اپنا
حاکم اور ہر کام کا ولی بنا لیا یہ (یعنی داؤد) ابن ایشا بن عمیر بن بوغزرا سکا
نام افغان ہے اور اسکا ذکر حکام بنی اسرائیل میں ہو چکا ہے) بن سلمون
(جو اول زمانہ فتح میں بیت لحم میں مقیم ہوا تھا) بن نحشون (یہ مصر سے خروج کی وقت
بنی یوذا کا سردار تھا) بن عینا زاب بن ارم بن سمر دان بن ارم بن ہودا کے
لڑکے ہیں۔ ہودا اور نصاریٰ کی کتابوں میں داؤد کا نسب اسطرح پر مذکور ہے
لیکن ابن حزم اس سے انکار کرتا ہے اسوجہ سے کہ نحشون کا انتقال تیرہ (سولہ) سال
میں ہوا تھا اور بیت المقدس میں اسکا لڑکا سلمون داخل ہوا ہے۔ اور ماہیں خروج
بنی اسرائیل از مصر و حکومت داؤد علیہ السلام با اتفاق چھ سو برس کا فاصلہ
بیان کیا جاتا ہے اور نحشون و داؤد میں صرف چار پشتوں کا واسطہ ہے پس جبکہ
چھ سو سال چار پشتوں پر تقسیم کئے جائینگے تو گویا ہر ایک کے ان میں سے ایک
ایک سو تیس تیس برس کے بعد لڑکا پیدا ہوا اور یہ دور از قیاس ہے۔
الغرض جس وقت داؤد کو بنی ہودا کی حکومت حاصل ہو گئی آپ انکے شہر حبرون
(قریہ قلیل) میں آکر سکونت پذیر ہوئے اور بقیہ اسباط نے متفق ہو کر بشوشات
بن طالوت کو یروشلم کی حکومت سپرد کی اور اس کے کاموں کا منہزم اور منتظم
اس کے باپ کا وزیر افسین مقرر کیا گیا۔ اس سے اور جناب داؤد سے دو برس سے
زایدوں تک لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار آپس میں صلح ہو گئی اور بنی اسرائیل کو
داؤد کی سرداری کا یقین ہو گیا انہوں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا۔ بعد چندے اسکو
اسی کے ایک ملازم نے مار ڈالا اور سر لیکر داؤد کے پاس آیا آپ نے اس کو

اس کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کروادیا اور بٹوشات کے قتل پر سخت تاسف ظاہر فرما کر اس کے خاندان کی پورے طور سے تکفیل کی اسکے اولاد اور بھائیوں کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اور بنی اسرائیل پر مستقل حکومت کرنے لگے۔

پھر بحکم باری بنی کنعان سے لڑے اور ان پر غالب آئے اور ازاں بنی فلسطین سے مدتوں معرکہ آرائیاں کرتے رہے انکے اکثر شہروں کو ان سے چھین لئے اور ان پر سالانہ خراج مقرر کیا اسکے بعد اہل موآب اور عمون اور اہل اردم سے ہم نبرد ہوئے اور انکو بھی زیر و زبر کر کے ان پر جزیہ قائم کیا، انکے آباد شہروں کو ویران کر ڈالا، دمشق اور حلب میں ارمینیوں پر جزیہ قائم کیا اور عمال کو جزیہ وصول کرنیکی غرض سے ہر چہار طرف روانہ کیا۔ بادشاہ انطاکیہ نے ہڈے اور تحفے بھیج کر اطاعت قبول کر لی انھیں ایام میں اپنے شہر صیہون پر حملہ کر کے تاخت و تاراج کیا اور وہیں قیام پذیر ہوئے مقام قبہ میں ایک مسجد بنا کر قصداً کیا جہاں تک تابوت عہد (شہادت) بنی اسرائیل رکھتے تھے اور جس کے طرف نماز پڑھتے تھے اللہ جل شانہ نے وانیال بنی کو بذریعہ وحی اس امر سے آگاہ فرمایا کہ "داؤد اہل مسجد کو نہ بنائے گا بلکہ اسکا لڑکا اس مسجد کے بنانے کی عزت حاصل کرے گا اور اسکے ملک و حکومت کو قیام ہوگا" داؤد یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور مسجد بنانے سے رک رہے۔ ان واقعات کے بعد ان کے لڑکے ایشام نے نقص امن کیا اور اپنے بھائی امون کو مار کر بھاگ گیا داؤد نے اس کے قصاص میں اسکو خونِ مبارک کر دیا اور آدمیوں میں اسکو اعلان کر دیا وہ چار برس کے بعد پھر واپس آیا اور اسباط کو آجھار کر جمعیت انکے لڑائی کو نکلا داؤد ان دنوں مسزین شام میں تھے مگر وہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس سے لڑائی کر نیکو لوٹے اور اس سے لڑ کر اسکو نہریمیت دی اثنائے نہریمیت میں بیس ہزار کے قریب بنی اسرائیل مارے گئے، ایشام کو

داؤد کے وزیر نے ایک درخت کے پیچھے چھپا دیکھ کر گرفتار کر لیا اور اسکا سر کاٹ کر
داؤد کے پاس لایا آپکو اس کے مارے جانے سے محبت پد ری کیوجہ سے سخت رنج ہوا
اور اس قدر خونریزی کے بعد اسباط، داؤد سے اور داؤد اسباط سے راضی ہو گئے
بعد ازاں داؤد نے بغیر اجازت باری تعالیٰ سے لے کر اسرائیل کو شمار کیا اس لاکھ تعداد میں
نکلے جنہیں سے چار لاکھ صرف بنی یہود تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوا
جس سے اسوقت کے انبیاء علیہ السلام نے داؤد کو آگاہ کیا۔

اس کے بعد داؤد باطینان حکومت کرنے لگے اور اپنے برابر چلی نازل ہوئی رہی
اور زبور کی سورتیں اترتی رہیں اور داؤد اوتار اور مزامیر سے تسبیح کرنے تر ہے
اکثر مزامیر جسکا ذکر تسبیح میں آیا ہے انھیں کی طرف منسوب کیجاتی ہیں تاہوت شہادت
کے روبرو مزامیر سے تسبیح کرنے کے لئے سبط لاوی سے بارہ کاہن مقرر کئے گئے
جو ہر ساعت اس کے روبرو تسبیح کہتے رہتے تھے۔

پھر داؤد نے اپنی حکومت کے چالیسویں سال اپنے بیٹے سلیمان کو اپنا ولیعہد بنایا
اور بابان بنی اور صاویق نے انکو اسطبراع دیا۔ داؤد علیہ السلام انکو بیت المقدس
بنانکی وصیت کر کے انتقال کر گئے اور بیتانم میں مدفون ہوئے انکے زمانہ میں نبیوں میں سے

لے بطری لکھا ہے کہ داؤد کی اس خود رانی پر خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کیلئے تین بیٹھوتیں تجویز فرمائی تھیں (۱)
تین برس کا فحل (۲) تین مہینے دشمنوں سے زیر رہنا (۳) تین روز بلا درگ مناجات میں گرفتار رہنا۔ اور داؤد کو
اختیار دیا تھا کہ ان تینوں عقوتوں میں سے جسکو چاہیں وہ اختیار کریں داؤد نے پھلی عقوت کو پسند کیا تھا جس سے
ایک دن میں بیسار بنی اسرائیل مر گئے تب داؤد نے گہرا جناب باری میں عرض کی "خود رانی اور نہا تو مجھے سزا ہوا
بنی اسرائیل کیوں عذاب کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں خدا یا اگر اس عذاب کا مستحق ہوں تو میں ہوں" خدا تعالیٰ کا
دریائے عنایت داؤد کی ان نعمات سے جوش میں آگیا اور مرگ مناجات کی بلا بنی اسرائیل سے اٹھائے گئی۔

۳ داؤد علیہ السلام کا رنگ سرخ آنکھیں گول پست قد تھا اور ڈاڑھی کھنٹی اللہ جل شانہ نے انکو سلطنت و نبوت

حابان (یانامان) اور کاوا اور اصاف تھے اور کاہنوں میں سے ایشار بن ایلیح کاہن تھا جو عالی کاہن کی اولاد سے تھا جسکو حکام بنی اسرائیل میں بیان کر چکے ہیں۔
 ۴ دونوں مرحمت فرمائی تھیں اور ایسی توانائی دی تھی کہ ان سے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ بد موسیٰ اور یوشع علیہ السلام کے بنی اسرائیل میں یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ ایک خاندان میں نبوت ہوتی تھی تو دوسرے سبط میں حکومت۔ تا آنکہ داؤد علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکو نبوت اور حکومت دونوں مرحمت فرمایا۔ یہ صاحب شریعت نہ تھے بلکہ موسوی شریعت کے پابند تھے۔ اس کی خالق اللہ کو تعظیم دیتے تھے۔
 اللہ تعالیٰ نے ان پر زبور نازل فرمائی اس میں اللہ تعالیٰ کی شان و صفات اور نصیحتیں تھیں یہ نہایت خوش گلو تھے ان کے ساتھ پہاڑ، چرند، پرند تسبیح کرتے تھے ان کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات میں آیا ہے ان کے ہاتھ میں ایسی قوت دی گئی تھی یا یہ کہ لوہے کو ان کے ہاتھ میں اس قدر نرم کر دیا تھا کہ وہ اس کی زریں بناتے تھے اور اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنی اوقات بسر کرتے تھے جیسا کہ سورہ بایں المدجل شانہ فرماتا ہے
 وَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِثْقَالَ حَبَالٍ اَوْبِي مَعَدٍ وَاَطْرَحَ وَاَلْتَمَنَّا لِمُحَمَّدٍ ۗ اَنْ يَّعْمَلَ سَابِغَاتٍ وَقَدَّرْنَا السُّرُودَ وَاَعْمَلُوا صَالِحًا اِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (یعنی مینے بیشک داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی اسے پہاڑ والے جانور اس کے ساتھ تسبیح کرو اور نرم کیا اس کے واسطے لوہا تاکہ پوری زریں بناوے اور اندازہ نہ رکھے ایک دوسرے کے پرونے میں اور اچھے عمل کرو بیشک میں جس چیز کو تم کرتے ہو میں اسکا دیکھنے والا ہوں۔
 داؤد کی شانوسے بیسیاں تھیں اور نہراہا اور بان تھے اپنے باری مقرر کر رکھی تھی ایک روز دربار کرتے تھے اور ایک روز عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے اور ایک روز خلوت خاص میں رہتے تھے ان پچھلے دونوں میں کوئی انکی خدمت میں جانہ سکتا تھا ایک روز ان کے عبادت خانے میں دیوار بچاند کر دو شخص اترائے داؤد علیہ السلام ان کو دیکھا خائف ہوئے۔ انھوں نے کہا ”آپ ڈرئے نہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے آپ اس کا فیصلہ کیجئے“ یہ کہہ کر ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے اس کے تناؤسے مینڈیاں ہیں اور میرے ایک ہی ہے اس نے کہا مجھکو یہ ایک ہی

سلیمان علیہ السلام بعد انتقال داؤد سلیمان ابن داؤد تحت حکومت پر بیٹھے
ان کی عمر اس وقت میں بائیس برس کی تھی انکی حکومت نہایت مستقل طور سے شروع
ہوئی تھی یہ کل گروہ پر غالب آئے تھے شام کے کل بادشاہوں فلسطین عمون کنعان
مواب - اردم - ارمن وغیرہ سے جزیہ لیا۔ اور اطراف و جوانب کے بادشاہوں نے
اپنی اپنی لڑکیاں جناب موصوف کے عقد میں دیکر اپنی دامادی میں لیا منجملہ انکے جن سے
آپ نے نکاح کیا تھا فرعون مصر کی لڑکی بھی تھیں۔ ابتدا آپکا وزیر یو اب بن نیشرا ہمیشہ
داؤد کا لڑکا تھا جو صوریہ کے نام سے مشہور ہے اس نے داؤد کی وزارت کی تھی
اور ابتدا زمانہ میں سلیمان کی بھی وزارت کی لیکن بعد چند سے اسکو کسی وجہ سے
قتل کر کے لیشوع بن شیداح کو اپنا وزیر مقرر کیا۔

تعمیر بیت المقدس سلیمان نے اپنی حکومت کے چوتھے برس سے بیت المقدس
کی تعمیر شروع کی یہ تعمیر آپکے زمانہ حکومت تک برابر جاری رہی تھی۔ اپنے آخری زمانہ
۴۴ دے اور باتوں بات اُس نے مجھ پر سختی کی، داؤد نے یہ شکر کھ دیا کہ اُس نے بیشک تجھ پر ظلم کیا“
اس کے بعد انکو یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو امتحاناً ان کے پاس بھیجا ہے اسوجہ سے جناب موصوف نے
اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور سجدے میں گر پڑے اس واقعہ کا ذکر قرآن شریف کے پارہ تیسویں
سورہ ص میں آیا ہے اور وہ ”وَالَّذِي آتَاكَ نَبُوًّا لَّحْمًا“ و تسورہ المخراب ”تا آخر ہے عام لوگوں کا
یہ خیال ہے کہ اس آیت میں اور یا کے قصہ کی طرف اشارہ ہے مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے اور یا کا
قصہ بعض جہوں نے ”انرا“ بہتان ہے۔ بنی اور وہ ایک عورت پر فریفتہ ہو کر اس کے شوہر کو
لڑائی میں بھیجے اس غرض سے کہ وہ مارا جائے اور اس کے بعد وہ اس سے شادی کرے یہ نہایت
دنی خیال کے آدمیوں کا کام ہے انبیاء کرام کی شان سے یہ نہایت بعید اور دور از قیاس ہے اسوجہ سے
جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔ میں حدیث بحدث داؤد علی ما برویہ القصاص جلد ثمانہ و ستین
یعنی جو شخص داؤد کا وہ قصہ بیان کرے گا کہ قصہ کو بیان کیا کرتے ہیں تو میں اسکو ایک سو ساٹھ ڈرتے ماروں گا

شہر اظہا کیہ کو نہدم کر کے شہر تدمر آباد کیا اثنانہ تعمیر میں بادشاہ صور سے آپ نے
کوہ لبنان سے لکڑیوں کے کاٹنے میں مدد چاہی کوہ لبنان پر لکڑی کاٹنے والوں کے
لئے سالانہ بیس ہزار کمر (وزن ہے) کھانا اور اسیتقد زیت اور اسی قدر شراب
جاتی تھی۔ لکڑی کاٹنے والوں کی تعداد ستر ہزار تھی اور پتھر کے کھد ان سے پتھر
بکالنے والوں کی تعداد اسی ہزار اور اس کے درست کر نیوالے ستر ہزار تھے اور
ان سے کام لینے والے تین ہزار تین سو عمال تھے اس کے بعد سلیمان نے ہیکل نبوی
اس کی باندی اکتیو ذراع اور لمبائی ساٹھ ذراع اور چوڑائی بیس ذراع تھی اسکا
اندرونی حصہ سونے اور چاندی کے پتروں سے منڈھا ہوا تھا اور مکان کے اندر
لکڑی کے دو کڑوبی (ملائکہ) بنائے تھے اور انکو سونے سے منڈھا دیا تھا اور
دروازے مکان کے صنوبر کی لکڑی کے تھے اور انپر علاوہ پھول پتیوں کے
نقش و نگار کے، کروہیوں (فرشتوں) کی صورتیں بھی بنائی گئی تھیں اور یہ سب
سونے کے پتروں سے منڈھے ہوئے تھے اس ہیکل کی تعمیر سات برس میں
تکمیل کو پہنچی۔ اور اسکا ایک دروازہ سونیکا بنوایا گیا بعد ایک بیت السلاح
صنوبر کے کھجیوں کے چار صفوں پر بنایا ہر صف میں پندرہ پندرہ کھجے تھے۔
اور اس میں دو ہوترس (یعنی ڈھال) اور تین سو ورقہ (ٹکڑے) سونے کے رکھے
ہر ترس میں چھ چھ سوا علیٰ درجہ کے زمرہ تھے اور ہر ورقہ میں تین تین سو یا قوت تھے۔
یہ مکان غیفتہ النبیان کے نام سے موسوم کیا گیا اور اپنے بیٹھنے کے لئے ایک نمبر
بنوایا اور بہت سی کرسیاں تیار کرائیں جو دندان خیل کی تھیں اور انپر سونا منڈھا
ہوا تھا بعد اس کے اسی طرح کا ایک مکان۔ فرعون مصر کی لڑکی کے لئے
بنوایا جس سے سلیمان نے نکاح کر لیا تھا اور شہر صنوبر کے معروف مشہور ضاع
سے اس گھر کے مصارف کے لئے تانبے کے ظروف بنوائے اور مذبح (قربانگاہ)

اور ماندہ (میں) بیت المقدس میں سونے کا تیار کرایا اور پانچ ممبر سیکل کے دائیں جانب کے لئے اور پانچ بائیں جانب کے لئے معہ آلات طلائی اور انگلیٹھیاں طلا کے بنوائیں اور وہ ظروف نقرئی و طلائی جو اس مقدس مکان کے لئے جناب موصوف تک بذریعہ وراثت پہنچے تھے اس پاک مکان میں لا کر رکھے اور آپ کے فرمانے سے روساء اسباط و کاہنیں۔ تابوت عہد (شہادت) کو مقام صیہون اقریہ داؤد سے اٹھالائے اور اسکو اس مکان میں کر وہیوں کے تصویرینکے بازوں کے نیچے مسجد اقصیٰ میں رکھا۔ تابوت عہد میں دو لوحیں پتھر کی تھیں جنکو جناب موسیٰ علیہ السلام نے الواح منکسرہ (ٹوٹی ہوئی لوحوں) کے عوض بنوایا تھا۔ روساء اسباط کہان۔ تابوت عہد کے ساتھ قبۃ قربان (کفارہ کا سرپوش اور اور اس کے ظروف بھی مسجد میں اٹھالائے۔

سلیمان علیہ السلام ایک مشہور یوم میں مذبح کے روبرو کھڑے ہوئے اور اس خوشی میں بنظر تقرب الی اللہ بائیس ہزار گایوں کی قربانی کی۔ بعد اسکے ہر برس میں تین مرتبہ قربانیاں کرتے تھے اور تجرودیتے تھے علاوہ ان قربانیوں اور تحفے کے ہر سال چھ سو چھ اچھہ قنظار سونے کے بیت المقدس پر چڑھاتے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کی کشتیاں، سونا، چاندی، اور قیمتی اسباب، نیل، طلاؤں وغیرہ لائیکلی غرض سے ہمیشہ دریائے ہند میں سفر کرتی رہتی تھیں اور مصر سے گھوڑے اچھے نسل کے منگوائے تھے ہر وقت دو ہزار چھ سو گھوڑے لڑائی کے لئے تیار رہتے تھے آپ کی ایک ہزار بیبیاں تھیں جنہیں سے تین سو حرم تھیں۔

ملکہ بلقیس مورخین کے اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حج کو بھی گئے تھے اور وہاں چندے پٹیرے بھی تھے اور ہر روز پانچ ہزار دینے پانچ ہزار گائیں تیس ہزار بکریاں قربانی کرتے تھے بعدہ ملک یمن کی طرف توجہ کی اور اسی دن سرزمین صنعا میں جا آئے

ہد ہد کو طلب فرمایا۔ ہد ہد اسوقت موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بلقیس کی خبر لیکر آیا جیسا کہ قرآن پاک میں اسکا بیان آگیا ہے۔

(مترجم) سورہ نمل میں اسطرح مذکور ہوا ہے کہ سلیمان نے ہد ہد کو طلب فرمایا جب وہ نہ ملا تو اپنے غصہ میں فرمایا۔ لَاعَذِّبَنَّ عَذَابًا شَدِيدًا اَوْلَادَ بَنِي اٰدَمَ الَّذِيْنَ اٰوَدَعُوْا لِيَسْلُوْنَ بَيْنَ يَدَيْكَ اَسْكُوْا سَخْتِ عَذَابٍ وَّذُنُكَا۔ یا اسکو ذبح کر ڈالوں گا۔ اگر اسنے کوئی عذر معقول نہ بیان کیا بعد تھوڑی دیر کے ہد ہد آیا اور اسنے عرض کی کہ میں نے ایسے مقام کی سیر کی ہے جسکی آپ کو بھی خبر نہیں ہے میں آپکے پاس سب سے ایک سچی خبر لایا ہوں یہ کہ کبر سب کی تعریف کرنے کے بعد عرض کی۔ اِنِّیْ وَجَدْتُ اِمْرَاةً تَمْلِكُمْ وَاَدَّتِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّهِيَ اَعْرَاضٌ عَظِيْمٌ دَمِيْنٌ وَاَنَا اَبْرَأُ اِلَیْکُمْ مِّنْ اَنْفُسِیْ۔ عورت دیکھی جو اس سرزمین کی مالک ہے اور اسکو ہر چیز دیکھی ہے اور اسکا ایک بڑا تخت ہے ووجدتھا و تو ہا لیسجدون للشمس من دون الحدوزین لہم الشیطین اعمالہم فصدہم عن السبیل فہم لا یعتدون۔ (میں نے اسکو اور اس کی قوم کو سوائے خدا کے آفتاب کا سجدہ کرتے ہوئے پایا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال کو درست کر دیا ہے پس انکو راہ حق سے اس نے باز رکھا ہے وہ راہ نہیں پاتے ہیں) سلیمان کو یہ شکر ان کی آفتاب پرستی پر عرصہ آیا ہے

پھر یہ خیال آیا کہ شاید ہد ہد اپنی غیر حاضری کی وجہ سے یہ قصہ خلاف واقع بیان کرتا ہو اسکو سے اپنے فرمایا کہ ”م دیکھنے کے کہ تو سچ کہتا ہے یا غلط بیان کر رہا ہے۔ نے یہ خط انکے پاس لجاؤ دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں“ ہد ہد یہ حکم پاتے ہی جناب سلیمان کا خط لیکر آرا اور بلقیس کے پاس اس خط کو ڈال دیا بلقیس نے اس خط کو اٹھا کر پڑھا اور اپنے دربار والوں سے مخاطب ہو کر بولی ”یا ایہا الملوء انی اتقی الی کتب کریم (اے سردارو میرے پاس ایک بزرگ خط بھیجا گیا ہے) انہ من سلیمان (وہ خط بیشک سلیمان کی طرف سے ہے) وانہ بسم امد الرحمن کریم الا تعلوا علی و اتونی مسلمین۔ (وہ بیشک شروع ہے اللہ کے نام سے جو خشش کرنا والا مہربان ہے (مضمون اسکا یہ ہے) کہ تم مجھے سرکشی نہ کرو اور میرے پاس مسلمان ہو کر چلے آؤ بلقیس کے

درباریوں نے اس خط کو شکر اپنی توانائی اور نبرد آزمانی کا اظہار کر کے تدبیر کار اس کی رائے پر
 حمول کیا۔ یہ نیک بلیقیس ایک بو شیار اور انجام میں عورت تھی اولاً بادشاہوں کا یہ دستور بیان کیا
 کہ جب وہ کسی میں داخل ہوتے ہیں تو اسکو وہ خراب کر ڈالتے ہیں اور اسے سربر آوردہ
 اور معزز آدمیوں کو ذلیل کرنے میں پس ایسا ہی یہ بادشاہ بھی کرے گا۔ بعد اسے اسے یہ رائے قائم
 کی کہ سلیمان کے پاس کچھ تحائف بھیجے جائیں اس سے انکی نیت اور طبیعت کا اندازہ معلوم ہو جائیگا
 درباریوں نے اسکی اس رائے سے اتفاق کر کے سلیمان کی خدمت میں تحائف روانہ کئے۔ سلیمان نے
 ان تحائف کو داپس کر دیا اور اپنی سطوت و جلالت کی ایک خونناک دھمکی دی۔ بعد ازاں اسکو
 نمونہ قدرت الہی دکھانے کی غرض سے اپنے اہل دربار سے فرمایا ”تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اسے
 تخت کو اٹھالائے اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے؟ ایک جن نے جواب دیا
 انا آتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک“ میں اسکو تمھارے پاس لائے دیتا ہوں قبل اس کے کہ
 تم اپنے دربار سے اٹھو“ ”وانی علیہ لقومی ایس“ اور بیشک میں زور آور اور امانت دار ہوں
 سلیمان اسکا جواب لاؤ نعم گانہ دینے پائے تھے کہ ”قال الذی عنده علم من الكتاب انا اتیک بہ
 قبل ان یرتد ایک طرفک“ اس شخص نے جسکے پاس کتاب الہی کا علم تھا بولایمینی درصف بن
 برخیا از فرزندان شمویل، میں اسکو تمھارے پاس چشم زون میں لاتا ہوں، چنانچہ چشم زون میں
 بلیقیس کا تخت آ موجود ہو اسلیمان نے کسی وجہ سے اسکی ہیت موجودہ تبدیل کرادی جب بلیقیس
 آئیں تو ان سے کہا ”یا کذا عرشیک رکبا سیطر حکا تیرا تحت ہے“ قالت کانہ ہو در بلیقیس نے کہا کہ
 گویا یہ وہی ہے (واو تینا العلم من قبلہا و کنا مسلمین۔ وہم کو علم اس آزمائش سے پہلے دیا وہم
 آپکی نبوت پر پہلے سے ایمان لائے تھے) بعدہ سلیمان نے بلیقیس کو توحید کی تعلیم اور بت پرستی
 سے روکا اور پھر وہ محل یا دربار خاص میں داخل کی گئیں بلیقیس نے فرش آ بگینہ کو پانی تصور کر کے
 اپنے ازار کے پائے اٹھائے سلیمان نے کہا کہ محل نشیے سے بیٹھا ہوا بنایا گیا ہے بلیقیس کو
 اپنی اس نافرمانی پر ندامت ہوئی۔ کلام مجید کے آیات سے بلیقیس سے جناب سلیمان کا کلام کرنا

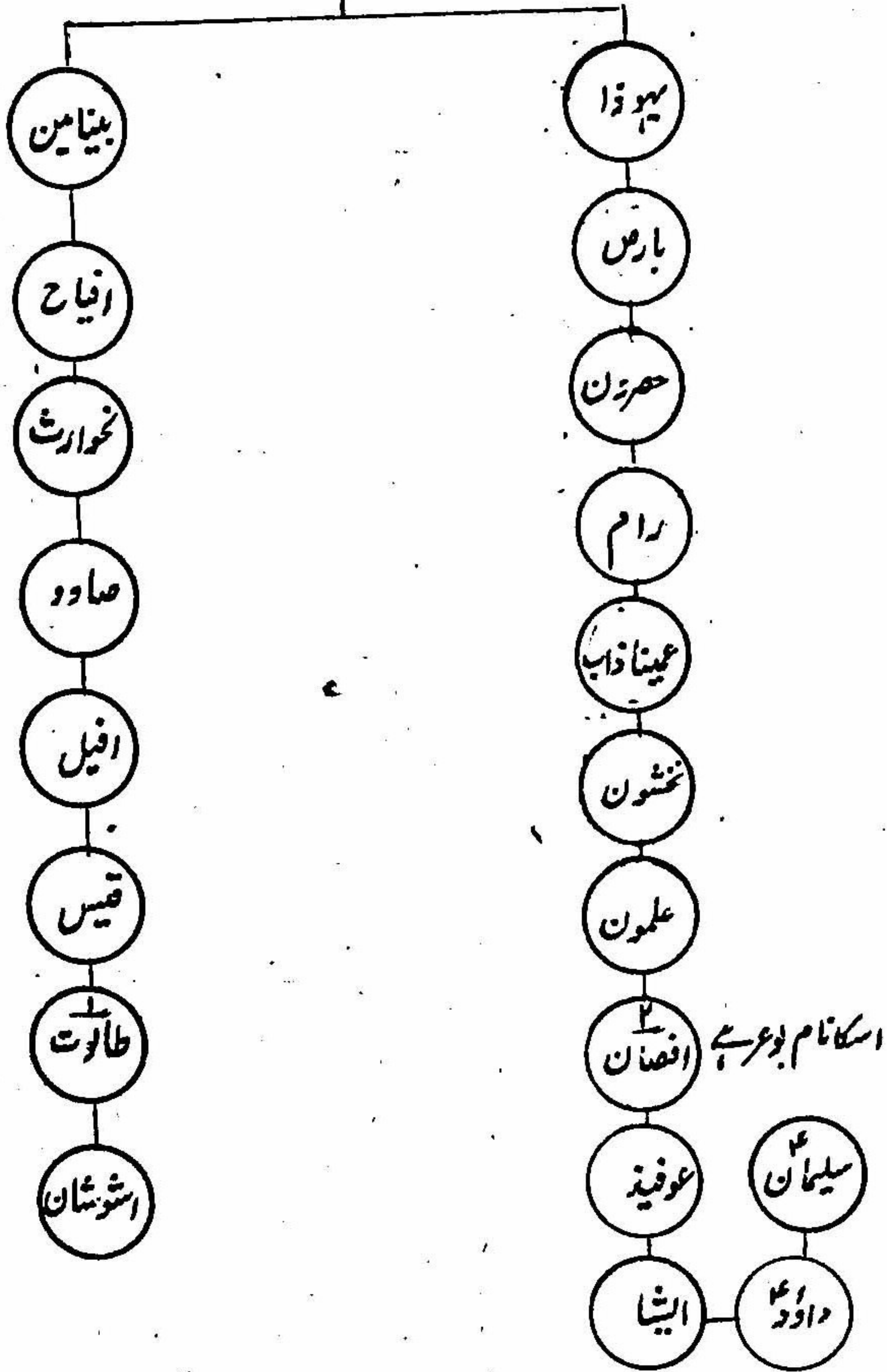
ثابت نہیں ہوتا اور مورخین اور مفسرین کے اقوال اس واقعہ نکاح میں مختلف ہیں۔ اس واقعہ کے علاوہ یہ تین واقعات (ایک) گھوڑوں کی قربانی کر نیکا۔ دوسرے مورچہ کا قصہ تیسرے انگشتری کے گم ہونے اور دیو کا آپکے جگہ پر متکین ہونے کا ماجرا بیان کئے جاتے ہیں یہ خیال طوالت ہم اسکو قلم انداز کرتے ہیں۔ کلام مجید میں یہ واقعات مذکور موجود ہیں۔ انتہی کلام المترجم بلقیس نے آپ کی خدمت میں بہت سے تحفے بھیجے تھے آپ نے انکو قبول نہ فرمایا بلقیس نے آپکی اطاعت قبول کر لی اور آپکے دین پاک میں داخل ہو گئی اور اپنی حکومت و سلطنت کو جناب موصوف کے سپرد کر دیا اور آپکو ملک یمن میں سلطنت سلیمان نے اسکو نکاح کرنے کی ہدایت کی اسنے بادشاہت کی وجہ سے انکار کیا سلیمان نے فرمایا کہ دین میں داخل ہو کر انکار اس سے نہ کرنا چاہئے تب بلقیس نے سدوین زرعه سے نکاح کی خواہش ظاہر کی آپنے اسکا نکاح اس سے کر دیا اور آسکو ملک یمن پر اپنے طرف سے گورنر مقرر کر کے بلقیس کو بدستور وہاں کا حاکم علیٰ بنا رکھا اور آپ شام کی طرف لوٹ آئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا اور اسکے دیکھنے کو ہمراہ میں ایک مرتبہ آپ تشریف لیجاتے تھے اور تین روز تک وہاں ٹھہرتے تھے و اللہ اعلم علماء بنی اسرائیل حجاز اور یمن میں سلیمان کے جانیسے انکار کرتے ہیں اور ملک یمن پر قبضہ حاصل کرنے کی یہ صورت ظاہر کرتے ہیں کہ آپنے یمن پر ملک سب سے خط و کتابت کے ذریعہ سے قبضہ حاصل کیا تھا وہ خود آپکی خدمت میں یروشلم میں آئی تھی اور ایکسویس قنطار سونے اور مردارید و جو اہرات اور مشک وغیرہ وغیرہ ہدیہ ارسال کیا تھا آپنے اسکو نہایت مستحسن خلعت مرحمت فرمایا تھا اور اس سے بحسن سلوک ملے تھے اور وہ پھر وہاں سے واپس آئی تھی ہکذانی کتاب الانساب من کتبم دایا ہی کتاب الانساب میں ہے جو انکی کتابوں سے ہے۔

سلیمان کے اخیر زمانہ حکومت میں ہدروہ بادشاہ ارض نے دمشق میں اور ہدروہ بادشاہ ارم نے بغاوت کی تھی اور اپنے جمیع اعمال بیت المقدس پر سب افراتفریح سے یہ بیان بن بناط کو ماکم مقرر کر دیا تھا وہ نہایت جابر اور ظالم نکلا۔ امدت تعالیٰ نے بذریعہ وحی بتوسط برخیانیہی کے اس کی تولیت و حکومت پر تختاب ظاہر فرمایا۔ سلیمان نے اس سے مطلع ہو کر اس کے قتل کا قصد کیا۔ مگر وہ اس واقعہ سے آگاہ ہو کر مصر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پونہ چکر فرعون مصر کی لڑکی سے نکاح کر لیا جس سے اسکا لڑکا ناباط نامی پیدا ہوا اور یہ مصر ہی میں پھیرا رہا۔

سلیمان کا انکی حکومت کے چالیسویں برس یا بروایت دیگر باون برس کے بعد انتقال ہو گیا۔ اپنے باپ داؤد کے قریب دفن کئے گئے۔ انکے بعد بنی اسرائیل کی حکومت میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت سلیمان بن داؤد کا شجرہ النسب



اسکا نام بوعری ہے

سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل نے انکے راجے کے رجم کو اٹھانکا
جانتین کیا۔ رجم نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی عمارات بیت لحم و عزیہ و صور دابلم
میں اٹھانے کیا بنی اسرائیل پر تشدد کرنے لگا۔ بنی اسرائیل نے اس سے ضرائب ٹیکس
کی تخفیف چاہی مگر وہ ان کو رعایت کے دینے کے عوض اور حاصل ٹر معا سنے کا
خواستگار ہوا۔ بنی اسرائیل اس کی ان زیادتیوں سے برداشتہ خاطر اور عہد شکنی پر
مائل ہوئے اسی زمانہ میں یربعم بن بناط مصر سے آگیا کل بنی اسرائیل نے سو اے
سبط یہودا اور بنیامین کے اسکی حکومت تسلیم کر لی اور اس کے ہمراہ لڑائی کو نکلے۔
فریقین نے صف آرائی کی لیکن اسوقت کے کسی نبی کے کہنے سے فریقین معرکہ آرائی
سے باز رہے اور باہم صلح کر لیا۔

رجم کی حکومت کے پانچویں سال شیشاق بادشاہ مصر نے بیت المقدس پر چڑھائی
کی۔ رجم لڑائی کے میدان سے بھاگ نکلا شیشاق نے اسکو لٹا اور انپر جزیہ مقرر کیا۔
بعد چندے پھر بنی اسرائیل اس کے مقابلہ کو آئے اور اسکو بیت المقدس سے نکال باہر
کیا اس کے بعد بنی داود بنی یوذا اور بنیامین پر بیت المقدس۔ عسقلان غزہ۔ دمشق۔
حلب۔ حمص۔ حماہ۔ اور اس کے سرحدی مقامات سر زمین حجاز میں حکومت کرنے لگے
اور اسیباط عشرہ نے اطراف مابیس فلسطین پر قبضہ حاصل کر لیا اور شام کے شرق شمال
متصل فرات و جزیرہ شہر شومرون شمرہ یا سامرہ) میں جا ٹھہرے اور اسکو اپنا دارالسلطنت
بنایا۔ اسی افتراق و اختلاف پر بنی اسرائیل تا زمان انقراض حکومت قائم رہے
اور اس پریشانی میں مبتلا ہو گئے جس کو اللہ تعالیٰ نے انکے لئے لکھ دیا تھا
جیسا کہ ہم اسکو آئندہ بیان کریں گے۔

ان واقعات کے بعد رجم اپنی حکومت و سلطنت کے سترھویں برس مر گیا اسکے بعد
سبط یہودا اور بنیامین پر بیت المقدس میں اسکا لڑکا افیاز حکومت کرنے لگا یہ اپنے

باپ سے سیرتا بہت مشابہ تھا نہایت درجہ کا عابد اور صالح تھا۔ اس کا پورا زمانہ حکومت یربعم ابن بناط اور بنی اسرائیل سے لڑائی لڑنے میں صرف ہوا ایک دن بھی فراغت سے نہیں بیٹھنے پایا تا آنکہ اپنی حکومت کے تیسرے سال کو پورا کر کے مر گیا اسکے بعد اس کا لڑکا اُسا ابن افیاز تخت سلطنت پر بیٹھا اسکا زمانہ حکومت کیس قدر دراز ہوا یہ نہایت نیک طبیعت اور اپنے دادا داداؤد کے عادات و اخلاق پر تھا اسکے زمانہ میں بنی اسرائیل میں متعدد انبیاء مبعوث ہوئے اسکی حکومت کے دوسرے سال یربعم ابن بناط کا انتقال ہو گیا اور بجائے اسکے اسکا لڑکا ناداب تخت نشین ہوا اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد یعیشا بن اچیا اسکو مار کر آپ تخت حکومت پر بیٹھ گیا جیسا کہ ہم اسکے اخبار میں بیان کرینگے بعد ازاں اس سے اور اُسا ابن افیاز سے لڑائی چھری گئی۔ اُسا موقع پاکر شاہ دمشق کو اپنے ہمراہ لیکر یعیشا پر چڑھ آیا جن دنوں یہ شہر کے آباد کرنے میں مصروف تھا یعیشا اس ناگہانی حملہ کا مقابلہ نہ کر سکا اور نہایت بے سرو سامانی سے آلات بنا چھوڑ کر بھاگ گیا اُسا ابن افیاز بادشاہ قدس (بیت المقدس) ان اسباب کو اٹھالایا اور اس سے قلعے بنوائے بعد ازاں بنی داؤد پر داؤد بادشاہ کوش نے ایک لاکھ فوج سے حملہ کیا اُسا نے نہایت جوانمردی و مردانگی سے اسکا مقابلہ کیا اور نہایت سخت ہزیمت دیکر اسکو بھگا دیا اُسا اور اسباط میں سامرہ پر برابر لڑائیاں ہوا کیں اسی کے زمانہ میں سامرہ لوٹا گیا تھا۔ کما تذکرہ۔

اسانے اکتالیس سال حکومت کر کے انتقال کیا بعد ازاں اسکا لڑکا یوشاط حکومت کی کرسی پر بیٹھا یہ اپنے باپ سے سیرتا بہت ملتا تھا اسکا زمانہ اہل سامرہ اور اسکے حکمرانوں کے ساتھ صلح میں منقضی ہوا۔ اس کے زمانہ میں بادشاہ عمالقہ (یا بروایت دیگر ارم) نے اسپر حملہ کی کوشش کی تھی اور کچھ فوجیں مجتمع کر کے اسکی طرف بڑھا تھا۔ اُس نے خبر پاکر اُسکا مقابلہ کیا اور نہایت ناکامی سے ہپا کر کے انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا تھا۔

اس کے زمانہ حرمت میں انبیاء علیہ السلام سے ایسا بن شویاق اور ایس بن سوبان
علیہما الصلوات تھے۔

ابن عمید کہتا ہے کہ ایلیا اور منجیا اور عبود یا کی کشتیاں ہند سے قیمتی قیمتی اسباب لایا
کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ہوائے مخالف سے کشتیاں ٹوٹ اور ڈوب گئیں۔ اسے پچیس برس تک
حکومت کی اس کے مرنے کے بعد اسکا لڑکا بہورام تخت نشین ہوا اور مرنے کے بعد عہد ہی کی اور
اپنی جنس میں سے ایک کو اپنا حاکم مقرر کر لیا بہورام نے سنکر انپر حملہ کیا اور انکو پریشان اور
قتل و قید کر کے لوٹ آیا پھر وہ لوگ بدستور اپنی بغاوت پر قائم رہے اسی کے زمانہ میں بادشاہ
موصل اور اسباط سے جو سامرہ میں تھے لڑائی شروع ہوئی ایک زمانہ تک وہ لڑائیاں جاری رہیں
ابن عمید کہتا ہے کہ بنی مواب اپنی یوزا کو دو سو بکریاں سالانہ جزیہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ
انہوں نے یہ جزیہ نہ پہنچایا۔ ملوک قدس اور سامرہ متفق ہو کر انکی لڑائی کو نکلے اور سات روز
تک انکو محاصرہ میں رکھا انھیں دنوں میں جب پانی مفتو و نبوت کی وجہ سے ایسح نبی نے دعا کی
اور وادی جاری ہو گئی تو اہل مواب پانی کے طبع میں نکلے بنی اسرائیل نے موقع مناسب پا کر
انپر حملہ کر دیا اور انکو نہایت سختی سے قتل اور قید کیا۔ بہورام ہی کے زمانہ حکومت میں
ایلیا بنی اٹھائے گئے اور انکے اسرار ایسح نبی کی طرف منتقل ہوئے اسے زمانہ میں انبیاء
سے عبود یا بنی بھی تھے پھر اسے اپنی حکومت کے آٹھویں برس میں انتقال اور اپنے

الیاس علیہ السلام کہ جناب ایاس بن شویاق علیہ السلام ایسح بن نون کی اولاد سے تھے
البدل شانہ نے انکو اہل بلیک کی طرف مبعوث کیا تھا وہ لوگ بعل نامی بت کی پرستش کرتے تھے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ آیہ کریمہ تدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین دیکھا تلوک بعل کو بلاتے یعنی پرستش
کرتے ہو اور چھوڑ دیتے ہو احسن الخالقین میں ارشاد فرمایا ہے جناب موسوف شریعت موسوی کے
پابند تھے اور آسگوتازہ اور لوگوں کو ایسی تعلیم فرماتے تھے۔

۱۷ ایسح بن شعرات حضرت ایاس کے شاگرد تھے آپ ہی کی دعا سے انکو نبوت مرحمت ہوئی تھی۔

دادا داؤد کے قریب دفن کیا گیا۔

اس کے بعد اس کے لڑکے آخریا ہونے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اسکی ماں غنلیا بنت عمری، احاب بن عمری کی بہن تھی احزیا ہونے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد اپنے ماموں احاب کا چال چلن اختیار کیا اور ایک یا دو برس حکومت کی بادشاہ جزیرہ اور موصل پر چڑھائی کی اس لڑائی میں اسکے ماموں احاب کے لڑکے یورام والی سامرہ نے بھی اسکا ساتھ دیا چنانچہ یہ دونوں والی جزیرہ اور موصل سے لڑ بھڑ کر واپس آئے۔ بہوشا فاض بن ایشائے جو عسی بن یوسف کی نعل سے تھا اور یورام بن احاب کے قتل کے نکر میں تھا۔ موقع پا کر ایک ہی وقت میں دونوں کو قتل کر ڈالا۔

ابن عمیر کہتا ہے کہ یورام بن احاب والی سامرہ سے احزیا ہونے کے اردم اور تروا سے دیگر کلعاد سے لڑ نیکو گیا تھا اور اسی لڑائی میں یہ دونوں مارے گئے تھے اسکے زمانہ میں انبیاء علیہم السلام میں سے ایسے اور عامور اور نجا و بنی تھے۔

آخریا ہونے کے بعد اسکی ماں غنلیا بنت عمری حکومت کی کرسی پر بیٹھی۔ اسکی حکومت قدس میں خوب ترقی پزیر اور پزور ہوئی اسنے کل نبی داؤد کو مار ڈالا لیکن مشیت ایزوی سے یواش د آخریا ہو کارضامعی (بیٹا) اس کے بچہ ظلم سے بچ رہا اس کو اس کی پھوپھی ہو شیع بنت ہورام نے بیت المقدس کے کسی گوشہ میں چھپا رکھا تھا اور اس راز سے اپنے شوہر یو داوع کو آگاہ کر دیا تھا جو ان دنوں کاہن اعظم تھا۔ جب یواش کا ساتواں سال پورا ہو گیا اور بنی یو داغلیا کے ناپسندیدہ کاموں سے بیزار ہو کر یو داوع کاہن کے پاس مجتمع ہوئے اور اسکی حکومت سے بیزاری ظاہر کی یو داوع کاہن نے یواش بن احزیا کو ظاہر کیا۔ ان لوگوں نے اسکی بیعت کی اور اسکے ساتھ ہو کر اسکی نانی غنلیا اور ان لوگوں سے جو اسکے ہمراہ تھے لڑے اور انکو تباہ و پریشان کر دیا۔

یہ کتاب اسرائیلیات میں اسکا نام اضافیہ لکھا ہے بعضے اسکو کہتے ہیں کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی نوٹوں میں ہے۔

یوآش یہ تدبیر و انتظام ہو و یاردع کاہن حکومت کرنے لگا بعد چند سے یوآش بت پرستی پر مایل ہوا۔ زکریا بنی نے منع کیا اس نے آنکو شہید کر ڈالا۔ اس کے زمانہ حکومت میں ایسع اور عوفریا اور زکریا بنی تھے۔ یہود یاردع کاہن کا یوآش کی حکومت کے تیسویں برس انتقال ہوا۔ بعد اس کے کہ یوآش نے بیت المقدس میں کسی قدر تجدید کی تھی اور اسکی حکومت کے اڑتیسویں برس میں ایسع نے وفات پائی اسکے زمانہ میں شریاہل جو کسدانیوں کا بادشاہ بابل میں تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ نینوی اور موصل نے اور ابن عبید کہتا ہے کہ بادشاہ شام نے بیت المقدس پر حملہ کیا اسنے کل وہ اسباب و مال جو شاہی خانہ اور بیت المقدس میں تھا دیدیا اور اسکی اطاعت قبول کر لی تا آنکہ اسکے ارکس دولت اور وزیر اسنے اسکو مار ڈالا اور بجائے اس کے اس کے لڑکے اقصیا ہو کر تخت نشین کیا تھوڑے دنوں بعد بنی اسرائیل نے اس سے سرکشی شروع کی وہ اپنی ماں کی اعانت سے ان پر غالب آیا اور باغیوں کو تیغ کر کے رم کے طرف بڑھا اور انپر بھی اسکو فتحیابی حاصل ہوئی اور ان میں سے تقریباً بیس ہزار کو مار ڈالا۔ بعد ازاں بادشاہ اسکا

زکریا علیہ السلام سے حضرت زکریا بن اذن سلیمان بن داؤد کی اولاد سے تھے۔ ایشاع بنت عمران بن نمان سے اپنے نکاح کیا اور بڑھاپے میں جب اولاد ہوئی سے نا امید ہو گئے تھے حضرت یحییٰ نبی آپ کی دعا سے پیدا ہوئے ان دنوں بزرگوں کا تذکرہ کلام مجید میں آگیا ہے ایشاع بنت عمران مریم والدہ عیسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں۔ ہیرودس بادشاہ نے اپنی محبوبہ کی ترغیب سے یحییٰ نبی کو ذبح کر ڈالا زکریا علیہ السلام یہ شکر اس کے خوف سے بھاگے اور بیت المقدس کے قریب پہنچکر ایک باغ میں داخل ہوئے ایک درخت نے حکم الہی آپکو پکارا جب آپ اسکے قریب گئے تو وہ شش ہو گیا آپ اس میں چھپ گئے قضا کار آپکے چادر کا ایک کونا باہر نکلا اور بادشاہ ہیرودس کے آدمی آپکے تعاقب میں آئے ہوئے تھے اور آپکو ڈھونڈتے رہے تھے۔ شیطان نے آنکو اس درخت تک پہنچا دیا جس میں جناب زکریا چھپے تھے اور چادر کا کونا دکھا کر اپنے تول کو یقین کے درجہ پر پہنچایا ان ناعاقبت اندیشوں نے آ رہ سے اس درخت کو چیر ڈالا اور زکریا شہید ہو گئے۔

نے (جو سامرہ میں تھا) اسپر فوج کشی کی اس نے اسکا مقابلہ کیا لیکن اسکو ہزیمت ہوئی اور یہ گرفتار کر لیا گیا بادشاہ اسباط نے اس کے گرفتاری کے بعد بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور اسکے شہر کے چار سو درع دیوار کو منہدم کر ڈالا اور شاہی محل کے خزانہ اور ہیکل کے مکان کے اسباب اور مال اور ظروف و جوہرات کو لوٹ کر سامرہ کو واپس آیا اور یہاں پہونچکر اسے اٹھیا ہوا بادشاہ بیت المقدس کو رہا کر دیا۔

اٹھیا ہوا بیت المقدس میں پہونچکر شہر بنیاد کے منہدم دیواروں کو درست کر کے حکومت کرنے لگا بعد چندے بنی داؤد اسکی طرز حکومت سے بیزار ہو گئے اور اسکے حکومت کے ستائیسویں سال اسکو مار کر اس کے لڑکے عزتیا ہو کر حکومت کے لئے منتخب کیا اسکے زمانہ میں یونان اور ناحوم نبی تھے۔ اور عاموس کو بھی اسکے عہد حکومت میں نبوت دکھی تھی عزتیا ہونے سے تیرہن سال تک حکومت کی۔ اس اتنا میں بہت سی تبدیلیاں

واقع ہوئیں۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اسکی حکومت کے پانچویں سال ابتداء شمسی دورہ کے مطابق سنہ ایجاد کیا گیا اور چھٹویں برس موصل سے ارمینوں کی حکومت جاتی رہی اور ملوک بابل کے ماتحت ہو گئے اور بائیسویں برس بادشاہ بابل نول نامی نے شہر سامرہ پر حملہ کیا اور اس کے تیسویں سال جلوس میں یونانیوں پر سب سے پہلے ان کے بادشاہ نے شہر انقیاس میں حکومت کا رتبہ حاصل کیا اور اسی کے سلطنت کے اکیادہن برس بعد تخت نصر اول بابل کا بادشاہ ہوا اسی کے عہد حکومت میں روم کا اول بادشاہ فروس نامی بھی تھا اس کے زمانہ میں یوشع۔ غوریا۔ اموس۔ اشعیا۔ یونس بن متی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے اسکے لشکر کی توراد میں لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ احکام

یونس علیہ السلام یونس بن متی۔ بنی اسرائیل کے انبیاء مرسلین سے شمار کئے جاتے ہیں جیسا کہ

”وان یونس لمن المرسلین“ اور بیشک یونس ہے مرسلین سے ثابت ہوتا ہے لیکن انکے لئے کوئی مخصوص کتاب نازل نہیں گئی تھی شریعت موسوی کے پابند تھے اور اہل ینوی سرزمین موصل کی طرف مبعوث

توریت کی مخالفت کی وجہ سے اسکے زمانہ کے کاہن نے بدو عادی چنانچہ اعز یا ہو

(بقہ نوٹ صفحہ ۲۲۹) ہوئے تھے۔ مدتوں یہ وعظ و نند کرتے رہے مگر ان میں سے جب کوئی شخص آپ پر ایمان نہ لایا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی عذاب نازل کرنے کی دعا کی خدا تعالیٰ نے عذاب بھیجنے کا وعدہ کیا جب اس عذاب کے نزول کا وقت آیا تو جناب موصوف شب کے وقت شہر سے باہر چلے آئے۔ صبح ہوتے ہی بمقدار شہر ایک بار نمودار ہوا اور اس سے چنگاریاں نکلنے لگیں اہل شہر نے یونس کو اس غرض سے تلاش کرنا شروع کیا کہ اگر وہ ملے تو اہل شہر اپنا ایمان لائے۔ تو یہ کرتے۔ لیکن وہ کہاں ملنے والے تھے وہ اس شہر کے سرحدت بوجہ غصہ باہر جا چکے تھے۔ بادشاہ نے اہل شہر سے کہا کہ اگر یونس نبی تمہارے درمیان سے چلے گئے ہیں تو کچھ خدا تعالیٰ تم سے نہیں گیا ہے چلو شہر کو چھوڑو اور میدان میں چل کر توبہ کرو چنانچہ اہل شہر بادشاہ کے کہنے سے شہر چھوڑ کر میدان میں گئے اور تین روز تک گریہ و زاری کرتے رہے جو تھے روزانہ کی دعا قبول کر لگی اور یہ عذاب ان سے اٹھا لیا گیا اہل شہر اپنے شہر میں واپس آئے۔

یونس اہل شہر سے بیزار ہو کر رفتہ رفتہ دریا کے کنارے پر پہنچے اور ایک کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جب کشتی نصف دریا میں پہنچی اور کشتی کو ہوائے مخالفت سے نقصان پہنچتا نظر آیا تب آپ کو اپنی خطا کا ادراک ہوا۔ قصہ مختصر آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا کشتی تو روانہ ہو گئی اور آپ کو مچھلی نے نگل لیا چالیس روز اس کے پیٹ میں رہے اکتالیسویں روز حکم الہی اس کے پیٹ سے نکلے آپ میں اس قدر توانائی باقی نہ رہی کہ حس و حرکت کرے یا چلے پھرے چالیسویں روز دریا کے کنارے پڑے رہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے رزق پہنچانا رہا جب ان میں چلنے پھرنے کی توانائی آگئی تو پھر وہ اسی شہر کی طرف بھیجے گئے جہاں سے آپ غصہ ہو کر چلے گئے تھے۔ وہ لوگ تعداد میں ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ اسکا ذکر قرآن شریف میں آگیا ہے۔ نیلر کے لئے یہی امت ہے کہ آپ عذاب آیا اور وہ اس وقت ایمان لائے اور توبہ کرنے سے بچ گئے ورنہ جس گروہ پر جب کبھی کوئی عذاب آیا تو اس وقت انکے ایمان لانے اور توبہ کرنے سے وہ عذاب اٹھایا نہیں گیا۔

عارضہ برص میں مبتلا ہو کر ایک برس تک خانہ نشین رہا اور اسکا لڑکا یو اب سلطنت کے کاروبار دیکھتا رہا ہر و شیشوش مورخ روم کہتا ہے کہ اسکے زمانہ میں کسدا نیوں کا اخیر بادشاہ بابل تھرو دیاں اپنے سپہ سالار ار باطن الماوس کے ہاتھ مارا گیا اور ار باط حکومت بابل پر متمکن ہوا بعد اسکے اسنے بہت لڑائیاں کیں اور قوط اور عرب قضاغہ سے لڑا اور وہاں سے کامیاب ہو کر لوٹا بعدہ عز یا ہو اپنے حکومت کے تین برس کے بعد مر گیا اور بجائے اسکے اسکا لڑکا یو اب تخت نشین ہوا۔ یہ نیک اور متقی تھا اسکے زمانہ حکومت میں ہوشیغ۔ اشعیاء۔ یوبل۔ عوفد انبیاء کرام علیہم السلام تھے اسکے زمانہ میں بادشاہ جزیرہ نے ابتدا یہود پر غلبہ حاصل کیا جو سریانیوں کے نام سے معروف تھے اور یو اب اپنی حکومت کے سو لھویں سال مر گیا تب اسکا لڑکا آجاز حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے آبا و اجداد کے طریقوں سے مختلف ہو گیا اور بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے ارمن با مداد بادشاہ موصل ان سے لڑا اور دمشق کا محاصرہ کر کے اسپر قبضہ کر لیا اور جہا تک اس سے بن پڑا وہ آپسکو ٹوٹ کر واپس ہوا پھر آجاز ان کے مقابلہ پر نکلا ایک لاکھ بیس ہزار یہودی مارے گئے اور آجاز پسا ہو کر بھاگا ہر و شیشوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ حکومت میں ماریس کی حکومت کیرٹس بادشاہ فارس کے ہاتھوں خاتمہ ہوا اور انکی حکومت و سلطنت اسکی طرف منتقل ہو آئی۔ ابن عمید مسیحی سے روایت کرتا ہے کہ آجاز کے زمانہ حکومت میں فرنجہ باسٹنار یونان۔ روم پر غالب آئے تھے اور شہر روم کو لوٹ لیا ہر و شیشوش یہ بیان کرتا ہے کہ اسکے زمانہ سلطنت میں لاطینیوں نے ارض انطاکیہ رومس پر پھر کر کے پر حاکم ہوا اور شہر روم آبا و کیا۔

اسکے بعد سولہ برس حکومت کر کے آجاز مر گیا اور اسکا لڑکا حزقیاء تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بت پرستی کی قلم بند کردی اور اپنے جدا علی و او د کے قدم بقدم چلنے لگا

ملوک بنی یسودا میں اسکا ہم مثل کوئی بادشاہ نہیں ہوا ملوک موصل و بابل و کوریش سے مخالفت کی اور بنی فلسطین کو فاش شکست دیکر انکے قصبات کو آجا رڈ والا۔ اسکے اور اسکے باپ کے عہد حکومت میں شلیشا ر بادشاہ جزیرہ و موصل نے سامرہ میں اسبا ط پر حملہ کر کے اپنی جزیرہ قائم کیا پھر اسکے زمانہ میں شلیشا ر انکے طرف آیا اور انکے ملک کو چھین لیا پھر اسکی حکومت کے چوتھے برس رضین بادشاہ دمشق نے اسپر حملہ کیا اور بغیر کسی لڑائی کے لوٹ آیا۔ اور چودھویں سال میں سنجا ر لف بادشاہ موصل بعد فتح سامرہ اسپر حملہ آور ہوا اور اسنے بنی یسودا کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا اور اسکو بیت المقدس میں گھیر لیا۔ حرقیا ہوئے تین سو قنطار چاندی اور تیس قنطار سونے کے اور ہیکل اور شاہی محل کا کل مال سنجا ر لف کو دیکر واپس کر دیا پھر لہجہ بندے وہ عہد ٹوٹ گیا اور سنجا ر لف نے دوبارہ بیت المقدس پر حملہ کر کے اسکا محاصرہ کیا اور اس نے اس رقم معینہ کے لینے سے انکار کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ کون شخص ہے کہ جبکا خدا اسکو میرے ہاتھوں سے نجات دے جب تک میں اسکو نجات نہ دوں بنی اسرائیل اس کے ان کلمات کو سنکر ڈرے اور شعیا بنی سے دعا کے خواستگار ہوئے شعیا بنی نے دعا کی سنجا ر لف کے لشکر میں طاعون پھوٹ نکلا ایک ہی رات میں ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی مر گئے سنجا ر لف مجبور ہو کر مینوئی اور موصل کی طرف لوٹا اتنا راہ میں خود اس کے لڑکوں نے اسکو مار ڈالا اور بیت المقدس کی طرف بھاگ آئے تب اسکا لڑکا سر معون تخت حکومت پر بیٹھا۔ طبری کہتا ہے کہ بادشاہ بنی اسرائیل نے سنجا ر لف کو قید کر لیا تھا لیکن اشعیا بنی نے بالہام خدا اسکو چھوڑ دیا۔

پھر حرقیا ہوا تیس سال حکومت کر کے مر گیا اور اسکا لڑکا منشا تخت حکومت پر بیٹھا یہ نہایت ہی بدکار اور کج خلق تھا اسکے حرکات و سکنات بدرجہ غایت نامطبووع تھے۔ دینی کام میں یہ نہایت بد اطواری کرتا تھا شعیا بنی نے اسکو اسکے افعال ناپسند

سے روکنا چاہا اسکو ہر اہت و درہنہ کی ناگوار گزری اس نے جناب موصوف کو آرد سے
چروا ڈالا اور انھیں کے ساتھ صلحار کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ ابن عمید کہتا ہے
کہ اسکے حکومت کے اکتیسویں سال سنجا ریف صغیر نے مملکت موصل پر قبضہ حاصل کیا
اور ۲۵۰ جلوس میں بادشاہ یو اش نے بوزنطیہ آباد کیا جسکو قسطنطین نے تجدید کر کے
اپنے نام سے موسوم کیا اور ۲۵۰ جلوس میں سنجا ریف بادشاہ موصل نے قدس شریف
پر فوج کشی کی تین برس کے محاصرہ کے بعد ۲۵۲ جلوس میں اسکو فتح کیا۔

منشا کے بعد اسکا لڑکا امون حکومت کی کرسی پر بیٹھا گیا۔ اسکی حکومت
یعینہ اس کے باپ کی سی تھی اس نے دو برس تک حکومت کی تیسرے برس کے
شروع میں اس کے غلاموں نے اسکو مار ڈالا بعد ازاں بنی یہودا نے متفق ہو کر
ان غلاموں کو مار کر بجائے اسکے اس کے لڑکے یوشیا کو بادشاہ بنایا اس نے نہایت
سلامت روی کی چال اختیار کی بتوں کو توڑ ڈالا۔ دینی کام میں مضبوطی سے کام
لینے لگا۔ تہوں کے مجاوروں کو قتل کر ڈالا اور ان مکانات اور قربان گاہوں کو
سمار کر دیا جنکو یربعام ابن نہاط نے بنوایا تھا۔ اسکے زمانہ حکومت میں صفور اور
کلدی اور ناحوم نبی تھے اسی کے عہد میں بنی ہارون میں ارمیہ ابن ایچیا کو نبوت
دیگی انھوں نے بنی اسرائیل کو جب بابل کی طرف ستر برس کی جلا وطنی کی خبر دی
تو یوشیا نے قبہ قربان اور تابوت عہد کو بیکر ایک گڑھے میں دفن کر دیا جسکا پتہ
کسی کو معلوم نہوا اسی کے عہد حکومت میں مجوس نے بابل کو لے لیا۔ اسکی حکومت
کے اکتیسویں برس میں فرعون اعرج نے مصر پر قبضہ حاصل کر لیا اور یوشیا کی
لڑائی کو فرات کی طرف نکلا یوشیا بھی اس کے مقابلہ پر آیا۔ اور لڑائی کے میدان میں
تیس برس حکومت کر کے ایک تیر کے صدمہ سے مر گیا جبکہ وہ شکست پا کر بھاگا
جا رہا تھا۔ بعدہ اسکا لڑکا یو اش جسکو یہویا جاز بھی کہتے ہیں حکومت کرنے لگا

اس نے توریت کے احکام کو بالکل معطل اور بیکار کر دیا اور وہاں پر واپس آ گیا اور اسکو گرفتار کر کے مصر کے طرف واپس آیا۔ مصر میں پہنچ کر یوآش کا انتقال ہو گیا۔ فرعون الاعرج نے ممالک بنی اسرائیل پر سو قنطار چاندی اور بیس قنطار سونے کا خراج مقرر کیا۔ یوآش زمانہ حکومت صرف تین مہینے رہا۔

یوآش کے بعد بنی اسرائیل نے الیاہیم بن بوشیا کو حکومت کی کر سی بیٹھایا یہ بھی نہایت بد طبیعت اور کافر تھا اور فرعون اعرج کے لئے بنی یہود اسے علی قدر حیثیت خراج وصول کرتا تھا۔ اسکی حکومت کے ساتویں برس تختنصر بادشاہ بابل نے اسپر حملہ کیا اور جزیرہ کو اس سے چھین لیا اور بیت المقدس کی طرف بڑھا آیا اور بنی اسرائیل پر اولاً جزیہ قائم کیا الباقیم نے اسکو تسلیم کر لیا اور تین برس تک اسکو مطیع رہا اللہ تعالیٰ نے اسپر اوم عمون - موآب - کسدانین کو مسلط کر دیا بعد چندے اس نے کچھ لشکر جمع کر کے تختنصر سے سرتابی کی وہ اسکو گرفتار کر کے بابل کی طرف لیجلا اثنار راہ میں اپنی حکومت کے گیا رہویں برس مر گیا تختنصر نے بجائے اس کے نختیون الیاہیم کو اپنی طرف سے تخت حکومت پر بیٹھایا اس نے تین مہینے بادشاہی کی پھر کسی وجہ سے تختنصر نے اسپر فوجبندی کی اور اسکا محاصرہ کر کے اس کے مال اور ارکان مملکت اور روسا و شہر اور کل بنی اسرائیل کو جو وہاں کے قریب بیٹھے تھے کر کے بابل کی طرف روانہ کر دیا اور کل وہ چیزیں جو سیکل اور جزائیں شاہی میں تھیں اور ان ظروف کو تینا کو حضرت سلیمان نے مسجد اقصیٰ کے لئے بنوائے تھے لوٹ لئے اور قدس میں سوائے فقرا اور ناتوانوں کے اور کسی کو نہ چھوڑا۔

نختیون الیاہیم بادشاہ بنی اسرائیل تیس برس تک اسکے تیب میں رہا۔
ابن عمید کہتا ہے کہ تختنصر نے قدس شریف پر الیاہیم کی حکومت کے تیس سال

حملہ کرنے کے انہیں سے ایک گروہ کو قید کر لیا اور ہیکل کا کل اسباب لوٹ لیا تھا اور ایک ہی سذ میں دانیال اور خانیا اور عزازیا اور یروصائیل تھے اور ایلیا قیم کی حکومت کے پانچویں سال تختنصر اور فرعون اعرج باؤشاہ مصر میں لڑائی ہوئی اور آٹھویں برس میں تختنصر نے قدس شریف پر دوبارہ فوج کشی کی اور اہل قدس پر خراج قائم کر کے ایلیا قیم کو اپنی طرف سے حکومت و سلطنت پر رہنے دیا تھا چنانچہ ایلیا قیم اس واقعہ کے تیسرے سال مر گیا اور بجائے اسکے اسکا لڑکا نخیو تخت نشین ہوا اس کے زمانہ میں ارمیا اور یابن شعیبا موری و لہ حزقیہ انبیاء کرام علیہم السلام تھے اور دانیال کو بھی ایسکے عہد میں نبوت ملی تھی پھر نیتو کو تختنصر بابل لے گیا جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔

طبری کہتا ہے اور ہروشیوش اس سے اتفاق کرتا ہے کہ تختنصر نے بجائے نخیو ابن ایلیا قیم کے اسکے چچا تینا معرون بہ لد قیا ہو کو تخت حکومت پر بیٹھا یا یہ بد چلن اور بیچ الیرت تھا اس نے اپنی حکومت کے نویں سال تختنصر سے سرکشی کی تختنصر لشکر لیکر چڑھ آیا اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا اور حصار کی غرض سے اسکے چاروں طرف مددے باندھ لئے تین برس کے محاصرہ کے بعد بنی اسرائیل بیت المقدس سے نکل کر صحرا کی طرف بھاگے۔ کسدانیوں کے لشکر نے انکا تعاقب کیا۔ مقام اریحا میں انہوں نے انکو جا گھیرا اور انکے بادشاہ قید قیا ہو کو گرفتار کر لائے اور اسکی آنکھوں میں تیل کی سلائی پھیر دی اور اسکے روبرو اس کے لڑکے کو ذبح کر دیا بعد ازاں اسکو بابل میں لا کر چھوڑ دیا تا آنکہ بابل میں اسکا انتقال ہو گیا۔ اور بعض بنی اسرائیل اس واقعہ سے جان بچا کر حجاز میں چلے گئے اور عرب کے ساتھ وہیں مقیم ہو گئے اسکے زمانہ میں ارمیا اور جبقون اور باروہ بنی تھے۔

اس کامیابی کے بعد تختنصر نے اپنے سپہ سالار نیوزراوون کو شہر قدس میں

داخل ہونیکا حکم دیا جسکو (یہود) یروشلیم کہتے تھے اس نے اس شہر کو اجاڑ ڈالا اور سیکل کو ویران کر دیا اور ان عمود (کتبوں) کو توڑ ڈالے جنکو سلمان علیہ السلام نے بنا کر مسجد میں نصب کرائے تھے جو ہر ایک طول میں اٹھارہ ذراع تھے اور انکا شیش محل اور کل آثار دین اور شاہی مکانات توڑ ڈالے اور اسباب و مال جو کچھ پایا اٹھا لیکیا اور کاہن ساریہ اور جہر نشار کو قیدیوں میں داخل کر کے سیکل کو بابل کا ماتحت بنا لیا۔ ہیروشیوش کہتا ہے کہ صد قیا بابل کے قید خانہ میں ایک زمانہ تک رہا تا آنکہ نیر واق سپہ سالار وہن شاہ فارس بابل پر غالب آیا اور اسے صد قیا ہو کو قید سے آزاد کر کے کچھ جاگیر بھی دی۔

مورخ حماة لکھتا ہے اور مسعودی اس کے قول سے موافقت ظاہر کرتا ہے کہ تختصر کی کامیابی اور بیت المقدس کی خرابی کے بعد بعض ملوک بنی اسرائیل میں جا کر فرعون اعرج کے پاس پناہ گزین ہوئے تختصر نے اس سے بنی اسرائیل کے ملوک کو طلب کیا اور اسے انکے دینے سے انکار کیا تختصر اپنے حملہ کر بیٹھا اور فرعون اعرج کو قتل کر ڈالا اور مصر پر حاصل کر کے مغرب کے اکثر شہر و نگو فتح کر لیا اور مابنی سبتلا دے سے جو بنی اسرائیل کے بنی تھے انکو بعض خلقیا کا لڑکا بتاتے ہیں صد قیا ہو کے عہد حکومت تھے انکو تختصر نے انکے قید خانہ میں پایا تھا اور اسے انکو آزاد کر کے اور قیدیوں کے ہمراہ بابل بھیج دیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اور مابنی اسرائیل کے قید میں انتقال کر گئے تھے۔ تختصر نے انکو نہیں پایا اور لیبیا کی تختصر دانیال بن حزقیل بنی کو بنی اسرائیل کے ساتھ بابل لے گیا تھا۔ وا شد علم ابن عمید کہتا ہے کہ قدس شریف میں ان واقعات کے بعد جدیا بن احان بقہ ضعفرار یہود پر حکومت کرنے لگا اسکی حکومت کے سالوں میں اسمعیل بن متینان اسمعیل شاہی خاندان سے آٹھ کھڑا ہوا اور اسے جد لیا کو معہ آن یہودیوں اور

کسدانیوں کے مار ڈالا جو اسکے ساتھ تھے پھر وہ مصر کی طرف بھاگ گیا اور اسکے ہمراہ ارمیا نبی بھی چلے گئے اور جب قون حجاز کی جانب بھاگ گئے اور وہیں انکا انتقال ہوا۔ ارمیا نبی کو مصر بابل، صور، صیدا، عمون کی نبوت دی گئی اڑتیس برس کے بعد انکو اہل حجاز سے منگوا رکھا۔

منجملہ ان پیشین گوئیوں کے جو جناب موصوف نے کی تھی یہ بھی تھی کہ مختصر مصر کے طرف آئیگا اور پیکل کو ویران و خراب کریگا اور اسکے رہنے والوں کو قتل کر ڈالےگا پس جب مختصر مصر میں آیا آپنی لاش کو اسکندر یہ میں لیجا کر دفن کیا اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ ارمیا نبی حسب وصیت قدس شریف میں دفن کئے گئے اور حزقیابو کو یہود نے بحالت قید قتل کر ڈالا۔

طبری کتاب ہے کہ ان واقعات کے بعد جلاوطنان بنی اسرائیل اطراف عراق میں پھیل گئے تاکہ ملوک فارس نے پھر بیت المقدس کی طرف لوٹا یا تب انھوں نے اسکو دوبارہ آباد کیا مسجد بنائی اور اس میں انکی دو سلطینیں قائم ہوئیں یہاں تک کہ طیطش ملوک قیصرہ کے ہاتھوں اسکی خرابی کا دوبارہ دور اور جلوہ کبریٰ کا زمانہ آیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اس مقام پر نظر مناسب کلام مختصر کا نسب اور جو کچھ ہمیں اختلاف واقع ہوا ہے ہم اسکو بیان کیا چاہتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ مختصر سنجاریف بادشاہ موصل کے نسل سے ہے جو بنی اسرائیل سے سامرہ اور قدس شریف میں لڑتا تھا۔ ہشام بن محمد کلبی بروایت طبری کتاب ہے کہ مختصر بنوزرادون بن سنجاریف کا لڑکا ہے پھر سنجاریف کو عمرو بن کوش بن عام کی طرف نسبتاً منسوب کرتا ہے جسکا ذکر تورات میں اولاد کوش کے ذیل میں آگیا ہے اور سنجاریف و عمرو کے درمیان سولہ پشتوں کو شمار کرتا ہے پہلا انکا واریوش بن فافع اور عصا ابن عمرو ہے یہ اسار بنظن غالب غیر محفوظ

ہیں اور بوجہ عدم درایت اصول انکے تصحیف کا تو یہی سمجھ ہے اور انکے صحیح ہونے کا نہایت کم یقین ہو سکتا ہے کہا جاتا ہے کہ مختصر آشود بن شام کی نسل سے ہے اگرچہ اس نسب کا ثبوت ہو سکتا ہے مگر شاید یہ اول سے صحیح تر ہو کیونکہ بخاریف کاتب جرمقا میں بعد ازاں موصل میں بیان کر دیا گیا ہے اور وہ اہل فارس آشود کی اولاد سے ہے طبری نے ابن کلبی سے روایت کی ہے کہ اسکا اصلی نام مختصر تھا جسکو مختصر کے نام سے موسوم کرتے ہیں ہراسپ اور ہیناسپ اور بہمن شاہان فارس کے زمانہ میں ابو ازاں روم کے مابین دجلہ کے غریب جانب کا حاکم تھا اس نے ان شہروں کو جو بلاد بابل اور شام سے متصل تھے فتح کیا بعد ہ قدس شریف کی طرف گیا اور اسکو بھی فتح کیا جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ بہمن شاہ فارس نے قدس شریف کی طرف اپنا ایک سفیر بطلب اطاعت روانہ کیا تھا اہل قدس نے جب اسکو مار ڈالا تو بہمن نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کو روانہ کیا جس میں داریوش، ملوک یاری بن ثابت سے اور کیش بن کیکوس، ملوک بنی غلیم بن سام سے تھے اور اخشواتش بن کیش بن جاماہن کو اپنے عزیزوں میں سے روانہ کیا اور انہیں کے ہمراہ مختصر بن نور رادون بن بخاریف والی موصل بھی تھا ان لوگوں نے بیت المقدس پر چڑھ کر اسکو فتح کر لیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مختصر والی موصل اس لشکر کے مقدمتہ الجیش کا افسر تھا اور اسی کے ہاتھوں قدس شریف فتح ہوا۔

بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ مختصر کسداہنیوں میں سے ہے اور وہ ناحور بن ازر (تاریخ) پدرا براہیم کی اولاد سے ہے انکی حکومت بابل میں تھی اور یہ مختصر انہیں کی نسل سے ہے اس نے پینتالیس برس حکومت کی اور بیت المقدس کو اپنی حکومت کے اٹھارہویں سال فتح کیا اس کے بعد اوہل مردماخ نے بتیس برس حکومت کی بعد ازاں اس کا لڑکا فیلسنصر بن ادیل تین برس حکومت کرتا رہا پھر اس پر کورش

غالب آیا اور اسکی حکومت چھین لی یہ وہی کورش ہے جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف لوٹایا اور بنی اسرائیل نے اس کی حمایت سے بیت المقدس کو آباد کیا اور ازسرنو وہاں اپنی حکومت کی بنا ڈالی۔

کورش کی بابت جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیجا تھا علماء تاریخ نے اختلاف کیا ہے۔ بعد اس کے کہ انہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ یہ کورش فارس سے ہے پس بعضوں نے کہا ہے کہ یہ بتاسپ ہے اور خوزستان وغیرہ کا کیفوس (کیکاؤس) اور نچیون بن سیاوس اور لہراسپ وغیرہ شاہان فارس کی طرف سے ایک عظیم الشان عالی حوصلہ گورنر تھا لیکن بادشاہ نہ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ کورش۔ خشوارش بن جاماسپ بن لہراسپ کا لڑکا ہے اور اور اسکی باپ خشوارش وہ ہے جسکو بہن نے بیت المقدس کی طرف روانہ کیا تھا اور جب وہ اس فتح سے واپس ہوا تو اس کو اطراف ہند اور سندھ کی طرف بھیجا اور جب وہ پھر کر حصین ابر کی طرف آیا تو اس کو بابل کی حکومت دیدی اس نے بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے ابو حاویل الرحاکلی لڑکی امر دخانی کی رضاعی بہن سے اپنا عقد کر لیا نصارا کا یہ خیال ہے کہ اسکے بطن سے بابل اور کسی مقام میں اسکا لڑکا کیرش پیدا ہوا۔ مرد دخانی نے اسکو دین یہودیت کی تعلیم دی اور انبیاء وقت مثل تینا اور عازریا اور یشائیل اور عزیر علیہم السلام کی اس سے صحبت پائی۔ دانیال اسکے دولت و حکومت کے کارپرداز و منصرم ہوئے اس کے کل امور کو بھی سرانجام دیتے تھے اور اس کو اس امر کی ہدایت کی کہ جو کچھ شاہی خزانہ میں طرف اور اسباب ہوں انکو اسکے مقامات پر واپس لیجائے اور قدس شریف کی تعمیر میں مستعدی ظاہر کرے چنانچہ اس نے بیت المقدس کی ازسرنو تعمیر شروع کی اور بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیجا اور جب ان انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس کی طرف جائی خواہیں

تو اُس نے کسی مصلحت سے منع کر دیا۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کیرش۔ کیکو بن علیم بن سام کا لڑکا ہے جسکو بہن نے اپنے سپہ سالار تختنصر کے ہمراہ فتح بیت المقدس کے لئے روانہ کیا تھا اور تختنصر کو بہن نے بابل کا حاکم بنایا تھا اس کو تختنصری کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس کے بعد اس کے لڑکے نے تیس سال تک حکومت کی بعد اس کا لڑکا بلتنصر نے ایک برس بادشاہت کی۔ پھر بہن کو اس کے ظلم و تعدی کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کو معزول کر دیا اور بابل کی حکومت دارپوش المادو بن ماذا سے کو دی پھر بعد چند سے اس کو معزول کیا اور کیرش بن کیکو کو حکومت کی کرسی پر بیٹھا یا اور بنی اسرائیل کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے اور ان کے روساء کو عزت کی نگاہوں سے دیکھنے اور انکو ان کے ملک کی طرف لوٹا دینے اور انپر اس کو حاکم بنانے کی ہدایت کی جسکو وہ پسند کریں چنانچہ بنی اسرائیل نے دانیال نبی کو سرداری کے لئے منتخب کیا بعض علماء بنی اسرائیل کی طرف منسوب کر کے بیان کیا جاتا ہے کہ بلتنصر نسل تختنصر سے بابل اور کسدانیوں کا بادشاہ تھا اور دارا بادشاہ اڑسی جسکو دارپوش بھی کہتے ہیں اور کورش یعنی کیرش) شاہ فارس اس کے مطیع تھے لیکن انہوں نے اس سے سرکشی کی وہ ان پر اپنے لشکر کو لیکر چڑھ آیا پہلے تو اسکو ہزیمت ہوئی پھر جب اس نے اپنے لشکر کے نامی سرداروں کو لڑائی کے میدان میں روانہ کیا تو اس نے اس کو ہزیمت دی بعد ازاں اسکا خادم اسکو سوتے میں مار کر دارپوش اور کورپوش کے پاس چلا گیا پھر ان دونوں نے بابل پر چڑھائی کی اور کسدانیوں کو مغلوب کیا دارا اور اسکی قوم نے مادی کو اپنی سکونت کے لئے مخصوص کیا اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ ولیم ہیں جو بابل اور اس کے اطراف میں آئے تھے اور کورش اور اس کی قوم نے فارس اور کل اس کے بلاد کو اپنے لئے مختص کر لیا اور کورش نے اس سے

پہلے بیت المقدس کے بنانے اور ظروف مسجد کے واپس کرنے اور جلاء و طہان
بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف لوٹا دینے کی نذر کی تھی۔ پس دارا کے مرجانے پر
کورس، فارس اور مادی کا بادشاہ ہوا اور نہایت عمدگی سے اپنی نذر کا ایفا کیا۔
ہذا محصل الخلاف فی تختصر و کیش۔ والہ اعلم۔

دولت اسباط عشرہ ہم اس سے پہلے سلیمان کو دولت و حکومت کے تذکرات
میں لکھ آئے ہیں کہ یربعام بن بناط اولاد افرانیم سے منجانب سلیمان جمیع اعمال یروشلم
(بیت المقدس) کا حاکم تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ اسباب نبی یوسف کا نابلس میں گورنر تھا چونکہ
یہ ظالم اور سرکش تھا اس کی حکومت و سرداری سے امدجل شانہ نے سلیمان پر عتاب
ظاہر فرمایا اسی وجہ سے یربعام بھاگ کر مصر چلا گیا اور جب سلیمان کا انتقال ہو گیا اور
آپکا لڑکا رجم تخت حکومت پر بیٹھا۔ بنی اسرائیل اسکے خصائل ناپسندیدہ اور شکس کی
زیادتی سے برہم ہو کر اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر آمادہ ہوئے اور سوائے بنی یوذا
اور مینا میں بقیہ اسباط عشرہ ایک مقام پر مجتمع ہوئے (یہ وہ زمانہ تھا کہ یربعام بنی اسرائیل
کے باہمی اختلاف سنکر مصر سے چلا آیا تھا اور موقع کا منتظر تھا) اور انہوں نے یربعام کی
بیعت کی اور اسکو اپنا حاکم بنایا اور اسکے ساتھ ہو کر رجم اور اس سے جو اسکے ہمراہ تھے
بنی یوذا بنیامین سے لڑے اور یروشلم میں انکو گھیر رکھا پھر فلسطین بنی یوسف کی حکومت کا
رخ کیا اور شہر نابلس میں اسباط عشرہ پر قابض ہو گئے اور انکو قدس شریف
اور قربان گاہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔

یربعام (ناہل، فاسق، کج خلق تھا اور اس سے زور جمع بن سلیمان اور
اس کے لڑکے ایسا اور اسابن ایسا سے برابر لڑائیاں ہوتی رہیں ایسا ان کل لڑائیوں میں
اسپر اکثر غالب ہوتا رہا۔ بعدہ اسکی حکومت کے دوسرے سال اور اپنی حکومت کے
تیسویں برس یربعام مر گیا بجائے اس کے اسباط عشرہ نے اس کے لڑکے یوناذا اب کو

تحت حکومت پر بیٹھایا۔ یہ بھی ظلم اور بت پرستی اور جمیع خصایل میں اپنے باپ کی طرح تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسپر یعشا بن احیا کو مسلط کر دیا وہ اسکو اور اس کے کل خاندان والوں کو اس کی حکومت کے دوسرے سال مار کر خود اسباط عشرہ پر حکومت کرنے لگا اور اسکا بن ایبا اہل قدس سے اپنے تمام زمانہ حکومت میں لڑتا رہا اسکا اکثر باسما و شاہ دمشق یعشا سے لڑتا تھا ایک مرتبہ شاہ دمشق کو لیکر اسپر چڑھ آیا۔ یعشا ان دونوں شہر کو آباد کر رہا تھا اور اس کے تعمیر میں مصروف تھا یعشا اسکا مقابلہ نہ کر سکا اور کل اسباب و سامان عمارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اسانے اسکو لوٹ لیا اور اس سے قلعہ بنوایا پھر اعشا (یعشا) بن احیا جو بیس برس حکومت کر کے مر گیا اور شہر برصا میں دفن کیا گیا۔ اس سے پیشتر انکے بنی نے اسکو ہلاکت سے ڈرایا تھا۔ اس کے بعد اسکا لڑکا ایلیا اور بروایت یگر ایلیا اور اسکی حکومت کے چھبیسویں برس تحت حکومت پر بیٹھا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ بعد ازاں فلسطین کے بعض شہروں کے تسخیر کی غرض سے بنی اسرائیل کا لشکر روانہ کیا۔ زمری صاحب المرکب یا ابن الیاقانے جو انھیں اسباط میں سے تھا۔ ایلیا پر وقعت حملہ کر کے اسکو اور اسکے کل خاندان کو قتل کر ڈالا اور خود تحت حکومت پر بیٹھ گیا چند دنوں تک یہی حالت رہی تا آنکہ بنی اسرائیل کو جو فلسطین کے محاصرہ پر گئے تھے اس واقعہ سے آگاہی ہوئی وہ اس کے حکومت و سرداری سے راضی نہ ہوئے اور انہوں نے صی بن کسات کو اسی کے سبط سے حکومت کے لئے منتخب کیا اور زمری کی طرف لوٹ آئے جس نے انکے بادشاہ ایلیا کو مار ڈالا تھا اور اسکو ہر چہار طرف سے گھیر کر شاہی دربار میں گرفتار کر لائے اور اس کے جلانے کے لئے آگ مشتعل کی اور اس واقعہ کے ساتویں دن اسکو جلا دیا۔ پھر عمری بن ناذاب ملقب بہ صاحب الحربہ۔ سبط افرائیم سے حکومت کا دعویٰ ار ہوا اور صی بن کسات کو موقعہ پا کر قتل کر کے خود حکومت کی کرسی پر کمال استقلال سے بیٹھ گیا یہ وقایع اسکی حکومت کے اکتیسویں سال واقع ہوئے۔ پھر بنی اسرائیل میں اختلاف

پیدا ہو گیا۔ ان میں سے بعض نے بنیا میں بن قتال کو سبط یساخر سے اپنا حاکم بنایا اور عمری سے لڑائی لڑے یہ اپنی غالب آیا۔ یہ شہر برصا میں رہتا تھا اس نے اپنی حکومت کے چھٹے برس سامریا کو لوٹا اور بارہویں برس حکومت کے مر گیا نابلس میں مدفون ہوا۔ اسکے بعد اسباط عشرہ کا حاکم اسکا لڑکا احاب مقرر کیا گیا۔ یہ اپنے آباد و اجداد کی طرح کفر عیسان اور بت پرستی کا مذہب رکھتا تھا اس نے شاہ صیدا کی لڑکی سے اپنا عقد کیا اور سامرہ میں ایک سیکل بنوائی اور اس میں ایک بت رکھ کر اسکو سجدہ کرتا تھا اس نے انبیاء علیہم السلام کے قتل میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ قریہ اریحا کو آباد کیا ایلیا بنی علیہ السلام کے بد دعا سے تین برس کا قحط پڑا۔ ایلیا بنی ان سے جدا ہو کر کسی کانوں میں چلے آئے اور وہیں مقیم رہے پھر وہاں سے لوٹے اور دعا کی اسد تعالیٰ نے پانی برسایا پھر انہوں نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا جو احاب کے ساتھ بت پرستی کرتے تھے لہذا قال ابن عمیرہ ابن عمیرہ نے ایسا ہی کہا ہے (طبری کا یہ خیال ہے کہ جس نبی نے انکے حق میں بدعا کی تھی وہ ایاس بن سین (یا یاسین) اشخاص بن عینار کی نسل سے تھے اور وہ اہل بعلبک اور احاب اور اسکی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے انہوں نے انکو جھٹلایا۔ اسوجہ سے تین برس تک بلائے قحط میں گرفتار رہے پہلے انہوں نے اپنے بتوں سے رجوع کیا جب ان سے کار بر آری نہ ہوئی تو جناب موصوف کی طرف رخ کیا اور ان سے دعا کے خواستگار ہوئے ایاس نبی نے دعا کی پانی برسایا لیکن بدستور اپنے کفر اور عیسان پر قائم رہے احاب ان پر زیادہ سختی کرتا رہا ایاس نبی نے

لہ سامریہ حیل سمران میں ہے اس کو ایک شخص سامرنامی نے بعض ایک قنطار چاندی کے خرید کیا تھا اور اس میں اپنا محل بنوایا اور اسکا نام بسطیہ رکھا۔ بعدہ یہ شہر خرید کرنے والے کی طرف منسوب ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکا نام سومرون تھا جسکو معرب کر کے اب سامرہ کہتے ہیں یہ شہر انکے بادشاہوں کا تازمان القراض حکومت دار السلطنت رہا

اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کی دعا کی اور لوگوں کو ہلاکی و تباہی سے آگاہ کیا۔
 بعد ایلیاس بنی کے ایلیع بن اخطوب کو سبط افرائیم سے بنوت دیکھی۔ ابن عساکر کہتا ہے
 کہ آپکا نام اسباط بن عدی بن شولیم بن افرائیم ہے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ احاب کے زمانہ میں
 اللہ تعالیٰ نے ایلی بنی پر ایلیاس بن ایلیسا کو تقدیس دینے کی وحی نازل فرمائی تھی اور
 نیز اردم کو دمشق میں اور یاہو بادشاہ بنی اسرائیل کو قدس شریف میں تقدیس دینے پر
 مامور کیا تھا۔ اس کے بعد سنداب بادشاہ سوریہ۔ احاب بن عمری اور اسباط عشرہ
 پر چڑھ آیا۔ اس نے سامرہ سے نکل کر اسکا مقابلہ کیا اور دو مرتبہ سخت نہر میت دیکر
 لپا کر دیا سنداب لڑائی کے میدان سے بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا جب وہ بھی
 اسکو محاصرین کے ہاتھوں سے پناہ نہ دے سکا تو وہ ایک روز تنہا احاب کے پاس چلا آیا
 احاب نے اسکی تقصیر معاف کر دی اور اسکو اسکے ملک کی طرف لوٹا دیا بنی موصوف نے
 اس کے اس قتل سے اپنی ناراضی ظاہر کی اور اسکو اس خذاب سے ڈرایا جو اسکی اولاد
 پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والا تھا بعد اسکے احاب بادشاہ اسباط یہوشافظ
 بادشاہ بنی یووا کے ہمراہ بادشاہ سوریہ سے لڑنے کو نکلا اور اثنار لڑائی میں ایک پتھر
 کے صدمہ سے مر گیا۔ سامرہ میں لاکر دفن کیا گیا۔ اس نے بائیس برس اور بروایت
 ابن عمید اٹھارہ برس حکومت کی اس کے بعد اسکا لڑکا (خریاد یا اسبا) تخت حکومت
 پر بیٹھا یا گیا۔ یہ نہایت بداحوار اور سرکش تھا اس نے عاموص بنی کو شہید کیا اور بعل نامی
 بت کی پرستش شروع کی دو برس حکومت کر کے مر گیا بعد اسکا بھائی یوام بادشاہ ہوا
 اس نے اسباط عشرہ پر بارہ برس تک بادشاہت کی۔ اس نے پہلے بنی مواب پر جزیہ
 نہ دینے کی وجہ سے حملہ کیا سات روز تک بنی مواب محاصرہ میں رہے۔ جب پانی ختم ہو گیا
 تو ایلیع کی دعا سے وادی جاری ہو گئی بنی مواب پانی کے خیال سے باہر نکل آئے بنی اسرائیل
 نے انہیں سے بیٹھار آدمیوں کو مار ڈالا بعد اسکے بداد بادشاہ اردم نے سامرہ کے محاصرہ کو

شکر جمع کیا اور اسکا تین برس محاصرہ کئے رہا تا آنکہ ایسح بنی کی دعا سے غائب و غامبر لوٹا
 ۱۲ سالہ جلوس میں جبکہ ملوک جریرہ اور اروم کی لڑائی سے اخریا بن یورام بادشاہ
 بیت المقدس کے ہمراہ لوٹا آ رہا تھا۔ یوشاقظ بن یسا۔ سبط نثی بن یوسف نے موقع
 پا کر اسکو اور اخریا بادشاہ قدس کو مار ڈالا اور آپ خود اسباط پر حکومت کرنے لگا
 ابن عمید کہتا ہے کہ یوام بن احاب بادشاہ اسباط سمعہ احزیا بادشاہ بیت المقدس کے روم سے
 لڑنے کو گیا تھا اور وہیں اثنائے لڑائی میں مارے گئے یوشاقظ تخت حکومت پر بیٹھے ہی
 احاب کے قتل میں مصروف ہو گیا اور تقریباً کل بنی احاب کو مار ڈالا جیسا کہ اس کو ایسح نے
 حکم دیا تھا۔ یہ پینتیس سال حکومت کر کے مر گیا بعدہ اسکا لڑکا یواص اسباط عشرہ کا بادشاہ ہوا
 اور سترہ برس تک بادشاہت کرتا رہا بعدہ اسکا لڑکا یواش تخت نشین ہوا اس نے
 بیت المقدس پر حملہ کیا اور اسکو امصیا بادشاہ قدس کے ہاتھ سے چھین لیا اور اس کے
 چار سو ذراع سور کو منہدم کر دیا اور اہل قدس کو گرفتار کر لیا۔ اور عزریا کاہن کے اولاد کو
 پکڑ لیا۔ اور جو کچھ مسجد میں تھا اسکو لوٹ کر سامرہ کو واپس آیا۔ بعد چندے ایسح ظلیل ہوئے
 یواش انکی عبادت کو گیا انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ اروم کو یہ ہلاک کر گیا اور اسپر
 تین بار فتحیابی حاصل کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ تیرہ برس تک حکومت کر کے مر گیا
 اس کے بعد اسکا لڑکا یربعام بادشاہت کرنے لگا یہ نہایت درجہ بدخصالت اور بد اطوار
 تھا اس نے امصیا بادشاہ یوڈا پر حملہ کیا اور بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ اس کے باپ یواش
 نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اسکے بادشاہ امصیا کو ہزیمت دی تھی اور
 اسکو گرفتار کر لیا تھا۔ اور جو کچھ خزائن شاہی میں تھا اسکو لوٹ لیا تھا اور عزریا کاہن کو
 سامرہ میں قید کر لیا تھا پھر اپنی حکومت کے اکتالیسویں برس اور عزریا ہو بن امصیا کے
 ستائیسویں سال اسکو آزاد کر دیا تھا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ سامرہ میں بنی اسرائیل گیارہ برس
 رہے۔ بعدہ یربعام کے لڑکے زکریا کو عزریا ہو کے حکومت کے اڑتیسویں سال تخت حکومت پر

بیٹھایا اس نے صرف چھ مہینے حکومت کی اسپر سبط زبلون سے مناخیم بن کا ونامی ایک شخص
 اہل برصا سے حملہ کر بیٹھا اور اسکو قتل کر کے آپ تحت حکومت پر بیٹھ گیا۔ اسی بارہ برس
 تک حکومت کی اور بروایت ابن عمید اسکی حکومت کا زمانہ دس برسوں میں محدود کیا
 جاتا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ غریا ہو بادشاہ قدس کے حکومت کے انتالیسویں برس اس نے
 شہر برصا کو بزور تیغ فتح کیا اور انھیں ایام میں اسپر قول بادشاہ موصل چڑھ آیا اور اس سے
 ایک ہزار قطار چاندی جز یہ مقرر کر کے واپس آیا یہ نہایت ردی السیرت مردم آزار تھا
 اس کے مرنے کے بعد بقیمیان بن مناخیم عزیا ہو بادشاہ قدس کے حکومت کے چالیسویں
 سال تحت و دولت حکومت پر شتمن ہوا اور بارہ برس تک بادشاہانہ زندگی بسر کی۔
 بعد اسکے عمال میں سے یافح بن رصلبیا اسپر غالب آیا یہ بھی اپنے اگلے بادشاہوں کی طرح
 گمراہی اور بیدینی پر تھا۔ یہ اسباط پر ساہرہ میں دس سال حکومت کرتا رہا اسی کے زمانہ
 حکومت میں عربا ہون امصیا بادشاہ قدس مر گیا اور بانح بن رصلبیا۔ اپنی بد چلنی اور بت پرستی
 پر قائم رہا تا آنکہ ہوشیج بن ایلیا (سبط کاد) نے یو اب بادشاہ قدس کی حکومت کے
 تیسرے سال اس کو قتل کر ڈالا اور اسباط نے اسکو بجائے اسکے بادشاہت و حکومت
 کے تحت پر بیٹھایا۔ اسکی حکومت سات برس تک رہی اس کے زمانہ میں اسپر بادشاہ اتورا اور
 موصل چڑھ آئے تھے اور اسباط نے خراج دینا قبول کیا تھا بعد چندے ہوشیج نے
 بادشاہ مصر سے اعانت طلب کی اور اسکی اطاعت قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی
 جب اس امر کی اطلاع بادشاہ موصل کو ہوئی تو اس نے اسپر حملہ کیا اور تین برس تک
 محاصرہ کے بعد چوتھے سال ساہرہ کو فتح کر لیا اور اپنی حکومت کے نویں برس ہوشیج کو
 قید کر لیا اور اسباط کے ہمراہ اسکو موصل کی طرف لے آیا پھر اصہبان (اصفہاں)
 کے قصبات کی طرف لا کر ان کو آباد کیا اسی وقت سے بنی اسرائیل کی حکومت ساہرہ سے
 منقطع کر دی گئی اور بادشاہ یوزا و بنیائیں قدس شریف میں حکومت کرتے رہے یہ واقعہ

احزاب بن احاز کے سلسلہ جلیوس میں واقع ہوا قدس شریف میں برابر انکے لوگ یکے بعد
دیگرے حکومت کرتے رہے تا آنکہ انکی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور بادشاہ موصل نے
گورہ عازا - حماة - صفر آرام سے لوگوں کو مجتمع کر کے سامرہ میں آباد کیا ابن عمید کہتا ہے
کہ مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل سامرہ پر اللہ تعالیٰ نے وزندوں کو مسلط کیا تھا
وہ انکو تنگ کرتے تھے اہل سامرہ نے بادشاہ موصل کے پاس چند آدمیوں کو سامرہ کی
قسمت کو اکب دریافت کرنے کو روانہ کیا پس ان سے بیان کیا گیا کہ اہل سامرہ کے دین
یہودیت قبول کرنے سے درندے نہ بنا سکیں گے۔ چنانچہ یہودیوں کے بڑے بڑے کاہن
سامرہ کی طرف روانہ کئے گئے اس عرض سے کہ انکو دین یہودیت کی تعلیم و تلقین کریں سامرہ
کی یہی اصلیت ہے یہ انکے اہل ملت کے نزدیک نہ تو انکے نسب سے ہیں اور نہ انکے
دین میں ہیں۔ واللہ مالک الامور لارب غیرہ ولا معبود سواہ۔

تعمیر بیت المقدس بعد ویرانی اول

دو لستین بنی سمنانی | یہود کے وہ اخبار جو لوجہا و تخت نصر بیت المقدس اور اسکے اطراف
 و بنی ہیرودس | میں واقع ہوئے اور ان کے ان دونوں دولتوں کے تذکرات
 جو اس مدت میں قائم تھیں کسی مورخ نے تحریر نہیں کیا اور نہ میں نے باوجود کثرت و
 اشاعہ فن تاریخ۔ تاریخ کی کسی کتاب میں یہ حالات دیکھے ہیں جن دنوں مصر میں تھا
 اتفاقاً بنی اسرائیل کے ایک فاضل کی تالیف ملگنی جس میں بیت المقدس کے اخبار اور
 بنی اسرائیل کی ان دونوں دولتوں کا بیان لکھا ہوا تھا جو ماہیں ویرانی تختصر اول
 اور ویرانی طیطش ثانی زمانہ جلوہ کبریٰ میں قائم ہوئی تھیں مولف نے اپنے زعم
 میں اس زمانہ کے حالات بالاتمام لکھے ہیں اسکا نام یوسف بن کریون ہے یہود کے نامی
 سپہ سالاروں اور رئیسوں سے تھا صولت کی حکومت اس کے قبضہ میں اس زمانہ میں
 تھی جو وقت روم نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا اور اسپیاٹوس پد رطیطش نے اسکا
 محاصرہ اور بیت المقدس وصولت کو بزور تیغ فتح کیا تھا یوسف بھاگ کر بہار کے کسی
 گھاٹی میں چھپ رہا۔ قضا کار اسپیاٹوس ایک روز تنہا اس طرف سے نکلا اسنے
 اسکو گرفتار کر لیا اور پھر اسکو اس نے احساناً چھوڑ دیا۔ اسی ذریعہ سے اسکے لڑکے
 طیطش نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس سے جلاء وطن کیا تو اس نے یوسف کو عبادت کی
 غرض سے بیت المقدس ہی میں رہنے دیا۔

یہ تو مولف کا ترجمہ تھا اب باقی رہی کتاب۔ میں اس سے بیت المقدس اور یہود
 کے اس مدت کے حالات اور انکی ان دونوں دولتوں کے تذکرات جو یہود کے
 لہ بیت المقدس کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ کمانی النوارۃ۔ اور شاید اسکو اب صعد کہتے ہیں

بنی حسینی اور بنی ہیرودس کی تہیں اور اس زمانہ کے احداث (بدعات) کو جیسا میں نے اس تالیف میں پایا ہے اس مقام پر خلاصہ کر کے لکھتا ہوں کیونکہ میں نے سوائے اس تالیف کے ان حالات کو کسی اور کتاب میں نہیں پایا اور قوم اپنے سلف کے حالات بہ نسبت دوسروں کے زیادہ جانتی ہے جبکہ ان واقعات کی مخالفت وہ نہ کرتا ہو جو اس سے پہلے گذرا ہوا۔ جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تصدقوا اهل الکتاب اور پھر ارشاد کیا لا تکن بوجہم باوجودیکہ یہ ان اخبار یہود اور قصص انبیاء کرام کے طرف اشارہ ہے جن کے بارے میں من عند اللہ آیات نازل ہوئی ہیں اس دلیل سے کہ اس کے بعد فرمایا ہے و قولوا امننا بالذی انزل لینا و انزل الیکم اور ان واقعات کے خبروں میں جو کسی کی طرف مستند ہوں اسمیں ایک شخص کی روایت کافی ہوگی جبکہ اسکی صحت کا گمان غالب ہو لہذا ہم اس نظر سے مناسب سمجھتے ہیں کہ اس اخبار کو بنی اسرائیل کے ان خبروں سے ملحق کر دیں جو پیشتر لکھی جا چکی ہیں تاکہ ان کے ابتدا و زمانہ سے اخیر زمانہ تک کے حالات کی تکمیل ہو جائے اور میں نے اسکی صدق اور کذب کا زیادہ التزام نہیں کیا۔ واللہ المستعان

طبری اور آئیمہ تاریخ کہتے ہیں کہ یرمیاہ (یار امیا) بن خلیقا۔ بنی لاوی سے منجملہ انبیاء اسرائیل کے صدر قیام بیت المقدس کے اخیر بادشاہ بنی یہودا کے زمانہ حکومت میں تھے جب ان لوگوں میں کفر و الہاد کا شیوع ہوا تو جناب موصوف نے انکو تختصر کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے ڈرایا۔ بنی اسرائیل نے ارمیاہ بنی کو قید کر دیا تاکہ تختصر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور قبضہ حاصل کر کے ان کو اور قیدیان بنی اسرائیل کے ہمراہ بابل کی طرف روانہ کر دیا۔ منجملہ ارمیاہ بنی کے ان اقوال کے جو انہوں نے بنی اسرائیل سے کہتے تھے یہ قول بھی تھا کہ بنی اسرائیل پھر بیت المقدس کی طرف ستر برس کے بعد واپس کر دئے جائیں گے اور اس زمانہ میں وہاں تختصر اور اسکا لڑکا اور پوتا حکومت کرے گا اور وہ انکو ہلاک کر دے گا۔

اور کس۔ انہوں کی حکومت جاتی رہی۔ ارمیاہی نے بنی اسرائیل کو دوسرے الفاظ میں
یوں سمجھایا تھا کہ تلوگ بیت المقدس کے ویران ہونے کے ستر برس بعد پھر اسی کی
طرف واپس کر دئے جاؤ گے اور یسعیاہ بن امصیا نے جو انکے انبیاء کرام سے تھے یہ خبر دی
تھی کہ بنی اسرائیل کو ریش شاہ فارس کے زمانہ میں بیت المقدس کی طرف واپس کئے
جائیں گے۔ چنانچہ کورش نے جب بابل پر قبضہ حاصل کیا اور کسدا انہوں کی حکومت کا
خاتمہ ہو گیا تو اس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف واپس جانے کی اور مسجد
بنانے کی اجازت دی اور لوگوں میں یہ سنادی کرادی کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک مکان
بنانے کی ہدایت کی ہے پس جس کا ہی چاہے وہ اللہ کا گھر بنانے کے لئے جائے
چنانچہ بنی اسرائیل بیالیس ہزار کی تعداد سے روانہ ہوئے اور انہیں زیریا فیسل بن
سالنیل بن یوحینا اخیر بادشاہ قدس تھا جسکو تختصر نے قید کیا تھا اور عزیر نبی اشوع
بن خواص بن عازر بن ہارون کی اولاد سے بھی ان کے ہمراہ تھے عزیر اور اشوع
میں چھ پشتوں کا فرق بتایا جاتا ہے میں نے انکے ناموں کے نقل پر اعتبار نہیں کیا
اس وجہ سے کہ انکے تصحیف ہونے کا ظن غالب تھا۔ ہر کیف کورش نے مسجد اقصیٰ
کے ظروف بھی لوٹا دئے جو بوجہ کثرت تعبیر و بیان میں نہیں آسکتے۔ ابن عمید کہتا ہے
کہ مسجد اقصیٰ کے پانچزار چار سو ظروف طلائی اور نقری تھے۔

بنی اسرائیل نے بیت المقدس میں پہونچکر باعانت کورش بیت المقدس کی
تعمیر شروع کی ان کے قدیمی دشمن سامرہ کے رہنے والے ان سے چھڑ چھاڑ کرنے لگے
اور مدت ستر برس والے ہنوز پوری نہوئی تھی کیونکہ بیت المقدس کی ویرانی تختصر کے
حکومت کے اٹھارہویں برس ہوئی ہے اور اس کی حکومت پینتالیس برس رہی اور
اسکے لڑکے اور پوتے کا عہد حکومت پچیس برس رہا۔ اس حساب سے ستر برس میں
اٹھارہ برس کم ہوئے جو قبل ویرانی بیت المقدس، تختصر کے حکومت کے گزرے تھے

اہل سامرہ، بنی اسرائیل کو تعمیر قدس سے برابر روکتے رہے تا آنکہ اٹھارہ برس کی بقیہ مدت منقضی ہو گئی اور دارالشاہ فارس کی حکومت کا زمانہ آگیا اہل سامرہ اسکے مزاحمت کرنے کی عرض سے دارا کے پاس گئے دارا کے اراکین دولت نے عرض کی کہ کورش نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی تعمیر کی اجازت دی تھی دارالنبی اسرائیل سے مزاحمت نہ کی اور بنی اسرائیل نے دارا اول کی حکومت کے دوسرے برس اسکی تعمیر پوری کر لی ان دونوں انکے کاہن عزیر تھے انھوں نے بیت المقدس کی طرف لوٹنے کے دوسرے برس توریت کی تجدید کی پھر زیر یافیل مر گیا بجائے اس کے ہیشلیاس کو بیٹھا یا اور عزیر کے انتقال کے بعد شمعون الصفا (بنی ہارون) کو انکا نائب مقرر کیا یوسف بن کرپون کہتا ہے کہ تختنصر جب اہل بابل کی طرف مراجعت کر کے گیا تو آسنے ستائیس برس اور حکومت کی بعد اسکا لڑکا بلتصر تیس برس تک حکومت کرتا رہا تا آنکہ دارپوش بادشاہ ماڈی (جس کو میں ولیم سمھتا ہوں) اور کیرش بادشاہ فارس نے اس سے بد عہدی کی باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر تختنصر کے لشکر نے ان کو نہر میت دی جیسا کہ بیان کیا گیا اس نے اس کامیابی کی خوشی میں ایک جشن شاہی منعقد کیا اور اپنے سرداران لشکر کو جمع کر کے بیت المقدس کے ان ظروف میں ان کو شراب پلائی جسکو اسکا باپ ہیکل سے اٹھالایا تھا اللہ تعالیٰ اس فعل سے ناراض ہوا اس نے ایسوتوت بچشم خود یہ دیکھا کہ ایک غیبی ہاتھ نے دیوار سے ٹکڑے بچھڑا دی دیوار پر چند کلمات لکھے وہ کلمات عبرانیہ "احصی" وزن "نقد" تھے بلتصر اور حاضرین یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور دانیال بنی سے کہا کہ منت و سماجت اسکی تعبیر دریافت کی۔ وہب ابن مینہ کہتا ہے کہ دانیال۔ خرقیل اصغر کے اعقاب اور دانیال اکبر کے اخلاف سے ہیں۔ انہوں نے ان کلمات کی یہ تعبیر بیان فرمائی کہ یہ کلمات تیرے زوال ملک سے تھکے ڈراستے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری حکومت کا زمانہ محدود کر دیا اور اس نے

تیرے اعمال کو تول لیا اور اسکا حکم تیرے اور تیری قوم سے نزع ملک کا نافذ ہو گیا
 حکم الہی سے اسی رات کو بلتھر مارا گیا اور جیسا کہ ہم نے پیشتر تحریر کیا ہے کورس اور
 اسکی قوم۔ ملک پرستقل حکمران ہو گئی جلاء وطنان بنی اسرائیل بیت المقدس کو واپس
 کر دئے گئے اور انکو کسب دانیوں پر فتحیابی کے شکر یہ میں اسکی عمارت کی غرض سے مال و
 متاع دیا گیا۔ بنی اسرائیل بطیب خاطر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے ان کے
 ہمراہ عزیز کاہن اور نجمتہ اور مرد خانی اور جمیع روساء جلاء وطنان بنی اسرائیل بھی
 تھے بنی اسرائیل یروشلیم میں پہنچ کر بیت المقدس اور مذبح کو حسب حدود سابق
 بنانے لگے اور تقرب کی نظر سے قربانیاں کیں۔ اس کے بعد کورس ان کو گھوڑوں، بکریوں،
 گائے۔ بکری۔ شراب اور جمیع مایحتاج الیہ بیت المقدس کی مجاورت کے لئے سالانہ
 دیتار یا علاوہ اس کے اور بھی ان کے ساتھ سلوک اور احسانات کرتا تھا اس کے بعد اور
 ملوک فارس اسکی پیروی کرتے رہے مگر زمانہ حکومت اخشوریش میں ان سب باتوں میں
 کمی واقع ہو گئی اسکا وزیر ہامان نامی عمالقمہ سے تھا وہ درپردہ بنی اسرائیل کا معاند اور
 مخاصم تھا رفتہ رفتہ اسکی پوشیدہ کوششوں نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ اخشوریش ان کے
 قتل پر تہل گیا لیکن مردخانی کی سفارشات نے بنی اسرائیل کو قتل سے بچا لیا اسے مردخانی
 کے کہنے سے بنی اسرائیل کو جس حالت پر تھے اسی حالت پر رہنے دیا تا آنکہ دارا کے مرنے
 سے حکومت فارس کا خاتمہ ہو گیا اور ملک فارس پر بنی یونان متصرف ہو گئے اور انہیں سے
 اسکندر بن فیلقوس حکومت کرنے لگا۔ اس نے اپنی فتحیاب لشکر سے زمیں کو روندیا ایشانی
 ساحل کو فتح کر کے بیت المقدس کی طرف گیا کیونکہ وہ بھی دارا کے ممالک محروسہ سے تھا
 بنی اسرائیل کے کاہنین اس کے آنے کی خبر سن کر خائف ہوئے۔ ایک مرتبہ سکندر نے
 عالم شمال میں یہ دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اس سے کچھ رہا ہے کتہ میں تیری مدد کو
 آیا ہوں اور اس کو اس نے اہل قدس کے اذیت سے منع کیا اور اس کو انکے اشارت کی

بجا آوری کی ہدایت کی، جب سکندر بیت المقدس میں پہنچا اور کاہن اعظم نے اس سے ملاقات کی اس نے کاہن کی تعظیم و تکریم کی اور اس کے ہمراہ ہیکل میں داخل ہوا کاہن نے سکندر کے لئے دعا زبرکت کی۔ سکندر اس کی طرف مائل ہو گیا۔ اور اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس مقدس مقام پر اسکی سوسنے کی تصویر رکھ دی جائے تاکہ اسکا ذکر خیر ہوتا رہے کاہن نے کہا کہ یہ ہمارے مذہب میں ممنوع ہے لیکن تو اپنی مہبت اور فیاضی قربانگاہ اور نمازیوں کے لئے ہمدول رکھ وہ تیرے لئے دعا کرتے رہیں گے اور تیری یادگار قائم کرنے کی غرض سے اس سال جس قدر بچے بنی اسرائیل کے پیدا ہونگے وہ سب تیرے نام سے موسوم ہونگے۔ سکندر اس بات پر راضی ہو گیا تہی ہیکل کو بے انتہا مال دیا اور کاہن کو نہایت معقول جائزہ دیکر دارا کی لڑائی کے بارے میں استخارہ کرنے کو کہا کاہن نے کہا جاؤ تمھارا اللہ مددگار ہوگا۔ پھر سکندر نے دنیاں سے اپنا خواب بیان کیا انہوں نے تعبیر کی کہ تو دارا پر فتح پائیگا اس کے بعد سکندر بیت المقدس سے واپس آیا اور اس کے اطراف و جوانب کو دیکھتا ہوا نابلس کی طرف گذرا اور سنبلطاساہری سے ملا۔ اہل قدس نے اس کو نکال دیا تھا سنبلطاس نے سکندر کی دعوت کی اور تحفے پدایا دئے اور طویل برید میں ہیکل بنانے کی اجازت چاہی سکندر نے اسکو ہیکل بنانے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ سنبلطاس نے ہیکل تیار کر کے اپنے داماد نثا کو اسکا کاہن مقرر کیا۔ یہودیوں کا یہ گمان ہے کہ تورات میں قول باری عز اسمہ اجعل البرکۃ علی جبل کو دیدم، سے یہی ہیکل مراد ہے یہودی اپنے عینوں میں اس جاہل ہیکل کی طرف جانے اور اس پر نذرین چڑھانے لگے رفتہ رفتہ وہ عظیم الشان ہو گیا اور اہل بیت المقدس اس سے دب گئے تا آنکہ ہرمایوس بن شمعون۔ اول بادشاہ بنی حسمانی نے اسکو ویران کیا۔ کمایانی ذکرہ اس کے بعد سکندر اپنی حکومت کے بتیس سال پورے کر کے مر گیا اور اسکا ملک

اس کے اراکین سلطنت میں تقسیم ہو گیا۔ سلپیا قوس سکندر کے بعد اسکے اراکین دولت سے ایک بار عرب و جاہ شخص ہوا وہ بھی فقراء اہل قدس کے لئے مال و اسباب بچھتار پابور چند سے اسکو یہ خیال دلا پانچواں سیکل میں اسباب نادرہ اور بکثرت جو ہرات کے ذخائر ہیں اس لئے اسکی طمع میں اپنے ایک سپہ سالار کو جسکا نام اردوس تھا بیت المقدس کے مال و اسباب و ذخائر کے ضبط کرنے کے لئے روانہ کیا۔ کاہن حنینان نے اردوس کو اس فعل سے باز رکھنا چاہا اور یہ ظاہر کیا کہ ہمیں فارس اور یونان کے بقیہ صدقات ہیں اور وہ چیزیں ہیں جو حال میں سلپیا قوس نے مرحمت فرمائی ہیں۔ اردوس۔ کاہن حنینان کے کہنے پر متوجہ ہوا، سیکل کے لوٹنے پر تیار ہو گیا۔ اہل قدس کی بدوعا سے اردوس اثنائے راہ میں جبکہ سیکل کے لوٹنے کو ڈر رہا تھا دروسر میں مبتلا ہو گیا اس کے ہمراہی پریشان ہو کر کاہن حنینان کے پاس آئے، معذرت کی دعا رنیک کے خواستگار ہوئے چنانچہ کاہن حنینان کی دعا سے اردوس اسی وقت اچھا ہو گیا اور اپنی دلیری پر نادم ہو کر لوٹ آیا اس واقعہ سے سلپیا قوس بیت المقدس کی عزت زیادہ کرنے لگا اور مقررہ مال و اسباب و وہ چند بچھتے لگا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ پھر توریت کا یونانیوں کے لئے ترجمہ کیا گیا بیان کیا جاتا ہے کہ نامائے نے یونانیوں میں سے سکندر کے بعد مصر پر حکومت حاصل کی یہ مقدونیہ کا روضے والا، علم دوست، حکومت و کتب اللہیہ کا از حد شائق تھا اس سے یہود کی کتب اسفار کا ذکر کیا گیا اسکو ان کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا، قوس شریفیہ کے کاہنوں کو اس بابت لکھا اور ان کو تحایف بھیجے، شہر علماء یہود اس کام کیلئے منتخب کئے گئے منجملہ ان کے کاہن عازر بھی تھے جب یہ لوگ اس کے پاس پھونچے تو اس نے ان کی بہت بڑی عزت کی اور کمال احترام سے ٹھہرایا، ہر ایک کیلئے

ایک کاتب مقرر کیا، جو کچھ وہ ترجمہ کر کے بتاتے تھے یہ کاتب لکھتے جاتے تھے تا آنکہ اسفار کا ترجمہ زبان عبرانی سے یونانی زبان میں ہو گیا علماء یہود نے اسکی تصحیح کی اور اس کی روایت کرنے کی اجازت دی تلماسے نے اس صلہ میں تقریباً ایک لاکھ یہودیوں کو چھوڑ دیا جو مصر میں قید تھے اور ایک میز سوسنے کا بنوا کر اسپر سرزمین مصر اور نیل کا نقشہ بنوایا اور آسکو جو اہرات سے مرصع کر کے قدس شریف میں بطور نذر بھجی دیا جو سیکل میں امانت رکھ دیا گیا۔ پھر تلمائی والی مصر مر گیا اور انطیوخوس والی مقدونیہ انطاکیہ پر متصرف ہوا بعد ہ مصر کی حکومت لیلی اور ملوک طوالیف نے ارض عراق میں اسکی اطاعت قبول کی اس وجہ سے اسکی حکومت کی بنا مضبوط ہو گئی اور اسکا رعبا و داب بڑھ گیا اس نے خلق کو بت پرستی کا حکم دیا اور ایک بت اپنی صورت کا بنوایا یہودیوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا فتنہ پردازوں نے کہہ سنکر اسکو یہودیوں کے خلاف ابھار دیا چنانچہ انطیوخوس یہودیوں پر حملہ آور ہوا اور انکو قتل اور گرفتار کرنے لگا یہودی بہاڑوں اور بیابانوں کی جانب بھاگ گئے انطیوخوس انکی خونریزی کے بعد لوٹا اور بیت المقدس میں اپنا ایک نائب فلپاقوس نامی مقرر کیا اور اسکو یہ حکم دیا کہ وہ یہودیوں کو بتوں کے سجدہ کرنے اور خنزیر (سور) کھانے اور ترک اعمال سبت (سینچر کے اعمال چھوڑنے) اور ختنہ ترک کرنے پر مجبور کرے اور جو شخص اس حکم کی مخالفت کرے اسکو سزائے موت دے جائے اس نے ایسا ہی کیا بلکہ اس سے زیادہ سختی اختیار کی اور اشرار جو اس فتنہ کے باعث ہوئے تھے وہ یہودیوں کے قتل و غارت پر بے حد جرمی ہوئے۔ عازر کاہن کو قتل کر ڈالا جس نے توریت کا یونانی میں ترجمہ کیا تھا جبکہ اس نے بت کے سجدہ اور ان کے قربان کے کھانے سے انکار کیا۔

منجملہ ان لوگوں کے جو بہاڑوں اور صحراؤں کی طرف بھاگ گئے تھے امتیتان یوحنا شمسون کاہن اعظم تھا جو حسنا کی بن حونیا بنی نوزاب نسل ہارون علیہ السلام سے

لڑنے کو نہ آئیگا چھوڑ دیا اس کے بعد ہی یونان مال مر گیا اور یہودیوں پر اسکا تیسرا بھائی
شمعون حکومت کرنے لگا۔

شمعون کے حسن انتظام اور خوبی سلوک سے اطراف و جوانب کے یہودیوں نے جمع ہو گئے
جس سے اس کے موجودہ فوجی قوت اس درجہ بڑھ گئی کہ اس نے اپنے کل دشمنوں پر
حملہ کر دیا جس شخص نے اس پر خروج کیا اسکو پسا کیا و متریاس سپہ سالار روم
بھی انطاکیہ میں اس سے برسر جنگ آیا اس نے دستریاس کو شکست دی اور فوج روم
ایک تعداد کثیر کو مار ڈالا اس کے بعد روم نے پھر حوصلہ لڑائی کا نہ کیا تا آنکہ شمعون
تلمانی شوہر رخت شمعون نے دفعۃً حملہ کر دیا اور اسکو قتل کر کے اسکے لڑکے، عورتوں
کو گرفتار کر لیا لیکن شمعون کا بڑا لڑکا ہرقانوس بن شمعون عزہ کی طرف بھاگ گیا۔ اسکا
اصلی نام یوحان تھا یہ نہایت شجاع تھا اس لئے اس سے پہلے کسی لڑائی میں ایک شجاع
ہرقانوس نامی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے اس کے باپ نے مقتول کے نام سے اسکو
موسوم کیا اطراف و جوانب کے یہودیوں نے اسکی اطاعت قبول کر لی اور اسکے ہمراہ
بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے تلمانی بھاگ کر قلعہ داخون میں چھپا ہرقانوس نے
اسکا محاصرہ کر لیا۔ ایک روز تلمانی شہر نپاہ کے فیصل پر پھر رہا تھا اتفاق سے ہرقانوس
کی بہن اور ماں کو تنہا پا کر گرفتار کرے گیا اور ان کے قتل کی ہرقانوس کو دھمکی دی۔
ہرقانوس اسوجہ سے اور نیز عید منظال کے آجانے سے لڑائی موقوف کر کے
بیت المقدس سے واپس آیا۔ تلمانی۔ ہرقانوس کی بہن اور ماں کو قتل کر کے
قلعہ داخون سے بھاگ گیا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد۔ دستریاس سپہ سالار روم نے بیت المقدس
پر حملہ کیا اور یہودیوں کا محاصرہ کر لیا یہودیوں نے تا انقضاء عید و جنگ کی مہلت چاہی
دستریاس نے اس شرط سے مہلت دی کہ قربان میں سے اسکو بھی کچھ حصہ دیا جائے

بعدہ اس کے دل میں کیا جانے کیا خیال آیا جس سے دستریاس نے بیت المقدس کے لئے تصویریں بھیجیں اور یہ موقع یہودیوں کو صلح کے درخواست کے پیش کر دیا اچھا ہاتھ آگیا دستریاس نے یہودیوں کی درخواست صلح کو قبولیت کا حلقہ عطا کیا ہرقالوس اس سے ملنے کو گیا۔ تین حقے ہونے کے دستریاس کو ہدیہ دئے۔ دستریاس بیت المقدس سے واپس آکر اپنے دارالحکومت کے درستی و انتظام میں مصروف ہو گیا اسی اثنا میں فارس اور روم میں نزاع ہو گئی۔ دستریاس کل کاموں کو چھوڑ کر لشکر روم لیکر موقع جنگ پر پہنچ گیا اور ہرقالوس عید کی وجہ سے جنگ پر نہ جاسکا ناآنکہ ہرقالوس کو دستریاس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی ہرقالوس نے موقع مناسب پا کر اپنے دشمنان اہل شام پر حملہ کر دیا نابلس اور قلعہ اردم کو جو کہ شہرہ میں تھے فتح کر کے ان پر جزیہ قائم کیا اور ان کے ختنے کر ائے انکو احکام توریث کی پابندی پر مجبور کیا اور اس سیکل کو جس کو سنبلاط سامری نے باجارت اسکنڈ بنایا تھا ویران کر دیا اور اپنے سرحدی ملوک کو بزور و جبر اپنا مطیع کر لیا۔ بعد ازاں روسا و داعیان یہود کو روم کے منتظموں اور اراکین دولت کی جانب تجدید عہد نامہ کی غرض سے روانہ کیا اور کل ان چیزوں کو واپس مانگا جنگو انطیوخوس اور یونان بیت المقدس اٹھانے گئے تھے روم کے سرداروں نے ہرقالوس کے اس فرمان کی تعمیل کی اور کمال خوشی سے عہد کی تجدید کی اور اسکو ملک الیہود (بادشاہ یہود) کے مبارک لقب سے مخاطب کیا۔ اس سے پہلے اس کے آبا و اجداد کاہن کے لقب سے پکارے جاتے تھے اسنے اپنے آپ کو بادشاہ کے لقب سے ملقب کیا اور عہد کہونت کو شاہی اختیارات میں شامل کر لیا یہ ملوک بنی حسمالی کا پہلا بادشاہ ہے۔

القصد ہرقالوس۔ قلعہ اردم پر قبضہ حاصل کر کے شہر سامرہ (سبیطیہ) کی طرف گیا اور اسکو بزور تیغ فتح کر کے اس کے شہر پناہ کو ویران اور اسکے رہنے والوں کو قتل کیا۔

کل امور کو درست کرتا تھا جو غیر قوم میں اپنی چڑھ آتی تھیں اسی کے رائے سے انکو دفع کرتے تھے اسپر انکو بہت بڑا اطمینان تھا۔ اسوقت تک تو انکی یہی حالت تھی اس سے پہلے وہ یونانیوں پر غالب آچکے تھے انکے ملک پر تصرف ہو گئے تھے اور دریا کو عبور کر کے افریقہ تک اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ جیسا کہ آئندہ ہم ان کے اخبار میں بیان کریں گے۔ غرضکہ یہ متفق ہو کر انطیوخوس افطر اور اسکے چچا زاد بھائی لیٹاوشس یا دیگر شاہان یونان پر حملہ کرنے کی غرض سے انطاکیہ کی طرف بڑھے اور یہود یا شاہ بیت المقدس کو انطیوخوس اور یونانیوں کی اطاعت سے علیحدہ ہونے کو لکھا یہود نے ان کے لکھنے پر عمل کیا جب اس کی اطلاع انطیوخوس افطر کو ہوئی تو یہود ابن تیتیا کی عمدگی اور جدید سازش سے سخت برہم ہو کر نو جنگی کر دی یہود ابن تیتیا نے نہایت ہوشیاری سے اسکا مقابلہ کیا نہایت پائے کے بعد انطیوخوس افطر نے صلح کا پیام بھیجا شرائط صلح یہ قرار پائی کہ یہود ابن تیتیا اپنے عمدہ قدیم پر قائم رہے اور انطیوخوس جو کچھ سالانہ بیت المقدس کو بطور نذر دیتا تھا دینا رہے اور قہر پڑاؤ کو جو لڑائی کے باعث ہوتے ہیں انکو قتل کر ڈالے چنانچہ شلاوشس کو قتل کر ڈالا اور عمدہ و اقرار از سر نو قائم ہوا۔

اس کے بعد اہل روم نے اپنے سپہ سالار و متریاہ بن سلپاٹوس کو ایک جر فوج کے ہمراہ انطاکیہ کی طرف روانہ کیا۔ انطیوخوس افطر نے انکا مقابلہ کیا مگر اسکی جی توڑ گشتوں نے کچھ اسکو فائدہ نہ پہنچایا یہ اور اسکا چچا زاد بھائی لیٹاوشس لڑائی کے میدان میں مارا گیا۔ روم کامیابی کے ہوا کے جموں کوں کی طرح انطاکیہ میں داخل ہو گئے۔

قیموس کاہن۔ اشرا یہود سے جو انطیوخوس کے پاس رہتا تھا اسنے و متریاہ سپہ سالار روم کو کامیابی کے بعد بیت المقدس کے مال و اسباب کی ترغیب دلائی اور اسپر قبضہ حاصل کرنے کی تحریک کی اس نے نینقا نور کو اس کام کے انجام دہی کی

غرض سے روانہ کیا۔ یہوذا بن تیتیا بادشاہ بیت المقدس بارادت تمام اس سے
 ملنے کو آیا اور ہدایا و تحایف اندازہ سے زیادہ پیش کے نیتقالور یہوذا کی ان پسندیدہ
 کارروائیوں سے بچد خوش ہوا دونوں نے مراسم اتحاد و قایم رکھنے کی قسمیں کھائیں
 قیموس کا ہن نے نیتقالور کے پہونچنے سے پہلے و متریا س کو نیتقالور اور یہوذا
 کی باہمی سازش کی اطلاع دیدی اور بیت المقدس پر قبضہ حاصل کرنے کی
 زیادہ ترغیب دی۔ و متریا س نے اپنے سپہ سالار کو نامتناہ خط لکھا اور اپنے
 حکم کی بجا آوری کی سخت تاکید کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ وہ یہوذا کو گرفتار کر لائے
 یہوذا کو اس کے جاسوں نے اس واقعہ سے مطلع کر دیا وہ بیت المقدس کو چھوڑ کر
 شہر سامرہ (صصیطیہ) چلا گیا۔ نیتقالور نے اسکا تعاقب کیا پس یہوذا نے پلٹ کر
 حملہ کر دیا نیتقالور کو شکست ہوئی یہوذا نے لشکر روم کے زیادہ حصہ کو قتل کر ڈالا اور
 نیتقالور کو گرفتار کر کے بیت المقدس میں سیکل پر سولی دیدی۔ یہودیوں نے اس دن
 کو بھی روز عید مقرر کیا۔ اس کے بعد و متریا س سپہ سالار روم نے ایک دوسرے
 ہوشیار اور کار آزمودہ افسر یعزوس نامی کو تیس ہزار فوج کے ساتھ یہودیوں سے
 لڑنے کو بھیجا۔ یہود کا لشکر لڑائی کے میدان سے اپنے بادشاہ یہوذا کو اکبلا چھوڑ کر
 بھاگ کھڑا ہوا اور مختلف گھاٹیوں میں جا چھپا یہوذا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ
 لڑتا ہوا بھاگا یعزوس نے تعاقب کیا اثنائے دار و گیر میں یہوذا مارا گیا اور اپنے باپ
 تیتیا کے قریب دفن کیا گیا۔ اسکا بھائی یوناٹال بقیہ یہودیوں کو لیکر مضافات اردن
 کی طرف چلا گیا۔ یعزوس نے اسکا مقام برسیع میں پہونچ کر محاصرہ کیا ایک مدت تک
 بغیر کسی جدال و قتال کے یوناٹال کو محاصرہ میں رکھا یوناٹال ایک آخری کوشش
 یا اپنی قسمت کا آخری فیصلہ کرنے کو یہودیوں کو لیکر برسیع سے نکلا لڑائی ہوئی بالآخر
 یعزوس کو شکست فاش دیکر گرفتار کر لیا اور اس شرط پر کہ یعزوس آئندہ یہودیوں سے

معروف ہے یہ مرد صالح اور شجاع و دلیر تھا اپنی قوم کی بربادی و تباہی سے محزون و مغموم ایک بیابان سنسان میں مقیم رہا جب انطیوخوس بیت المقدس سے کوچ کر گیا تو اس نے یہود کو اپنے جائے قیام سے مطلع کیا اور انکو یونانیوں پر حملہ کرنیکی ترغیب دی یہود نے اس کے حکم کی تعمیل اور مستعد و مستلح ہوئے فلپقوس سپہ سالار انطیوخوس یہ خبر پا کر اپنے لشکر کو لئے ہوئے قیتیا کی گرفتاری کو چلا یہود اور فلپقوس سے مقابلہ ہوا فریقین نے جی توڑ کر داور دانی دی مگر اس سے پہلے یہود کی کامیابی اور فلپقوس کی شکست کا تب تقدیر نے لکھ دی تھی لڑائی کا میدان یہود کے ہاتھ رہا اور فلپقوس کا لشکر بھاگ نکلا اس اثنا میں قیتیا کا انتقال ہو گیا بجائے اسکے یہود ابن قیتیا حکمراں ہوا، اس نے بھی فلپقوس کو دوبارہ شکست دی انطیوخوس اندلوں اہل فارس کی لڑائی میں مصروف تھا اس نے اس شکست کا حال سنا کر اپنے لڑکے افطر کو اپنا ٹایم مقام کیا اور اس کی کمک پر اپنی ہی قوم کے ایک سپہ سالار یثاوس نامی کو مامور کیا اور انکو یہودیوں پر فوج کشی کرنیکا حکم دیا پس ان لوگوں نے تین جرنلوں نیقانور۔ تلیمپاس۔ سردوس کو یہودیوں کے سرکوبی کو روانہ کیا اور اتنے یہودیوںکی پائمالی اور قتل و غارت کا اقرار لیلیا۔ اطراف دمشق و حلب کے کل ارضی اور دشمنان یہود۔ فلسطین وغیرہ سے اس لشکر کے ہمراہ ہو گئے۔ یہود ابن قیتیا سردار یہود نے پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنی فتح و نصرت کی دعا مانگی اور بیت المقدس کا طواف کیا اور تبرکاً اسکا مسح کیا بعد ازاں مقابلہ پر آیا پہلے نیقانور کے لشکر سے نبرد آزما ہوا اور پہلے حملہ میں اسکو ہزیمت دی۔ اسکے لشکریوں کو قتل کیا۔ اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا پھر سپہ سالاران لشکر تلیمپاس اور سردوس سے لڑا اور انکو بھی شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا اور انطیوخوس کے اول سپہ سالار فلپقوس کو گرفتار کر کے آگ میں جلا دیا نیقانور لڑائی کے میدان سے بھاگ کر مقدونیہ پہنچا اور یثاوس و افطر کو اس سے آگاہ کیا

اس کے بعد شاہ فارس سے انطیوخوس کی شکست پانے کی خبر آئی اس کے بعد ہی وہ خود بھی مقدونیہ آپونچا اور یہودیوں کی کامیابی سے برہم ہو کر ایک جرار لشکر مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا اثناءِ راہ میں عارضہٴ طاعون میں مبتلا ہو کر مر گیا اور وہیں دفن کر دیا۔ اس کے مرنے کے بعد افطر تخت نشین ہوا اور اسکا نام اس کے باپ انطیوخوس کے نام سے موسوم ہوا۔

یہوذا بن تیتیا ان لڑائیوں سے فارغ ہو کر قدس شریف کی طرف واپس ہوا اور انطیوخوس کے ہوائے ہوئے مذبح اور اصنام کو توڑ واڈا لے مسجد کو بتوں کی نجاست سے پاک کیا اور ایک دوسرا جدید مذبح۔ قربان کے لئے بنوایا اور اس میں لکڑیاں جمع کر کے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنی نشانی دکھلانے کی عرض سے اسکو بغیر آگ کے مشتعل کر دے چنانچہ وہ لکڑیاں بغیر آگ کے جلنے لگیں۔ یہ آگ برابر تازمان ویرانی ثانی مشتعل رہی۔ اس دن کو یہودیوں نے عید کا دن قرار دیا اور اسکو عید العسا کر کے نام سے موسوم کیا۔ بعد ازاں افطر نے دوبارہ اپنے باپ کی تمنا پورا کرنے کو لپٹاوشس کو یہودیوں سے جنگ کر نیکو روانہ کیا یہوذا بن تیتیا نے اس کو شکست دیکر لپٹاوشس بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا یہوذا بن تیتیا نے پونچکر محاصرہ کر لیا بالآخر لپٹاوشس نے دیکر اس امر پر مصالحت کر لی کہ آئندہ لپٹاوشس یہوذا بن تیتیا سے لڑنے کو نہ آئیگا۔ اس معاہدہ میں حسبِ خواہش یہوذا افطر بھی شامل کیا گیا لپٹاوشس محاصرہ سے نجات پا کر اپنے ملک کو واپس آیا اور یہوذا بن تیتیا اپنے قوم کی اصلاح میں مصروف ہوا۔

ابن کریون کتاب ہے کہ کیتیم (روم) کی حکومت کا یہی ابتدائی زمانہ تھا یہ رومہ میں رہتے تھے ان کے کل اموزمین سو تیس ریسوں کے شورے پر منحصر تھے انہیں سے ایک رئیس صدر نشین ہوتا تھا اسکو وہ شیخ کے لقب سے موسوم کرتے تھے وہ انکے

ابن کربون کہتا ہے کہ یہودیوں میں ان دونوں تین فرقہ تھے ایک فرقہ فقہاء اور اہل قیاس کا تھا جنکو وہ فریسم (ربانیین) کہتے تھے دوسرا فرقہ ظاہریہ تھا جو ان کے ظاہری الفاظ کتاب پر عمل کرتے تھے اور انکو وہ عہد و قیہ (قراہ) سے تعبیر کرتے تھے اور تیسرا فرقہ عباد کا تھا جو دنیاوی تعلقات قطع کر کے عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے اور یہہ علیہ کہلاتے تھے۔ ہر قانونس کے آباؤ اجداد فرقہ ربانیین میں سے تھے لیکن اس نے بذاتہ اپنا مذہب ترک کر کے قراء کا مذہب اختیار کر لیا تھا جو تدریجی یہ ہے کہ اس نے ایک دن یہود کو ایک جلسہ خاص میں جمع کیا اور یہود سے مخاطب ہو کر بولا "میں تم سے نصیحت کا خواستگار ہوں" ربانیین کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید وہ حکومت و سلطنت سے دست کشی کرنا چاہتا ہے اسوجہ سے ان میں سے بعض بول اٹھے کہ "تمہارے لئے یہی نصیحت ہے۔ کہ تم اپنے کو درجہ کہونت سے علحدہ کر کے صرف حکومت کے رتبہ پر اقتصار کرو کیونکہ کہونت کی شرط تم میں پائی نہیں جاتی۔ تمہاری ماں زمانہ انطیوخوس سے قیدیوں و لونڈیوں میں سے تھی" ہر قانونس نے برہم ہو کر کہا "تم لوگ اپنے حاکم اور والی حکومت کیا چاہتے ہو میں آج سے اس مذہب کو چھوڑتا ہوں" ہر قانونس نے یہ کہہ کر مذہب قراء اختیار کر لیا اور فرقہ ربانیین سے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا۔ اسی وقت سے یہود کے ان دونوں فرقوں میں نزاع پیدا ہو گئی اور ایک زمانہ دراز تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔

ہر قانونس اپنی حکومت و سلطنت کے اکتیس برس پورے کر کے مر گیا بعد ازاں اسکا لڑکا ارسنبلوس تخت حکومت پر بیٹھا۔ علاوہ اس کے ہر قانونس کے دو لڑکے اور تھے ایک کا نام انطیوخوس تھا جسکو ہر قانونس پیار کرتا تھا۔ اور دوسرے کو اسکندر کہتے تھے۔ ہر قانونس نے ناراض ہو کر اسکو جبل النخیل کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔ پس جب ارسنبلوس نے حکومت کے زینہ پر قدم رکھا تو اس نے اپنے بھائیوں کو

اپنے باپ کے مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اسکندر اور اسکی ماں کو گرفتار کر لیا۔ انطونوس نے معافی چاہی ارستبلوس نے اسکو اپنے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے لڑائیوں میں اسی کے جانے پر اکتفا کیا اور تاج کمونت اوتار کر تاج شاہی پہن لیا بعد اس کے انطونوس نے ان لوگوں پر فوجبشی کی جو سرحدی مقامات پر رہتے تھے اور ارستبلوس کی فرمانبرداری سے نکل گئے تھے چنانچہ ان سب کو بزور تیغ اطاعت و فرمانبرداری کے دائرہ میں کھینچ لیا۔ اسی اثنا میں چند فتنہ پردازوں نے اس کے بھائی ارستبلوس سے اسکی شکایت کی اور اس کے کالوں کو انطونوس کی شکایتوں سے بھر دیا۔ جب انطونوس لڑائی سے واپس آیا تو اتفاق وقت سے وہ زمانہ عید مقال کا تھا اور اسکا بھائی بوجہ علالت گھر سے باہر نہ آیا تھا، انطونوس شاہی محل میں اعراض کر کے بنظر ثواب ہیکل میں چلا گیا۔ فتنہ پردازوں نے ارستبلوس سے یہ جبر دیا کہ انطونوس ہیکل میں کمونت کا درجہ حاصل کرنے کو گیا ہے اور وہ تمھارے قتل کی فکر میں ہے اور اس کا یہ ثبوت ہے کہ وہ تمھارے پاس مسلح آئیگا، ارستبلوس نے یہ سنتے ہی اپنے جاں نثاروں اور ملازمین قصر سے پیہ تاکید کر دی کہ اگر انطونوس مسلح آئے تو فوراً بلا اجازت و اطلاع اسکی گردن بارسر سے بکدوش کر دینا چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور فتنہ پردازوں کو اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی بعد چندے ارستبلوس کو فتنہ پردازوں کی سازش اور فریب سے آگاہی ہوئی وہ خود کردہ پریشیمان ہوا اور فرط غم سے اس درجہ اپنا سینہ پیٹ لیا کہ اسکو وزن الدم کا عارضہ ہو گیا اور اسی عارضہ میں ایک برس کے بعد مر گیا۔ یہودیوں نے اس کے بھائی اسکندر کو قید سے نکالا، اسکی بیعت کی اور حکومت کی کرسی پر بیٹھایا۔ بعد ازاں اس سے عکا اور صیدا والوں نے بد عہدی کی۔ اہل عزہ۔ قبرص کی طرف بڑھے اسکندر نے عکا پر پہونچ کر اسکا محاصرہ کر لیا اس عرصہ میں ملکہ کلوبطرہ (یادگار ملوک یونان) اور اس کے لڑکے خلید میں مخالفت

کے پاس بلا مال و تحایف کے گیا اس نے اس سے بد عہدی کی مجبور ہو کر انظر نے یہ حال اختیار کی اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ ”میں ہر قانونس کا بہن اعظم کا بظاہر مطیع رہوں گا تاکہ ارستبلوس کی طاقت کم ہو جائے“ قمقیوس نے انظر کی رائے پسند کی اور یہ کہا کہ ”میں بظاہر ارستبلوس کی موافقت کروں گا لیکن درحقیقت میں موقع اور وقت کا منتظر رہوں گا اور بعد کامیابی کے ہر قانونس کو بیت المقدس کی حکومت دوں گا“ اس مشورے کے اٹکے دن ہر قانونس اور ارستبلوس سپہ سالار قمقیوس کے پاس آئے اور ایک دوسرے کی شکایت کرنے لگے انظر عام خلائیق کو مجتمع کر کے قمقیوس کے پاس لایا وہ لوگ ارستبلوس کی شکایت کرنے لگے قمقیوس نے ان لوگوں کی شکایتیں انصاف کے کالوں سے سنیں اور ایک منصفانہ حکم صادر کیا۔ ارستبلوس کو اس کا حکم شاق گزرا اور اسکے لشکر گاہ سے اٹھ کر چلا آیا اور بیت المقدس میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی قمقیوس نے اس کا تعاقب کیا پہلے وہ اریحا میں اتر ابدہ قدس شریف کی طرف بڑھا۔ ارستبلوس نے قمقیوس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ قمقیوس اسکے بجائی ہر قانونس کی مدد نہ کرے اور ارستبلوس ہیکل کے کل جو اہر اور اسباب قمقیوس کو دیدے، قمقیوس نے اس شرط کو مان لیا اور اس شرط کی تعمیل و تکمیل کی غرض سے اپنے ایک جنگی افسر کو اس کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ کیا کاہنوں نے ارستبلوس کو اس فعل سے روکا۔ عامہ خلائیق اس سے برہم ہو گئے۔ اور قمقیوس کے جنگی افسر اور بعض اسکے ہمراہیوں کو مار ڈالا اور باقیماندہ کو بیت المقدس سے باہر نکال دیا۔ قمقیوس کو یہودیوں کی اس حرکت سے ناراضی پیدا ہو گئی اسی وقت سے اس نے دھاوا کا حکم دیدیا لیکن شہر پناہ کے دروازے بند ہو چکی تھے سے اندر نہ داخل ہو سکا باہر سے لڑتا رہا اور شہر کے اندر ارستبلوس اور ہر قانونس کے گروہوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ اثنائ جنگ میں ایک یہودی نے شہر کا دروازہ کھول دیا قمقیوس بیخوف و خطر شہر میں داخل ہو گیا اور شاہی محل پر قبضہ کر کے ہیکل کا محاصرہ

کر لیا بعد چند سے آلات حصار کے ذریعہ سے ہیکل کے بعض برجوں کو منہدم کر کے زبردستی
اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

جس وقت قمقیوس ہیکل میں داخل ہوا۔ باوجود لڑائی جاری رہنے کے کابینوں کو
عبادت کرتے ہوئے پایا اس سے اس کے دل پر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی ہیکل کے
روبرو چپکا کھڑا رہ گیا۔ اس کے مال و اسباب و ذخائر کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا اور انہیں
ہر قانونس کو حاکم اور سالانہ خراج مقرر کر کے رومہ کی جانب واپس ہوا اور وقت روٹھی
بظنر مزید احتیاط ہر قانونس اور انظفتر کی نگرانی کے لئے اپنے سپہ سالار سکالونوس کو
بیت المقدس میں چھوڑ آیا جس نے اس سے پیشتر دمشق اور بلاد ارمن کو فتح کیا تھا
ارستبلوس اور اس کے دولڑ کے پابنر نجیر رومہ کو قمقیوس کے ہمراہ روانہ ہو گئے باقی رہا
تیسرا لڑکا اسکندر نامی وہ روپوش ہو گیا۔

قمقیوس جس وقت سرزمین شام کو طے کرتا ہوا اپنے وطن کو جا رہا تھا اس وقت
ہر قانونس اور انظفتر نے عرب پر روم کے مطیع کرنے کی غرض سے حملہ کر دیا اسکندر نے
میدان خالی دیکھ کر بیت المقدس کا رخ کیا اہل قدس نے اسکا کمال خوشی سے خیر مقدم
کیا اور اس کو اپنا حاکم بنا لیا۔

اسکندر نے حکومت کے کرسی پر بیٹھے ہی ہیکل کے ان برجوں کو درست کر لیا جنکو
قمقیوس نے منہدم کر دیا تھا۔ اسکی حکومت کچھ ایسی دلپسند ہوئی کہ ایک خلق اسکی مطیع
ہو گئی اس اثناء میں ہر قانونس اور انظفتر واپس ہوئے اور اسکندر نے انکا قدس شریف
سے نکل کر چمکتی ہوئی تلواروں اور نوکدار نیزوں سے استقبال کیا ہر قانونس اور انظفتر کو
اس واقعہ میں ناکامی ہوئی اسکندر نے انکے لشکر پر بہت سختی سے حملہ کر کے پسا کر دیا ہر قانونس
اور انظفتر نے کینا نوس سپہ سالار روم سے مدد چاہی جو بعد قمقیوس کے بلاد ارمن کا ناظم ہو کر
آیا تھا وہ ان دونوں کے امداد کو بلاد ارمن سے قدس شریف کی طرف آیا اسکندر نے

کرائے کی سعی کرنے لگے انجام کار اس امر پر صلح ہوئی کہ حکومت و سلطنت ہمارا استبلوس
مالک رہے اور ہرقانوس بدستور کمونت پر قائم رہے۔ اس رائے کے قرار پاتے ہی فتنہ و
فساد فرو ہو گیا اور استبلوس کی حکومت مستقل ہو گئی۔

الظفر ابو ہیرودس | بعد چندے ہرقانوس اور استبلوس میں الظفر ابو ہیرودس کی وجہ
سے نزاع پیدا ہو گئی۔ الظفر ابو ہیرودس ان روسا زہنی اسرائیل

سے تھا جو عزیر کے بابل سے مجتمع ہو کر آئے تھے۔ اس میں رعب و داب و دلیری کا

قدرتی مادہ تھا اس کے پاس مال و اسباب اور بکثرت مویثیاں تھیں اسکندر نے

اسکو بلا و آردم (جبال شرات) کا حاکم کر دیا تھا۔ برسوں بلا و آردم کا حاکم رہا وہیں

اس نے اپنا نکاح کیا جس سے چار لڑکے فیلو۔ ہیرودس۔ فرودا۔ یوسف اور ایک

لڑکی سلومت نامی پیدا ہوئی۔ بعضے کہتے ہیں کہ الظفر زہنی اسرائیل سے نہ تھا بلکہ وہ اہل روم

سے تھا اور بی حسنائی کے خاندان میں پرورش پائی تھی۔ جب اسکندر مر گیا اور اسکی بی بی

اسکندرہ حکومت کرنے لگی تو الظفر جبال شرات کی حکومت سے معزول کر دیا گیا۔

الظفر جبال شرات سے بیت المقدس میں چلا آیا اور وہیں ٹھہرایا رہا تا آنکہ عثمان

ارستبلوس کے ہاتھ میں آئی۔ ہرقانوس اور الظفر میں مراسم اتحاد پہنے سے

قائم تھے بعد چندے ارستبلوس اپنے بھائی ہرقانوس سے کشیدہ خاطر ہو گیا اسوجہ سے کہ

اسکو الظفر کی چالاکیوں اور فریب سے آگاہی ہو گئی تھی۔ اس نے اس کے قتل کی

کوشش کی لیکن ناکام رہا اور درپردہ ارستبلوس کے کاموں میں رخنہ اندازی کی

فکر کرنے لگا اور لوگوں میں یہ ظاہر کرنے لگا کہ ارستبلوس ہرقانوس اور اسکے ہمراہوں

سے کینہ رکھتا ہے اسکو حکومت نہ دینا چاہئے۔ ہرقانوس اس سے بدرجہا حکومت

و سرداری کے لائق ہے پھر الظفر نے ہرقانوس کو یہ فقرہ دیا کہ ارستبلوس تیرے

قتل کی فکر میں ہے۔ جب ہرقانوس کے دماغ میں یہ خیال ٹھکن ہوئے لگا تو الظفر نے

اس کے مصاحبوں سے سازش کر کے ارسٹبلوس کی طرف سے پورے طور سے بدظن کر دیا پھر بادشاہ عرب ہرثمہ کے پاس جانے کی راہ دے دی ہرثمہ اور ہرقلانوس میں مراسم اتحاد پہلے سے تھے بایں خیال ہرقلانوس اس کے پاس جانے پر آمادہ ہو گیا غرض دونوں عہد و پیمان کر کے ہرثمہ کے پاس جا پہنچے اور ہرثمہ کو ارسٹبلوس سے جنگ کرنے پر ابھار دیا ارسٹبلوس اور ہرثمہ سے لڑائی ہوئی اثنائے لڑائی میں ارسٹبلوس کے لشکریوں کا زیادہ حصہ ہرقلانوس سے مل گیا ارسٹبلوس میدان جنگ سے بھاگ کر قدس شریف میں جا چھپا۔ ہرقلانوس اور ہرثمہ نے اسکا محاصرہ کر کے لڑائی برابر جاری رکھی تا آنکہ عید الفطر کا زمانہ آ گیا محصور یہود لڑائی کی وجہ سے اپنے مذہبی رسوم کو ادا نہ کر سکتے تھے اسوجہ سے انھوں نے ہرقلانوس کے مصاحبوں کے ذریعہ سے قیمتی تحائف پیش کرنا چاہا جب اس نے اسکو منظور کر لیا تو انھوں نے اس سے بدعہدی کی اور بعض انلوگوں کو جو ارسٹبلوس اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعا کر رہے تھے مار ڈالا اس وجہ سے انہیں وبا پھیل گئی جس سے ایک عالم مر گیا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ ارمن۔ بلاد دمشق و حمص و حلب میں تھا یہ سب روم کے مطیع تھے انھیں دنوں ان سب نے سرکشی کی۔ روم نے اپنے سپہ سالار قمقیوس کو انکی بغاوت رفع کرنے کی غرض سے روانہ کیا قمقیوس نے اپنے مقدمتہ الجیش کا افسر سکالوس کو مقرر کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ارمن نے گھبرا کر اطاعت قبول کر لی پھر سکالوس اس کے بعد قمقیوس دمشق میں داخل ہوا۔ ارسٹبلوس نے قدس سے اور ہرقلانوس نے مقام حصار سے اسپرٹکشی کی اور لڑائی چھڑنے کے پیشتر قمقیوس کے پاس مال اور تحائف روانہ کئے اس لئے لینے سے انکار کیا اور ہرثمہ کو بیت المقدس میں داخل ہونے سے روک دیا اور خود بیت المقدس سے کوچ کر گیا اس کے ہمراہ ہرقلانوس و انظفتر بھی چلے گئے اور ارسٹبلوس اور اسکے تحائف بیت المقدس کو واپس آئے بعد اسکے انظفتر پھر قمقیوس کے

ہو گئی نظیر جزیرہ قبرص کی طرف چلا گیا اور اسپر قبضہ حاصل کر لیا اہل عکا نے کھلا بھجا
کہ اگر اسکندر کے محاصرہ سے بھگو نجات حاصل ہو گئی تو ہم تم سے سمجھ لیں گے۔ چنانچہ
طیردلوٹ کر اسکندر کے مالک کی بڑھا اور جبل الجلیل پر اتر کر ایک گروہ کثیر کو قتل
کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے اردن پر خیمہ زن ہوا۔ ان واقعات کے اثنائے میں اسکندر
نے صیدا پر حملہ کر دیا اور بزور تیغ فتح کر کے قدس شریف کی طرف واپس آیا سرحدی امراء
نے اس کی اطاعت قبول کر لی، اس سے بغاوت کرنے والوں کا مزاج درست
ہو گیا۔ بعد ازاں یوڈ میں پھر از سر نو فتنہ اس طرح برپا ہو گیا کہ عید و مظالم میں
کل یوڈی مسجد میں مجتمع ہو کر کھاپی رہے تھے اور اسکندر بھی ان میں موجود تھا کچھ
لوگ اس سے کسی قدر فاصلہ پر تیر اندازی کر رہے تھے اتفاق سے ربانیوں میں سے
ایک کا تیر اسکندر کے قریب آگرا۔ ربانیوں اور قراء میں بحث ہوتے ہوتے مجادل
ہونے لگا اور یہ نزاع اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ چھ برس تک فتنہ و فساد و فحش و فحشا
ان فتنہ و فساد میں تقریباً پچاس ہزار ربانیوں مارے گئے۔ اور اسکندر قراء کا معین و مددگار رہا
ربانیوں نے دمتریاس معروف بہ انطیوخوس کے پاس وفد (ڈیپوٹیشن) روانہ کیا
اور اسکو مال و اسباب دینے کا وعدہ کیا۔ دمتریاس ان کے کہنے میں آگیا اور ایک لشکر
جرار لیکر نابلس کی طرف بڑھا۔ اسکندر نے اسکا مقابلہ کیا اور دمتریاس کو
شکست دیکر اس کے بیٹھار لشکریوں کو مار ڈالا۔ پھر مراجعت کر کے ربانیوں کی طرف آیا
اور انپر بھی فتح حاصل کی۔ تقریباً تین سو ربانیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں
دمتریاس تعاقب میں روانہ ہوا اور انکے اکثر بلاد مقبوضہ کو فتح کر لیا۔ دمتریاس
یہ سنکر ایک آخری کوشش اور قسمت آزمائی کی غرض سے لڑائی کے میدان میں آیا
لیکن اسکی تازہ کوششوں نے اسکو کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا بالآخر شکست کھا کر بھاگا
اسکندر نے اسکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ محاربہ ربانیوں اور دمتریاس کے

تیس برس بعد بیت المقدس کی طرف لوٹا۔

ان کامیابیوں سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا اور اسکو ایک خاص قوت حاصل ہو گئی اس کے بعد وہ علیل ہو گیا اور تین برس تک حالت علالت میں رہا۔ اثنائے علالت میں اسکو بعض قلععات کے محاصرہ کی ضرورت پیش آئی اسوجہ سے کہ ان قلععات کے حکام نے اس سے سرتابی شروع کر دی تھی لیکن اتفاق زمانہ سے اسکندر کو اس کی موت نے ان قلععات کے فتح کرنے کی مہلت نہ دی۔ دوران محاصرہ میں وہ مر گیا اور مرنے وقت اپنی بی بی کو یہ وصیت کر گیا کہ تا زمانہ فتح، موت کا حال چھپایا جائے اور لاش بیت المقدس میں لیجا کر دفن کی جائے۔

اسکندر کے مرنے کے بعد ربانیوں نے عام طور سے اس کے لڑکے کی طرف میلان خاطر ظاہر کیا اور جنھوں نے ابتدا اختلاف کیا ان کو ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے انکو بھی اپنی رائے سے متفق کر لیا۔ اسکندر کے دو لڑکے تھے بڑے کا نام ہرقانوس تھا اور چھوٹے کو استبلوس کہتے تھے۔ یہ دونوں اسکندر کے مرنے کے وقت چھوٹے چھوٹے تھے۔ جب یہ بڑے ہوئے تو ہرقانوس کھونت کے لئے منتخب کیا گیا اور استبلوس کو لشکر کی سپہ سالاری دگنی لڑائی کا انتظام سپرد کیا گیا۔ ربانیوں نے اسکا ساتھ دیا اس نے عظیم الشان بادشاہوں سے خرچ لیا انکو اپنا مطیع کیا اس اثناء میں ربانیوں اور قراء میں پھر کسی قدر مناقشہ پیدا ہو گیا اس فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے استبلوس کی ماں بیت المقدس سے روانہ ہوئی لیکن اسکی موت نے اس کی تمناؤں کا خون کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کا ظہور اسی زمانہ میں ہوا الغرض جب اس کے لڑکے استبلوس کو جو سپہ سالار لشکر تھا اسکے مرنے کی اطلاع ہوئی تو وہ قراء کو مجتمع کر کے اپنے بھائی ہرقانوس اور ربانیوں سے لڑنے کو چلا اور انکا بیت المقدس میں محاصرہ کر لیا۔ سرداران یہود اور بڑے بڑے کاہن باصلاح

کمال مردانگی سے اسکا مقابلہ کیا لیکن مقابلہ سے پہلے اس کے حصہ میں شکست لگتی جا چکی تھی اسکی تازہ کوششوں نے کچھ فائدہ نہ پہونچایا وہ میدان جنگ سے ہریمت اٹھا کر قلعہ اسکندرونہ میں پناہ گزیں ہوا ہرقلانوس نے قدس شریف میں پہونچ کر قبضہ حاصل کر لیا کینانوس پہ سالار روم نے اسکندرا کا تعاقب کیا اور قلعہ اسکندرونہ پر پہونچ کر محاصرہ کر لیا اسکندرونہ نے مجبور ہو کر اس کی درخواست کی جسکو کینانوس نے فوراً قبول کر لیا۔ انھیں لڑائیوں کے اثنار میں ارسنبلوس مع اپنے لڑکے انطونوس کے قیدخانہ رومہ سے نکل بھاگا اور ایک گروہ کثیر کو جمع کر کے کینانوس کے مقابلہ پر آیا لیکن اسکی قسمت مدد کی پہلی ہی لڑائی میں گرفتار ہو گیا کینانوس نے اسکو دوبارہ رومہ کے قیدخانہ میں بھجودیا چنانچہ وہ اسی قیدخانہ میں اس زمانہ تک رہا جب تک کہ رومہ پر قیصر کو غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ پھر بعد چندے جن دنوں روم کو قیصر کے مقابلہ کی ضرورت درپیش تھی اور قیقوس رومہ کے باہر قیصر کی لڑائی کے لئے لشکر جمع کر رہا تھا ارسنبلوس دوبارہ قیدخانہ سے نکل کھڑا ہوا اس مرتبہ اسکے ہمراہ چند سرداران لشکر بھی قیدخانہ سے نکل آئے تھے اس نے دوبارہ بارہ ہزار کی جمعیت سے ارمن اور یہود پر قیقوس کی اطاعت سے روکنے کی غرض سے حملہ کیا۔ قیقوس نے انظفتر کو اس کے مقابلہ اور گرفتاری کی بابت خطوط لکھے اس نے یہود کے چند آدمیوں کو ارسنبلوس کی طرف روانہ کیا جنھوں نے بلا دارمن میں بعد چند دنوں کے موقع پا کر ارسنبلوس کو زہر دیدیا۔ اس کے بعد کینانوس کی تحریک و تحریر سے شیخ (والی رومہ) نے ارسنبلوس کے بقیہ لڑکوں کو آزاد کر دیا۔ ابن کریون کہتا ہے کہ انھیں ایام میں اہل مصر نے اپنے بادشاہ تلمائی سے باعنی ہو کر اسکو تخت سے اتار دیا تھا اور روم کا خراج بند کر دیا تھا جس سے روم نے مصر پر فوج کشی کی اور انظفتر نے بزور شیخ انپر فتحیابی حاصل کر کے تلمائی کو دوبارہ حکومت کی کرسی پر بیٹھا یا۔ اس کے سلطنت کے کاروبار کو درست کر دیا پھر کینانوس نے بیت المقدس

کی طرف مراجعت کی اور ہرقانوس کو قدس کی حکومت اور انظفتر کو اسکی وزارت کا عہدہ دیکر رومہ کو واپس آیا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ ان واقعات کے بعد فارس اور روم میں مناقشہ پیدا ہو گیا روم نے فارس کی لڑائی کی غرض سے سب سالار عرب نوس نامی کو روانہ کیا وہ جس وقت قدس شریف ہو کر گذرا اور ہیکل میں داخل ہوا کابنوں سے ہیکل کا مال و اسباب طلب کیا عازر کاہن اعظم نے کہا "کینا نوس اور قمیوس نے ہیکل کے ساتھ کبھی ایسا کام نہیں کیا عربوں نے پہلے یہودیوں سے ہیکل کا مال نہ لینے کا اقرار کیا مگر جس وقت قابو پا گیا تو ہیکل کے کل تحالیف اسباب اور بادشاہوں کی نذرین اور جمیع آلات و ظروف جو ابتداء زمانہ عمارت سے اس وقت تک وقتاً فوقتاً آتے رہتے تھے لے لیے بعد ازاں عربوں نے جنگ فارس پر چلا گیا فارس نے اسکو نہریت دیکر کل وہ چیزیں جو اس نے ہیکل سے لیں تھیں جن میں ہیں اور بلاد ارمن۔ دمشق۔ حمص۔ حلب اور ان کے اطراف و جوانب پر قابض ہو گئے۔ اس واقعہ کی خبر جس وقت روم کو ہوئی کسانا نامی سپہ سالار کو بسرگروہی ایک عظیم الشان لشکر کے روانہ کیا کسانا ارمن کے بلاد مغلوبہ سے گذر کر قدس شریف کی طرف گیا۔ وہاں یہودیوں اور ہرقانوس اور انظفتر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی کسانا نے ہرقانوس اور انظفتر کی مدد کی جب ہرقانوس کو یہودیوں پر غلبہ حاصل ہو گیا تو کسانا لشکر فارس سے لڑنے کو بڑھا اور انکو پہلے ہی جنگ میں نہریت دیکر روم کا مطیع بنا دیا اور ان بائیس ملوک کو جو روم سے باغی ہو گئے تھے پھر روم کا مطیع اور باج گزار کر دیا مگر جب کسانا ان کے ملک سے واپس ہوا تو انھوں نے دوبارہ بد عہدی کی۔

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد قیصرہ کا زمانہ شروع ہوا اور بولیا س روم کا حاکم ہوا چونکہ اس کی ماں تعالت حمل میں مر گئی تھی اور یہ اسکا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا تھا اسوجہ سے اس کو لوگوں نے قیصر کا لقب دیا اور قیصر انکی زبان میں قاطع کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے

اور یولیاس اسکو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ماہ یولیہ میں پیدا ہوا تھا جو انکا پانچواں مہینہ تھا۔ اور یولیہ کے معنی پانچویں کے بھی ہیں۔ اس سے پہلے ہم لکھ آئے ہیں کہ روم کی حکومت جمہوری تھی جس میں تین سو بیس ممبر اور ایک شیخ (صدر نشین) کے ذریعہ سے حکومت قائم تھی جب قیصر بڑا ہوا اور شیخ (صدر نشین) نے اسکی شجاعت و مردانگی کو اور دن سے بدرجہا زیادہ دیکھا تو وہ اسکو بھی بدستور قدیم لشکریوں کا سپہ سالار کر کے مالک غیر پر بھیجے لگا۔ ایک مرتبہ اسکو بلاد مغرب کی طرف روانہ کیا اس نے بلاد مغرب کو نہایت سہولیت اور مردانگی سے فتح کیا اور جب وہاں سے واپس ہوا تو اس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب سے مشہور کیا۔ روم کے ممبروں نے قیصر کو اس خطاب کے لینے سے منع کر کے یہ وجہ بیان کی کہ "شروع زمانہ حکومت سے روم کی حکومت جمہوری ہے اسکے خلاف کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس سے پہلے قمقیوس نے بلاد شرق کو فتح اور یہودیوں کو مطیع کیا لیکن اس نے اسکی خواہش نہیں کی" قیصر یہ لشکر خاموش ہو گیا ایک روز موقع پا کر ممبران روم پر حملہ کر دیا اور انکو قتل کر کے تن تنہا روم کا بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے کو قیصر کے لقب سے مشہور کر کے قمقیوس پر بھی حملہ کر دیا یہ ان دنوں مصر میں تھا۔ قیصر نے اسپر فتح پائی اور اسکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور وقت مراجعت مصر سے اسکے اطراف و جوارب میں قمقیوس کے جنگی افسروں کو پھیلایا ہوا دیکھ کر انپر بھی حملہ کر دیا اور بلاد امن کی طرف ہوجر گذرا امن میں ان دنوں متردات بادشاہ حکومت کر رہا تھا اس نے قیصر کی اطاعت قبول کر لی اور اسکے حکم سے ارمینوں کو بیکر ہر قانون سے لڑنے کو چلا۔ ہر قانون بادشاہ یہود نے اسکا عقلاں میں مقابلہ کیا ارمینوں کو شکست ہوئی انظفتر اور یہودیوں کے لشکر نے فتحیابی کے ساتھ مصر پر قبضہ کر لیا جب اسکی خبر قیصر کو ہوئی تو اس نے انظفتر کو بلا بھیجا۔ انظفتر، متردات کے ہمراہ قیصر کے دربار میں حاضر ہوا قیصر نے اسکے عذرات سن کر عمدہ ہائے جلیلہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس سے پہلے

انظقنوس بن استبلوس نے قیصر سے ملکر ہرقانوس کی شکایتیں کی تھیں اور نیز یہ ظاہر کیا تھا کہ ہرقانوس نے اسکے باپ کو اس وقت قتل کیا ہے کہ جب اہل روم نے قیقنوس کو اسکے لڑائی پر روانہ کیا تھا۔ مگر انظقنوس کی شکایت سے کوئی برہمی نہ پیدا ہوئی ایک روز ہرقانوس اور انظقنوس نے ملکر انظقنوس کو زہر دیا بعد چند سے قیصر نے انظقنوس کو اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر کے فارس کی لڑائی پر بھیج دیا۔ اس لڑائی میں انظقنوس مختلف حالتوں میں مختلف مقامات پر طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہوتا رہا مگر ہرمصاب سے بچتا ہوا جب بلاد فارس سے واپس ہوا تو قیصر نے ہرقانوس اور انظقنوس کو بیت المقدس کی حکومت پر بحال کر کے واپس کر دیا۔ ہرقانوس ضعیفی کی وجہ سے لڑائیوں کے کام کا نہ رہا تھا اس وجہ سے انظقنوس امور سلطنت میں پیش پیش ہو گیا اور اپنے ایک لڑکے نیلو کو بیت المقدس کا ناظم اور دوسرے لڑکے پیرو دس کو ہیلن ایل کا عامل مقرر کر دیا اور اسی طرح جب کوئی لڑکا انظقنوس کے خاندان کا بڑا بیٹا ہوتا تھا تو اسکو شام کے کسی صوبہ کی حکومت دیدیتا تھا رفتہ رفتہ ہرقانوس کے تمام بلاد مقبوضہ میں انظقنوس کے لڑکے پھیل گئے۔ انھیں دنوں ایک سرحدی پہاڑی میں حزقیان نامی ایک شخص یہودیوں کا ایک گروہ لئے ہوئے سکونت پذیر تھا جو وقتاً فوقتاً موقع پا کر ارمن پر حملہ کر کے ان کے مال و متاع لوٹ لیجاتا تھا جب اسکا ظلم و جور حد سے متجاوز ہو گیا تو ناظم بلاد ارمن سفیوس (قیصر کے چچا زاد بھائی) نے ہیرودس والی جیل خلیل سے حزقیان کی شکایت کی ہیرودس نے ایک سریہ بھیج کر حزقیان کی گوشالی کو بھیج دیا۔ اتفاق سے اس لشکر میں حزقیان گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا ہیرودس نے سفیوس کو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے ہیرودس کا شکر ادا کیا اور تجاویف بھیجے۔ مگر بیت المقدس کے یہودیوں کو ہیرودس کا یہ فعل نہایت شاق گزرا اور وہ لوگ مجتمع ہو کر ہرقانوس کے پاس آئے اور ہیرودس کے ظلم کی شکایت کی اور اسکو قصاص کے لئے

۱۰ سریہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو شب کو مخالف کے لشکر پر چڑھتا ہے۔

مجلس حکام میں طلب کیا۔ چنانچہ اس قضیہ کے فیصلہ کرنے کو ایک مجلس منعقد کی گئی جس میں یہودیوں کے تشریح مقدمہ کی سماعت کو جمع کئے گئے یہود دس مسلح تیور چڑھائے ہوئے آیا۔ ہر قانونس یہود دس کے تیور چڑھے ہوئے دیکھ کر گھبرا اٹھا اور قبل سماعت مقدمہ و انفصال قضیہ مجلس برخواست کر دی۔ یہودی اس سے کیشدہ خاطر ہو گئے اور یہود دس بلاد ارمن کی طرف چلا گیا سفیوس نے اسکو اپنا مدارالمہام بنا لیا۔

ان واقعات کے بعد ہر قانونس نے قیصر سے تجدید عہد کی درخواست کی قیصر نے اسکی درخواست کو قبولیت کا خلعت مرحمت کیا اور یہ حکم صادر کیا کہ اہل ساحل ماہیں صیدا و غزہ اپنا اپنا خراج بیت المقدس روانہ کیا کریں اور یہودیوں کو کل وہ بلاد واپس دیدئے جائیں جو اس سے پیشتر ان کے قبضہ میں فرات اور الحرفن لازقیہ تک تھے اور جنکو بنی سمنا کی نے بزور تیغ و بالیا تھا وہ بھی انکو واپس کر دئے جائیں۔ کیونکہ قمیوس نے اس بابت اپنی سخت نا برداشتی ظلم کیا تھا۔ یہ عہد نامہ تانبے کے پتروں پر زبان روم اور یونان میں لکھا گیا اور صور و صیدا کے شہر بنہاہ کے دروازوں پر لٹکا دیا اور ہر قانونس کی حکومت از سر نو قائم کر دی گئی۔

ابن کر یون کتاب ہے کہ بعد چندے قیصر بادشاہ روم اور انظفتر وزیر ہر قانونس قتل کر ڈالے گئے۔ قیصر کے قتل کا یہ واقعہ پیش آیا کہ کیساوس نامی ایک شخص نے سپہ سالار ان قمیوس سے بحالت غفلت اسپر حملہ کر کے ایک ہی وار سے اسکو قتل کر ڈالا اور زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر لشکر کو مجتمع کر کے دریا سے عبور کیا بلاد اشیت کو فتح کرتا ہوا قدس شریف کی طرف گیا اہل قدس سے تشریح سونے کے طلب کے چنانچہ انظفتر اور اس کے لڑکوں نے یہود سے پیکر پیش کش کیا پھر کیساوس بیت المقدس سے مراجعت کر کے مقدونیہ کی طرف آیا اور وہیں مقیم رہا انظفتر کے قتل کا یہ ماجرا گزرا کہ یہودی خواہش کے مطابق کیساوس مراجعت کے وقت اپنا ایک سپہ سالار ملیکانامی بیت المقدس

میں چھوڑ گیا تھا۔ بعد چند کے اس سے اور انظفتر سے ناصافی ہو گئی بلیکا نے موقع پا کر
 چند یہودیوں کی سازش سے انظفتر کو زہر دیدیا ہیرودس یہ واقعہ شکر ہرتانوس
 کے قتل کرنے کو بیت المقدس میں آیا لیکن فیلو نے اس قصد سے باز رکھا اس اثنا ہی
 کیساؤس مقدونیہ سے صور کی طرف آیا ہرتانوس اور ہیرودس اس سے ملنے کو گئے اس کے
 سپہ سالار بلیکا کی شکایت کی اور انظفتر کے قتل کے واقعات بیان کئے۔ کیساؤس نے
 بلیکا کے قتل کا حکم دیدیا۔ بلیکا قتل کر ڈالا گیا۔ اس کے بعد کیناؤس برادرزادہ قیصر اور
 اس کا سپہ سالار اڑیپوس لشکر لیکر کیساؤس سے لڑنے کو نکلے مقدونیہ کے قریب
 صف آرائی ہوئی کیساؤس ناکامی کے ساتھ گرفتار کر کے قتل کر ڈالا گیا اور کیناؤس
 اپنے چچا کی جگہ پر مستکن ہو کر اپنے کو اپنے چچا اوغٹش قیصر کے نام سے موسوم کیا
 اس نتیجیابی کے بعد ہرتانوس بادشاہ یہود نے کیناؤس کی خدمت میں کچھ تحائف
 روانہ کئے جس میں ایک تاج طلائی مرصع تھا اور تجدید عہد کی درخواست کی اور ان
 قیدیوں کے آزادی کا خواستگار ہوا جو زمانہ کیساؤس نے تیسرتھے اور نیز ان
 رعایتوں کا طالب ہوا جو اس سے پہلے کیساؤس کے چچا قیصر نے یہود کو دے رکھی
 تھیں۔ اوغٹش قیصر نے ہرتانوس کی درخواستیں منظور کر لیں بعدہ انطیانوس
 کو ہمدان لائے ہوئے بلاد امن، دمشق اور حلب کی طرف گیا۔ کلبطرہ ملکہ مصر نے
 (یہ ایک ساحرہ عورت تھی) قیصر سے ملاقات کی اور امن کی خواستگار ہوئی قیصر نے
 امن دیکر اپنی زوجیت میں لے لیا اسی تہم پر چند لوگوں نے ہیرودس اور اس کے
 بھائی فیلو کی شکایتیں کیں ہرتانوس نے اس کی تردید کی، انطیانوس نے شکایت
 کرنے والوں کی گرفتاری کا حکم دیا چنانچہ ان لوگوں میں سے اکثر گرفتار ہو کر قتل
 کر ڈالے گئے۔ ہیرودس اور اس کا بھائی فیلو اپنے دارالحکومت میں واپس آیا اور
 بجائے اپنے باپ کے ہرتانوس کی سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ بعد اسکے انطیانوس

بلاد قریس پر حملہ کر کے ان کے سرسبز میدانوں کو اپنے منجمد گھوڑوں سے روند آیا،
ان کے ملک کو زیرِ ذر بر کیا اور رومنہ تک ہرور تیغ فتح کر لیا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ انھیں واقعات کے اثناء میں انطقنوس سے ایک جماعت
یہودیوں کے فارس میں گیا اور یہ درخواست پیش کی کہ اگر اس کے چچا ہرقانوس کی
حکومت چھین کر محکو و پچائے اور ہیرودس سے اپنے بھائی فیلیو کے قتل کر ڈالا جائے تو
اسکے معاوضہ میں کئی حصے سونے کے اور آٹھ سو لڑکیاں روسا یہودی کی خدمت کیلئے
پیش کش کی جائیں گی بادشاہ فارس، انطقنوس کی اس درخواست پر ایک جراتشکر
لیکر روانہ ہوا اور بلاد ارمن کو فتح کر لیا جو پہ سالار ان روم کے انکو قتل کر ڈالا اس کے
بعد اپنے ایک سپہ سالار کو اہل قدس کی لشکر کے ساتھ بھراہی انطقنوس بیت المقدس
میں نماز ادا کرنے اور یہاں میں نذر و نیاز بھونچانے کے حیلہ سے روانہ کیا وسط شہر
میں پہنچ کر ان لوگوں نے شہر کو لوٹنا اور لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ہیرودس
اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر قصر ہرقانوس میں حفاظت کی غرض سے گھس گیا اور فیلیو
قلعہ کو ان کے حملہ سے بچا تا رہا اگرچہ لڑائی کی ابتدائی صورت انطقنوس کے حق میں
نتیجہ خیز دکھائی دیتی تھی لیکن یہودیوں کے مستعد ہوجانے سے انطقنوس اور سپہ سالار
فارس کو جان کے لاسے پڑ گئے۔ مگر اس موقع پر انطقنوس کا ایک فقرہ چل گیا اور وہ
یہ تھا کہ وہ لڑائی سے دست کش ہو کر شاہی محل کے قریب گیا اور ہرقانوس و ہیرودس
دم پٹی دینا شروع کیا ہرقانوس اور فیلیو تو اسکے فقرے میں آگے اور اس کے ہمراہ
شاہ فارس کی خدمت میں حاضر ہو نیکی چلے لیکن ہیرودس نے اسکی ایک بھی نہ سنی
برابر لڑتا رہا۔ سپہ سالار فارس اور انطقنوس نے مصلحتاً لڑائی موقوف کر دی اور
فیلیو اور قانوس کو بیکر شاہ فارس کی طرف روانہ ہوئے جسوقت بلاد ارمن میں شاہ فارس
کے پاس پہنچے ہرقانوس اور فیلیو فوراً قید کر لئے گئے فیلیو تو اسی شب کو مر گیا

اور ہرقانوئس پابزنجیر فارس کی طرف روانہ کیا گیا انطقنوس کو ہرقانوئس کی اس بیچارگی پر بھی رحم نہ آیا اثنار راہ میں اس کے کان کھڑا ہوا اسے تاکہ کہوت کے قابل نہ بجائے پھر شاہ فارس نے اپنے دارالحکومت میں پہونچکر ہرقانوئس کو آزاد کر دیا اور ہراے نام مسلوک ہونے لگاتا آنکہ ہیرودس نے اسکو بلایا۔ کہا پانی پئے اس کے بعد شاہ فارس نے اپنا ایک سپہ سالار انطقنوس کے ہمراہ بیت المقدس پر قبضہ کرنیکو روانہ کیا ہیرودس اس حال سے مطلع ہو کر اپنے عیال و اطفال کو قلعہ میں اپنے بھائی یوسف کے پاس چھوڑ کر قدس شریف سے جبل شرات کی طرف چلا گیا اور وہاں سے پھر تارموا قیصر کے پاس جانیکی عرض سے مصر میں پہونچا کلبطرہ ملکہ مصر نے اس کی بڑی توقیر کی اور اسکو کشتی پر سوار کیا کے رومہ کی طرف روانہ کیا ہیرودس رومہ میں پہونچکر انطیانوس کے ہمراہ اوغشٹش قیصر کے دربار میں حاضر ہوا۔ شاہ فارس کے حملے اور بیت المقدس کے ناگہانی واقعات سے اسکو مطلع کیا اوغشٹش نے اپنے دامان مرحمت سے اس کے آنسو پونچھے، تاج شاہی پہنایا اور رومہ میں بڑے تجمل و احتشام سے چاروں طرف پھرایا آگے آگے لقب کہتے جاتے تھے "اوغشٹش قیصر نے اسکو بادشاہ بنایا ہے" اس کے بعد اوغشٹش قیصر نے ایک دربار خاص منعقد کیا اور شیوخ رومہ کے روبرو تانبے کے پیروں پر شاہی فرمان ہیرودس کی بادشاہت کا لکھوایا۔ ہیرودس کی بادشاہت کا یہی پہا دن تھا اس کے بعد انطیانوس شکر لیکر شاہ فارس کی طرف بڑھا انطاکیہ کے قریب پہونچکر ہیرودس اس سے علیحدہ ہو کر براہ دریا قدس شریف کی طرف انطقنوس سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ انطقنوس اس کی آمد کی خبر شکر بیت المقدس سے نکل کر جبال شرات کی طرف ہیرودس کے عیال و اطفال کے گرفتار کرنیکو بڑھا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا اس اثناء میں ہیرودس نے پہونچکر انطقنوس سے لڑائی

چھیڑ دی یوسف موقع پا کر قلعہ کا دوسرا دروازہ کھول کر نکل آیا اور انطونوس پر
دوسرے طرف سے حملہ کر دیا انطونوس اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دلیکا مجبور ہو کر
لڑائی کے میدان سے پسپا ہو کر قدس شریف کی طرف بھاگا۔ اثناءِ راہ میں لشکر کا
زیادہ حصہ کام آگیا۔ ہیرودس نے بیت المقدس کا پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ انطونوس نے
سپہ سالار لشکر روم سے سازش کر نیکی کوشش کی لیکن ناکام رہا بعد چندے انطونوس
سپہ سالار قبصر کی غار میں پرتھیابی کی خبر آئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کامیابی
کے بعد مراجعت کر کے واپس آ رہا ہے اور فرات سے عبور کر آیا ہے ہیرودس
یہ سنکر اپنے بھائی یوسف کو سپہ سالار روم کے ساتھ بیت المقدس کے حصار
پر چھوڑ کر انطونوس کے استقبال کو روانہ ہوا۔ جو وقت ہیرودس دمشق میں پہونچا
یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسکا بھائی یوسف حصار بیت المقدس میں انطونوس کے
سپہ سالار کے ہاتھ مارا گیا اور سپہ سالار انطونوس مع لشکر روم پسپا ہو کر
دمشق کو آ رہا ہے ہیرودس اس متوحش خبر کو سنکر لوٹ کھڑا ہوا اور انطونوس کو
پہلی ہی لڑائی میں شکست دیکر میدان جنگ سے بھگا دیا اور اسکا تعاقب کرتا گیا۔
ان سب واقعات میں سیاب بھی ہیرودس کے ہمراہ تھا یہ لوگ ایک مدت تک
بیت المقدس کا محاصرہ کئے رہے بالآخر ایک روز چند لشکر می شہر پناہ کے دیوار پر
کنندہ ڈال کر چڑھ گئے نکاہیا لوں کو قتل کر کے دروازہ کھولا یا ہیرودس اور سیاب
نے شہر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ سیاب نے یہودیوں کے قتل پر ہاتھ
بڑھانا چاہا مگر ہیرودس نے اس فعل سے یہ کھکر باز رکھا کہ ”اگر تم میری قوم کو قتل
کر ڈالو گے تو مجھ کو کس پر حاکم بناؤ گے“ غرض سیاب یہودیوں کے قتل سے باز رہا
اور کل مال غنیمت یہودیوں کو واپس کر دیا ہیرودس نے بیت المقدس میں بنظر تقرب
ایک تاج سونے کا رکھ دیا اور بہت سا مال نذر میں دیا۔ کامیابی کے بعد سپہ سالار

جیسا۔ انطقنوس کو قید کر کے انطیا نوس کی طرف روانہ ہوا۔ انطیا نوس اندنوس
شام سے مصر میں آگیا تھا چنانچہ سیما، انطیا نوس سے مصر میں ملا اس کے
بعد ہی ہیرودس بھی آگیا۔ اور باجارات انطیا نوس۔ انطقنوس کو قتل کر کے
مملکت یہود پر مستقل حکمراں ہو گیا انطقنوس کے مارے جانے سے بنی حسنائی کی
حکومت منقطع ہو گئی۔ والبقاء و وحدا۔

ہیرودس اور حقیقت ہیرودس کی اقبال مندی کا ستارہ اسی وقت سے اوج پذیر
ہو چلا تھا جو وقت سے ہرقانوس پر شاہ فارس نے حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور
اسکو اہل فارس گرفتار کر لے گئے تھے اور اس کے کان کاٹ ڈالے تھے اس غم
سے کہ وہ کہوت سے محروم کر دیا جائے چنانچہ یہود نے اسی وجہ سے اسکو معزول
کر دیا۔ لیکن جو وقت ہیرودس بیت المقدس کا حکمراں ہوا ہرقانوس کو فارس سے
بلا کر نہایت تعظیم و تکریم سے عزت کی کرسی پر بیٹھایا۔ ہرقانوس کی لڑکی اسکندرہ
اسکندر کے عقد میں اور اسکی نو اسی مریم نامی ہیرودس کے نکاح میں تھی جو چنانچہ
ان دونوں کو ہیرودس کی طرف سے بدظنی پیدا ہو گئی جب رفتہ رفتہ یہ خیال
مستحکم ہو گیا کہ ہیرودس ہرقانوس کے قتل کی فکر میں ہے تو اسکندرہ و مریم
نے ہرقانوس کو اس سے آگاہ کر کے بادشاہ عرب کے پاس چلے جانے اور اسکے
سایہ امن میں جا کر پناہ گزیں ہونے کا مشورہ دیا۔ ہرقانوس نے اس رائے سے
اتفاق کرنے کے بعد ایک شخص کو خط لکھ کر شاہ عرب کی طرف روانہ کیا۔ اس شخص نے
اس عداوت سے کہ ہرقانوس نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا ہرقانوس کے
خط کو ہیرودس کے روبرو لیجا کر رکھ دیا۔ ہیرودس نے خط پڑھ کر واپس کر دیا
اور یہ کہا کہ ”تم اس خط کو شاہ عرب کے پاس لیجاؤ اور جو کچھ وہ جواب دے
اسکو میرے پاس لاؤ“ اس شخص نے ہیرودس کے حکم کی تعمیل کی شاہ عرب کا جواب

اس کو لا کر دیدیا۔ شاہ عرب نے خط میں آدمیوں کے روانہ کرنے کا وعدہ کیا تھا اور مقام قیام متعین کر دیا تھا۔ پیرو دوس نے شاہ عرب کے آدمیوں کو اپنے ملازمین کے ذریعہ سے گرفتار کر لیا۔ اور یہود کے ستر شیوخ کو ایک جگہ میں جمع کر کے ہر قانونس کو طلب کیا اور اس کے رو برو اسکا خط اور شاہ عرب کا جواب پڑھا اور دکھلایا ہر قانونس سے اسکا جواب کچھ بن نہ پڑا۔ اسپر جرم ثابت ہو گیا جس کے پاداش میں پیرو دوس نے ہر قانونس کو اسی وقت قتل کر ڈالا جبکہ وہ اپنی عمر کے اسی مرحلے طے کر چکا تھا اور اسکی حکومت کو چالیس سال گزرنے کے تھے۔ یہی لوگ بنی حمنائی کا آخری بادشاہ تھا۔

اسکندر ابن ارسنبلوس کا ایک لڑکا ارسنبلوس نامی نہایت حسین اور خوبصورت اپنی ماں اسکندرہ کی کفالت میں پرورش پاتا تھا اور اسکی بہن پیرو دوس کے عقد میں تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اسکندر کی ماں اور بہن کا دلی مقصود یہ تھا کہ اسکندر بچا سکے اپنے جد (نانا) ہر قانونس کے بیت المقدس میں کاہن مقرر کیا جائے لیکن پیرو دوس نے کہوت کو بنی حمنائی سے منتقل کرنے کے قصد سے ایک شخص کو عام کاہنوں میں سے کاہن اعظم مقرر کر دیا یہ امر اسکندرہ بنت ہر قانونس اور اسکی لڑکی مریم زوجہ پیرو دوس کو شاق گزرا چونکہ اسکندرہ اور ملکہ مصر کلبطرہ میں مراسم اتحاد تھے اسوجہ سے اسکندرہ بمواسطہ ملکہ کلبطرہ اسکے شوہر انطیا نوس کی سفارش پیرو دوس کے پاس لائی۔ پیرو دوس نے یہ عذر پیش کیا کہ "کاہنیں معزول نہیں کئے جاتے بظہر حق تقابیر اگر ہم کاہنوں کے معزول کر نیکا قصد کرنیگے تو ہمارے مذہب و اسلے ہماری مخالفت کرنیگے" بعد اسکے اسکندرہ نے انطیا نوس کے سفیر سے سازش کر لی اور اسکو تہایف و ہدایا دیکر اس امر کا اقرار لے لیا کہ وہ انطیا نوس کو پیرو دوس کے خلاف برا بیگنہ کرے گا اور ارسنبلوس کو اپنے پاس طلب کر لینگا

چنانچہ جب انطیا نوس سفر بیت المقدس سے واپس آیا تو اس نے انطیا نوس کا کان بھرنے شروع کر دیا اور اس کو ارستبلوس کے حسن و جمال کا ایسا گرویدہ کر دیا کہ اس نے ہیرودس سے ارستبلوس کو طلب کیا اور در صورت عدم روانگی ارستبلوس ہیرودس کو اپنی ناراضی کی دھمکی دی۔ ہیرودس اس سے پہلے یہ انتظام کر چکا تھا کہ کاہن اول کو معزول کر کے ارستبلوس کو کاہن اعظم بنایا تھا اسوجہ سے ہیرودس معذرت پیش کی کہ "کاہن بیت المقدس کو چھوڑ کر سفر نہیں کر سکتا اور اگر میں اس امر پر راضی بھی ہو جاؤنگا تو یہود اسکی سخت مخالفت کریں گے" اس کے بعد انطیا نوس کو ارستبلوس کا خیال جاتا رہا پھر اس نے کوئی تحریک نہ کی۔

ان واقعات سے ہیرودس درپردہ اسکندرہ بنت ہرقانوس کی نگرانی کرنے لگا بعد چند سے اسکندرہ کا ایک خط ہیرودس کے ہاتھ آ گیا جو اس نے ملکہ کلبطرہ کے نام روانہ کیا تھا کہ آپ دو کشتیاں مع چند آدمیوں کے ساحل یازہ پر بھیج دیجئے میں مع اپنی لڑکی کے دو تابوتوں میں بہ شکل میت نکل آؤنگی۔ ہیرودس یہ خط پا کر متاثر ہوا ان تابوتوں کا منتظر رہا جب وہ تابوت اسکی طرف ہو کر گذرے اس نے ان کو گرفتار کر لیا اور پھر اسکو معاف کر دیا بعد ازاں اسکو یہ معلوم ہوا کہ ارستبلوس نے عبد مظالم میں مذبح میں آکر لباس تقدس پہنا تھا۔ اس سے عام لوگوں کا میل خاطر اس کی طرف زیادہ ہوا۔ ہیرودس کو اس سے کشیدگی پیدا ہو گئی درپردہ ارستبلوس کے قتل کی فکر کرنے لگا تا آنکہ ہیرودس ماہ نیسان میں اریحا گیا اور اپنے ہمراہیوں اور مصاحبوں کو وہیں طلب کیا ازاں جملہ ارستبلوس بھی تقیاً ارستبلوس کو اسوقت تک شاید یہ خیال بھی نہیں پیدا ہوا تھا کہ ہیرودس میرے قتل کی فکر میں ہے اور نہ وہ ہیرودس کے ساتھ دریا میں نہانے کو اترا اور نہ اسکو ہیرودس کے غلام دریا میں ڈبو دیتے ہیرودس بظاہر ارستبلوس کے غرق ہونے پر

مرنے سے سخت رنجیدہ ہوا بڑی تجسس سے لاش نکلا الی معقول طور سے تجسس و تکفین کی غرض ارسٹیلوس کی موت اس صورت سے سترہ برس کی عمر میں واقع ہوئی اور اسی وقت سے اسکندرہ اور اسکی لڑکی مریم زوجہ پیرودس اور مادور اور خواہر پیرودس میں ناصانی پیدا ہو گئی باہم شکوہ و شکایت کے دروازہ کھل گئے۔

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد انطیا لوس نے اوغشٹش قیصر سے بدعہدی کی اسوجہ سے کہ انطیا لوس نے کلیطڑہ سے عقد کر کے مصر پر قبضہ کر لیا تھا چونکہ یہ عورت ساحرہ تھی اسے بزور انطیا لوس کو ان لوگ کے قتل و قید اور انکے ملک لینے پر آمادہ کیا جو روم کے مطیع اور باجگذار تھے بھلا ان کے پیرودس بھی تھا لیکن پیرودس کے حق میں انطیا لوس کوئی خلاف کارروائی نہ تھی اوغشٹش قیصر نہ کر سکتا تھا کیونکہ اوغشٹش قیصر، پیرودس کی بیعت عزت کرتا تھا۔ بعد چند سے انطیا لوس نے پیرودس کو اوغشٹش قیصر کے برخلاف ابھارا کر عہد شکنی پر آمادہ کر دیا اور اسکو طلب کر کے بے لڑنے کو بھیج دیا اور اس کے ہمراہ انیٹا دن سپہ سالار کلیطڑہ کو روانہ کیا اور اسکو یہ ہدایت کر دی کہ میں ان جنگ سے جو وقت لڑائی تیزی کے ساتھ ہو رہی ہو پیرودس کو تنہا میں ان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ آنا تاکہ پیرودس کو اس کے مخالفین مار ڈالیں اور اگر یہ بھی بھاگ کھڑا ہو گا تو نہریت کا الزام اسپر قائم کر کے تحت حکومت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ چنانچہ انیٹا دن سپہ سالار نے ایسا ہی کیا مگر پیرودس ایک سخت اور خونریز لڑائی کے بعد کامیاب ہو کر بیت المقدس کی طرف واپس ہوا اس کابلی سے اطراف و جوانب کے حدسری لوگ نے مصالحت کر لی مگر عرب نے اطاعت قبول نہ کی۔ بعد چند سے پیرودس پھر عرب سے لڑنے کو گیا اور ان پر برائے نام خراج مقرر کر کے واپس آیا۔

انطیا لوس نے جن ایام میں پیرودس کو عرب سے لڑنے کو روانہ کیا تھا انیسویں

خود روم کی جانب چلا گیا اور قیصر سے لڑائی چھیڑ دی تھی بالآخر کچھ جلی لڑائی میں اوٹس
 قیصر نے انطیا نوس کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اسکے بعد مصر کی طرف بڑھا۔ ہیرودس کو اسکی
 پیشقدمی سے سخت اندیشہ پیدا ہوا کیونکہ یہ انطیا نوس کا مطیع تھا مگر باپ ہمہ اغوش قیصر
 کی ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے اپنی ماں اور بہن کو قلعہ ترات میں اپنے بھائی کے
 پاس اور اپنی بی بی مریم اور اسکی ماں اسکندریہ کو قلعہ اسکندریہ میں اپنے بہنوئی یوسف
 کے پاس بھیج دیا اور ایک شخص کو اہل صور سے جسکا نام سوما تھا اپنی بی بی کے ہمراہ کر دیا
 اور یہ کہہ یا کہ اگر قیصر مجھکو قتل کر ڈالے تو تم میری بی بی اور ساس کے قتل کر دینے تاخیر
 نہ کرنا بعد ازاں کچھ تحائف اور ہدیہ اپنا لیا قیصر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اوٹس قیصر
 اس سے انطیا نوس کی مصاحبت کی وجہ سے کیشدہ خاطر تھا۔ چنانچہ جب یہ قیصری دربار
 میں حاضر ہوا تو قیصر اسکو تیز لنگا ہوں سے دیکھ کر طیش میں آ گیا اور لپک کر اس کے سر سے
 تاج کو اتار لیا مگر ہیرودس نے کہا اے قیصر میں انطیا نوس کا مطیع و محب آپ کی
 عداوت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ عرب کی لڑائی کی وجہ سے میں نے اس سے مراسم پیدا کر لئے تھے
 اگر آپ میرا تاج اتار لینگے تو کوئی شخص مجھے سرفراز نہیں کر سکتا اور اگر مجھے بجال رکھیں گے
 تو میں مشکور ہوں گا۔ قیصر اس تقریر سے خوش ہو گیا اور اسکو کمال عنایت سے ہم مصر
 پر اپنی لشکر کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔ اور جب ہیرودس نے مصر پر قبضہ حاصل
 کر کے کلبطہ کو قتل کر ڈالا تو قیصر نے ہیرودس کو کل وہ مالک دیدئے جو انطیا نوس
 کے قبضہ میں تھے۔ ان واقعات کے بعد ہیرودس اپنے دارالسلطنت بیت المقدس
 کی طرف واپس آیا اور قیصر روم کی جانب چلا گیا۔

ابن کریون کا بیان ہے کہ ہیرودس کے بیت المقدس میں واپس آنے کے بعد
 اسکے قلعہ اسکندریہ سے موہ اپنے بہنوئی یوسف اور سوما صوری کے بیت المقدس
 میں آئے چونکہ انھوں نے ہیرودس کا راز ہرقانوس اور استبلوس کے واقعات قتل

ہیرودس کی بی بی اور ساس سے کہہ سکتے تھے اسوجہ سے وہ دونوں سوماصوری کی
بجائے ممنون اور شکر گزار ہو رہی تھیں پھر ہیرودس کی بہن نے اسکی بی بی مریم کو
سوماصوری کے ساتھ منہم کیا لیکن ہیرودس کو اس امر کا یقین نہوا کیونکہ اولاً ان
دونوں میں پہلے سے مناقشہ چلا آ رہا تھا اور ثانیاً ہیرودس کو اپنی بی بی کی عصمت
پورا پورا بھروسہ تھا بعد چند سے جب ہیرودس کو سوماصوری اور اس کے بہنوئی
کی سازش سے آگاہی ہوئی تو اسکا وہ شبہ قوی ہو گیا جو اس کی بی بی کی طرف سے
اسکی بہن نے پیدا کرنا چاہا تھا مگر تاہم یہ تامل اور غور سے کام لیتا رہتا آنکہ بعض
عورتوں نے اس کے بہن کے اشارہ سے یہ بیان کیا کہ "مریم تیرے کھانے میں سوم
اور یوسف کی سازش سے زہر ملا چاہتی ہے" ہیرودس نے اسکی خفیہ تحقیقات کی
اور اس واقعہ کو صحیح پا کر اپنے بہنوئی یوسف اور سوماصوری کو اسی دن قتل کر ڈالا۔ اور
اپنی بی بی کو پہلے تو چھوڑ دیا مگر پھر کچھ سوچ اور سمجھ کر اسکو بھی مار ڈالا۔ اور پھر خود
پیشمان ہوا۔ بعد ازاں اسی قسم کی افواہیں خبریں اس کی ساس اسکندرہ کی نسبت بھی
سنی گئیں اس نے اس کو بھی قید حیات سے آزاد کر کے دوسرے عالم میں پہنچا دیا
اور اردم میں بجائے اپنے بہنوئی کے ایک دوسرے شخص کو عالم مقرر کیا جسکا نام
کرسون تھا اور اسی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کر دیا۔ کرسوس، اردم میں پہنچ کر
دین موسوی سے منحرف ہو گیا اور اس طریقہ کو ترک کر دیا جس کی تعلیم ہرقانوس
نے کی تھی اور اہل اردم کو بت پرستی کی طرف مائل کر دیا اور ہیرودس کی بہن کو طلاقت
دیدیا ہیرودس کی بہن اپنے بھائی کے پاس چلی آئی اور ان کل واقعات سے
اسکو مطلع کیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ کرسوس کے پاس بنی حسنائی کے وہ لوگ
مجمع ہو رہے ہیں جو بارہ برس سے سلطنت و حکومت کی خواہش کر رہے ہیں۔ ہیرودس
یہ سن کر سخت پرہم ہوا اور اسی وقت ہیرودس کی طرف بڑھا اور وہاں پہنچ کر کرسوس کو

گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور بنی حسنائی کے ان لوگوں کو سیر دربار طلب کر کے ان کے لئے سزائے موت تجویز کی جو کر سوس کے پاس بہ طمع ملک و سلطنت جمع ہو رہے تھے۔ علاوہ ان کے اور بھی یہودیوں کے چند نامی نامی سرداروں اور رئیسوں کو قتل کیا جو اسکے خلاف کر سوس سے سازش رکھتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد پیرودس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور لوگوں پر اس کا رعب چھا گیا۔ بعد اس کے اسمیں بھی بی بی بی آگئی و صاپا عر تو ریت پر کاہلی سے عمل کرنے لگا بیت المقدس کا شہر پناہ درست کرایا اور ایک مکان بنا کر اسمیں مختلف قسم کے جانور صحرائی چھوڑا دئے کبھی کبھی ان جانوروں سے لڑنے کو بعض آدمی چھوڑ دئے جاتے تھے عوام الناس کو اسکا یہ فعل ناگوار گذرا۔ اہل دولت نے اس کے قتل کی فکر کی لیکن ناکام رہے۔ پیرودس چونکہ لوگوں کے حالات کا مستفسر اور انکا نگران رہتا تھا اسوجہ سے اسکی بیت عوام الناس کی نظروں میں دو چند بڑھ گئی۔ اس کے بعد حکومت میں یہودیوں سے رہائیوں کا بہت بڑا دور دورہ تھا اور گروہ عباد معروف بہ سید کو بھی اسکے کاموں میں دخل تھا اور انکا مناجیم نامی پیشوائی کر رہا تھا میں نے اس سے لڑکین ہی میں حکومت و سلطنت کی پیشین گوئی کی تھی اور اسکے اور اس کی قوم کے حق میں دعا کی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا اتفاق وقت سے جب پیرودس کے زمانہ حکومت میں قحط پیدا ہوا اور خلق اللہ گرائی و عدم دستیابی غلہ سے بھوکھوں مرنے لگی تو اس نے خلد کے ذخائر کھوائے اور اطراف و جوارب میں غلہ پھیلا دیا۔ قیصر نے بنی قحط کا حال سنا کر مصر اور رومہ کی اطراف سے بیت المقدس کی طرف غلہ بھجھنے کی مشاوری کرا دی اور براہ دریا کشتیاں غلہ سے بھرتی ہوئیں بیت المقدس کو بھیجئے لگا۔ پیرودس کو اس سے بہت بڑی تقویت ملی اور اسنے نہایت معقول قحط کا انتظام و السداد کیا بوڑھے یتیم بچے۔ بیوہ عورتوں۔ مساکین فقرا محتاجوں کے لئے روزینہ غلہ پہنچاتا رہا۔ علاوہ اپنی قوم کے دوسرے مذہب کے

بچاس ہزار آدمیوں کو پومیہ کھاتا دیتا تھا مگر آٹکھ قحط بالکل زایل ہو گیا اور عالم میں اسکا ذکر نہ ہو سکا اور نیک نامی سے ہونے لگا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ جب اسکی حکومت مستقل ہو گئی اور اس کے غلبہ کو لوگوں نے تسلیم کر لیا۔ تو اس نے ایسی ہیئت و شکل پر بیت المقدس کے بنانے کا قصد کیا جس صورت پر سلیمان ابن داؤد علیہما السلام نے بنوایا تھا۔ کیونکہ جس وقت یہود باجازت کورش بیت المقدس کو واپس آئے تھے تو بیت المقدس بنانے کے لئے ایک مقدار معین کر دی گئی جو کہ سلیمان علیہ السلام کے حدود تک نہ پہنچتا تھا ہیرودس نے تعمیر کرانے سے پہلے آلات و اسباب اور صنایعین کو چھ برس کی مدت میں مجتمع کیا اور ایک ہزار کاہنوں کو قدس شریف کے ارد گرد بیٹھا دیا تاکہ کوئی غیر اسمیں نہ آنے پائے بعد ازاں اس نے بیت المقدس کو منہدم کر کے جناب سلیمان علیہ السلام کے بنانے کے موافق آٹھ برس کے عرصہ میں از سر نو بنوایا اور بعض مقامات پر جیسا کہ اس کے دل نے چاہا کسی قدر اضافہ بھی کیا۔ جب بیت المقدس بن کر طیار ہو گیا تو اس نے قرباتیاں کیں اور مدتوں فقرار و مساکین کو کھانے کھلو اتار پایہ زمانہ اس کے حکومت کے بہترین زمانوں سے شمار کیا جاتا ہے۔

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہیرودس کو اسکی اولاد کے قتل میں مبتلا کیا اس طرح کہ مریم بنت اسکندرہ کے بطن سے اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام اسکندر اور دوسرے کا ارسنبوس تھا یہ دونوں بھائی اپنی ماں کے قتل کے وقت رومہ میں زبان رومی سیکھ رہے تھے جب یہ دونوں رومہ سے واپس آئے اور اپنی ماں کے مارے جانے کا حال سنا تو انکو اپنے باپ ہیرودس سے کینہ پیدا ہو گیا۔ ہیرودس کا ایک لڑکا اور بھی تھا جو اپنے دادا کے نام سے بہ اسم النطفہ موسوم تھا اسکو اسکی ماں ارسنبوس نے مریم کی وجہ سے ایک دوسرے شہر میں چھڑا رکھا تھا

جب مریم قتل کر دی گئی اور اسے سس، ہیرودس کی آنکھوں میں زیادہ عزیز ہو گئی تو اسکا لڑکا انطفر قدس شریف میں آیا ہیرودس نے اسکو اپنا ولی عہد بنا لیا اس نے مصلحتاً اپنے دونوں بھائیوں سے آمد و رفت اور مراسم برابر جاری رکھے اس خیال سے کہ یہ دونوں اپنے باپ کے قتل کرنے کی فکر میں تھے بعد چند سے ہیرودس ان دونوں سے ناراض ہو کر اوغشٹش قبصر کی طرف چلا اور اسکے ہمراہ اسکا لڑکا اسکندر بھی تھا۔ دونوں نے اوغشٹش قبصر سے شکایت کی مگر اس نے باہم صلح کرادی اس وجہ سے ہیرودس بیت المقدس سے واپس آیا اور اسکو اپنے تینوں لڑکوں پر تقسیم کر دیا اور ان کو اور عام آدمیوں کو وصیت کی اور ان سے مخالفت نہ کرنے کا عہد لیا اس خوف سے کہ ان کی باہم مخالفت سے کوئی جدید بات نہ پیدا ہو انطفر باوجود اس کے اپنے دونوں بھائیوں سے یہ ظاہر ہوا اور درپردہ ان کے مخالف کارروائی کرتا رہا اس معاملہ میں اسکا چچا قدو دا اور اسکی بھوپھی سلومنت بھی شریک تھی اور اس کے باپ سے اس کے دونوں بھائیوں کی اس قدر شکایت کی کہ اس نے انکو آزاد کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر اسلاوشن بادشاہ کفتور کو پہنچی جس کی لڑکی اسکندر کے عقد میں تھی تو وہ ہیرودس کے پاس آیا اور اس کو اس کے بھائی قدو دا اور بہن سلومنت کی سازش سے مطلع کیا۔ ہیرودس پر جب یہ واقعات منکشف ہو گئے تو وہ اپنے بھائی سے ناراض اور اپنے دونوں لڑکوں اسکندر اور استبلوس سے راضی ہو گیا اور اسلاوشن کا شکر یہ ادا کیا اس کے بعد اسلاوشن اپنے شہر کو واپس آیا باہم انطفر اپنی کوششوں اور درپردہ ان کی مخالفت میں مصروف رہا اور برابر اپنے باپ کو ان کے طرف سے برا بھلا کہتا رہا تاکہ ہیرودس نے دوبارہ اسکندر اور استبلوس سے ناراض ہو کر قید کر دیا اور اپنے ہمراہ رومہ لے گیا پس اراکین دولت کو انطفر کا یہ فعل ناگوار گزارا انطفر نے انکی بھی شکایت اپنے باپ

ہیروڈس سے کر دی اور یہ ثابت کر دیا کہ بعض اراکین دولت نے یہ سازش اسکندر
بذریعہ حجام تیری موت کی فکر کی ہے اور اس کے عوض میں اسکو بہت مال و اسباب
دینے کو کہا ہے۔ ہیروڈس نے اراکین دولت کو معہ ان کے ناندان کے اور حجام کو قتل
کر ڈالا بعد ازاں اپنے دونوں لڑکے اسکندر اور استبلوس کو قید کر کے مصطبہ پر
صلیب دیدی۔

اسکندر کے دو لڑکے بنت اور سلاوش کے بطن سے تھے ایک کا نام کوبان اور
دوسرے کا نام اسکندر تھا۔ استبلوس کے تین لڑکے اعرباس، ہیروڈس، استرویلوس تھے
ہیروڈس اپنے لڑکوں کے قتل کے بعد بہت پشیمان ہوا اور انکی اولاد پر حد سے
زیادہ مہربان ہوا۔ کوبان بن اسکندر کا عقد اپنے بھائی قدودا کی لڑکی سے اور استبلوس
کی لڑکی کا عقد انظفتر کے لڑکے سے کر دیا اور اپنے بھائی قدودا اور لڑکے انظفتر کو اسکو
سپرد کر کے ان سے ہلوک پیش آنے کی تاکید ہی حکم دیا لیکن ان دونوں کو ہیروڈس کا
یہ حکم شاق گذرا چنانچہ انہوں نے اس حکم کی پابندی نہ کی اور تا امکان موقع پاکر ہیروڈس
کو قتل کر ڈالنے کا باہم عہد و پیمانہ کر لیا۔ بعد چند ہی ہیروڈس نے انظفتر کو اغوشش قیصر
کے پاس کسی ضرورت سے بھیجا یا اس کے چلے جانے پر قدودا کی سازش اور ارادے
سے آگاہی ہو گئی۔ اس نے قدودا کو اس کے مکان میں قید کر دیا۔ قدودا قید میں بہا
ہو کر مر گیا ہیروڈس کو اس کے مرنے پر یہ معلوم ہوا کہ انظفتر اور قدودا نے اسیس
مادر انظفتر کے روبرو باہم عہد و پیمانہ کیا تھا اور انظفتر کے خزاہچی کے ذریعہ سے اسکے
قتل کی فکر کی تھی ہیروڈس نے خزاہچی کو طلب کر کے استفسار کیا خزاہچی نے کل حال
کہہ دیا اور یہ بتا دیا کہ تیرے قتل کے لئے مصر سے زہر منگوایا گیا تھا اور وہ اسوقت
تک قدودا کی بی بی کے پاس موجود ہے۔ قدودا کی بی بی بھی شہادت کی غرض سے
بلائی گئی اس نے بھی اس امر کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ قدودا نے وقت انتقال اسکے

ضایع کرنے کی ہدایت کی تھی میں نے کل زہر ضایع کر دیا ہے البتہ کسی قدر اس میں سے باقی ہے پیرودس نے اس سے وہ زہر لے لیا اور انظفتر کو دربار قیصر سے طلب کیا اثنار راہ سے انظفتر نے بھاگنا چاہا مگر پیرودس کے ملازموں نے اسکو بھاگنے نہ دیا انظفتر جس وقت بیت المقدس میں پہونچا پیرودس نے ایک مجمع عام میں اسکو بلایا اس جلسہ میں اوغشٹش کا سفیر اور اسکا کاتب نیقالوس بھی موجود تھا یہ نسبت انظفتر کے پیرودس کے ان دلدلوں سے زیادہ محبت رکھتے تھے جو اس سے پہلے قتل ہو چکے تھے انظفتر پیرودس کے قتل کی سازش کا الزام قایم کیا گیا اور تہادت اور دلائل سے وہ الزام پائے تصدیق و ثبوت کو پہونچایا گیا اور بقیہ زہر کا بعض جالوں کو کھلا کر تجربہ کیا گیا چنانچہ اس جرم میں انظفتر قید کر دیا گیا پھر پیرودس علیل ہوا اور اپنے کوفریب الموت سمجھ کر خود کردہ پریشیمان و تناسف ہوا اور خود کشی پر آمادہ ہوا مگر اسکے ہمشینوں اور بی بی نے اس فعل سے باز رکھا اس واقعہ نے محل سرائے شاہی سے ایک اپنا شور برپا کیا جس کی آواز انظفتر کے کالوں تک پہونچی انظفتر قید خانہ سے نکلنا چاہتا تھا مگر محافظوں نے اسکو نکلنے نہ دیا اور اسکی اطلاع پیرودس سے کر دی پیرودس نے اسی وقت اس کے قتل کا حکم دیدیا اس کے قتل کے پانچویں روز سترہ برس کی عمر میں بیستیس سال حکومت کر کے مر گیا وقت انتقال اپنے لڑکے ارکلاوش کو اپنا ولی عہد کر گیا پیرودس کے مرنے کے بعد اسکا کاتب نیقالوس باہر آیا اور مجمع عام میں وہ عندنا پڑھا جو پیرودس نے ارکلاوش کی ولی عہدی کے بارے میں لکھا تھا اور انلوگوں کو پیرودس کی انگوٹھی دکھائی۔ لوگوں نے ارکلاوش کے ہاتھ پر بیعت کی پھر پیرودس کی جنازہ بڑے دھوم سے اٹھایا گیا اور نہایت اہتمام سے دفن کر دیا گیا۔

ارکلاوش نے تخت پر بیٹھتے ہی قیدیوں کو آزاد کر دیا جس سے اسکی حکومت بہرہ عزیز ہو گئی عوام الناس پیرودس پر طعن و تشنیع کرنے لگے بعد چندے جب ارکلاوش انکو قتل

دباہ کرنے لگا تو انھوں نے اس سے بھی مخالفت پیدا کی قیصر کے پاس اس کی شکایت لے گئے قیصر نے ارکلاؤٹس اور اس کے کاتب نیقائوس کو طلب کر کے ان کی شکایتیں پیش کیں اس نے ان کے دعاوی مسترد کر دئے روم نے ارکلاؤٹس کے بحال رکھنے کی رائے دی اس وجہ سے قیصر نے اسکو حکومت پر بحال رکھا اور قدس کی قیصر کی طرف واپس کر دیا۔ ارکلاؤٹس بعد مراجعت یہودیوں سے بہ سختی پیش آئے لگا اور اپنے بھائی اسکندر کی بی بی سے عقد کر لیا حالانکہ اس کے بطن سے اس کی اولاد تھی اسکندر کی بی بی عقد کرتے ہی مر گئی۔ اور یہودیوں نے اسکی شکایت قیصر تک پہنچا دی۔ قیصر نے اپنا ایک سپہ سالار روم سے بیت المقدس کی طرف روانہ کیا اس سپہ سالار نے قیصر کے حکم کے مطابق ارکلاؤٹس کو اس کے حکومت کے ساتویں برس قید کر کے روم کی طرف بھیج دیا اور یہودیوں پر اس کے بھائی انطیس کو حاکم بنا دیا اور ارکلاؤٹس سے زیادہ بدخصلت اور شریر تھا اس نے بھی اپنے بھائی قیقوس کی بی بی سے عقد کر لیا۔ حالانکہ اس کے دولہے کے اس کے بطن سے تھے علماء یہود اور کاتبوں نے اس سے مخالفت کی منجملہ ان کے یوحنا (دیکھی) بن ذکریا علیہ السلام بھی تھے جنکو اس نے معہ ایک گروہ کے قتل کر ڈالا۔ یہی عیسائیوں کے یہاں محمد کہلاتے ہیں کیونکہ انھوں نے بزعم نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اصطباح (پیتسمہ) دیا تھا اس کے زمانہ حکومت میں ارکلاؤٹس قیصر کا انتقال ہوا اور بجائے اس کے طبریاؤس تخت حکومت پر بیٹھا یہ نہایت بد مزاج۔ کمینہ خصالت تھا اس نے اپنے سپہ سالار بیللاس کو سونے کا ایک بت لیکر قدس شریف کو بھیجا تا کہ یہود اس کی پرستش کریں یہودیوں نے اس بت کی پرستش سے انکار کیا اس پر بیللاس نے ایک گروہ کو انہیں سے قتل کر ڈالا یہودی مجمع ہو کر اس کے مقابلہ پر آئے اور اسکو مار کر بھگا دیا۔ طبریاؤس نے ایک ہزار لشکر و دوسرے سپہ سالار کے ساتھ روانہ کیا جس نے انطیس کو گرفتار کر کے طبریاؤس پاس بھیج دیا

اور اس نے انٹینفس کو اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا اور یہ وہیں جا کر مر گیا۔ اس کے بعد یہودیوں پر اعریاس بن ارسٹیلوس مقتول حکومت کرنے لگا اسی کے زمانہ حکومت میں طبریا نوس قیصر مر گیا اور نبردش حکومت کی کرسی پر بیٹھا یہ ان سب سے زیادہ شہیر تھا جو اس سے پیشتر گذر چکے تھے اس نے ایک مذبح (قربانگاہ) اور معبد بنوایا۔ سوائے یہودیوں کے اور باقی سمجھوں نے اس کے مذبح اور معبد کی پرستش کی نبردش نے یہود کے زیروزبر کرنیکو اخیلو حکیم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اس نے یہود کو تنگ اور بچھا دیا اور مجبور کیا اسی اثنا میں اسکی بد افعالی اور بد کرداری سے اہل دولت نے دفعۃً نبردش پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور اسکی لاش کو جنگل میں سر راہ پھینک دیا جس کو صحرائی کتوں نے کھا لیا۔ نبردش کے بعد قلدیوش قیصر روم کے تحت حکومت پر بیٹھا اس نے اخیلو حکیم کو معہ ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ بیت المقدس گئے تھے واپس بلا لیا اور نبردش کے بنائے ہوئے مذبح کو نہام کر دیا اور اعریاس اپنے حکومت کے تیسویں سال مر گیا اس کے بعد اسکا لڑکا اعریاس یہود پر بیس برس تک حکمرانی کرتا رہا اس کے زمانہ میں بلا دیو دا اور ارمن میں طرح طرح کے فتنے و فسادات برپا ہوئے رہے رہنرئی۔ سرتقہ علائہ ہو نے لگا۔ دن دہاڑے شہر میں راہ چلنے والے لوٹ لٹے جانے لگے۔ ایک دوسرے کو ذرہ ذرہ سی باتوں پر قتل کر ڈالتا تھا شہر کے اکثر باشندے اس خوف سے شہر کو چھوڑ کر چلے گئے انھیں دلوں میں قلدیوش مر گیا اور بجائے اس کے نیلقوس حکومت کرنے لگا فتنہ پروازوں نے ان یہودیوں کی جو قدس شریف سے نکل آئے تھے شکایت کی کہ یہ رومیوں کی مذمت اور برائی کہتے ہیں اس نے ان آوارہ وطنوں کے قتل و غارت کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس نے انکو نہایت ذلیل اور خوار کیا اس زمانہ میں ان کا سب سے بڑا کاہن عنائی تھا جسکا نام عازار تھا یہ بھی منجملہ انھیں لوگوں کے تھا

جو قدس شریف سے نکل آئے تھے اشرار کا ایک گروہ اس سے سزا کر کے بلا دیو و
اور ارمن پر شہجون مارنے لگا اور انکو لوٹ لینا اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالنا شروع
کیا ارمن نے اس کی شکایت فیلقوس تیسرے کی فیلقوس نے ایک سہ سالار کو انکی
گرفتاری کے لئے روانہ کیا اس نے بجائے انکے بیت المقدس میں پہنچ کر یہودیوں
پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا یہودیوں نے فیلقوس کے سہ سالار کو بیت المقدس سے
نکال دیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو مار ڈالا فیلقوس کا سہ سالار بھاگ
کر مصر پہنچا اور یہاں اس نے اغریاس بادشاہ یہود سے ملاقات کی جبکہ وہ رومہ
سے واپس آرہا تھا فیلقوس کے سہ سالار نے اس سے یہودیوں کی شکایت کی اور
جب یہ بیت المقدس کو پہنچا تو یہودیوں نے فیلقوس کے سہ سالار کے ظلم و جور کی
شکایت کی اور اسکی مخالفت کا ارادہ ظاہر کیا۔ اغریاس نے انکو نرمی کے ساتھ
اس فعل سے باز رکھنا چاہتا آنکہ اسکی خبر قیصر کے کالوں تک پہنچی پھر عازار عنانی
نے موقع مناسب دیکھ کر ان رومیوں پر حملہ کر دیا جو اغریاس کے ہمراہ آئے تھے
اور انکو چن چن کر معہ ان کے سہ سالاروں کے مار ڈالا۔ یہ امر اشیاخ یہود کو ناگوار
گذرا اس وجہ سے وہ سب کے سب مجتمع ہو کر عازار کی لڑائی کے قصد سے اغریاس کے
پاس آئے۔ یہ ان دنوں قدس شریف کے باہر پڑا ہوا تھا۔ اس نے تین ہزار جنگ آور
سپاہی لڑائی کی غرض سے بھیجا۔ عازار اور یہودیوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ عازار نے انکو
ہزیمت دیکر شہر سے نکال باہر کیا اور شاہی محل کو ویران کر کے اس کے سامان
و اسباب اور ذخائر کو لوٹ لیا اغریاس اور کاتبین اور علماء اور شیوخ یہود قدس شریف
کے باہر پڑے وہ گئے اور جب ان کو یہ خبر پہنچی کہ ارمن نے دمشق اور اس کے
اطراف اور قیاریہ میں یہود کو چن چن کر قتل کیا ہے تو یہ ان کے بلاؤ کی طرف بڑھے
اور اطراف دمشق میں جو ارمی ہاتھ آئے انکو قتل کر ڈالا بعد ازاں اغریاس قیصر

پاس گیا اور اسکو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے اپنے اس سپہ سالار کو ارمن
 کی طرف جانے کو لکھا جو فارس سے لڑائی کرنے کو گیا تھا چنانچہ سپہ سالار روم فارس
 پر فتحیابی حاصل کرتے کے بعد ارمن کی بلاد کی طرف بڑھا اس اثناء میں دوسرا فرمان
 اس مضمون کا صادر ہوا کہ ارمن سے اعراض کر کے اغرباس کے ہمراہ قدس شریف
 کی چلے جاؤ سپہ سالار روم اس فرمان کے پاتے ہی اپنے لشکر کو مجتمع کر کے قدس شریف
 کی جانب روانہ ہوا اور جن شہروں پر ہو کر گذرا ان کو خراب کرتا گیا تا آنکہ وہ عازار
 سے ڈبھیڑ ہو گیا عازار کو پہلی لڑائی میں ناکامی ہوئی اس وجہ سے وہ نہایت اٹھا
 قدس شریف میں آیا اور سپہ سالار روم اور کیتا والی قیساریہ بیت المقدس کے باہر
 ٹھہرے رہے پھر عازار نے یہودیوں کو جمع کر کے ان پر دفعۃً حملہ کیا کیتا اور اغرباس
 لڑائی کے میدان سے ایسے بھاگے کہ انھوں نے قیسر کے پاس پہنچ کر دم لیا
 اتفاق سے اسی وقت اسکا سپہ سالار اعظم اسبناؤس نامی بلاد مغرب سے اندس
 فتح کر کے آیا تھا قیسر نے اسکو بلاد یہود پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور اسکو یہودیوں کے
 نیست و نابود کرنے اور انکے قلععات کو مسمار و خراب کرنے کا تاکید حکم دیا
 اسبناؤس اور اسکا لڑکا طیطوش اور اغرباس بادشاہ یہود رومہ سے روانہ ہوئے
 اور انطاکیہ پر پہنچ کر اپنے لشکر کے ترتیب میں مصروف ہوئے یہود بھی انکی آمد کی خبر
 خبر شکر مستعد ہو گئے اور تین گروہ ہو کر تین طرف پھیل گئے۔ ان کے ہر گروہ کے ساتھ
 ایک ایک کاہن تھا۔ عنانی کاہن اعظم دمشق اور اس کے اطراف میں رہا اور اسکا
 لڑکا عازار کاہن بلاد روم میں رملہ تک اور یوسف ابن کر یون کاہن، طبریا اور
 جبل النخیل اور اس کے اطراف میں متعین کیا گیا اس کے علاوہ جو بلاد حدود مصر تک
 باقی رہے ان کے حفاظت کے لئے اور کاہنوں کو مقرر کر دیا۔ ہر ایک کاہن نے اپنے
 اپنے قلعوں کی فصیلیں درست کر کے لشکر کو مرتب کر لیا سپہ سالار اسبناؤس انطاکیہ سے

نکل کر بلا دارین کی طرف بڑھا اور اس طرف سے یوسف بن کریون نے طبریہ سے
 نکل کر اسکا مقابلہ کیا اہل طبریہ نے اس کے غیبت میں روم کی اطاعت قبول کر لی
 یوسف یہ واقعہ سنا کر سخت برہم ہوا اور لڑائی کے میدان سے طبریہ کی جانب چلا
 جس قدر رومیوں کو پایا قتل کر ڈالا۔ اہل طبریہ نے ڈر کر اس سے معافی چاہی بعد
 اس کے اہل جبل النخیل سے بھی یہی حرکت سرزد ہوئی اور اسکی خبر یوسف کو ہو گئی۔
 یوسف نے ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کئے جو اہل طبریہ کے ساتھ کئے تھے۔ پھر
 اسپینانوس چالیس ہزار رومیوں کو لیکر عکا سے یوسف بن کریون سے لڑنے کو چلا
 اغرباس بادشاہ یہود اور اردم کے سوائے کئی ارمنی اس کے ہمراہ تھے کیونکہ اردم
 زمانہ ہرقانوس سے یہود کے خلفاء میں تھے۔ غرض اسپینانوس نے یوسف بن کریون
 پر طبریہ میں پہونچکر حملہ کیا لیکن پہلے ہی حملہ میں خود اس کے پاؤں اکھڑ گئے مجبور ہو کر
 صلح کا خواستگار ہوا یوسف ابن کریون نے اہل قدس کے مشورہ پر اسکی درخواست
 کی قبولیت کو موقوف رکھا اس اثناء میں اسپینانوس کو ایک خارجی مدد پہونچ گئی
 اس کو اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا اور دوبارہ قلعہ کے باہر سے لڑائی چھڑی تا آنکہ
 یوسف بن کریون کے سپاہیوں کی تعداد کم ہو گئی مجبور ہو کر یوسف نے قلعہ کا دروازہ
 بند کر لیا پچاس دن تک محصور رہا۔ آخر الاہر ایک قلیل جماعت کے ساتھ یوسف قلعہ سے
 نکلا رومیوں نے اسکا آگاہ کیا اور اسپینانوس نے امان دیدی چنانچہ یوسف اسکی
 طرف مائل ہوا چاہتا تھا اور اسپینانوس کی قوم یوسف کے قتل کے کوشش میں تھی
 یوسف کے یہ رنگ دیکھ کر انکی رائے سے اتفاق کر لیا۔ جب وہ سب کے سب قتل ہو گئے
 اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا تب یوسف اسپینانوس کی خدمت میں حاضر ہو گیا یہود نے
 اسکو یوسف کے قتل پر ابھارا لیکن اسپینانوس نے اس سے انکار کیا اور اسکو آزاد
 کر دیا اور اعمال طبریہ کو خراب اور اسکے رہنے والوں کو قتل کر کے قیساریہ کو واپس آیا۔

ابن کریوں کہتا ہے کہ انھیں واقعات کے اثناء میں یہودیوں نے قدس میں اس وجہ سے
 فتنہ و فساد برپا کیا۔ کہ جبل الخلیل کے شہر کو شالہ میں ایک یہودی یوحنا نامی رہتا تھا
 اس کے پاس چند اوباش طبیعت یہودی مجتمع ہو گئے جس کی وجہ سے اس کی رہزنی۔
 قتل و غارت کی قوت بڑھ گئی۔ جس وقت روم نے کو شالہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا
 اس وقت یوحنا قدس شریف میں چلا آیا اس سے ان شہروں کے اوباش طبیعت
 یہودیوں نے رسم الفت پیدا کر لی جسکو روم نے فتح کر لیا تھا اس وجہ سے اس نے
 اہل قدس پر بیجا حکومت شروع کر دی۔ عنانی کاہن اعظم نے اس سے مزاحمت کی اور
 بجائے اسکے دوسرے شخص کو مقرر کرنا چاہا مگر شیوخ یہود نے عنانی کاہن کی رائے
 سے مخالفت کی اور یوحنا کو اس مخالفت سے یہودیوں کے قتل کرنے کا موقع مل گیا
 یہودی جب اسکے ہاتھوں مارے جانے لگے تو وہ مجتمع ہو کر عنانی کاہن کے پاس گئے
 اور اسکے ساتھ ہو کر یوحنا سے لڑنے کو نکلے۔ یوحنا نے قدس شریف میں قلمبندی
 کر لی عنانی نے صلح کی درخواست پیش کی مگر یوحنا انکار کر کے روم سے مدد کا خواستگار
 ہوا۔ روم نے بیس ہزار جنگ اور سپاہیوں کو اسکی مدد کو روانہ کیا۔ عنانی شہر پناہ
 کی فیصلوں سے حملہ کرنے لگا ایک روز حالت غفلت میں باہر سے روم کے سپاہی
 ایک ناگہانی نابر دشمنی حملہ کر کے شہر میں گھس پڑے اور اندر سے یوحناں جدوجہد کر کے
 نکل آیا اور روم کے ساتھ ہو کر پانچ ہزار کو قتل کر ڈالا امراء اور اہل دولت کا مال باسا
 لوٹ لیا اور ان شہروں پر بھی حملہ کر دیا جو رومیوں کے سایہ امن و عاطفت میں
 تھے۔ عنانی نے مجبور ہو کر اسبنا لوس اور اس کے لشکر سے اعانت طلب کی چنانچہ
 اس نے قیاریہ سے یوحناں پر حملہ کیا جب نصف راہ پر پہنچا یوحناں بیت المقدس سے
 نکل کر پاڑی گھاٹیوں میں جا چھپا اسبنا لوس نے تعاقب کر کے اسکے ہمراہیوں
 میں سے اکثر کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں بلاد روم کی طرف گیا اور اسکو فتح کر کے

سبسطیہ (بلاد سامرہ) پر کامیابی کا پھریرا اٹاتا اور اپنے مقبوضہ شہروں کو آباد کرتا ہوا
قیساریہ کی جانب واپس آیا تا کہ چندے وہاں آرام کر کے پھر بیت المقدس کی سر
کو آئے۔ اس اثناء میں یوحنا نے پہاڑی گھاٹیوں سے نکل کر شہر پر ایک عام
خونریزی کے بعد قبضہ کر لیا اور شہر کو جی کھول کر لوٹا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ یوحنا کے زمانہ عدم موجودگی میں شمعون نامی ایک
شخص نے بھی چند روز کے لئے شہر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ اس کے پاس چور
او باش طبیعت۔ آوارہ گرد بیس ہزار کے قریب جمع ہو گئے تھے۔ اہل روم نے ایک لشکر
ان کی سرکوبی کو بھیجا مگر وہ نہر بیت اٹھا کر واپس گیا۔ اور اس نے شہر پر خاطر خواہ
قبضہ کر لیا اور لوگوں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور بعد ازاں جوش مردانگی میں گراؤم سے
لڑنے کو گیا اس اثناء میں یوحنا نے پہونچکر شہر پر قبضہ کر لیا جب وہاں سے واپس ہو
آیا اور یوحنا کو شہر میں موجود پایا تو اس نے اسکا محاصرہ کر کے پیم حملے شروع کر دئے
یوحنا کو ان لڑائیوں میں کامیابی ہوئی ایک خلق کو اس نے قتل کر ڈالا عوام النسا
نے شمعوں سے پھر مدد چاہی یہ ان کی خواہش کے موافق مدد کرنے کو گیا مگر ان کے
سابقہ اس نے بد عہدی کی اور یوحنا سے بد کرداری میں بڑھ گیا۔

ابن کریون روایت کرتا ہے کہ اس کے بعد اسبنانوس کے کالوں تک یہ خبر
پہونچی جبکہ وہ مصنفات قیساریہ میں تھا کہ قیصر روم مر گیا ہے اور بجائے اس کے
اہل روم نے ایک کمزور شخص نطاؤس نامی کو حکومت کی کرسی پر بیٹھایا ہے۔ بطارقہ
یہ سنکر سخت برہم ہوئے اور انھوں نے اسبنانوس کی حکومت پر اتفاق کر لیا۔ اسبنانوس
اپنا نصف لشکر اپنے لڑکے طیطوش کے پاس چھوڑ کر روم کی طرف نطاؤس سے لڑنے
کی غرض سے گیا اور اسکو شکست دیکر قتل کر ڈالا پھر اسبنانوس اسکندریہ کی جانب گیا
اور وہاں سے کشتی پر سوار ہوا اور طیطوش۔ قیساریہ میں آ گیا تھا تا آنکہ جاڑے کی فصل تمام

ہونے پر آگئی اور یہودیوں نے قدس میں فتنہ و فساد اور قتل اس درجہ بڑھ گیا کہ گلی اور کوچوں میں خون بہ رہا تھا۔ پھر کابھوں کو مذبح میں قتل کیا بقیہ جو لوگ تھے وہ بھی میں جا کر تباہ نہیں پڑھ سکتے تھے کیونکہ تمام راستوں میں خون جاری تھا اور چھت پر سے لوگ راہ چلتوں کو پتھروں سے مارتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ یوحنا کو شمعون پر فتمیابی ہو گئی تھی اور یہ نبی القوم لوگوں کو تنگ کر رہا تھا۔ جب جاڑے کی فصل منقضی ہو گئی تو طیطوش لشکر روم کو لیکر بقصد حملہ بیت المقدس پر پہونچا کہ شہر پناہ کے دروازہ پر اپنا خیمہ نصب کر کے اپنے لشکر کے لئے فرود گاہ تجویز کرنے لگا اور اہل شہر کو صلح کا پیام دیا مگر اہل شہر اس طرف متوجہ نہ ہوئے اس سے لڑنے کی غرض سے کہینکا ہوں میں چھپے مقابلہ کیا جس سے طیطوش کا غصہ بید بڑھ گیا۔ اس کے دوسرے روز شہر کے شرقی جانب جبل زیتوں پر جا کر قیام کیا اور لشکر کے ترتیب اور آلات حصار کے فراہم کرنے میں مصروف ہوا۔ یہودیوں نے آپس میں اتفاق کر لیا اور باہمی نزاعات کو دور کر کے اس سے لڑنے کو نکلے مگر سپاہیوں کو بھاگے اور پھر لوٹ کر لڑے اور کامیابی حاصل کی بعد ازاں آپس میں پھر ایک دوسرے کا منسا لفا ہو گیا اور باہم لڑنے لگے اس اثناء میں یوحنا نے قدس شریف میں عید الفطر کو داخل ہو کر کابھوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا اور ایک گروہ کو مسجد کے باہر مارا طیطوش نے موقع مناسب دیکھ کر حملہ کر دیا یہودیوں نے نہایت سختی سے اسکو پسپا کر دیا اور اس کے لشکر گاہ تک تعاقب کرتے چلے آئے طیطوش نے صلح کی غرض سے اپنے سپہ سالار نیقانو کو یہود کے پاس بھیجا اتفاق سے اسکو ایک تیرا ایسا لگا کہ یہ اپنے مقام ہی پر رہ گیا۔ طیطوش اس کے مارے جانے سے سخت برہم ہوا اور اس نے چند برج لوہے کے ایسے بنوائے جو شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ میں تھے اور اس میں جنگ آور سپاہیوں کی ایک معقول تعداد مقرر کر کے لڑائی کو نکلا قضا کار یہود نے ان برج پر قبضہ کر کے ان کو توڑ کر جلا دیا اور پھر لڑائی کے میدان

میں اس سے لڑنے کو آموجود ہوئے۔ یوحنا نے تیس شریف پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے ساتھ چھ ہزار کی جمعیت تھی اور شمعون کے ہمراہ دس ہزار یہود اور پانچ ہزار اروم اور باقی یہود عازر کے رکاب میں تھے۔ طیطوش نے دوبارہ حملہ کیا اور اس حملہ میں اس نے شہر نپاہ کے ایک برج کو توڑ کر اس پر قبضہ کر لیا لیکن یہود نے پھر اسکو درست کر لیا لڑائی کا بازار بید گرم ہو گیا طیطوش بذاتہ لڑ رہا تھا۔ پھر اس کی تازہ کوششوں نے آلات کے ذریعہ سے دوسرے برج کو منہدم کر دیا یہود نے پھر اسکو بنالیا اور اسکو شہر میں داخل نہونے دیا اسی حالت سے چار روز گذر گئے اس عرصہ میں طیطوش کے مدد کے لیے اطراف و جوانب سے لشکر آگیا یہود نے شہر نپاہ کے دروازہ بند کر دیئے طیطوش نے لڑائی موقوف کر کے انکو مصالحت کے لئے طلب کیا۔ یہود نے اس سے انکار کیا۔ پانچویں روز خود طیطوش آیا اور اس نے یہود کو مخاطب کر کے صلح کے لئے بلایا۔ مگر اس کے کہنے کا کچھ اثر نہوا۔ اتنے میں یوسف بن کرپون آگیا اور اس نے لوگوں کو سمجھایا اور انکو رومیوں کے امن میں رہنے کی رغبت دلائی اور حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ طیطوش نے ان کے قیدیوں کو آزاد کر دیا اس سے اکثر یہود صلح کی طرف مایل ہو گئے لیکن انکو ان روماء یہود نے روکا جو شہر سے خارج تھے اور ان یہود کو قتل کرنے لگے جو رومیوں سے ملنے کو نکلے تھے۔ تا آنکہ شہر میں کوئی انکا مخالف نہ رہا۔ طیطوش نے یہود کی اس سخت مزاجی سے تنگ آکر بلاجدال و قتال محاصرہ جاری رکھا غلہ کی آمد رفت روک دی جو لوگ اپنی مولیشیوں کو لیکر چرانیکے لیے نکلے تھے انکو رومی قتل کر ڈالتے اور سولی دیدیتے تھے آخر کار طیطوش کو انکی بکسی پر رحم آیا اور اس نے ان کے قتل سے اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا بعد اس کے اسنے بقیہ یہود پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا یہود نے نہایت استقلال سے جواب دینا شروع کیا جب یہ لڑائی ایک خوفناک اور سخت نظر آنے لگی اور گرنگی حد سے متجاوز ہو گئی تو متالی کاہن

روم سے اس کا خواستگار ہوا اور یہ وہی شخص ہے جس نے شمعون کو یوحنا کے
 مقابلہ پر قائم کیا تھا، شمعون نے اس کو اس کے لڑکوں کو اور کامیوں کی ایک جماعت
 کو قتل کر ڈالا۔ علاوہ ان کے اور ان علماء اور آئمہ کو نہ تیغ کیا جو روم سے مستامن
 ہونے کے خواستگار ہوئے تھے۔ عازربن عنانی بھی اس رائے کا مخالف تھا لیکن وہ
 بیت المقدس سے نکل نہ سکا۔ اس محاصرہ اور کمیابی غلہ سے یہ نوبت پہنچی کہ اکثر یہود
 شدت کر سگی سے مر گئے اور جانوروں کی کھالیں اور درختوں کے پتے اور مردہ کھانے
 لگے اس پر جب آسودگی نہ ہوئی تو بعضوں نے دوسرے کمزور آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا
 اسی زمانہ میں ایک عورت نے اپنے لڑکے کو کھالیا تھا جب اسکی اطلاع رو ساء یہود کو ہوئی
 تو ان کو اس حالت پر رحم آیا اور انھوں نے شہر سے یہود کو نکلنے کی اجازت دیدی۔ اجازت
 دینا تھا کہ ایک گروہ شہر سے نکل کھڑا ہوا انہیں سے اکثر کھانا کھاتے ہی مر گئے اور بعضوں
 نے چونکہ وقت خروج جواہر اور سونا نکل لیا تھا اس وجہ سے رومی انکو قتل کر کے انکا
 پیشا پھاڑ کر جواہر اور سونا نکال رہے تھے۔ طیطوش کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے
 اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا اور شہر پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے حملہ کر دیا یہود میں تو
 قوت ہی باقی نہ رہی تھی کہ اسکا مقابلہ کرنے اس نے شہر نپاہ کے اس برج کو منہدم کر دیا
 جس میں یہود مجتمع ہو رہے تھے تب یہود وہاں سے مسجد کی طرف بھاگے قلعہ والوں نے تھوڑی
 دور تک مقابلہ کیا لیکن طیطوش کی قسمت میں اس سے پہلے کامیابی کبھی جاہلی تھی ان
 یہودیوں کو بھی ہریت ہوئی اور اس نے شہر نپاہ کے دیواروں سے مسجد تک کی عمارتیں
 منہدم کر دیں ابن کرپون اسی حالت میں ایک اونچے مقام پر کھڑا ہوا یہود کو جو روم کی
 اطاعت کی ترغیب دے رہا تھا کامیوں کی ایک جماعت طیطوش کے پاس آئی اس نے
 ان کو امان دیدیا چونکہ بقیہ رو ساء یہود نے عوام الناس کو امان لینے سے روکا اسوجہ
 سے طیطوش نے اسی عام خونریزی میں صبح کی اور شام ہوتے ہوئے رومیوں نے مسجد پر

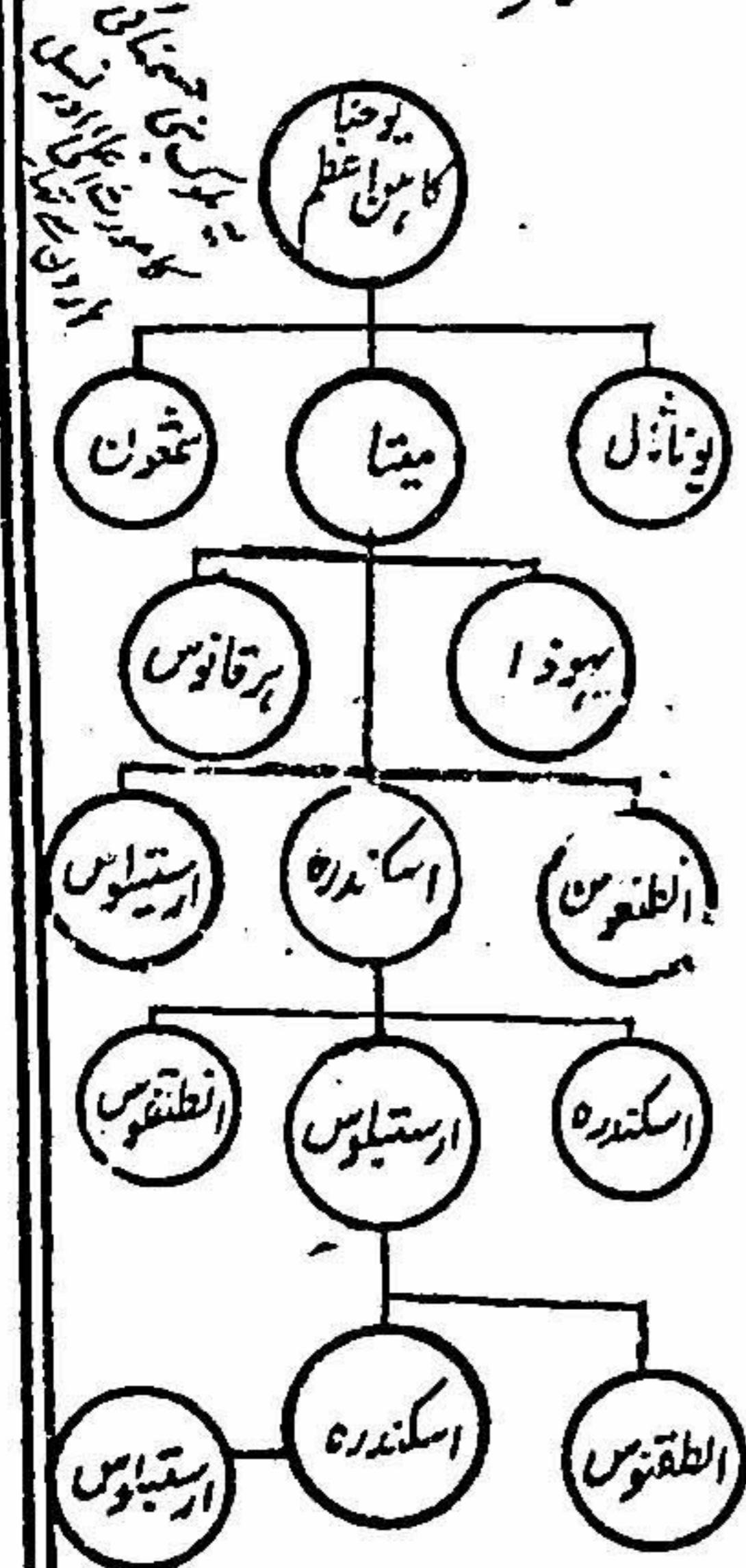
قبضہ کر لیا یہ لڑائی کچھ دنوں جاری رہتے سے شہر سپاہ ہندم ہو گیا ہیکل کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ رومی لشکر کے محاصرہ سے اکثر یہود مر گئے اور بہتیرے بھاگ گئے۔ ہیکل میں رومیوں نے بتوں کو رکھا اس کے دروازوں پر آگ روشن کر دی کاہنوں نے اپنے دین کو یوں خراب ہونے دیکھ کر آگ میں جل کر اپنی اپنی جانیں دیدیں۔ شمعون اور یوشنا صیہوں کی پہاڑیوں میں جا چھے۔ طیطوش نے ان کو امان دینا چاہا لیکن انھوں نے اس رعایت کو منظور نہ کیا بعد چند سے راستہ کاٹ کر شب کو بیت المقدس میں چلے آئے اور طیطوش کے ایک سپہ سالار کو قتل کر کے اپنے مقبرہ پر چلے گئے۔ اس کے بعد اس کے متبعین اس سے علیحدہ ہو گئے یوحنا مجبوراً طیطوش کے دربار میں حاضر ہوا طیطوش نے اس کو قید کر لیا یوشع کاہن مسجد کا اسباب (جس میں دو شمعدان اور ایک میز سونیکا تھا) لیکر اس کے پاس آیا فنچا ص فازن ہیکل گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے بیت المقدس کے خزانہ کی کتجیاں طیطوش کو دیدیں۔ طیطوش کل مال اور اسباب و خزانہ لیکر معہ قیدیوں کے بیت المقدس سے کوچ کر گیا۔

ابن کریوں کہتا ہے کہ بروایت مناجیم جو مقتولوں کے دفن کرانے پر متعین تھا، اس واقعہ میں ان مقتولوں کی تعداد جو دفن کی غرض سے شہر کے دروازہ پر لائے گئے تھے ایک لاکھ پچیس ہزار آٹھ سو تھی۔ علاوہ مناجیم کے ہوادوسروں کا یہ بیان ہے کہ باستاناء ان لاشوں کے جو گڑھوں میں ڈال دی گئی تھیں یا قلعہ کے باہر پھینکی گئی تھیں مقتولوں کی تعداد چھ لاکھ تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں ایک کروڑ ایک لاکھ قتل کئے گئے اور ایک لاکھ قید کر لئے گئے جنکو طیطوش منزل بہ منزل و زندوں کو کھلاتا جاتا تھا۔ تاآنکہ سب قیدی تمام ہو گئے۔ اسی واقعہ میں شمعون بھی مارا گیا مگر عزار بن عفال اس عام خونریزی سے بچ گیا کیونکہ جبوقت شمعون نے متیا کاہن کو قتل کیا تھا اسی وقت یہ بیت المقدس سے نکل گیا تھا۔ بقیہ یہود کا یہ حال ہوا کہ جب

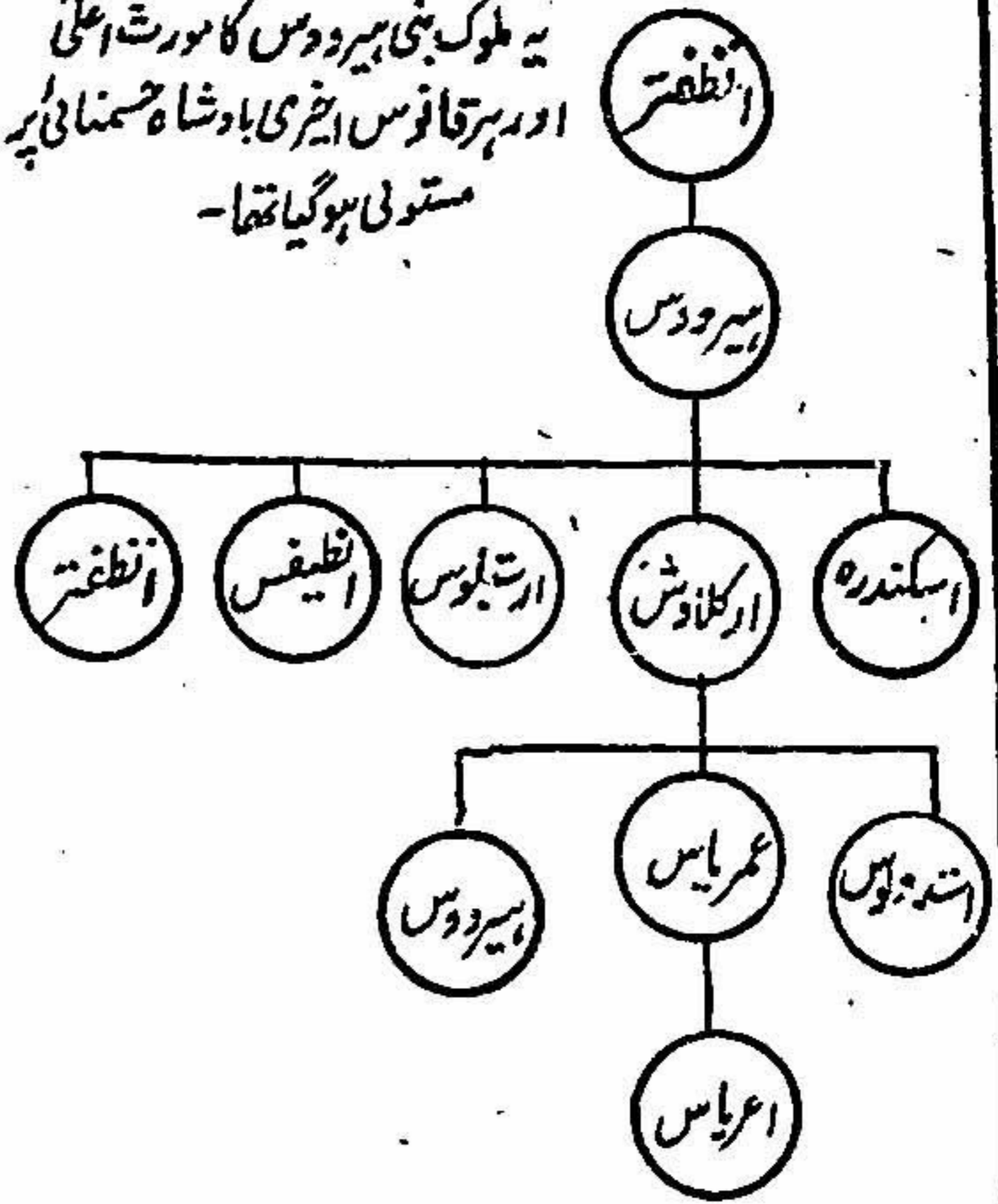
طیطوش بیت المقدس سے نکل کر اس کے ایک قریہ پر پہنچا اور اسکا محاصرہ کیا تو اسکو
یہود کی جمعیت کی خبر پہنچی اس نے ایک لشکر اپنے سلیاس سپہ سالار کے ہمراہ انکو منتشر
کرنے کی غرض سے بھیجا یا اس نے ایک مدت تک انکو محاصرہ میں رکھا بعد ازاں پورے یوں
کی طرف نکلے لڑائی ہوئی انہیں سے اکثر مارے گئے باقی رہا یوسف ابن کر یون۔ اسکے
اہل و عیال اس واقعہ میں مفقود ہو گئے جن کے حالات سے بعد کو کچھ آگاہی ہوئی
طیطوش نے اسکو اپنے پاس روم میں رکھنا چاہا لیکن اس نے بہ لجاجت انہیں مقدس
میں رہنے کی خواہش ظاہر کی طیطوش نے اس کی التجا قبول کر لی چنانچہ اسکو بیت المقدس
میں وقت روانگی چھوڑ گیا اسی وقت سے یہود کی دولت کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

شجرہ ملوک بنی ہمدانی

شجرہ ملوک بنی ہمدان



یہ ملوک بنی ہمدان کا مورث اعلیٰ اور ہر قافوس ایضاً بادشاہ ہمدانی پر مستولی ہو گیا تھا۔



علی بن مریم علیہما السلام

اور

حوارین و اناجیل

نسب | نبی ماثان جو داؤد علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ وہ بیت المقدس میں کہونت
(مجاورت) کر رہے تھے اور ماثان، عازر بن یہود بن انس و اکیم، ابن ازوق (صاروق)
بن عازر و عزور، بن ایباقیم بن ایود (ایہود) بن زرتقال و زریابل، بن سالات و شیلٹیل
بن یوحنا نیا (یکہ پیناہ)، بن یوشیاہ و ملوک بنی اسرائیل کا سولھواں بادشاہ بن امون بن عمون
بن بنتا بن حزقیاہ بن احاز (احز)، بن یوئش (یوتم)، بن احزیاد عزیاہ، بن یورام بن یوشافاط
رہوشا فط، بن اساہ بن جرحم بن سلیمان ابن داؤد صلوات اللہ علیہما کی نسل سے ہے اور یوحنا نیا
بن یوشیا (سولھواں بادشاہ بنی اسرائیل) ایام جلاء وطنی بابل میں پیدا ہوا تھا۔ یہ نسب میں نے انجیل

لہ اناجیل لفظ انجیل کا جمع ہے اور انجیل لفظ آدین جن لغت یونانی کا عرب ہے اور اصل یہ لفظ این جن لاطینی زبان کا تھا اور اسکے
معنی پیغامبر کے ہیں اسکے اول میں یونانیوں نے اسی یو کا لفظ اور برٹھارڈیا جو "س" لفظ انگریزی کا متقابل ہے جسکے معنی اچھا
یا خوش کے ہیں قدیم قاعدہ انگریزی میں حرف یو اور جرن دی ایک شمار کیا جاتا تھا اسوجہ سے یہ تمام لفظ آدین جن پڑھا
جانے لگا اور اسکا عرب انجیل ہوا جسکے معنی خوش خبری کے ہوئے چونکہ جناب مسیح نے نجات کی خوشخبری سنائی اور اسکی راہ دکھائی اسکے
اس کتاب کا انجیل یعنی خوشخبری نام ہوا۔ اب جہاں کہیں یہ لفظ بولا جاتا ہے اس سے جناب عیسیٰ کی کتاب مراد ہوتی ہے۔

لہ مقدس متی نے اس مقام پر تین شخصوں کے نام نسب نامہ سے چھوڑے ہیں کیونکہ احزیاد عزیاہ) امصیا کا لڑکا ہے اور
وہ یوئش کا بیٹا ہے اور وہ احزیاد کا اور احزیاد یورام کے صلیب سے ہے جیسا کہ پہلی کتاب اخبار الامم میں ہے عنکاری
اس اعتراض کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مقدس متی کو یہی ہدایت ہوئی تھی کہ وہ اس نسب نامہ سے تین ناموں کو چھوڑے
لیکن امر واقعی یہ ہے کہ یہود کا دستور تھا کہ وہ اپنے نسب ناموں اور وفروں سے اکثر نام کو ان کی برائی یا تہمتی

مسی سے نقل کیا ہے۔ بنی حسنائی کے بعد کابنیوں کی سرداری بنی ماثان کر رہے تھے چنانچہ قتل زمانہ ہیرودس عمران پدر مریم کا بن اعظم تھا۔ ابن اسحاق اسکو امون بن منشا کی طرف منسوب کر کے اسکا نسب یوں بیان کرتا ہے عمران بن ہاشم بن امون بن منشا کا لانا کہ عمون اور عمران میں امتداد زمانہ کے خیال سے ایک پشت کا فرق ہونا ناممکن ہے کیونکہ امون بیت المقدس کی ویرانی اول سے کچھ دنوں پہلے تھا اور عمران عہد حکومت ہیرودس میں ویرانی ثانی سے چند دنوں بعد گذرا ہے اور ان دونوں میں چار سو برس کا فرق ہوتا ہے۔ ابن عساکر نقل کرتا ہے کہ عمران۔ زریا قیل کی اولاد سے ہے جو وقت مراجعت بنی اسرائیل بجانب قدس تشریف لانا حاکم تھا اور زریا قیل بختیار (بنی اسرائیل کے آخری بادشاہ) کا لڑکا ہے جسکو مختصر نے قید کر لیا تھا اور اس کے بون۔ اس کے چچا صدقیا ہو کو حاکم مقرر کیا تھا۔ ابن عساکر نے عمران ابن ماثان سے زریا قیل تک آٹھ شخصوں کو باسماء عبرانیہ نسب نامہ میں لکھا ہے غالباً یہ نسب نامہ پہلے سے زیادہ ترجیح ہو جسکو ابن اسحاق نے تحریر کیا ہے۔ بہر کیف عمران پدر مریم اپنے زمانہ کے کاہن تھے اور حنہ بنت فاوود بن فیل انکے عقد میں تھیں جو اس زمانہ میں عبادت سے مشہور تھیں اور انکی بہن ایثاع حضرت زکریا بن یوحنا کی زوجیت میں تھیں جن کے اہل سے یحییٰ پیدا ہوئے۔

کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے اور چونکہ یہ تین شخص احاب کے خاندان سے تھے جن کی نسل کو در مرتبہ بدوعا دی گئی تھی بسا اترین پشتوں تک رہتا تھا ہذا ایود نے ان ناموں کو اپنے دفنوں سے نکال ڈالا اور مقدس متی نے بھی یہ تقلید ایودان ناموں کو نہ لکھا کیونکہ انھوں نے ایود کی کتابوں سے یہ نسب نامہ لکھا ہے اے مسی جناب مسیح کے حواریوں میں ہیں آپ کا نام انگریزی میں تیتو لکھا جاتا ہے آپکا عرف لیوی ہے اور باپ کا نام النی ہے خلیل کے رہنے والے ہیں جو صوبہ کنعان کے شمال میں ہے قبل بخت مسیح ایود کے ملک میں خراج تحصیل کرنے پر مامور تھے اور بعد زفت مسیح۔ انجیل کے پھیلائے اور لکھنے میں مصروف ہوئے اس امر کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ آپ کب پیدا ہوئے اور کب اور کہاں اور کیونکر انتقال ہوا۔

ابن عساکر نے ذکر کیا بن یوحنا لو یوشافاٹ (پندرہویں بادشاہ بنی اسرائیل) کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور ماہین ذکر کیا بن یوحنا اور یوشافاٹ کے بارہ پشتیں باسماجرانہ لکھی ہیں بعد ازاں یہ لکھا ہے کہ یہی پدیکھی بنی علیہ السلام میں جو ایک بنی انبیا بنی اسرائیل سے تھے۔

یعقوب بن یوسف بنجار کی کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مٹان یعنی مٹان داؤد علیہ السلام کی نسل سے تھا۔ اور اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام یعقوب تھا اور دوسرے کو یوایم کہتے تھے یعقوب بن مٹان سے یوسف پیدا ہوا جو مریم کا خطیب (نسبتی شوہر) اور چچا اور بھائی تھا اس کے چار لڑکے۔ یعقوب۔ یوشع۔ بیلوت۔ یوژا اور ایک لڑکی مریم تھی یہ سب پہلے بیت عم میں رہتے تھے پھر وہاں سے ناصرہ پہلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ چونکہ بنجار می سکھ لی تھی اور اسی سے بسر اوقات کرتے تھے اس وجہ سے بنجار کے لقب سے مشہور و معروف ہو گئے۔ یوایم نے حنہ ہمیشہ ایشاع زوجہ زکریا بن یوحنا سے عقد کر لیا جب تیس برس تک حنہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو یوایم نے جناب باری میں دعا کی۔ مریم پیدا ہوئیں پس مریم لڑکی ہیں یوایم کی اور یوایم لڑکا ہے مٹان کا اور مٹان سبط سلیمان ابن داؤد بن اسحاق ابن ابراہیم علیہما السلام سے ہے۔ اس صورت میں اس اعتراض کا کہ قحان پاک میں مریم انبہ عمران (یعنی مریم بیٹی ہے عمران کی) لکھا ہے یہ جواب کافی ہو سکتا ہے کہ عمران ہی کو عبرانی زبان میں یوایم کہتے تھے اور یہ کثیر الوقوع ہے ایک شخص کے دو نام ہوا کرتے ہیں۔

طبری روایت کرتا ہے کہ حنہ مادر مریم حاملہ نہ ہوئی تھیں اسوجہ سے انھوں نے جناب باری میں یہ نذر کی کہ اگر میں حاملہ ہوئی تو اپنے لڑکے کو محرر کر دوں گی یعنی اسکو دنیاوی امور سے آزاد کر کے محض تیری عبادت کے لئے مخصوص کر دوں گی چنانچہ حنہ کا وضع حمل ہوا۔ اور جنابہ مریم پیدا ہوئیں۔ حنہ انکو ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد میں لائیں اور عباد کو دیدیا۔ کاسنوں نے مریم کے لینے میں اختلاف کیا اور یہ کہا کہ بیت المقدس کی مجاورت عورت نہیں کر سکتی تب ذکر کیا نے انکو جواب شافی دیکر روکا بعدہ انکی کفالت

اور پرورش میں جھگڑا شروع ہوا۔ جس کا فیصلہ قرعہ کے ذریعہ سے کیا گیا۔ قرعہ میں حضرت زکریا کا نام نکلا۔ پس انھوں نے مریم کی تکفیل کی اور انکو مسجد کے ایک گوشہ میں ٹھہرایا جس میں سوائے زکریا کے اور کوئی نہیں جاسکتا تھا۔ مریم مسجد میں بہ تعبیرم زکریا عبادت میں مصروف ہو گئیں اور اس قدر عبادت میں مستغرق ہوئیں کہ لوگ تمہیں انکا ذکر کرنے لگے۔ اتنا عبادت میں مریم پر عجائبات اور کرامات بھی ظاہر ہونے لگیں۔ انکا ذکر کلام پاک میں آگیا ہے۔

زکریا و یحییٰ ایشاع زوجہ زکریا عاقرت تھیں دونوں میاں بی بی ضعیف ہو گئے تھے اور لڑکا پیدا نہیں ہوا تھا۔ زکریا نے جناب باری میں لڑکے کی ہونگی دعا کی اور یہ گزارش کی کہ وہ لڑکا ایسا ہو جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو سکے یعنی نبی ہو۔ اللہ جل شانہ نے انکی دعا قبول فرمائی چنانچہ یحییٰ پیدا ہوئے۔ جناب موصوف زمانہ حکومت سیرودس میں پیدا ہوئے جنگل و بیابان میں رہتے تھے۔ بڑی اور شہدائی خوراک تھی اونٹن کے بالوں کا آپ کپڑا پہنتے تھے اور چمڑے کا کمر بند ہوتا تھا۔ یہود نے بیت المقدس کے کاسینوں کا آپکو سردار مقرر کیا بعد ازاں اللہ جل و علی ذکرہ نے نبوت مرحمت فرمائی۔ آپ کے زمانہ میں یہود پر تیس ہزار سالہ یسوع مسیح نے حکومت کر رہا تھا جو اپنے باپ سیرودس کے نام سے مشہور اور معروف تھا یہ نہایت شریر اور فاسق تھا اس نے اپنے بھانج کو گھر میں ڈال لیا اور اسکو اپنی بی بی بنالی حالانکہ اسکی بھانج صاحب اولاد تھی چونکہ یہ امر یہودیوں کی شریعت میں جائز نہ تھا اس وجہ سے علماء یہود اور کاسینوں نے جنہیں یحییٰ بھی تھے اس کے اس فعل سے بیزاری اور نفرت ظاہر کی یہود نے ان سب کو معہ یحییٰ کے قتل کر ڈالا اس کے علاوہ لوگوں نے یحییٰ کے قتل کے بہت سے اسباب ظاہر کئے ہیں لیکن یہ صحیح زیادہ معلوم ہوتا ہے

لہ یحییٰ کو یونہی کہتے ہیں یہ نہایت سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دنیا اور سامان دنیا انکے نظروں میں بالکل بیخ تھا مذہب محقق یہ ہے کہ انکو لڑکپن ہی میں نبوت مل گئی تھی جیسا کہ آہ کریمہ یا یحییٰ خدا کتاب بقیو تہ

علماء تاریخ کا اسمیں اختلاف ہے کہ وقت شہادت یحییٰ زکریا زندہ تھے یا نہیں۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ جب یحییٰ قتل کر دئے گئے تو بنی اسرائیل نے نہ کر پا کوڑھونڈھنا شروع کیا آپ جان کے خوف سے بھاگ کر ایک باغ میں پھوپھے اور ایک درخت میں چھپ رہے لیکن چادر کا ایک گوشہ باہر رہ گیا جس سے لوگوں کو اس حال سے آگاہی ہو گئی جب انھوں نے آ رہ سے درخت کو سے زکریا کے دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ زکریا قبل شہادت یحییٰ انتقال فرما چکے تھے اور جو درخت میں جا چھپے تھے اور جن کو یہ دونوں دو ٹکڑے کر دیا تھا وہ شعبان بنی ہیں اور ان کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ علماء نے ان کے مدفن میں بھی اختلاف کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ بیت المقدس میں دفن کئے گئے اور یہی صحیح ہے۔ ابو عبید بن مسعود ابن مسیب بیان کرتا ہے کہ مختصر جب دمشق سے آیا اور اس نے یحییٰ بن زکریا کے خون کو جوش زن پایا تو اس نے اس خون پر ستر ہزار کو قتل کیا جس سے اس خون کا جوش رک گیا لیکن یہ روایت نہایت مشکوک معلوم ہوتی ہے کیونکہ یحییٰ اور مسیح علیہما السلام ایک ہی زمانہ میں تھے اور یہ امر بالافتات ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مختصر کے بہت زمانہ بعد ہوئے ہیں۔

اسرائیلیات میں تالیف یعقوب بن یوسف بنار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرودس نے زکریا کو اس وقت قتل کیا ہے جبکہ مجوس۔ جناب ایشوع (عیسیٰ) کو ڈھونڈھنے آئے تھے۔ ہیرودس نے زکریا علیہ السلام سے ان کے لڑکے یوحنا (یحییٰ) کو ان لڑکوں کے ساتھ قتل کئے جانے کے لئے طلب کیا جو بیت اللحم میں قتل ہو رہے تھے لیکن اس سے پہلے ان کی ماں انکو لیکر سفراء کی طرف بھاگ گئی تھیں اور اس کے خوف سے وہیں روپوش تھیں زکریا نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ وہ اپنی ماں کے ہمسرہ ہیں ہیرودس نے آپ کے اس جواب کو کافی نہ سمجھا پہلے ہتھ پکڑی بعد ازاں جناب موصوف کو شہید کر ڈالا اور بعد چندے خود بھی مر گیا۔ واللہ اعلم۔

ولادت مسیح مریم سلام اللہ علیہما کے یہ حالت ہیں کہ وہ مسجد میں عبادت کرتی تھیں اللہ جل شانہ نے ان کو ولایت سے مشرف فرمایا۔ لوگوں نے انکی نبوت میں اختلاف کیا ہے اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ نبوت مخصوص مردوں کے ساتھ ہے۔ کما قالہ ابو الحسن الاشعری اور دلائل فریقین اپنے مواقع پر موجود ہیں موقع ان کے ذکر کرنا نہیں ہے بہر کیف ملائکہ نے مریم کو برگزیدگی کی بشارت دی اور یہ بھی بشارت دی کہ بغیر واسطہ عادت انسانی کے تجھ سے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ نبی ہوگا۔ مریم کو اس سے تعجب ہوا ملائکہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے کرنے پر قادر ہے۔ مریم یہ سن کر خاموش ہو رہیں اور یہ انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ معجزہ ہے یعقوب بن یوسف بن یوسف بخارا اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ حنہ۔ مریم۔ کی آٹھ برس عمر ہونے سے پیشتر انتقال کر چکی تھیں اور یہ بنی اسرائیل کے رسوم مذہبی سے تھا کہ جب کوئی عورت طریقہ ازواج کو نہ پسند کرتی تھی تو اسپر سیکل کی مجاورت فرض ہو جاتی تھی اللہ جل شانہ نے یہ الہام کیا کہ اولاد ہارون مجتمع کیجائے اور مریم ان کی طرف رجوع کیجائیں جسکے عصا سے کوئی علامت ظاہر ہو اس کے سپرد کیجائیں اور یہ اُسکے زوجہ کے مشابہ رنگینتی ہوئی، ہونگی لیکن وہ ان سے حسب عادت انسانی تعلق نہیں پیدا کر سکیگا۔ یوسف بخارا بھی اس مجمع میں تھا اس کے عصا سے ایک کبوتر سفید رنگ کا نکل کر اس کے سر پر بیٹھ گیا زکریا نے یوسف سے کہا کہ یہ تیری منگینتی ہوئی،

سے مقدس تھی حضرت مریم سے بلا واسطہ عادت انسانی حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کو اپنی انجیل میں یوں تحریر کیا ہے یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اسکی ماں مریم یوسف سے منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہم بستر ہو وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ (پہلا باب آیت ۱۲) اس آیت میں جو یہ لکھا ہے کہ اس سے پہلے وہ ہم بستر ہو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد اس اعجازی عمل کے شاید حضرت مریم یوسف سے ہم بستر ہوئی ہوں حالانکہ منگنی کے بعد حضرت مریم کا بیاہ ہونا کہیں سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ یوسف نے بسبب تقدس اور اس بزرگی کے جو اللہ تعالیٰ نے اس اعجازی عمل سے مریم کو مرحمت فرمائی تھی انکا ادب کیا اور بیاہ سے باز رہا۔ چنانچہ ہی خلیل سے بعض علماء مسیحی نے اس آیت سے اس فقرہ کو قائل اسکے کہ وہ ہم بستر ہوئے بعض نسخوں سے نکال ڈالا ہے کہ مریم کی ہمیشہ کی مدد شیزگی ثابت رہے

لیکن تو اس کے ساتھ زن و شوئی کا تعلق نہیں پیدا کر سکیگا، یوسف یہ شکر بکرا بہت
 تمام مریم کو اپنے ہمراہ لیکر ناصرہ کی طرف چلا گیا مریم کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی اپنے سنگتی
 شوہر کے ساتھ ناصرہ میں رہنے لگیں ایک روز پانی لانیو ایک چشمہ پر گئیں اس مقام پر ایک فرشتہ
 ظاہر ہو کر آپ سے ہمکلام ہوا اور ولادت عیسیٰ کی بشارت دی جیسا کہ قرآن پاک سے بنص صریح
 ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد آپ بلا تعلق بستری حاملہ ہوئیں اور زکریا کے پاس بیت المقدس
 میں گئیں لیکن وہ ان کے پہنچنے سے پہلے انتقال کر چکے تھے اس وجہ سے مریم پھر ناصرہ
 کو واپس آئیں یوسف یہ حمل دیکھ کر سخت متعجب ہوا اس نے اپنے منہ کو طمانچوں سے لال کر لیا
 کیونکہ کاہنوں نے اس سے تعلق بشری پیدا نہ کرنے کی شرط کر لی تھی مریم نے یوسف کو
 اس واقعہ سے آگاہ کیا مگر اسکو انکے کہنے پر یقین نہ ہوا تب فرشتہ نے آکر کہا کہ "یہ حمل
 روح القدس سے ہے تو اسکو اپنے میں لیے" یوسف خواب سے بیدار ہو کر مریم کے پاس آیا
 اور تعظیماً اسکو سجدہ کیا اور اپنے گھر لے گیا۔ انجیل متی میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ جب یوسف
 نے مریم سے اپنی سنگتی کی تو اس نے مریم کو حاملہ پایا اس سے پہلے کہ وہ اس سے ہم بستر ہو
 یوسف نے بخوف بدنامی و رسوائی اس کے چھوڑ دینے کا قصد کر لیا تھا مگر خداوند کے
 فرشتہ نے خواب میں اس پر ظاہر ہو کر کہا کہ تو اسکو قبول کر لے اور اسکو اپنے پاس رکھنے سے
 مت ڈر کیونکہ جو اس سے پیدا ہوئیو الہی ہے وہ روح القدس سے ہے۔ چونکہ یوسف نیک نہاد اور

لہ چونکہ مورخ نے معنایں میں انجیل عربی انجیل سے لئے ہیں ایسوجہ سے اسکو اردو ترجمہ انجیل مردجہ اردو سے نہیں ملتا اگرچہ
 مضمون واحد ہے۔ ف ایسوجہ عربی یسوع کا ہے جسکے معنی نجات دینے والے ہیں۔ یہ حضرت مسیح کا علم ہے اور بمنزلہ
 ذاتی نام کے شمار کیا جاتا ہے اس مقام پر بعض نے اعتراض کرتے ہیں کہ اشعیابنی نے خبر دی تھی کہ کنواری جو بیٹا جنے گی
 اسکا نام عمانوئیل رکھا جائیگا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے ساتھ خدا۔ لیکن مسیح کا نام نہیں رکھا گیا بلکہ یوسف نے باہام
 یسوع نام رکھا اسصورت میں یسوع مسیح پر یہ پیشین گوئی صادق نہ آئی لیکن یہ اعتراض معترض کے ناواقفیت پر
 دلالت کرتا ہے کیونکہ یسوع حضرت مسیح کا اسم ذاتی ہے اور عمانوئیل اسماء صفات سے ہے۔

سچا تھا اس نے اس خواب کو سچا باور کر لیا اور نیشوع اسکے یہاں پیدا ہونے انتہا طبری کتاب ہے کہ مریم اور یوسف بن یعقوب چچازاد بھائی بہن تھے اور یہ دونوں بیت المقدس کی مجاورت کرتے تھے اور شبانہ روز وہیں رہتے تھے سوائے قضاء حاجت کے اور کسی وقت بیت المقدس سے باہر نہ آئے تھے جس وقت انکا پانی ختم ہو جاتا تھا اس وقت قریب ترین مقامات سے پانی لیجاتے تھے ایک روز اتفاق سے مریم پانی لینے کو آئیں اور یوسف ان سے پیچھے رہ گیا۔ مریم پانی لینے کو ایک گڈھے کے اندر گئیں جسیریل علیہ السلام نے اسی وقت ظاہر ہو کر کہا انما افسر سول ربك لاهب لك علامتا من كيانا میں بینك تیرے خدا کا فرستادہ ہوں تاکہ تجھ کو ایک لڑکا ہو نہار دوں)

وسب ابن بنیہ سے مروی ہے کہ جسیریل نے مریم کے پیراہن میں ہونک دیا جسکا اثر رحم تک پہنچ گیا اور عیسیٰ کا حمل رہ گیا۔ یوسف نجا جو مریم کا قرابت دار تھا اور انکے ساتھ جیل صیون کی مسجد میں عبادت کر رہا تھا یہ حمل عجوبہ دیکھ کر گھبرایا اور اسکو اس حمل کا سخت تعجب ہوا کیونکہ مریم اسکی نظروں سے کسی وقت غائب نہوتی تھیں اس نے اس عجوبہ کا سبب دریافت کیا مریم نے قدرت باری کا حوالہ دیا یوسف یہ سنا کر خاموش ہو گیا اور اسی سرگرمی سے مسجد کی خدمت کرتا رہتا تھا آنکہ اس عجوبہ حمل کی اطلاع ایشاع مریم کی خالہ کو ہوئی اتفاق سے وہ بھی حاملہ تھیں اور یہی انکے بطن مبارک میں تھے ایشاع نے کہا کہ میں یہ دیکھتی ہوں کہ جو میرے حمل میں ہے وہ اسکو سجدہ کرتا ہے جو مریم کے پیٹ میں ہے بعد ازاں یہودیوں کے خوف سے مریم کو بیت المقدس سے چلے جانیکا حکم ہوا چنانچہ یوسف انکو اپنے ہمراہ لیکر مصر کی طرف چلا اتنا راہ میں دروزہ اٹھا اور وضع حمل ہوا یوسف انکو گڈھے پر سوار کر کے لایا اور لوگوں سے اس راز کو پوشیدہ کرتا رہتا تھا آنکہ حضرت شیخ بارہ بیس کے ہوئے اور انپر کرامات ظاہر ہونے لگیں اور لوگوں میں یہ واقعات مشہور ہو چلے تب مریم کو یہ حکم ہوا کہ وہ عیسیٰ کو لیکر ایلیار بیت المقدس کو واپس جائیں چنانچہ مریم حضرت عیسیٰ کو لیسکر

بیت المقدس میں آئیں اور یہاں ان سے معجزات ظاہر ہونے لگے چہ ان کے پاس آتے تھے اور اچھے ہو جاتے تھے لوگ غیب کے حالات پوچھتے تھے۔

طبری بروایت سدی لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بیت المقدس کے قریب شرقی بیت اللحم میں پیدا ہوئے تھے ابن عمیر مورخ نصاریٰ کے کتابے کہ ولادت یحییٰ بن زکریا کے تین مہینے بعد حکومت ہیرودس کے اکتیسویں سال اور اوغشٹش قیصر کے ۳۲ گھنٹوں میں حضرت مسیح پیدا ہوئے انجیل میں لکھا ہے کہ جب مریم یوسف سے منسوب ہوئیں تو وہ بغرض اختفاء حمل انکو اپنے ہمراہ لیکر بیت اللحم کو چلا گیا وہیں اپنے وضع حمل کیا۔ ایک جماعت مجوس رجنکو بادشاہ فارس نے بھیجا تھا دریافت کرتی ہوئی ہیرودس کے پاس آئی کہ براہ راست جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے ہم اسکو سجدہ کرنیکو آئے ہیں اور ہیرودس سے وہ سب باتیں ظاہر کر دیں جو کاہنین اور علماء نجوم نے ولادت عیسیٰ کی علامتیں بتلائی تھیں اور یہ بھی کہدیا تھا کہ کچھ کم یا زیادہ دو برس ہوئے وہ بیت اللحم میں پیدا ہو گیا ہے اوغشٹش قیصر نے جب یہ واقعہ مجوسیوں سے سنا تو اسنے ہیرودس سے دریافت کیا ہیرودس نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور بیت اللحم کے لڑکوں کو قتل کرانا شروع کیا یوسف نجات بحکم الہی اس سے پہلے معہ عیسیٰ اور انکی ماں مریم کے مصر کو چلا گیا تھا اور وہیں بارہ برس تک ٹھہرا رہا اسی اثناء میں حضرت مسیح کے کرامات ظاہر ہو چلیں۔ پھر جب ہیرودس مر گیا جو مسیح کے

بیت اللحم یو دیا کے شہروں میں بہت چھوٹا اور کم حیثیت کا شہر ہے بیت المقدس سے جنوب کے طرف چھ میل کے فاصلہ پر ہے مگر بوجہ ولادت مسیح یو دیا کے کل شہروں سے زیادہ محترم ہے عیسائی اس شہر میں بطور حج کے جاتے ہیں اور وہاں کے مجاہد مسیح کی پیدائش کی جگہ اور ایک عہد دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے تو اسی عہد میں رکھے گئے تھے۔ والد علم سے جس لفظ کا ترجمہ اس مقام پر مجوسی کیا ہے انگریزی ترجمہ میں وہاں پر ہیریمین کا لفظ ہے جسکے معنی دانا آدمی کے ہیں اور وہی لفظ ہی جی ہے جس سے مجنبن نکلا ہے مگر حقیقت وہ لوگ جو آئے تھے وہ مجوسی نہ تھے بلکہ قدیم حکما کے فرد سے تھے جو حکمت و نجوم و ہیبت میں کامل اور اپنے مذہب میں مقتدا اور شیوا گئے جاتے تھے۔

قتل کے فکریں تھا تو بالہام خدا یوسف معہ عیسیٰ اور مریم کے ایلیا کو واپس آیا۔ غسر ض
اس طرح خداوند کی یہ پیشین گوئی جو اشعیا بنی کی معرفت ہوئی تھی کہ میں نے تجھ کو مصر سے بلایا ہے پوری ہوئی
یعقوب بن یوسف بخار کی کتاب میں لکھا ہے کہ جب یوسف بخار بخیاں اخفاء و راز پر و سلم
سے نکل کر چلا تو اثناء راہ میں درد اٹھا۔ قریہ بیت اللحم میں پہنچ کر ایک غار میں وضع حمل کیا
اور لڑکے کا نام ایثوع رکھا جب یہ دو برس کے ہوئے تو پورب سے مجوسی آئے جیسا کہ
اوپر بیان کیا گیا ہے ہیرودس نے جناب مسیح کے خوف سے بیت اللحم کے لوگوں کو قتل کرانا
شروع کر دیا لیکن اس سے پہلے یوسف معہ عیسیٰ اور انکی ماں کے بالہام الہی مصر کو چلا گیا تھا
دو برس تک مصر میں رہا جب ہیرودس مر گیا تو فرشتے نے خواب میں ظاہر ہو کر واپسی کا حکم دیا
چنانچہ یوسف مصر سے مراجعت کر کے ناصرہ میں آٹھرا اور یہیں جناب مسیح سے خوارق عادت
مثل احياء موتی (مردوں کا زندہ کرنا) اور کوڑھیوں کا اچھا کرنا اور چڑیوں کا پیدا کرنا
ظاہر ہوئے لگیں۔ بعد ازاں یوحنا محمد (یعنی یحییٰ بن زکریا علیہ السلام) بیابان سے آئے
تو بہ کرنے کی منادی کی لوگوں کو دین کی طرف بولایا مسیح ناصرہ سے آئے اور یوحنا سے
اردن کے کنارہ ملاقات کی یوحنا نے انکو اصطباغ دہنسمہ دیا وہ اسوقت میں
تیس برس کے تھے بعد ازاں وہ بیابان کی طرف چلے گئے اور عبادت اور نماز و رہبانیت
میں مصروف ہوئے اور اپنے ان بارہ تلامذہ کو منتخب کیا۔ سمعان پطرس و شمعون پطرس
اندر اوس (اندریاہ) یعقوب بن زبیدی۔ یوحنا بن زبیدی۔ فیلیپس (فلیپ) برتولوماؤس
(برتھلی) توما (توماہ)۔ متی (متی) یاجہ۔ یعقوب بن خلفار (الغنی)۔ تداؤس (لجی عرف تہدی)
سمعان القسانی (شمعون الکنعانی) ہوڈالا اسخر لوطی (ہوڈالا اشکر یونی)
بعد چند سے ہیرودس صغیر نے یوحنا (یعنی یحییٰ بن زکریا) کو گرفتار کر کے قتل
کر ڈالا اور نابلس میں دفن کر دئے گئے اور مسیح نماز روزہ اور کل قربانیاں کی تعلیم دینے
لگے بعض اشیاء کو حلال اور بعض کو حرام کیا جب انپرانجیل نازل ہوئی اور ان سے

خوارق عادات اور معجزات ظاہر ہو چلے تب انکا ذکر اطراف و جوانب میں پھیل گیا اور اکثر بنی اسرائیل متابعت کرنے لگے۔ روساء یہود جو دنیاوی کٹافوتوں میں مبتلا ہو کر دینی امور کو چھوڑ بیٹھے تھے مسیح کے قتل کرنیکا باہم مشورہ کرنے لگے۔ مسیح نے اپنے حواریوں کو جمع کر کے سب کو رات بھر اپنے پاس رکھا اور اثنائے وعظ میں یہ فرمایا کہ بیشک تم میں سے بعض میرا انکار کرینگے قتل اسکے کہ مرعہ تین آوازیں دے اور تم میں سے ایک شخص مجھ کو کئی قیمت پر فروخت کر کے اس قیمت کو کھائینگا بعد ازاں تم سب مجھ سے جدا ہو جاؤ گے۔ یہودی چونکہ آپ کے تلاش میں تھے اتفاق سے شمعون جواری راہ میں بلگئے یہودیوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔ انھوں نے مسیح کی متابعت سے انکار کیا یہودیوں نے ان کو چھوڑ دیا بعد وہ یہوذا الاسخرلوٹی نے تیس درہم لیکر مسیح کا پتہ بنا کر اس مکان تک پہنچا دیا جہاں جناب موصوف شب کو رہتے تھے۔ یہودی ان کو گرفتار کر کے فلاطش بنعلی سپہ سالار قیصر کے پاس لگئے اور ایک گروہ کانہوں (مجاوروں) کا بلایا گیا اس نے کہا کہ یہ ہمارے دین کو برباد کرتا ہے اور ہمارے اسلاف کو بڑا کتا ہے اور حکومت و سلطنت کا مدعی ہے تم اسکو قتل کر ڈالو۔ فلاطش نے یہ سکر خاموشی اختیار کیا روساء یہود چلا کر کہنے لگے کہ اگر تو ہماری خواہش کے مطابق ایسوع کو نہ قتل کرے گا تو ہم اس کی اطلاع دربار قیصر میں کر دینگے فلاطش یہ سکر گھبرا گیا اور اس نے انکے قتل کا حکم دیدیا۔ عیسیٰ نے اس سے پہلے حواریوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ یہود کو میرے بارہ میں شبیہ واقع ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود نے ان کو اپنی دانست میں قتل کر ڈالا اور سولی دیدی۔ اور سات روز تک سولی پر رکھا جنابہ مریم روتی ہوئیں صلیب کے پاس آئیں عیسیٰ بھی وہاں آئے اور رونے کا سبب دریافت کیا مریم نے کہا کہ مجھ کو تمھاری حالت پر رونا آتا ہے عیسیٰ نے جواب دیا کہ ابد جل شانہ نے مجھ کو اٹھا لیا ہے مجھ کو مطلقاً مضرت نہیں پہنچی اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس میں

انکو سمجھ واقع ہو گیا ہے آپ میرے حواریوں سے فلاں مقام پر ملنے کو فرما دیجئے۔
چنانچہ حواریان مسیح مسیح سے مقام معینہ پر ملنے کو گئے آپ نے ان سب کو اطراف و
جوانب میں تبلیغ احکام الہی کے لئے مقرر فرمایا جیسا کہ پہلے مقرر کر چکے تھے علماء
نصارے کا یہ خیال ہے کہ حواریوں میں سے رومہ کی طرف پطرس کو روانہ کیا اور
تابعین میں سے پونس (پولوس) کو ان کے ہمراہ کر دیا اور ارض سودان و حبشہ
اور اس کے بمضافات میں متی باجدار کو اور اندر اس کو ارض بابل میں اور مشرق
توما کو اور ملک افریقیہ کی طرف فیلیپس کو اور افسوس قریہ اصحاب کھف اور یرولیم
میں یوحنا کو اور ممالک عرب و حجاز میں برتولوماوس کو اور سرزمین یرقہ و بربرہ
میں شمعون القنانی کو مقرر کیا۔

حواریان مسیح ابن اسحاق کتابہ کہ اس واقعہ کے بعد یہودیوں نے بقیہ
حواریوں کو ستانا شروع کیا اور ان کو ایذا پہونچانے لگے رفتہ رفتہ یہ خبر قیصر کے
کالوں تک پہونچی پہ سالار فلاطش نے بھی حضرت عیسیٰ کے معجزات اور حالات انکے
ساتھ یہودیوں کی شرارت اور کینہ اور یوحنا کے قتل کے واقعات لکھ بیٹھے
قیصر نے فلاطش کو اس فعل سے یہود کے باز رکھنے کی سخت تاکید کی غرض حواریین
مسیح ان ممالک کی طرف چلے گئے جنکے جانب مسیح نے انکو بھیجا تھا۔ پس بعض قوموں
نے ان کی تصدیق کی اور دین عیسوی میں داخل ہوئیں اور بعض دوسروں نے
ان کو جھٹلایا۔ یعقوب بن زبیدی رومہ میں گئے انکو غالبوس قیصر نے قتل کر ڈالا اور

اسے میرا خیال یہ ہے کہ حضرت مسیح نے صرف یہودیوں کو نصیحت کی اور یہودیوں کے سوا اور کسی کو نہیں بھیجا
اور بحالت حیات اپنے شاگردوں کو سوائے یہودیوں کے اور کسی کو نصیحت کرنے کو نہیں فرمایا جیسا کہ آیت ۱۹ اور ۲۰
باب ۱۵ اعمال اور آیت ۲۳ باب ۱۵ متی سے ثابت ہوتا ہے۔ لیکن بعد کو آپکے حواری اطراف و جوانب
میں گئے اور اکثر قومیں حضرت پر ایمان لائیں۔

شمعون کو قید کر دیا۔ پھر بعد چندے چھوڑ دیا تب وہ انطاکیہ کی طرف چلے گئے۔ بعد ازاں زمانہ فلودیش فیصر میں پھر رومہ میں آئے اکثر رومیوں نے انکی اتباع کی اور بعض میگمات تیاصرہ ان پر ایمان لائیں شمعون کے کہنے سے قدس شریف میں آئیں اور اس صلیب کی لکڑی کو جس پر مسیح کو صلیب دی گئی تھی مزید سے نکالا اور اس کو حریر وغیرہ میں لپیٹ کر رومہ لے گئیں۔

کتابت انجیل پطرس اور پولس جنکو مسیح نے رومہ کی طرف مبعوث کیا تھا وہ دونوں رومہ میں جا کر پتھرے اور دین عیسوی کی تعلیم دیتے رہے وہیں پطرس نے زبان رومہ میں انجیل لکھی اور اسکو اپنے شاگرد مرقس کی طرف منسوب کیا۔ اور بیت المقدس میں متی نے اپنی انجیل زبان عبرانی میں لکھی تو قانے انجیل رومہ میں لکھ کر اکابر روم کے پاس بھیجا اور یوحنا بن زبیدی نے رومہ میں تحریر کی۔

تدوین شریعت عیسوی بعد اسکے حواریوں اور انکے رسولوں کا ایک جلسہ میں ہوا اور انھوں نے باجماع و اتفاق اپنے دین کے لئے قوانین شریعیہ بنائے اور اسکو تنظیم و شاکر پطرس کی رائے سے مرتب کیا انکی کتب قدیمہ سے یہ کتابیں ہیں۔ تو ریت پانچ اسفار۔

پطرس نے پطرس حواری جنکو انگریزی میں سائمن کہتے ہیں ٹیڈا کے رہنے والے تھے سب سے پہلے مسیح پر ایمان لائے تھے اور پھر انھوں نے بسکے پہلے مسیح کا انکار کیا مسیح نے وقت اخیر برشلیم جاتے ہوئے پطرس سے کہا تھا اسے شیطان مجھ سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر ہے کیونکہ تو خدا کی نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کی فکر کرتا ہے اور پھر فرمایا تھا جو میرا انکار کرے گا میں اپنے باپ کے سامنے اسکا انکار کرونگا۔ چنانچہ انھوں نے وقت صلیب خوف جان یہود کے روبرو مسیح کی شاکردی سے تین بار انکار کیا جس پر ہے کہ بحالت موجودگی مسیح پطرس نے زیادتی کی بعد نفع مسیح پستخت مخالفت کی کہ برخلاف انکے حکم کے غیر متی اسرائیل کو ملت مسیح کا دعوت دی اور یہ بات بنائی کہ مجھ کو مکاشفہ ہوا ہے اور روح القدس نے ہدایت کی ہے چنانچہ اسی بنا پر اولاً کر نیلیا والوں کو عیسائی کیا (آیت ۱۱ باب دہم اعمال) اور یہ ایسی مخالفت تھی کہ اس سے غیر مختون کو حیرت ہوئی کہ غیر مختون پر بھی روح القدس کی بخشش ہوئی اسی روز سے غیر قوم بھی عیسائی ہونے لگی اور

کتاب یوشع بن نون - کتاب القضاة - کتاب راعوث کتاب بھوذا - اسفار الملوک
 (چار کتابیں) سفر تیتا میں سفر المقیاسین (تین کتابیں) کتاب غزیر الامام - کتاب اشیر
 کتاب قصہ ہامان کتاب ایوب الصدیق - مزامیر داؤد والنبی - کتب سلیمان ابن داؤد
 (پانچ) ہنوات الانبیاء الصغار والکبار (سولہ کتابیں) کتاب یسوع بن شارخ اور
 کتب جدیدہ یہ ہیں چارون انجیلیں - کتب القتالیقون (سات رسائل) کتاب بوس
 (چودہ رسائل) ایبرکسین (یعنی رسولوں کے قصص جسکو اچیلد کہتے ہیں) آٹھ کتابیں جن میں
 رسولوں کے اوامر و نواہی کا ذکر ہے کتاب انصارے الکبار بنام بطارقہ جو بلاد معینہ میں
 دین مسیحی کی تعلیم دے رہے تھے - جیسا کہ رومہ میں بطرس حواری تھے جنکو مسیح نے اسطرن
 روانہ کیا تھا اور بیت المقدس میں یعقوب شجار اور اسکندریہ میں مرقس شاگرد بطرس

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۳۲) اب تک یہی عمل خلاف انجیل عیسائیوں میں جاری ہے اور اسکے بانی ہی بطرس میں جب انکا
 حال ہے تو انکی انجیل کا کیا اعتبار رہا۔ یہ سنی کی انجیل میں اختلاف ہے اکثر علماء و متقدمین مسیحی کا یہ قول ہے کہ یہ انجیل عبرانی
 زبان میں لکھی گئی جو اب موجود نہیں۔ اور یونانی میں اسکا ترجمہ ہوا ہے اور علماء متاخرین مسیحی کا مختار قول یہ ہے کہ یہ انجیل
 عبرانی اور یونانی دونوں میں لکھی گئی مگر ہم لوگ یقین کرتے ہیں کہ یہ انجیل دراصل عبرانی میں لکھی گئی اور یہ یونانی انجیل اصل عبرانی کا
 ترجمہ ہے مگر ترجمہ کا حال معلوم نہیں کہ کون تھا اور کب اور کہاں اسکا ترجمہ ہوا۔ اس انجیل کی وقت تالیف میں بہت بڑا
 اختلاف ہے کوئی وقت معین اسکی تالیف کا نہیں معلوم ہوتا بہر کیف یہ سنہ ۳۷۰ یا ۳۸۰ یا ۳۹۰ یا ۴۰۰ یا
 ۴۱۰ یا ۴۲۰ عیسوی میں تالیف ہوئی۔ تاہم جو چوتھی صدی کے آخر میں تھا اور پروفیسر باٹر جرنی کہتا ہے کہ یہ انجیل سنی کی
 تصنیف سے نہیں علاوہ اسکے باب آیت ۹ (یسوع نے وہاں آگے بڑھ کر سنی نامی ایک شخص کو محمول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور
 اس سے کہا کہ میرے پیچھے بولے اور وہ اس کے پیچھے بولیا) خود گواہی دیتی ہے کہ یہ سنی کی تصنیف نہیں ہے۔

لوتھا ۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰ انجیل نالت پولوس کے شاگرد ہیں پولوس مقدس کا حال یہ ہے کہ وہ عروج واقع مسیح تک حضرت سے بڑی دشمنی رکھتا تھا
 اور لوگوں کو برخلاف برائی فتنہ کرتا تھا مگر بعد عروج واقع مسیح وہ اپنے پروردگار کے اور عیسائی بچے حواریوں کے جاہلان سپاہ رسنے
 اسکے شر سے بچنے کے فرض سے اسکو قبول کر لیا یہ شخص ایشیائی نہ تھا انے شریعت موسوی کو کلمتہ شادیا اور زمانہ حکم دیدیا کہ انکلا تا نون ربانی صفحہ ۳۳۲

اور برطانیہ (قسطنطنیہ) میں اندر ادس وغیرہ تھے۔

اس دین و مذہب کے مالک کو جو ان کے مراسم مذہبی کا قائم رکھنے والا ہوتا ہے بطریق کہتے ہیں وہی انکی ملت کا سردار مسیح کا خلیفہ مانا جاتا ہے وہی اپنے نائبین اور خلفاء کو اطراف و جوانب ممالک بعیدہ میں تعلیم دین مسیحی کے بیٹے روانہ کرتا ہے اور یہ لوگ اشقف یعنی بطریق کے نائب کہلاتے ہیں اور وہ عظیمین کو قیسیں اور متولی نماز کو جاتلیق اور مسجد کے منتظم کو شامٹہ اور تارک الدنیا کو جو خلوت میں بیٹھا ہوا عبادت کیا کرتا ہے راسب اور قاضی کو مطران کہتے ہیں ایک زمانہ مدید مصر میں کوئی اشقف نہیں رہا تا آنکہ وہیں نامی گیا رصواں اشقف اساقفہ اسکندریہ مصر میں آیا چونکہ اساقفہ بطریق کو آیا اور انیسویں اساقفہ کو آیا کہتے تھے اسوجہ سے اسم اب مشترک سمجھ کر تیز کے عرض سے بطریق اسکندریہ کیلئے بابا دپوپا کا اسم مختص کیا گیا اور وہ اسی نام سے مشہور ہوا بعد چند سے یہ لقب بطریق رومہ کو دیا گیا کیونکہ وہ رسول مسیح اور بڑے جواری پطرس کا مقام قیام تھا۔ چنانچہ رومہ کا بطریق اسوقت تک اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے پھر فلوڈیس قیصر کے مرنے کے بعد نیرون قیصر تخت نشین ہوا اس نے پطرسس (جو اریون کے سردار) اور پولس کو قتل کر ڈالا اور بچائے پطرس کے رومہ میں ارنوس کو مقرر کیا اور طرس انجیلی شاگرد پطرس جو اسکندریہ میں سات برس سے دعوت دین مسیحی

چونکہ کمزور اور بیفائدہ تھا اٹھ گیا آیت ۱۸ باب ۷ خط عبرانیان) اور پاکونکے لئے سب کچھ پاک ہے آیت ۱۴ باب چارم خطر و میان اور جو ناپاک جانتا ہے اسکو ناپاک ہے پس جبکہ اتنا و کایہ حال ہوا کے شاگردوں کا کیا پوچھنا ہے۔

یوحنا کے یوحنا زبیدی جواری کا زمانہ تصنیف انجیل بھی نہایت ابتر و مجہول ہے بلکہ آیت ۲۲ باب ۲۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے اسٹاڈن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا مدرسہ اسکندریہ کے طالب علم نے لکھی ہے اور ہارن صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ فرقہ الوجین نے جو دوسری صدی تھا اس انجیل اور تصانیف یوحنا سے انکار کیا ہے علاوہ ان کے جو عیسائیوں کے فرقے الوہیت مسیح کے منکر ہیں وہ سب ان کے منکر ہونگے اور اس کو محرف بتائیں گے کیونکہ اسی میں سئلہ ثلثیت ہے اور جناب موسیٰ کو چورا اور ڈاکو کہا ہے آیت ۱۱ باب انجیل

کر رہا تھا اس کو بھی قتل کر کے جینتا کو متعین کیا یہی حواریوں کے بعد سب سے پہلا بطریق ہوا ہے۔ نیزون ہی کے عہد حکومت میں یہود نے یعقوب نجار اسقف بیت المقدس پر وقعتہ حملہ کر کے عہد شکنی کی تھی اور صلیب کو ایک مزلیہ میں دفن کر دیا تھا یہی سلاو ماورقطنین نے اس کو نکالا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے نیزون نے یہ سب بجا کے یعقوب نجار کے اس کے چچا زاد بھائی شمعون بن کمافا کو بیت المقدس کا نائیب بطریق مقرر کیا اس کے بعد قیصرہ اس دین و ملت کے اختیار کرنے اور چھوڑنے میں مختلف الاحوال تا آنکہ قسطنطین بن قسطنطین بانی شہر قسطنطنیہ کا زمانہ آیا اور اسکی ماں ہیلا نے ۳۲۶ء میں جوگئے قسطنطین میں دین مسیحی اختیار کیا اور صلیب کے مقام پر آئی اور اس لکڑی کو دریافت کیا جس پر بزعم یہود مسیح مصلوب ہوئے تھے لوگوں نے بتلایا کہ صلیب فلاں مقام پر دفن ہے جہاں پر اندلوں شہر بھر کا کوڑا میللا۔ نجس چیزیں اور مردار جانور پھینکے جاتے ہیں ہیلا نے اس لکڑی کو نکلا کر وصلوایا اور عطریات سے معطر کر کے حریر اور زرد و زری کپڑوں میں لپیٹ کر اسی مقام پر نصب کرایا اور ایک کلیسہ بھی وہیں بنوایا اس خیال سے کہ یہیں مسیح کی قبر ہے اور وہی مقام اب تمامہ کے نام سے مشہور ہے اور اس سے مسیح بنی اسرائیل کو مہار کر کے یہ حکم دیا کہ صحرائیں جسپر قبہ ہے اور جو یہود کا قبلہ ہے شہر کا کوڑا اور میللا اور مردار جانور پھینکے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا تا آنکہ سیدنا عمرؓ نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد فتح بیت المقدس پاک و صاف کرایا۔ مورخین نے ولادت مسیح سے صلیب کے نکلنے کے زمانہ کو تین سو اٹھائیس برس میں محدود کیا ہے واللہ اعلم

عیسائیت میں تثلیث ایک مدت تک عیسائی اور انکے بطریق اور اساقفہ دین مسیحی قائم رکھنے پر اسی طرح قائم رہے جیسا کہ حواریوں نے تو انہیں وعقاید و احکام مذہبی مقرر کئے تھے بعد ازاں انکے عقاید میں اختلاف ہو گیا۔ اور شریعت و پابندی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۳۶) یمن، حالانکہ حواریان مسیح میں سے کوئی شخص اسکا قائل نہ تھا۔

احکام شرعی سے بالکل علیحدہ ہو کر تثلیث کے قائل ہو گئے حالانکہ حواریان مسیح اعیاناً بالہد
ایسے نہ تھے اور نہ اس غلطی کا مسیح کا کلام ظاہری ہے کیونکہ عیسائیوں نے اسکی
تاویل نہ کی اور نہ انکو اسکی فہم معانی پر وقوف ہوا مثلاً بزعم عیسائی مسیح نے وقت
صلیب کھاتھا کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کے پاس جاتا ہوں یا یہ کہا تھا کہ تم لوگ
ایسی ایسی نیکیاں کرو تاکہ اپنے آسمانی باپ کے بیٹے بنو۔ یا یہ کہ انجیل میں بحق مسیح
ابن الوحید (اکلوتا بیٹا) کہا گیا ہے جس بنا پر شمعون نے مسیح کو ابن الہد حقیقتہ مان لیا
پس جبکہ ظاہری الفاظ سے ابوت مان لی گئی تو عیسائیوں نے یہ گمان کیا کہ عیسیٰ ابن
مریم قدیمی باپ سے پیدا ہوئے ہیں اور اسکا اتصال مریم کے ساتھ ایک روح کے
ذریعہ سے ہوا ہے جو کہ جسد مسیح میں حلول کر گئی تھی پس مجموعہ جسد اور روح کا بیٹا
ہوا اور وہ ناسوت کلی قدیم ازلی ہے اور مریم سے الہ ازلی پیدا ہوا قتل و صلیب جسم
پر واقع ہوا ہے اور ان دونوں کو وہ ناسوت اور لاہوت سے تعبیر کرتے ہیں ایک
یک عیسائی اسی عقیدہ کے معتقد رہے بعد چندے انہیں اختلاف پیدا ہو گیا اور نہرانیوں

سہ عیسائی مورخ اس قائل ہیں کہ شروع سے اصلی عیسائی تثلیث کے قائل چلے آتے ہیں اور باپ اور بیٹے اور
روح القدس تینوں کو خدا مانتے رہے اور اب تک اس فرقہ کو کیتھولک کہتے ہیں یعنی عام مذہب لیکن مسلمان مورخ دیکھ
مخالف ہیں وہ کہتے ہیں تھا وہ عیسائی خدا کی وحدت کے قائل تھے۔ تثلیث کا مسئلہ تیسری یا چوتھی صدی میں رواج پذیر
ہوا ہے مگر میرے نزدیک پہلی ہی صدی سے حضرت مسیح کے باب میں اختلاف شروع ہوا ہے گو اسکا اثر اس وقت
کچھ نہ ہوا ہو کیونکہ انکی پیدائش اور خلقت ایسی ہی تھی جس سے اختلاف کا ہونا ضروری تھا جو شخص انکی ظاہری صورت
دیکھتا تھا وہ یقین کرتا تھا کہ وہ انسان اور رسول الہد ابن مریم ہیں اور جو یہ خیال کرتا تھا کہ بلا سبب ظاہری
پیدا ہوئے ہیں اور مردہ کو زندہ کرتے ہیں تو وہ یہ کہہ اٹھا کہ یہ الہد اور ابن الہد ہیں اگرچہ عیسائی بھی اسکے
قائل ہیں کہ پہلی صدی میں عیسائیوں کا ایک فرقہ تھا جو مسیح کو نہ حقیقتاً انسان جانتا تھا بلکہ خدا کا بیٹا
روح الہد اور پیغمبر یعنی رسول الہد کہتا تھا اسمعیل ابو الفدائے اس فرقہ کا نام تاریخ میں مانا نہ لکھا تھا۔

طرح طرح کی بدعات ظاہر ہونے لگیں اور ان کے اقوال کفریہ یوں مایوسا بڑھتے گئے
 از انجملہ ابن ولقیان بہت ہی سخت اور تند مزاج تھا۔ اساقفہ اور بطارقہ مقلدین سے
 ان خیالات کو دفع کرتے رہے تا آنکہ یونین سمیصانی بطریق انطاکیہ بعد زمانہ حکومت انطوڈیس
 قیصر ظاہر ہو کر خدا سے یکتا کی وحدانیت کا قائل ہوا اور اس نے کلمہ اور روح کا انکار کیا
 ایک گروہ نے اس کی مخالفت کی جب وہ مر گیا تو اساقفہ نے پھر اپنے قول کی طرف رجوع
 کر لیا اور اس کے مذہب کو چھوڑ کر اسی تذبذب کی حالت میں زمانہ قسطنطین بن قسطنطن
 تک رہے اس کے عہد حکومت میں اسکندروں (الگڈنڈرم) اسکندریہ کا بطریق تھا اور
 اریوش (ابریس) اسی گرجے کا ایک عمدہ دار (اسقف) تھا وہ اس بات کا قائل تھا کہ
 بیٹا باپ سے بالکل جدا ہے بلکہ وہ خدا کی مخلوقات میں سے ہے اور حادث ہے اور
 اس نے ازلی باپ کے سپردگی سے خلق کو پیدا کیا ہے اسلئے باپ ازلی علت اول اور ازلی
 ہے اور بیٹا اصلیت اور وجہ میں اس سے کمتر اور حادث ہے اور اسی کے ذریعہ سے بیٹے نے
 تمام دنیا کو پیدا کیا ہے اسکندروس نے اس کی اس رائے سے مخالفت کی اور ایک کشتی خط

لے تہنشاہ قسطنطین (کاسٹینٹین) چوتھی صدی عیسوی میں ہوا ہے اور اس کے پہلے سے عیسائیت میں جھگڑے
 پھیل چکے تھے چنانچہ پہلی صدی میں عیسائیوں کا ایک فرقہ مسیح کی الوہیت کا قائل نہ تھا بلکہ وہ انکو خدا کا بیٹا مانتا
 اور الوہیت کے احکام کی پابندی کرتا تھا اور فرقے عیسائی مورخ کے قول کے موافق تثلیث کے قائل تھے مگر پہلے فرقہ وہ
 اس صدی میں کیا بلکہ دوسری صدی تک گرجے سے علیحدہ نہیں گئے۔ دوسری صدی میں ایک فرقہ نظاہین کے نام سے
 مشہور ہوا مگر حقیقت کسی خاص فرقہ کا نام نہ تھا بلکہ جنکو یونانی عیسائی رکھنے تھے انکو یہودی حقارت سے نظاہین یعنی نادری
 یا نصرانی کہتے تھے یہ فرقہ مسیح کو روح اٹھ اور کنواری کے بیٹے سے پیدا ہونیکا یقین کرتا تھا اور شریعت موسوی کے
 احکام کو ایک حدالی حالت پر بحال لاتا تھا اسی صدی میں ایک اور فرقہ لوائی اٹس سمرناہ الکا اور کیپ سیلیبس کا یہو تھا
 پہلا فرقہ اس بات کا قائل تھا کہ خدا واحد ہے جو پاک کہلاتا ہے وہ ایک دی میں جو عیسیٰ اور بیٹا پکارا جاتا ہے حمل کر گیا
 اور دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ خدا کی الوہیت کا ایک حصہ جدا ہو کر انسان یعنی خدا کے بیٹے عیسیٰ میں آطا اور روح القدس کا لقب

اطراف و جوانب کے اساتذہ کو لکھ بھجوا ان لوگوں نے قیصر قسطنطین کو اس کا سربراہ کار
مقرر کیا چنانچہ اس کے حکم سے ۱۹ جولائی قیصری مطابق ۳۲۵ء میں ایک کونسل
منعقد ہوئی و وزیر از ممالک سے علماء مسیحی بحث و مناظرہ کے لئے آئے۔ اس کونسل میں
اریوش کی رائے روکی گئی اور اسکندروس کی اس رائے کو کہ بٹیا عیسیٰ، باپ کی
اصلیت کے برابر ہے قیصر قسطنطین نے تسلیم کر کے اریوش کی تکفیر کی اجازت دیدی اور
اسکو گرجے میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔ اسکندروس کی خواہش کے مطابق بموجودگی
روہنہ راتین سو چالیس عمدہ داران گرجا کے ایک محضر لکھا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ کل
عیسائی اس کو کونسل کے ٹھہرائے ہوئے اعتقاد کے معتقد ہوں۔

یہ کونسل شہر نیقیہ (نیس) میں منعقد ہوئی تھی اسی وجہ سے اس کو مجمع نیقیہ
کہتے ہیں اس کونسل کے صدر کچن اسکندروس بطریق اسکندریہ اور اسطانس بطریق
انطاکیہ اور فقاریوس اسقف بیت المقدس تھے۔ سلطوس بطریق روم و خود نہیں آیا تھا
اس نے اپنی طرف سے نیابتاً ایک قیس کو بھیجا تھا قیصر قسطنطین اسکندروس کی
اس کارروائی سے بہت خوش ہوا اور اپنی خوشنودی اس طور سے ظاہر کی کہ اسکو

دلیقہ (۷ صفر ۳۳۳ کا) ایک یسائی جزو ہے۔ تیسری صدی میں ایک جدید فرقہ پیدا ہوا جو یس کی پروردی کرتا تھا اسکا یہ
اعتقاد تھا کہ عیسیٰ کے پیدا ہونے سے پہلے اسکا خدا کے سوا کچھ وجود نہ تھا مگر جب عیسیٰ پیدا ہوئے تو ایک روح خود
خدا سے نکل کر انیس آملی پس وہ ایک جزو خدا کی ہو گئی اس صدی میں ایک اور فرقہ ہوا جو یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ
بٹیا اور روح القدس خدا میں اس طرح تھے جیسے انسان میں عقل اور قوت محرکہ عیسیٰ صرف آدمی پیدا ہوئے تھے
مگر ان میں باپ کی دانائی اور ترائی تھی اس سبب سے ممکن ہے کہ عیسیٰ کو خدا کہہ سکیں۔ غرض کہ ان تینوں صدیوں
میں تثلیث کے باب میں کوئی تصفیہ نہیں ہوا تھا اس وجہ سے چوتھی صدی کے اول میں بہت جھگڑا ہوا اور الگ الگ
بٹیا اسکندریہ اور اریوش جو اس گرجے کا عمدہ دار تھا باہم ایک دوسرے کے اسباب میں مخالف ہو گئے اور اسی فیصلہ
کے لئے ۳۲۵ء میں شہنشاہ کانٹیس میں نے مقام نیس واقع بنیہا میں ایک کونسل منعقد ہونے کا حکم دیا۔

اپنی ایک انگوٹھی اور ایک تلو اور رحمت کی۔

وہ عقیدہ متفقہ جو اس کونسل میں قرار پایا تھا جس کے بدولت ارپوش
گریجے سے نہیں بلکہ شہر سے نکالا گیا تھا اور جسکو عبد الکریم شہرستانی نے اپنی کتاب
مل و نخل میں اور ابن عمید مورخ نصارے نے نقل کیا ہے یہ ہے۔ فی من
یا اللہ الواحد الاحد الاب مالک کل شیء و صانع مایری و مالا
یدی و بالابن الوحید الیشوع المسیح ابن اللہ ذکر الخلاق کلہا
ولیس بمصنوع الہ حق من جوہل بیہ الذی بیدلہ اتقنت العوالم
و کل شی الذی من اجلنا و من اجل خلاصنا بعث العوالم و کل شی الذی
نزل من السماء و تجسد من روح القدس و ولد من مریم البتول
و صلبت ایام فلاطوس و دفن ثم قام فی الیوم الثالث و صعد
الی السماء و جلس علی عہد ابیہ و وہو مستعد للیحی قارۃ اخری
بالفضاء بین الاحیاء و الاموات و لو من بروح الواحد روح
الحق الذی یمخرج من ابیہ و یعمود یہ و احدۃ نعقران مخطایا
و بجماعتہ قد سیہ جائلیقۃ و بقیام ابد انتا بالحوالات
الدایمۃ ابیہ لابدین۔

ترجمہ ایمان لاتے ہیں ہم ایسے اللہ پر جو اکیلا یکتا باپ ہے مالک ہے ہر شے کا اور بنانے والا
ہے ان چیزوں کا جو دیکھی جاتی ہیں اور اس کا جو نہیں دیکھی جاتیں اور ایمان لاتے ہیں ہم
ایکلو تے بیٹے ایسوع مسیح خدا کے بیٹے پر جو کل خلائق سے بہتر ہے اور مصنوع نہیں ہے۔ سچا خدا سے
پیدا ہوا ہے اپنے باپ کے جو ہر سے جس کے قبضہ میں سارا عالم اور کل چیزیں ہیں۔ یہ وہ ہے جس نے
ہمارے لئے اور ہمارے نجات کے لئے عالم اور ہر چیزوں کو پیدا کیا۔ وہ ایسا ہے کہ اس نے
آسمان سے نزل فرمایا اور مجسم ہو اور روح القدس سے اور پیدا ہوا مریم بتول کے لطن سے اور زمانہ

فلاطوس میں صلیب پر چڑھایا گیا اور دن کر دیا گیا۔ پھر تیسرے روز اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اپنے باپ کے دائیں جانب بیٹھا ہے اور وہ دوبارہ زندوں اور مردوں میں حکم کرے گا اور ان کے لئے ستعد ہے اور ایمان لاتے ہیں ہم ایک روح پر جو کہ حق ہے اپنے باپ سے نکلی ہے اور ایمان لاتے ہیں، ایک عمود پر صلیب پر واسطے بخشائیں گناہوں کے اور جماعت قدسیہ مسیحیہ جاتیلہ پر اور ایمان لاتے ہیں ہم، اپنے بدلوں کے قایم رہنے پر بذریعہ حیات دائمہ ابدالاباد کے لئے۔

یہ پہلا کونسل تھا اس کو جلسہ نیقیہ کہتے ہیں۔ اس سے اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حشر اجساد کے قابل تھے حالانکہ اب انصارے اس کے مخالف ہیں اور وہ لوگ بالاتفاق حشر ارواح کے معتقد ہیں اور اس عقیدہ کو وہ امانت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کے ساتھ شرعی قوانین بھی وضع کئے گئے تھے اور وہ اس کو ہمایوں کہتے تھے۔

اسکندر روس بطریق اس کونسل کے پانچ مہینہ بعد مر گیا اور جب ہلانہ مادر قسطنطین نے کلیسے بنوائے اور خود بادشاہ نے اس مذہب کو عزیز سمجھ کر دوبارہ اساقفہ کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ تو اوشانیوش بطریق قسطنطینہ نے صورت میں ایک کونسل منعقد کی اس کونسل میں اثنا عشر بطریق اسکندریہ بھی شریک تھا۔ اوشانیوش وہ شخص ہے جسکو اسکندر روس نے کلیسہ اسکندریہ سے اریوش کے ساتھ علیحدہ کیا تھا اور اسکے وجہ سے نیقیہ کا کونسل ہوا تھا اور کتاب الامانت لکھی گئی تھی۔ اس وقت اریوش اپنے مخالفت کی وجہ سے معہ اوشانیوش کے کلیسہ سے باہر کیا گیا اور دونوں ملعون ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن بعد چند سے اوشانیوش نے دربار قیصری میں حاضر ہو کر اریوش اور اس کے عقائد سے برات و بیزاری ظاہر کی قیصر قسطنطین نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اسکو قسطنطینہ کے گرجے کا بطریق بنا دیا۔

جب یہ دوسرا کونسل صورت میں ہوا اور انہیں اوشانیوش بھی تھا جو عقائد اریوش کی

تائید کر رہا تھا۔ اوشانیوش بطریق قسطنطنیہ نے اثنائش بطریق اسکندریہ کو عقائد
 اریوش میں بحث کرنے کی اجازت دی۔ اوشانیوش نے کہا کہ اریوش کا یہ خیال نہیں ہے
 کہ مسیح نے عالم کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ اس امر کا قائل ہے کہ وہ کلمتہ اللہ میں جس سے
 وہ بغیر کسی ذریعہ کے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ انجیل میں آیا ہے۔ اثنائش بطریق اسکندریہ
 نے کہا کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹیا مخلوق ہے اور وہ بغیر باپ کے پیدا کیا
 گیا ہے اور جب وہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے تو باپ نے گویا کسی کو پیدا نہیں کیا اور جب
 اس نے کسی کو پیدا نہیں کیا تو وہ اپنے کام میں دوسرے سے مدد کا خواہاں ہوا
 اور فاعل بغیرہ محتاج نہوا اس متمم کا۔ حالانکہ وہ فی حد ذاتہ خالق ہے اور
 اللہ سبحانہ تعالیٰ اس سے منترہ و بری ہے اور اگر اریوش نے یہ خیال کیا ہے کہ باپ
 تیار کے نکون کا قصد کرتا ہے لیکن تنہا اس کی نکون نہیں کرتا ہے تو اس نے بیٹے کا فعل
 کامل اور تام ٹھہرایا کیونکہ باپ کی صرف مشیت اور نہ ہریش ہوتی ہے اور بیٹا اسکو اختراع اور پیدا کرتا ہے
 پس اس معنی سے بیٹے کا فعل کامل اور باپ کا ناقص ہوا اور اسکا بطلان یہی ہے۔
 اس تقریر سے اریوش کا عقیدہ باطل ہو گیا لوگ اریوش کو مارنے لگے۔ لیکن قسطنطین
 کے ہمیشہ زادہ نے اسکو بچا لیا تاہم وہ گرجے میں داخل ہونے سے روک دیا گیا
 اس واقعہ کے دو برس کے بعد جب اوشانیوش مر گیا اور باوجود مخالفت کی رفتہ رفتہ
 عقاید نے ترقی کی تو اس کے متقلدین قیصر قسطنطنیہ کی خدمت میں مجتمع ہوئے اریوش
 کے عقاید کی خوبیاں بیان کیں اور یہ ظاہر کیا کہ نیقیہ کے کونسل نے اریوش پر
 سخت ظلم کیا تھا اور اس پر عید زیادتیاں کیں اور راجت سے اس کتنے میں علیحدہ ہو گئے
 کہ یہ باپ جو ہریتا میں ٹھیکساوی ہے۔ اس بحث و تقریر سے قیصر قسطنطنیہ عقیدہ
 اریوش کا پابند ہوا چاہتا تھا لیکن کیرائش (بیت المقدس کے گرجے کے ایک عہدہ دار)
 نے ایک طوفانی خط لکھا اور اریوش کے خیالات کی پابندی سے طر آیا اور گرجے میں

نہ داخل ہو سنے۔ سینے کی دھکی دھی جس سے قیصر نے مقلدین اریوٹس کے کہنے پر
التفات نہ کی۔ اس کے بعد ملوک قیصرہ مختلف الاحول رہے کبھی کوئی کونسل کی
اعتقد کی ایجاد کی ہوئی رائے کا پابند ہوتا تھا اور گاہے کوئی اریوٹس کی رائے پر
عمل کرتا تھا اور ان دو گروہوں کا غلبہ ایک دوسرے پر قیصر کے میلان طبیعت سے
ہوتا تھا۔ بعض قیصرہ انہیں ایسے بھی گذرے ہیں جو اپنے مخالفین کی سخت دشمن
ہونے سے اور انکی بجز و کندی اپنے عقاید پر لایا چاہتے تھے اور کم ایسے قیصرہ ہوں
ہیں جو ان دونوں گروہوں سے متعزز نہ ہوئے ہوں اور ان دونوں کو بحال اپنے
اپنے مذہب پر چھوڑ دیا ہو۔

اس کے بعد ۱۲۵۶ء میں ایک اور کونسل مقام قسطنطنیہ میں اس غرض سے
منعقد ہوا کہ مقدونیوس اور سیلیوس کے اس کلام پر غور کرے "جس میں مسیح کا بغیر ناسوت
کے ہے اور لاموت سنے اسکو اس نے مستغنی کر دیا ہے اس استدلال سے کہ آیل میں
واقع ہوا ہے کہ کلمہ لحم ہو گیا۔ اور یہ نہیں کہا گیا۔ کہ کلمہ انسان ہو گیا۔ ان دونوں نے
باپ بیٹے کو ایک دوسرے سے افضل مان لیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ باپ قوت اور
جو ہریت میں غیر محدود ہے اس کونسل نے اس عقیدہ کی بطلان کا اشتہار اور
مقدونیوس اور سیلیوس کی تکفیر کا فتویٰ دیدیا اور مجمع نیقیہ کے متفقہ عقیدہ میں
نؤمن بروح القدس المتقی من الاب۔ اور پڑھا کہ یہ شہر کر دیا کہ اب جو اس
عقیدہ میں کچھ گٹھائے یا پڑھائے وہ ملعون سمجھا جائیگا اور گرجے میں داخل ہونے یا ایسا
پھر اس کونسل کے چالیس برس کے بعد نسطوریوں بطریق قسطنطنیہ کے

نے میں سمجھتا ہوں کہ مورخ علامہ نے عیسائیوں کے تفریق و تعدد و فرق و فرقوں کو بلا لحاظ ترتیب ذکر کیا ہے
کیونکہ پہلی کونسل جسکو جالبہ نیقیہ سے قبیر کرنا ہے وہ چوتھی صدی میں ہوا تھا اور یہ واقعہ تیسری صدی کا ہے
پھر حال عیسائی مذہب میں جو کچھ تغیرات واقع ہوئے ہیں وہ قابل ملاحظہ ہیں

کلام پر غور کرنے کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ نسطور یوس بطریق قسطنطنیہ کہتا تھا کہ مریم کے بطن سے خدا نہیں پیدا ہوا بلکہ انسان پیدا ہوا ہے یاں وہ مشیت میں خدا کے ساتھ متھی ہو گیا ہے نہ کہ ذات میں اور وہ حقیقت خدا نہیں ہے بلکہ خدا نے اسکو اپنے جانب سے خدائی رحمت فرمائی ہے۔ یہ رائے جسکو نسطور یوس نے ظاہر کیا وہ دراصل ناودوس اسقف اور دیوڈوس اسقف کا عقیدہ تھا ان کے عقاید میں یہ بھی تھا کہ مریم سے جو پیدا ہوا ہے وہ مسیح اور باپ سے جو پیدا ہوا ہے وہ ابن ازلی ہے اور ابن ازلی مسیح محدث میں حلول کر گیا پس بذریعہ عطا و کرامت کے مسیح ابن اللہ کہا گیا اور ان دونوں میں مشیت اور ارادہ کی وجہ سے اتحاد ہوا ہے اس عقیدہ والوں نے گویا اللہ تعالیٰ کے لئے دو بیٹے ٹھہرائے ایک جو ابن ازلی اور دوسرا مسیح محدث۔

نسطور یوس کے اس عقیدہ کی خبر کرس بطریق اسکندریہ کو پہنچی اسنے کلیمس بطریق رومہ اور یوحنا بطریق انطاکیہ اور یونانوس اسقفناپروشلیم کو بھیجا پھر ان سبھوں نے متفق ہو کر نسطور یوس کو ایک مراسلہ بھیجا اور دلائل سے اسکو معقول کرنا چاہا نسطور یوس نے نہ انکے مراسلہ کا جواب دیا اور نہ اس نے اپنے قول سے رجوع کیا اسوجہ سے انھوں نے شہر انیس میں دوسو گرجوں کے عمدہ داروں کو مجتمع کر کے اس عقیدہ کو باطل ٹھہرایا اور نسطور یوس کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ چونکہ یوحنا بطریق انطاکیہ کا انتظار اس کونسل نے نہیں کیا تھا اور اس کے غلبہ میں یہ رائے پھرتی گئی تھی اس وجہ سے اس نے انکی مخالفت کی اور نسطور یوس کے عقیدہ کی تائید کرنے لگا۔ بعد چند سے باو والوس نے ان سبھوں میں صلح کرا دی اور یہ سب نسطور یوس کی رائے سے متفق ہو گئے۔ لیکن پھر جب مشرقی گرجوں کے عمدہ داروں نے اپنے عقاید لکھ کر کرس کے پاس بھیجے تو اس نے انکو منظور و پسند کر لیا اور نسطور یوس کو صید مصر کی طرف نکال دیا۔ وہ اجمیم میں جا کر ٹھہر گیا اور وہیں سات برس کے بعد مر گیا

اس کے عقاید عیسائیان مشرق اور فارس عراق جزیرہ۔ موصول میں فرات تک شایع ہو گئے
 مسبقی الذکر کونسل کے بعد شہر خلقد و نیہ میں ایک اور جلسہ منعقد ہوا جس میں
 چھ سو چونتیس عمدہ داران گرجا شامل تھے یہ جلسہ اس غرض سے منعقد ہوا تھا کہ ویسٹورس
 بطریق اسکندریہ کے عقاید پر غور کرے۔ ویسٹورس بطریق اسکندریہ کتا تھا کہ مسیح
 ایک جوہر مرکب میں دو جوہروں سے ایک اقنوم (اصل مادہ) میں جو بنائے گئے
 ہیں دو قوموں سے اور ایک طبیعت میں جو موجود ہوئی ہے دو طبیعتوں سے۔ اور ایک
 روح میں جو ناخود ہوئی ہے دو روحوں سے حالانکہ اس وقت کے روسا رملت عیسویوں
 دو جوہروں اور دو طبیعتوں اور دو روحوں اور ایک اقنوم (اصل مادہ) کے قائل
 نہ تھے ویسٹورس نے عام علماء کے عقاید سے اختلاف کیا اور بعض گرجوں کے عمدہ داروں کو
 اپنے خیالات سے آگاہ کر کے اس کے مخالفین پر سنت کا فتوے دیا۔ مرقیان قیصر
 چونکہ عام علماء اور پچھلے جلسوں کے متفقہ عقاید کا پابند تھا اس نے ویسٹورس
 کے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا۔ مگر عمدہ داران گرجا کے کہنے سے رک گیا اور ان کے
 اشارہ سے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں ویسٹورس بلایا گیا اور اس سے مناظرہ شروع
 ہوا اثناء مناظرہ میں ملکہ قیصر نے ویسٹورس کو اپنی طرف مخاطب کرنا چاہا چونکہ
 مناظرہ میں بید مصروف تھا اس نے اسکا جواب بے التفاتی سے دیا جس سے قیصر کو
 ملکہ نے برہم ہو کر اس کو ایک طمانچہ مارا۔ ملکہ قیصر کے مارنے ہی حاضرین جلسہ بھی
 ویسٹورس پر ٹوٹ پڑے اور اسکو مار کر نکال دیا بعد مرقیان قیصر نے اپنے مالک محروس
 میں ایک عام فرمان بھیج دیا کہ جلسہ خلقد و نیہ کا متفقہ عقیدہ نہایت صحیح اور واجب
 ہے جو اسکی مخالفت کریگا وہ مستوجب قتل سمجھا جائیگا۔
 ویسٹورس ہزار دولت و رسوائی جلسہ سے نکل کر قدس شریف اور سرزمین فلسطین
 طرف چلا گیا۔ جہاں جہاں یہ جاتا تھا لوگ اس سے نفرت کرتے تھے لیکن بعد چند

اس کی رائے نے شہرت پکڑ لی اور اس کے خیالات نے اس درجہ نشوونما پایا کہ اسکا ایک
جد آگاہ مذہب ہو گیا اہل مشر اور اسکندریہ کے لوگوں نے اکثر یہی مذہب اختیار کر لیا اس
مذہب والے یعقوبیہ کہلاتے ہیں۔

ابن عیند کہتا ہے کہ ویسٹورس کے مقلدین کو یعقوبیہ اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ویسٹورس کا
نام یعقوب بھی تھا اور یہ اپنے دشمنوں کو لکھا کرتا تھا۔ من المسکین المتقی یعقوب اور بوجھے کہتے
ہیں کہ اسکے شاگرد کا نام یعقوب تھا جس کے طرف یہ فرقہ منسوب کیا گیا ہے اور بعض دوسرے یہ لکھتے
ہیں کہ شاویرش بطریق انطاکیہ ویسٹورس کی رائے کا مقلد تھا اور شاویرش کے شاگرد کا نام
یعقوب تھا چونکہ شاویرش یعقوب کو اطراف و جوانب میں ویسٹورس کے ایجاد کئے ہوئے
عقیدہ کے سکھانے کو بھیجا تھا اس وجہ سے اس مذہب والے اس کے طرف منسوب
کر دئے گئے واہد اعظم۔

ابن عیند کہتا ہے کہ اسی کو نسل خلقہ و نوبہ کے بعد کلیسوں اور اس کے عہدہ داروں
میں جدائی ہو گئی اور وہ سب ان فرقوں یعقوبیہ، ملیکیہ، نسطوریہ کی طرف منقسم ہوئے۔
یعقوبیہ فرقہ وہ ہے جو ویسٹورس کے عقائد کا پابند ہے جسکو ہم نے بیان کیا ہے۔
ملکیہ وہ فرقہ ہے جو کو نسل نیقیہ اور خلقہ و نوبہ اور اس کے بعد کے جلسوں کے
متفقہ خیالات اور عقائد کی تقلید کرتا ہے اور اسی کے عام عیسائی مقلد ہیں۔
نسطوریہ تیسرے کو نسل والے ہیں جو نسطور پوس کا تابع ہے۔ اور یہ لوگ اکثر مشرقی
مالک میں ہیں۔

یعقوبیہ اور ملیکیہ فرقے قیصرہ کی میزبان اور ترک اور اختیار مذہب کے اعتبار
سے نشوونما اور ترقی و تہذیب کی حالت میں ہو جاتے ہیں۔

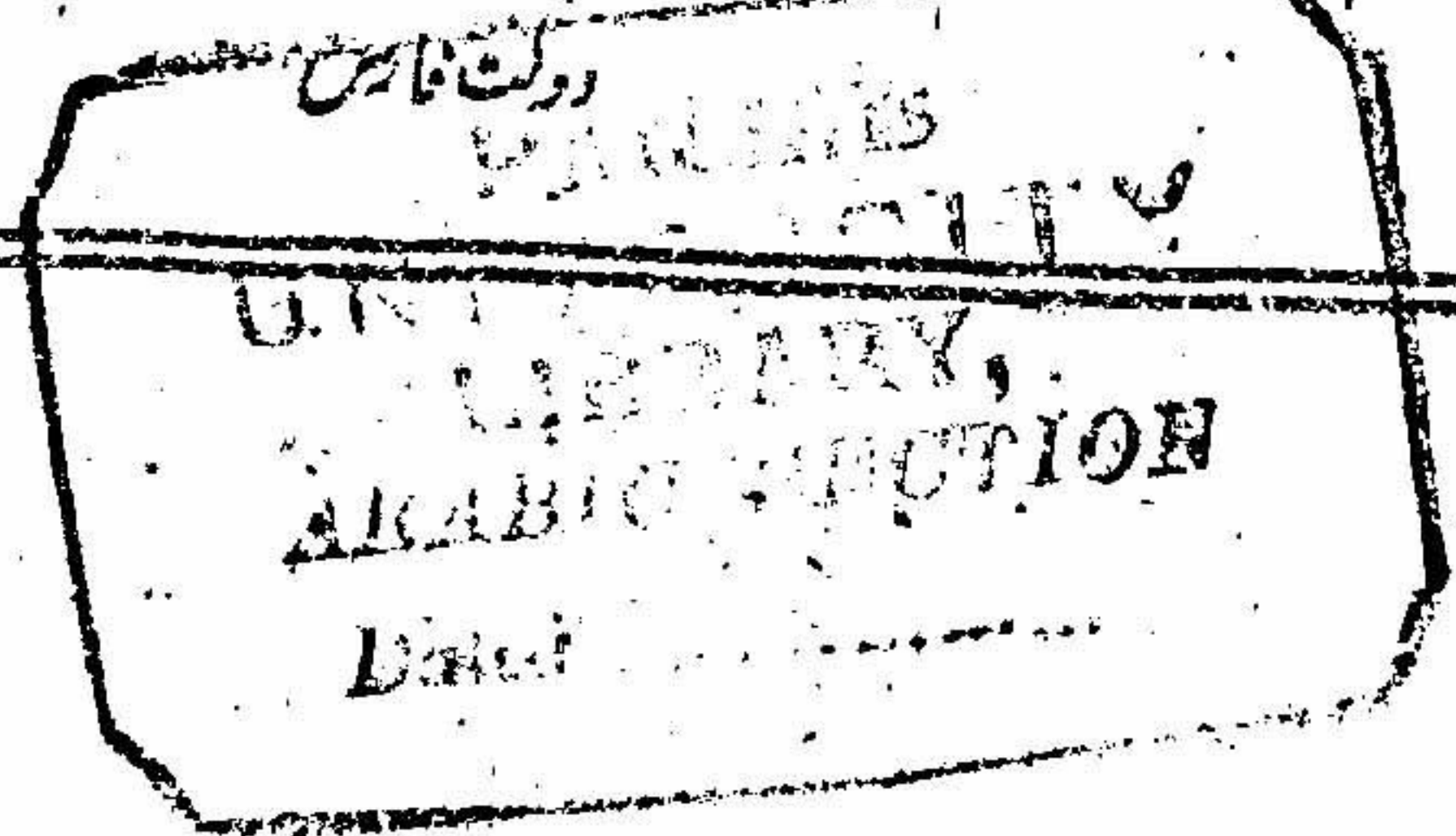
اس جلسہ کے ایک سو تیس یا ایک سو پچاس برس کے بعد مقام قسطنطنیہ زمانہ حکومت یوسٹینانوس
قیصر میں ایک جلسہ ہوا اس امر کے فیصلہ کے لئے کہ انیسویں (ایک گرجے کا عہدہ دار) تیناچ کا

قابل ہو گیا تھا اور حشر و نشر کا انکار کرتا تھا اور علامہ اس کے انقرا معیضہ رہا کہ
 گرجے کے اساقفہ اس کے قابل ہو گئے تھے کہ مسیح کا بسم مادی ہے فیصلہ اس کے
 فیصلہ کرنے کو قسطنطنیہ میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ بطریق قسطنطنیہ نے کہا کہ اگر مسیح کا دم مادی تھا
 تو وہ قابل قبول فنا ہے اور جو شخص فنا ہونے کے قابل ہے تو اس کا قول و فعل بھی ایسا ہی ہے۔ اس
 نے کہا کہ مسیح۔ مردوں میں سے اس غرض کے لئے اٹھیا کہ وہ لعنت اور قیامت کی سختی کرے اور جب
 یہ امر ثابت ہو گیا تو کوئی اس امر کا کئے مخالف ہو سکتا ہے۔ اہل مجمع سے اس کا جواب کچھ بن نہ پڑا
 مجبور ہو کر انھوں نے اس کی تکفیر کا فتویٰ دیدیا اور اس کو مستوجب لعنت قرار دیا اور اس کو بھی ملعون
 ٹھہرا دیا جو اس کے عقاید کی پابندی کرے غرض عیسائیوں کے فرقے باعتبار اصول کے انھیں
 تین گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

(مترجم) چونکہ عیسائی مذہب کے اختلافات جناب مسیح علیہ السلام کے رفت کے بعد ہی سے
 کچھ ایسے بڑھ گئے تھے کہ جنے کوئی اصلی اور سچی بات مفہوم نہ ہو سکتی تھی اور یہ وہ اختلافات تھے کہ جن کا
 اثر نجات بدی اور روحی زندگی پر پڑتا تھا اور ان اختلافات کا رفع ہونا بغیر اسکے کہ کوئی بدایتی منجانب
 اللہ یو غیر ممکن تھا اس لئے ۱۱۳۰ھ میں وہ نبی آخر الزماں ظاہر ہوا جس کا ذکر موسیٰ نے کیا اور جس کی خبر عیسیٰ نے
 دی اور جسے حضرت مریم کے تمام بیٹاؤں کو رفع اور یسود و نصاریٰ کے اختلافات کو دور کر کے کل عالم
 کے مذہبوں کو آجا لیا اور نہایت سچائی سے اللہ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ بتایا۔
 صحابہ صل وسلم علی النبی الامی سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین

ان علامہ مورخ کا یہ قول اور تقسیم باعتبار ان کے اصول کے ہے ورنہ ان ہر تین فرقوں میں بھی بہت اختلافات
 واقع ہوئے ہیں جسکے دیکھنے اور سننے سے معلوم ہوتا کہ یہ ایک علیحدہ فرقہ ہے۔ عیسائیوں میں کافر ہے کہ جو لوگ اللہ سے

تم الجزیر الاول من ترجمہ تاریخ ابن خلدون و بیئہ الجزیر الثانی انشاء اللہ تعالیٰ و اول اخبار



فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد اول

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۲۲	ترتیب کتاب	۱	نام تاریخ علامہ ابن خلدون کی
۲۳	عرب عاریہ	۱	مختصر سنواری
۲۵	قوم عاد	۱	نام و نسب و ولادت
۲۳	باغ ارم	۳	تعلیم و سفر
۲۵	ہود علیہ السلام	۳	قید اور رہائی
۲۵	قوم عاد اور ہود کا شجرۃ النسب	۵	سفر و سیاحت
۳۶	قوم ثمود	۵	تاریخ کی تالیف
۳۶	صلح علیہ علیہ السلام	۶	سفر اسکندریہ و حج کعبہ
۳۵	قوم ثمود اور صلح کا شجرۃ النسب	۷	انساب عالم
۳۵	عمالقہ	۹	اسلام کی اولاد
۳۶	شجرۃ النسب عمالقہ	۱۱	شجرۃ النسب بنی سام
۳۶	شعیب علیہ السلام	۱۲	یافث کی اولاد
۳۵	ابراہیم علیہ السلام	۱۳	شجرۃ النسب بنی یافث
۴۱	حریت باجرہ	۱۴	نام کی اولاد
۴۶	اسحاق علیہ السلام	۱۵	شجرۃ النسب بنی عام
۴۹	تفسیر کعبہ	۱۵	صلح علیہ السلام کا حلیہ
۸۲	علم قرآنی	۱۷	تاریخ عرب